جلد ۱ بابت ۲۰ جمادی الاولی سنہ ۱۳۲۱ھ نمبر اول

رسالہ ماہوار مسمی بہ

الاحسان

تصوف و اخلاق کے بیان میں

قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے باہتمام منہال احمد علوی حمیدی مالک و اڈیٹر رسالہ شائع ہوا

فہرست مضامین

مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد میں طبع ہوا

التماس

بحضور علماے کرام ومشایخ عالیمقام ورؤساے عظام وجملہ اہل اسلام خاکسار اویسی
الاحسان نہایت ادب سے آپ کے خدمات گرامی مین عرض پرداز ہے کہ یہہ امر بو[illegible]
طور سے ظاہر ہوگیا ہے کہ اس زمانہ مین کمالات متعلقہ اور علوم اسلامی بدرجۂ غایت
انحطاط پذیر ہین اور روز بروز تمام کمالات مٹتے جاتے ہین اور تمام علوم مندرس ہوتے جاتے ہین
اور اخلاقی زندگی کا خاتمہ ہوتا جاتا ہے خداپرستی اور خداشناسی اور محبت الٰہی اور
متابعت حضور رسالت پناہی کا شوق اور ذوق جسپر ہماری نجات ابدی اور سعادت
حقیقی اور حیات طیبہ اور انسانیت صادقہ کا دار و مدار ہے کالمعدوم ہو رہا ہے خدا اور
رسول کا خوف بالکل ہی باقی نہین رہا پھر اخلاص اور سچائی کہان سے پیدا ہو اسی کا
نتیجہ ہے کہ نہایت ضرررسان طور پر خواہش پرستی نفس پروری اور خودغرضی اور
بے قیدی عام ہو رہی ہے جس سے روزمرہ کے معاملات بھی ابتر ہوتے جاتے ہین
ہر طرح کا اعتبار اوٹھتا جاتا ہے یہہ ایسے روحانی اور متعدی امراض ہین جسکا نتیجہ عام
ہلاکت اور بربادی کے سوا کچھہ اور نہین پیدا ہو سکتا ہان ایسی حالت مین اگر کوئی کارگر
علاج اور تدبیر سمجھہ مین آتی ہی تو صرف یہی کہ احسان اور تصوف کے پاکیزہ خیالات
اور حضرات صوفیاے کرام کے اثرانداز حالات زندگی عام طور پر لوگون مین شایع
کئے جائین اور انہین مختلف طریقون سے اس جانب رغبت دلائی جائے - اور
مکارم اخلاق کی خوبیان اور معائب کی برائیان بہت شرح اور بسط کے ساتھہ
دکھلائی جائین اور جو غلط فہمی تصوف کے نسبت پھیلی ہوئی ہے وہ مٹائی جائے
بیشک گوش زدہ اثر پذیر دارو کا نتیجہ پیدا ہوگا اور سعید الفطرت نیک بخت اشخاص وہم
مین پڑکر گمراہ ہونے سے بچ نکلے السعی منی والاتمام من اللہ کی تعمیل ہو جائیگی انہی اسی غرض

مضمون افتتاحی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین علی آلہ واصحابہ اجمعین

اسمین کوئی شبہہ نہین کہ خداوند عالم اور عالمیان کی ذات ستودہ صفات تمام خوبیونسے آراستہ اور تمام برائیونسے پاک اور منزہ ہے اور اوسکے کمالات ذاتی اور صفاتی کا ثبوت ظاہراً اور باطناً ہر ایک چیز سے پیدا اور ہویدا ہے ؎ ہر گیاہیکہ از زمین روید + وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید
اقرار میکند دو جہان بریگانگیش + یکتا و پشت عالمیان بر درش دوتا + لیکن باوجود ایسے ظاہر اور باہر ہونیکے اپنی حقیقت اور ماہیت ذاتی کے اعتبار سے وہی ذات ایسی پوشیدہ ، اور لاکھوں ظلمانی اور نورانی پردوںمین چھپی ہوئی ہے کہ کسیکی مجال نہین جو ذات بحت کی ایک جھلک بھی دیکھ سکے اور اوسکے آستانہ جلال تک ایک لمحہ کے لئے بھی پہونچ سکے - لایدرکہٗ الابصار - ولایعلمہا الاہو
پھر کس زبان سے اور کن الفاظ مین اور کیونکر کوئی شخص اوسکی تعریف اور تحمید کا حق ادا کر سکتا ہے سچ اور بالکل سچ ہے کہ ؎ نور حیرت در شب اندیشہ اوصاف او + پس ہمایون مرغ عقل از آشیان انداختہ + اللہ اکبر جل جلالہ و جل شانہ ظاہر ہے تو ایسا ظاہر کہ ہر چیز سے ظاہر اور ہر چیز مین ظاہر ؎ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار + اور باطن ہے تو ایسا باطن کہ سرور کائنات اور خلاصۂ موجودات بھی ماعرفناک حق معرفتک فرما رہے ہین - سبحان اللہ ہو الظاہر و ہو الباطن -
پھر ایسے موقع پر بجز اعتراف عاجزی اور اقرار الحاندگی ہم جیسے ہیچمدانون اور کور چشمون سے

اَور کیا ہوسکتا ہے ۵ بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیرِ خویش + عذر بدرگاہ خدا آورد - ہان وہ اپنی ستائش آپ ہی کرسکتا ہے اور اوسکے صفات اور کمالات اوسی سے معلوم ہوسکتے ہین لایحیطون بشئی من علمہ اِلّا بما شاءَ لہذا خاصان خدا اسباب مین جو کچھ کہتے سنتے ہین فی الحقیقت اوسکے زبان سے اور اوسیکی تعلیم سے وما ینطق عن الھوا - اورہم بندگان اطاعت شعار تو انہین برگزیدگان الٰہی کے خوشہ چین وذلہ ربا ہین -

للمکاتب

مہر تابان ثبوتِ وحدتِ اوست ۔۔ عین ثابت نجومِ کثرتِ اوست

حسنِ ظاہر مرآۃِ صورتِ اوست ۔۔ نورِ باطن بدل حقیقتِ اوست

مال و ثروت نمود دولتِ اوست ۔۔ عیش باہم ز رنگِ عشرتِ اوست

جاہ و حشمت ظہور عظمتِ اوست ۔۔ ہمہ عزت جنابِ عزتِ اوست

مہر تابان بعرش رفعتِ اوست ۔۔ شان شاہان شعاعِ شوکتِ اوست

روئے خوبان بہار جلوتِ اوست ۔۔ حال عاشق ز رازِ خلوتِ اوست

جرم عصیان گناہِ غفلتِ من ۔۔ عفو و بخشش ز نورِ رحمتِ اوست

کے بعالم کہ سر ز او پیچم ۔۔ لیک اینہم کمالِ شفقتِ اوست

داد ہستی فنائے مطلق را ۔۔ این تماشہ عجیبِ قدرتِ اوست

تاج شاہی لباس عریانی ۔۔ شاہ و درویش را ز خلعتِ اوست

ذات پاکش اگرچہ پنہان است ۔۔ لیک ہر سو جمال جلوتِ اوست

من و احسان بلبلِ گریان + ۔۔ سوز و سازش بدرد فرقتِ اوست

جذب عشقش کجا بجاک من ۔۔ راست آن است ہمہ محبتِ اوست

رفت عمرم بکارِ ناکامے + ۔۔ اینچہ غفلت براہِ الفتِ اوست

من ندانم کہ ننگ و نامم چیست ۔۔ عقل و وہم و فہم فنا بوصلتِ اوست

من نہ بینم جمال حسن غیر	شرک سوزی جلال غیرت اوست
نقش بانع جہان رنگا رنگ	نقطۂ از نقاط صنعت اوست
خلق او را شمار و پایان نیست	ہمہ عالم یکے بہ خلقت اوست
ہمہ عمرم نہال خندان است	زانکہ دائم بہار وصلت اوست

نعت

سامعین صداے الست بربکم اور لبیک گویان قالو بلےکو خوب یاد ہوگا کہ یہہ معاہد
وعبودیت روز ازل مین جسطرح سے تمام موجودات اور مخلوقات سے لیا گیا و
سرگردہ آدمیان اور اشرف ترین مخلوقات سے جو درحقیقت تمام بنی نوع انسان
قایم مقام اور وکیل مختار دربار قدسی اور بارگاہ الوہیت مین تھے ایک میثاق
سلطان العالمین اور سید المرسلین کی اطاعت اور محبت کا لیا گیا اور اس میثا
تمام ملائکہ مقربین کی شہادت اور خود احکم الحکمین کی تصدیق بھی ہوئی۔ وھو ہذا۔
اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْ
وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَ
مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ ۝ اس قرارداد سے جو منزلت اور رفعت اور شان سیادت او
سید المرسلین اور سلطان العالمین کی ظاہر وثابت ہوتی ہے اوس سے بخوبی تمام نا
کہ فی الحقیقت مرتبہ احدیت کی تجلی اول حقیقت احمدیہ کے نام سے موسوم ہوئی
ما خلق اللہ نوری سے بھی ظاہر ہوتا ہے اور اسی اولیت سے اوسے خلعت یکتائی بہ
سے ۝ ذات پاکش مظہر کلی وحدت آمدہ ۞ زان سبب پیدا شد در دو جہان ہمتاے او
وہی ذات برگزیدہ صفات بد و فطرت مین خالق اور مخلوق کے درمیان برزخ اکبر قرا
اور بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا شور ہر حقیقت شناس کے زبان سے بیساختہ
پھر ایسے بلند شان سلطان دو جہان کی پوری پوری تعریف و توصیف سوا خالق

کون کرسکتا ہے لہذا اوسی سے پوچھ تو شان محمد پھر اوس سے پوچھنا اور جواب کا سنتا تو ہر شخص
کا کام نہین اسلئے اوسنے خود ہی اپنے محبوب کی شان اپنی صداقت شعار کلام پاک مین ظاہر
فرمادی اور ایسے ایسے پیارے القاب او خطابات سے یاد فرمایا جو آپ ہی کے لئے مخصوص
تھے کہین طٰہٰ لکہکر پکارا کہین یٰسین لکہکر یاد فرمایا۔ نور۔ شاہد۔ بشیر۔ نذیر۔ سراج منیر۔
رحمۃ للعالمین۔ رؤف الرحیم۔ خاتم النبین سب ہی کچھ تو کہا آپ کی گدڑی جو یاد آئی یاایہا
المزمل کہدیا۔ آپ کا مسکن جو پسند آیا لا اقسم بہذا البلد فرمادیا آپ کی متابعت اپنی محبت کی
علامت قراردی اور اسی مین عطائے محبوبیت کا وعدہ فرمایا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ۔ آپ کو مبعوث فرماکر ہمپر احسان رکہا اور صاف کہدیا لقد من اللہ علی المومنین اذ
بعث فیہم رسول من انفسہم وجہ بہی ظاہر کردی کہ یتلو علیہم ایتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ
وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۝ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم
بالمومنین رؤف الرحیم ۝ لاریب یہ اوسکا احسان ایسا زبردست احسان ہے جبکا شکریہ
قیامت تک ہم امتیان محمدی سے ادا نہین ہوسکتا کا اوس نے محمد سا ہمکو پیغمبر دیا جس نے
ہماری مردہ روحون کو زندگی تازہ بخشی اور ہمارے ظاہر اور باطن کو پاک وصاف کرکے اخلاق
طیبہ اور کمالات روحانیہ سے آراستہ پیراستہ کردیا ہم وحشی جانورون سے بہی بدتر تھے
ہم کو ملائکہ سے بہتر کردیا ہمارے قلب کی قساوت اور ظلمت پتھر سے بہی زیادہ بڑہی ہوئی
تہی اوسے موم سے زیادہ نرم بناکر آئینہ کردیا۔ دنیا کی دولت اور دین کی عزت کو کون
کہے خدا سے ملاکر محبوبیت تک ولادی پہر اب کیا باقی رہا روحی فداک یارسول اللہ ۝

مہ متابان پرتوے از عارض زیبای تو — نخل طوبی سایۂ از قامت بالاے تو
نور معنی در جمال تست پنہان جلوہ گر — حسن صورت نیز ظاہر ہست از سیمای تو
زانکہ بر پشت مبارک خاتم وحدت نشست — کلمۂ توحید باشد در جہان طغرائے تو
فتادہ از حسن ملیحت در جہان شوریدگی — وز دو چشم مست تو در میکدہ غوغاے تو

اے نہال حسن وخوبی تو بہار من توئی	تو گل خندان تری من بلبل شید اے تو

حضور سرورکائنات محبوب رب العالمین کے احسانات بھی تمام عالم پر عموماً اور ہم غلاموں پر خصوصاً اتنے ہین کہ ہمارا رونگٹا رونگٹا زیر بار ہے اور ہم کسیطرح سے اوسکا حق نہین ادا کر سکتے آپ سوتے جاگتے ہماری ہی فکر مین رہے اور کبھی کسی وقت نہ بھولے ہر حالت مین غمخواری فرمائی اور فلاح دارین کا راستہ دکھلایا ؎

یا رب تو کریمی و رسول تو کریم	صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم ✤

ایکطرف تو خدا کے انعام واکرام بے حد وبے شمار اور اوسکے محبوب کی نوازشات بے پایان ہین اور دوسرےطرف حکم ہوتا ہے کہ اِنَّ اللہ یحب الشاکرین ھل جزاء الاحسان الا الاحسان ۔ پھر آخر ٹھیک ہو تو کیونکر ہان بس ایک ہی صورت ہے اور وہ یہی ہے کہ اوسکی دی ہوئی نعمتون اور قوتون اور تعلیم کی قدر پہچانین اور انھین اپنے محل اور وقت پر صرف کرین اور اون سے وہی کام لین جو اونکے درجہ کے بالکل مناسب ہو اور اونھین رائیگان نجانے دین اور ضائع نہونے دین اور بیکار نرہنے دین اور ہر وقت اور ہر صورت مین عبودیت الٰہی اور متابعت حضور رسالت پناہی کا دل سے خیال رہے اور سوتے جاگتے چلتے پھرتے اوٹھتے بیٹھتے اس سے غفلت نہو تا کہ بطریق تنزل مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے اصول پر درماندگی اور عاجزی کے اعتراف کے ساتھ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کی بھی تعمیل ہوجائے انھین امور کے ظاہر کرنے اور عبودیت اور متابعت کے بہترین اور کاملترین اصول اور فروع اور اوسکے فوائد اور برکات اور نتایج پر بحث کرنے کے لئے اس عاجز نے یہ رسالہ نکالا ہے جو آج آپ کی خدمت مین پیش کیا جاتا ہے ۔

نام ونشان

یہہ عالم فی الحقیقت عالم اسماء اور عالم صفات ہے اور اسمین کسی چیز یا کسی حقیقت کا ظہور اور نمود بدون کسی وصف اور کسی نام کے نہین ہو سکتا ۔ جو شے اور جو حقیقت

جسقدر زیادہ مشہور و معروف اور ظاہر و باہر ہوتی ہے اوسکے صفات اور اسمار بھی اوسی قدر زیادہ و کثیر ہوتے ہین یہانتک کہ ایسے مقدس اور مبرہ اور منزہ گرامی ذات جو کسی نام و نشان سے مقید اور کسی وصف اور اسم سے متصف اور موسوم ہونے کی احتیاج نہین رکھتی اوسکا ظہور اور نمود بھی صفات اور اسماہی کے ساتھ ہوا اور کثرت ظہور اور نمود کے سبب سے بیشمار اور لاانتہا صفات سے متصف اور اسمون سے موسوم ہوکر ہر شخص اور ہر چیز کے زبان پر مذکور ہوا ہر مذہب ہر قوم ہر ملک ہر زبان مین جدا جدا نامون اور صفتون سے یاد کیا گیا کسی نے اللہ اور رحمٰن کہکر یاد کیا کسی نے خدا اور ایزد کہکر پکارا کسی نے پرمیشر اور نرنکار اور کسی نے گاڈ کسی نے کچھ اور کسی نے کچھ نام رکھا لیکن ان سب صفات سے متصف اور اسمار سے موسوم ایک ہی مسمی ہے پس اسی سے ظاہر ہے کہ یہ عالم در اصل صفات اور اسمار کا عالم ہے اور جب تک کوئی صفت یا اسم سے موصوف اور موسوم نہو ظہور اور نمود ناممکن ہے اسی سنت الٰہی کا تقاضا ہے کہ ہر چیز اور ہر حال اور ہر شخص کا کوئی نکوئی نام ضرور ہو لہذا اس رسالہ کا بھی کوئی نام ہونا چاہیے نام رکھنے کے لئے چند باتونکا لحاظ رکھنا ضروری ہے اول تو یہ کہ نیک چیزون اور نیک شخصون اور نیک باتون کے نام پر نام ہو جیسا کہ حضور سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے اپنے نواسون کے نام رکھنے مین لحاظ رکھا حالانکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر مرتبہ عرب کے رئیس کے نام پر نام رکھنا چاہا اور حرب نام تجویز کیا لیکن سرکار عالیجاہ نے حسن (رضی اللہ عنہ) حسین (رضی اللہ عنہ) محسن (رضی اللہ عنہ) نام رکھا اور ارشاد فرمایا کہ مین نے یہ نام حضرت ہارون پیغمبر علیہ السلام کے فرزندون کے نام پر رکھے ہین جنکے نام شبر اور شبیر اور مشبر تھے۔

دوسرے حسن صوت بھی ہو ثقیل اور نامانوس نہو تاکہ زبانون پر بھی خوشنما معلوم ہو اور سننے مین بھی خوش آئین ہو۔

تیسرے اپنے لغوی اور اصطلاحی معنی کے اعتبار سے بھی موزون اور مناسب ہو اور اپنے مسمی کی شخصیت اور موضوع کے ساتھہ بھی پورے طور پر معنوی تعلق رکھتا ہو اگر ان باتون پر لحاظر رکھا گیا تو عاقلانہ نام ہوگا اور ذیفہم اشخاص پسند فرماوینگے اور نام سننے کے ساتھہ ہی سننے والا سمجھہ جائیگا کہ اسکا موضوع کیا ہے۔ نہ یہہ کہ برعکس نہند نام زنگی کافور کا مضمون ہو اور صوری اور معنوی کوئی تعلق بھی نہ رکھتا ہو۔ اس مختصر تمہید کے بعد مجھے اس رسالہ کا نام ایسا رکھنا چاہئے جو کتاب اللہ اور کتب رسول اللہ سے ماخوذ ہو اور ہندوستان کے خواص عوام کے زبان پر آسانی سے جاری ہو اور اونکے کان آشنا ہون اور رسالہ کے مقاصد اور موضوع سے بھی ظاہری اور معنوی تعلق رکھتا ہو۔

اور ان تمام مراتب کو زیر نظر رکھکر جو نام مین نے تجویز کیا اور رکھا ہے مجھے امید ہے کہ سب سمجھدار اور ذیعلم اصحاب پسند فرمائنگے وہ کیا ہے الاحسان یہہ ایک ایسا لفظ ہے جو پورے طور پر کلام پاک مین اور حدیث شریف مین آگیا ہے دیکھئے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان مین یہہ پیارا لفظ کس طرح قند مکرر کا لطف دے رہا ہے اور حدیث ایمان مین کیسے لطف سے زبان جبرئیل علیہ السلام سے ما الاحسان کا لفظ نکلتا ہے۔ عرب اور عربی مین اسکا کثیر الاستعمال ہونا تو اسی سے ظاہر ہوگیا باقی رہے اہل فارس اور فارسی اور اہل ہند اور اردو تو حضرات زبان فارسی اور اہل فارس بھی اس لفظ کے کچھہ کم ممنون احسان نہین ہین اور اردو تو اسقدر زیر بار احسان ہے کہ اوسکے احسانمندی اور شکرگذاری کے حق سے کبھی ادا نہین ہوسکتی ہر کس و ناکس کے زبان پر محسن کے احسان کا تذکرہ اور اونکے احسانمندی کا اعتراف ہے اور جو لوگ اپنے محسن کے احسان کا اعتراف نہین کرتے اونہین عزت کی نگاہون سے نہین دیکھا جاتا پھر کیونکر ممکن ہے کہ اصل احسان کو کوئی شخص بھلاوے اور اوسکا احسان کش نہو لہذا جو لفظ اس کثرت سے

زبانون پر جاری اور زبان زد خلائق ہو پھر وہ ثقیل کیونکر کہا جاسکتا ہے اور جب ثقالت کا خیال اوٹھ گیا تو حسن صوری بہی آنکھونکے سامنے آگیا اور حسن معنوی کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ کہ ہر کس و ناکس انسان و حیوان بستان کا رام ہے اور ممکن نہین ہے کہ اوسکا وار کسی پر خالی جائے اور اپنا اثر نہ چھوڑے یہ وہ سحر حلال ہے جو سر پر چڑہ کر بولتا ہے یہ وہ عمل تسخیر ہے جو وحشی سے وحشی کو بھی قابو مین لاتا ہے۔ کیونکہ احسان کے معنوی معنی نیکی کرنیکے ہین لہذا الاحسان کے یہ معنی ہونگے کہ ہر چیز اور ہر شخص کے ساتھہ نیکی کرنا اور ہر طرح کی نیکی کرنا اور ہر وقت نیکی کرنا سوا نیکی کے بدی کو جائز نہ رکھنا پھر ایسے نیک صورت اور نیک سیرت سے بہلا کسے انسیت اور محبت نہو گی اور کون ہوگا جو اوسکی دل سے قدر نکریگا جبکہ خود رب العالمین ان اللہ یحب المحسنین ارشاد فرماتا ہی اب باقی ہے اصطلاحی معنی تا کہ ظاہری او رباطنی صوری و معنوی مجازی اور حقیقی حسن کا ثبوت کامل ہوجائے تو اس موضوع پر بحث کرنے سے پیشتر یہ عرض کردینا لازم ہے کہ ہر قوم اور ہر فن کے اصطلاحات جدا ہین اور ہر شخص کو اپنی ہی اصطلاحات سے بحث ہے اسی اصول کے روسے مجھے بہی اپنی ہی مشرب و مذہب کے اصطلاح سے واسطہ ہے اور درحقیقت اسی حیثیت سے مین نے اس رسالہ کا نام الاحسان رکہا ہے عجب نہین کہ کثیر التعداد اشخاص لفظ احسان سے یہ ہی سمجھہ جائین کہ عرف عام مین کسی کے ساتھہ نیکی کرنے کے معنی مین جو رائج ہے اسی موضوع پر اس رسالہ مین بحث لیجائیگی اسلئے حضرات ناظرین اگر آپ مین سے کسی کا خیال ایسا ہو تو مین بہت ادب کے ساتھہ معافی مانگتا ہون کیونکہ احسان سے میری مراد صرف وہی احسان نہین ہے جو عرف عام مین مشہور ہے بلکہ مین نے بہت ہی وسیع معنیون مین اسکا استعمال کیا ہے اور یہ وہی وسیع معنی ہین جن معنیونمین خداوند جلیل نے محسن کا لفظ اپنی کتاب مقدس مین عموماً اور اس آیۂ مبارک مین خصوصاً استعمال فرمایا ہے۔ بلیٰ من اسلم وجہہ للہ فہو محسن (جو شخص مسلمان ہوا

اور اوسکا رخ حقیقی اور توجہ قلبی خدا کے لئے ہے اور خدا کے جانب سے ہیں وہی
حسن ہے اسی کی تفسیر ہمارے معلم الکل اور مرشد اعظم حضور نبی اکرم نے اوس حدیث
مین فرمائی جو حدیث ایمان کے نام سے مشہور ہے جسمین حضرت جبرئیل علیہ السلام نے
ایمان اور اسلام کے نسبت علی الترتیب سوال کرنیکے بعد دریافت فرمایا کہ اخبرنی عن الاحسان
یا رسول اللہ (احسان کیا چیز ہے) ارشاد ہوا کہ أن تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ
فانہ یراک۔ غرض یہ کہ جس طریقے سے خداوند جلیل عز اسمہ کا حضور اور شہود اور رؤیت
الہی نصیب ہو اوسی طریقہ کا نام احسان ہے۔

اور اس اصطلاحی معنی کو لغوی معنی کے ساتھ یہ تعلق ہے کہ جو شخص اس طریقہ پر چلکر
منزل مقصود پر پہونچنا چاہے اوسپر فرض ہے کہ سرتاپا نیک ہو اور ہر چیز اور ہر شئے اور
ہر شخص کے ساتھ ہر حالت مین اور ہر صورت مین نیکی کرے اور مکارم اخلاق سے آراستہ
اور پیراستہ ہوکر متصف بصفات اللہ اور متخلق باخلاق اللہ ہو جائے اور یہ امر ظاہر ہے
کہ جو شخص متصف بصفات اللہ اور متخلق باخلاق اللہ ہوکر مکارم اخلاق سے آراستہ پیراستہ
ہو جائیگا وہ عدالت اور رحمت اور شفقت اور سعادت اور عفو اور فضل اور کرم اور ایثار
وغیرہ وغیرہ سے کام لیگا اور خلق اللہ کو جسے وہ اپنا عیال سمجھتا ہے شب و روز ظاہری
و باطنی صوری و معنوی فائدہ ہی فائدہ پہونچائیگا اور کبھی اور کسی حال مین نقصان کا
درپے نہوگا ایسی صورت مین اوسکا احسان خود اپنے جسم اور روح اور اعزا اور احباب
اور اجانب اور اغیار اور انسان اور حیوان سب پر عام ہوگا اور وہ اپنی ذات سے احسان
مطلق اور احسان حقیقی کا ثبوت دیگا دنیا مین کون ایسا ذی عقل انسان ہے جو ایسے مبارک
وجود کے احسانات سے انکار کر سکتا ہے انسان تو انسان ہی ہے حیوانات تک ایسون
کے ممنون احسان ہو جاتے ہین اور اوسکے فیض و بخشش کے خوان کرم سے نصیبہ
خوار اور بہرہ یاب ہوتے ہین اور جاننے والے خوب جانتے ہین کہ انکی ذات مبارک

پر تمام عالم کا قیام بہی ہے اوراسی اعتبار سے تمام عالم اوسکا احسان کش اور احسانمند ہوتا ہے اور یہی وہ حیثیت ہے جس سے ہمارے حضور اکرم رحمۃ العالمین ہین درحقیقت محسن یہی ہین اور احسان اسی کو کہتے ہین چونکہ انہین امورکا ذکر اورانہین مسائل اور مباحث پر بحث اس رسالہ مین کیجائیگی لہذا اسکا نام بھی الاحسان ہی رکہنا مناسب ہوگا۔ اب میری اس تجویز کردہ اور پیش کردہ نام سے غالباً کسی کو اختلاف نہو لہذا بسم اللہ کہکر یہی نام رکہا جاتا ہے خیر لنا و لکم خداوند قدیر ہکو آپ کو سب کو مبارک کرے۔ رسالہ

رسالہ کا موضوع اور اوسکے مقاصد و اغراض

جب اس رسالہ کا نام ہر طور سے مناسب قرار پایا تو اس امر کے تبلانے کی کچھ زیادہ ضرورت نہ باقی رہی کہ اسکا موضوع کیا ہے اور اوسکے مقاصد اور اغراض کیا ہین اسکا موضوع اور اوسکے مقاصد اور اغراض خود اوسکے نام سے ظاہر ہین۔

اسکے سوا مضمون بالا مین بھی کسیقدر اسکا اجمالی تذکرہ ہوچکا ہے لیکن بعض ضروری باتون کا اظہار اسوجہ سے لازم ہے کہ جو کام نئے طور سے شروع کیا جاتا ہے اوسکے سمجہانےکے لئے وضاحت کی بہت بڑی ضرورت ہوتی ہے اور جب تک پورے طور سے اوسکی توضیح نکی جائے جماعت عامہ کو شکوک اور شبہات اور غلط فہمیان باقی رہجاتی ہین۔ اور وہ ان خرابیون مین مبتلا ہوکر کماحقہا اوسکی قدر نہین کرتے اور جانبین سے شکایت کا موقع باقی رہجاتا ہے۔ احسان کا نام عام طور پر اسوجہ سے مشہور نہین ہے کہ تہوڑے ہی زمانہ بعد اسکا ایک دوسرا نام بھی اکابر مشایخ اور آیمۂ محسنین نے رکہا وہ کیا تصوّف اور اس نام نے اسقدر شہرت پائی اور مقبول خاص اور عام ہوا کہ آج تک ہر کس و ناکس اس نام سے واقف ہے اور اوسکی عزت کرتا ہے انشاءاللہ تعالیٰ ہم کسی دوسرے موقع پر ثابت بھی کردینگے کہ فی الحقیقت احسان اور تصوف اور حکمت ربانی ایک ہی ہے صرف نامونکا فرق ہے۔

تصوف جسکے نام سے ہمارا بچہ بچہ واقف ہے ایک نہایت عالی منزلت چیز ہے لیکن افسوس ہزار افسوس کہ اوسکی حقیقت کے جاننے اور ماننے اور اوسپر ٹھیک ٹھیک چلنے والے تھوڑے اور بہت تھوڑے ہین اور یہ امر کچھہ کم افسوس کے قابل نہین ہے کہ جس نام کی اتنی شہرت ہے اوسکی حقیقت اور ماہیت سے بہت ہی کم لوگ واقف ہین۔ بہت ہین ایسے اشخاص جنہون نے تصوف اور درویشی صرف اسی کو سمجھہ رکھا ہے کہ بعض رسمون اور اسمون کی جو کسی بزرگ صوفی کے نام کیجانب منسوب ہون پابندی کیجاے۔ اور بہت ہین ایسے حضرات جو محض ترک دنیا اور قطع علائق اور جوگیانہ اور راہبانہ زندگی کا نام تصوف اور درویشی جانتے ہین اور اسیوجہ سے بکثرت اشخاص افسردہ خاطر اور شکستہ دل ہوکر ہمت کو ہار بیٹھے ہین اور اس دولت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ کو اپنے لئے ناممکن سمجھتے ہین اور بہت بڑی جماعت ہے ایسے لوگون کی جو اعمال خوانی اور تعویذنویسی اور پہونک اور جھاڑ کو تصوف سمجھتے ہین۔ اور اس زمانہ کے پڑھے لکھے آدمیون مین ایسے لوگونکی کثرت ہوتی جاتی ہے جو تصوف اور اشراق اور تھیا سوفسٹ اور مسمریزم کو ایک یا قریب قریب ایک سے سمجھتے ہین اور اونکی راے اور خیال مین تصوف کی تعلیم پیغمبر اسلام علیہ التحیہ والسلام نے نہین دی بلکہ یہ علم بھی کئی قرن بعد مثل اور علوم و فنون حکمیہ کے دوسرے اقوام اور علوم حکما سے حاصل کیا گیا ہے۔ اس آخری خیال مین شرکت کرنیوالے دو قسم کے اشخاص ہین ایک تو وہ جدید تعلیم یافتہ جو یورپین علوم و فنون کے متبع اور اوسکے شیدائی ہین اور دوسرے وہ ارباب ظواہر جو کتاب اللہ اور کتاب الرسول کے محض ظاہری احکام کی جو صرف الفاظ کتب سے ثابت ہون پیروی کرنا چاہتے ہین۔ اور تفقہ اور حکمت ربانی اور اسرار شریعت الٰہی کی بالکل پرواہ نہین کرتے اور احسان اور تصوف کو جدا جدا سمجھتے ہین اونکے نزدیک احسان محض ایک خشک خیال ہے جو اس عقیدہ کے ساتھہ وابستہ ہے

کہ خدا حاضر و ناظر ہے حالانکہ رویت الہی اس عالم مین ناممکن ہے ۔ اس جماعت کو
نام نہاد جاہل صوفیون کے افعال اور اقوال سے بہت بڑی مدد ملی ہے کیونکہ اسمین
کوئی شبہہ نہین کہ ان بنے ہوئے ریاکار درویشون اور دعویدارون نے ایسے بےمثل
اور عزیز الوجود اور قبول صورت شئے کی صورت کچھ ایسی مسخ کردی ہے اور ایسے غیر
موزون اور نامناسب لباس مین اوسے ظاہر کر رکھا ہے جسے دیکھکر ذیعلم اور ذیعقل
اشخاص خواہ مخواہ گھبرا جاتے ہین ۔ اور سچ یہ ہے کہ انکے افعال و اقوال سے جسے وہ
صوفیانہ افعال و اقوال سے تعبیر کرتے ہین نہ صرف احسان اور تصوف کی عظمت و جلالت
دلونپر سے جاتی رہی ہے بلکہ خود اسلام کے مقدس پیشانی پر بہت بڑی بدنامی کا قشقہ
لگ گیا ہے اور اسی بدنامی کے دور کرنے کے لئے علماے شرع نے رد و قدح کی اور
ایسے طریقہ کے اسلامی طریقہ ہونے سے انکار کر دیا جسکا ایک اور سب سے زیادہ
خراب نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ اسلامیہ جماعت اسباب مین بھی دو مخالف فرقونپر منقسم ہوگئی اور
طرفداران علم تصوف اور متبعین شریعت مین ایسی کشمکش پیدا ہوگئی کہ اعتدال کا پایہ ہاتھ
سے بالکل چھوٹ گیا اور افراط و تفریط اور ہٹ دھرمی اور ضد پر معاملہ آ رہا اور یہہ
معاملہ اسوجہ سے اور بھی زیادہ طول پکڑ گیا کہ باخبر علماے ربانی جو واقعی صوفی صافی
اور محسن کامل تھے اس نفسانیت کو دیکھکر گوشۂ عافیت مین جا بیٹھے اور دعویداران
علم تصوف جو محض اسم اور رسم کے پابند تھے بلکہ اوسکو بھی بہت کچھ بھول گئے تھے
اونکے مقابلے کے لئے میدان مین اتر آئے اور عام طور پر حکم لگا دیا کہ تصوف شریعت
سے بالکل جدا ہے اور اسکی تعلیم ہم تک سینہ بسینہ پہونچی ہے شریعت عام مسلمانونکے
لئے ہے اور طریقت خاص لوگونکے لئے چنانچہ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ
ہی جگہ ارشاد فرمایا ہے ؎ کین مدعیان در طلبش بیخبرانند ۔ کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد
اور یہ بھی کہا ہے ؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید ۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

ایسے ہی کثرت سے الفاظ پرست اور صورت پرست علمائے شریعت نے بھی بڑی بے دردی اور بدذوقی سے کام لیا اور اصل تصوف سے ہی انکار کر بیٹھے جنکے نسبت بہی اس پیر داناکو یہی فیصلہ کرنا پڑا کہ ؎ ایکہ انکار کنی عالم درویشانرا * تو چہ دانی کہ چہ سودا و سراست ایشانرا۔

یہہ اور اسی قسم کے تمام خیالات جو افراط و تفریط سے بہرے ہوئے ہین درحقیقت سب کے سب غلط خیالات اور رائین اور اصل تصوف سے ناواقف اور بیخبر ہونے کے وجہ سے پیدا اور قایم ہوئے ہین۔ اگر وہ علم تحقیق اور انصاف اور سمجھہ سے کام لیتے تو کتاب اللہ اور کتاب الرسول اور کتب اکابر اولیاء اللہ اور تحقیقات علمائے ربانی سے اونہین اسکی حقیقت ایک حد تک معلوم ہوجاتی اور اونہین اس امر مین کچھہ بہی شک و شبہہ نہ باقی رہتا کہ ؎

شریعت جملہ قولِ مصطفےٰ ایست	طریقت جملہ فعلِ مجتبےٰ ایست
حقیقت خاص احوالِ دلِ اوست	مقامِ معرفت یک منزل اوست
شریعت در نماز و روزہ بودن *	طریقت در جہاد اندر فزودن
حقیقت روے در دلدار کردن	نظر اندر جمالِ یار کردن
مقامِ معرفت عین الیقین است	فنا فی اللہ ہمین حق الیقین است

اور اسپر اونہین پوری طور سے یقین آجاتا کہ علم احسان اور تصوف بہی فی الحقیقت علم نبوت مین سے ایک عظیم المرتبت اور جلیل المنزلت علم ہے اور اوسکی تعلیم و تربیت تمام انبیاے کرام نے عموماً اور ہمارے پیغمبر آخر الزمان رحمۃ للعالمین نے خصوصاً نہایت ہی عمدگی اور خوبی سے فرمائی ہے لیکن فرق صرف ناموں اور خطابات کا ہے اور خدا کے فضل و کرم سے ابھی اسکی تعلیم دینے والے مسند ارشاد پر جلوہ فرما ہین لیکن انکا وجود بہت ہی نادر ہے اور غنیمت کبریٰ ہے اور بہت تلاش اور جستجو سے

نصیب ہوتا ہے اور وہ بھی روز بروز اوسکے اور کم ہوتے جاتے ہین اور سب سے
زیادہ خطرناک یہہ حالت پیش ہے کہ علم و کمال کا ذوق اور شوق اور طلب صادق روز
بروز نیست و نابود ہوتی جاتی ہے اور ایسے لوگ معدوم ہورہے ہین جو کسی علم اور
کمال کو بنظر اور بہ نیت علم و کمال حاصل کرتے ہون اور اوسکے ساتھہ کوئی اور دنیاوی
اور نفسانی غرض شامل نہو۔ اور یہ ذاتی اغراض بمقابلہ علم و کمال کے ایسے دنی اور پست
ہوتے ہین کہ اوسے بھی لے ڈوبتے ہین اور کوئی نتیجہ حقیقی انسانی ترقی کے متعلق
نہین پیدا ہوتا اور یہی وجہ ہے جو باوجود ایسے علمی ترقی کے علم کی اصلی ترقیات اور
اخلاقی اور روحانی کمالات کے آثار اور برکات سے روز بروز ہماری دنیا خالی ہوتی
جاتی ہے اور اسکے ساتھہ ہی ساتھہ بطور لازمی نتیجہ کے نفوس مین دنائت اور کمینہ پن
اور سفلیت آتی جاتی ہے اور وہ اپنی قدر اور قیمت اور جوہر اور شرف کو بالکل
ہی بھولتے اور ترک کرتے جاتے ہین کسقدر افسوس ناک بلکہ شرمناک یہ حالت ہے
کہ ہم اپنی رذیل اور خسیس زندگی پر فخر و ناز کرتے ہین جو حیوانون سے بھی زیادہ خراب
تر اور بدتر ہے اور ہم نہین جانتے کہ ہم کس حد تک اور کیا کیا اور کیسے کیسے کمالات
حاصل کرسکتے ہین اور ہمارے جوہر پاک مین کیسے زبردست اور عالیشان قوتین
خلاق اعظم نے ودیعت رکھی ہین جنہین ہم بہت تھوڑی جد و جہد لیکن سچی طلب اور
دلی ارادت سے بالفعل حاصل کرسکتے ہین اور یہ وہ دولت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ ہے
جو آپ یقین مانین اور سچ جانین ؎ مصرع۔ کہ بشمشیر میسر نشود سلطان را۔ یہ اسی بد
شوقی اور بے ذوقی کا نتیجہ ہے کہ ہزارون مین ایک دو کو کون کہے لاکھون مین بھی
ایک دو ایسے نہین نکلتے جو علم و کمال کے سچے دل سے طالب اور سعادت انسانی کے خواہان اور
جویان ہون اور حیات طیبہ اور اخلاقی زندگی کو عزت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہون
دیکھکر اوسے سب سے بہتر جانتے اور سب پر مقدم مانتے ہون حالانکہ ایک ایسا

زمانہ ہماری ترقی اور اقبال کا تھا کہ ہر جگہ اور ہر مقام پر ایسے بابرکت اور باکمال علماے ربانی موجود تھے اور خلق اللہ اونکے ہدایات اور تعلیمات اور صورت او سیرت اور وعظ و نصیحت سے بیحد فائدہ اوٹھاتے رہتے اور تمام مسلمانون مین روحانی زندگی کے آثار پائے جاتے تھے اور اخلاقی عیوب بہت نفرت اور حقارت کے نظر وں سے دیکھے جاتے تھے مگر اب معاملہ بالکل برعکس ہو گیا ہے اور ایسے زمانہ مین جب کہ نئے نئے علوم اور فنون نکل رہے ہین اور مادی فلسفہ کو روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے اور یورپین تحقیقات نے ہر ایک شئے پر فلسفیانہ رنگ چڑھا یا ہے اور اپنے علمی اور دماغی کوششون سے اس بات کا ثبوت دے رہے ہین کہ یہ زمانہ درحقیقت علمی حکومت کا ہے یہ امر اور بھی زیادہ افسوسناک ہے کہ مسلمان اپنی جلیل المنزلت اور رفیع المرتبت علوم کو بالکل بھولتے اور چھوڑتے جاتے ہین اور اپنی اخلاقی ترقیات اور روحانی کمالات کو نقصان پہونچا رہے ہین جس سے اون کے دین اور دنیا برباد ہو رہی ہے اور وہ کسی کے کام کے نہین رہے جاتے حالانکہ مسلمانون کا اخلاقی دستور العمل اور روحانی فلسفہ تمام دنیا کے اخلاقی قوانین اور روحانی فلسفون سے بدرجہا بہتر اور کامل تر ہے اور یہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ نہین ہے بلکہ بطور شہادت بڑی بڑی مستند تاریخین ایسے بزرگون کے حالات سے بھری ہوئے ہین جنکی اخلاقی زندگی اور روحانی کمالات پر ایک عالم کو حیرت ہے اور جنکا ادب آگین اثر واقف کارون کے دلونپر ہے اور جنکے سامنے بڑے بڑے حکیمون اور فلسفیون کی روحین تہراتی تھین اور اونکے افعال اور اعمال کا وہ اثر دوسرون پر پڑتا اور اونکے دلون کو اپنا مطیع اور مسخر کر لیتا جو بڑے بڑے حکما کے مدلل اور پر زور بیانات سے نہین پیدا ہوتا اور اونکے سادہ الفاظ جو حق الیقین کے رنگ سے رنگین ہوتے وہ کام کرتے جو زبردست فصیح اور بلیغ منطقی کا سلسلہ استدلال نہین کر سکتا آپ یقین مانین یہ ایک ایسا روحانی استدلال تہا جو روحونپر اثر کرتا تہا اور جسکی نعمت

بے اختیار دلی جذب وجوش کے ساتھہ کیجاتی تھی اور یہی تو وہ قوت تھی جس نے عرب کے وحشی سے وحشی اور قابل سے قابل اشخاص کو ایک نبی امی کے زیر فرمان کردیا تھا اور اونکے قلوب مین یقین ایسا سرایت کرگیا تھا کہ وہم اور گمان اور شک اور شبہہ کی گنجائش ہی نہ تھی - لہذا آج کل کی یہ حالت دیکھکر اور مادی فلسفہ کے زہر یلے اثر سے ڈرکر جو روحانی زندگی کے حق مین یقیناً سم قاتل ہے اور جس سے قوت دراکۂ عقلیہ بالکل ضعیف اور بصیرت قلبی معدوم ہوجاتی ہے اس امر کی بہت بڑی ضرورت محسوس ہوئی کہ خاص اس خدمت کے انجام دینے کے لئے ایک رسالہ نکالا جائے جو ان روحانی کمالات اور اخلاقی ترقیات کا معاون ہو اور جسمین ہمیشہ سلسلہ وار ایسے مضامین شایع ہوتے رہین جو اسکا شوق اور ذوق دلون مین پیدا کرین اور اونہین اسجانب رغبت دلائین اور مائل کرین اور کوئی دقیقہ امکانی کوششون کا اسباب مین اوٹھا نہ رکھا جائے ۔ اور السعی منی والاتمام من اللہ پر پورے طور سے عمل کیا جائے تاکہ جاہدو فینا لنہدینہم سبلنا کا استحقاق حاصل ہو لہذا یہ رسالہ خاص اسی غرض کے حاصل کرنیکے لئے بعونہ تعالی جاری کیا گیا ہے اور اس رسالہ مین ایسے تمام مسائل پر وقتاً فوقتاً عام فہم طرز اور سلیس عبارت مین بحث کیجائیگی جو اس مقصد اور غایت الاقصے کے حاصل کرنیکے لئے مفید اور ضروری ہون اور بہت واضح اور روشن طور پر بتایا جائیگا اور کتاب اللہ اور کتاب الرسول اور کتب اکابر صوفیہ سے ثابت کیا جائیگا کہ احسان کسے کہتے ہین - حکمت ربانی کسکا نام ہے - اور تصوف کی کیا تعریف ہے اور یہ جدا جدا چیزین ہین یا ایک ہی ہین - اور اونکی ابتدا کب سے ہوئی - اور کس زمانہ مین اسے پوری ترقی ہوئی - اور کب سے اور کیونکر اسمین زوال اور نقصان پیدا ہوا اور اب کیا حالت ہے اور اسکا کیا اثر اخلاقی زندگی اور روحانی - اور دماغی اور ذہنی ترقی - اور تمدن - اور معاشرت پر پڑا - اور معارف اور حقائق موجودات مین اسنے کسقدر حصہ لیا - شریعت اور طریقت اور معرفت اور حقیقت کی کیا تعریف ہے

علم الیقین عین الیقین ۔حق الیقین کسے کہتے ہین ۔ اور وہ کیونکر حاصل ہوتے ہین صوفیاے کرام کی زندگی کیسی گذری اور اونکے نفوس متبرکہ سے خلایق نے کیا کیا فائدے حاصل کئے اور ان کے برکات عالم مین کسقدر پہیلی ۔ انسانیت کسکا نام ہے ۔ سعادت انسانی کسے کہتے ہن ۔ انسان کامل کون ہے ۔ اشراق اور تہیا سوفسٹ اور مسمریزم اور احسان اور تصوف اور حکمت ربانی مین کیا فرق اور امتیاز ہے ۔ حکماے اشراقین وغیرہ اور علماے ربانی اور صوفیاے کرام مین کیا ما بہ الامتیاز ہے علی ہذا القیاس اور تمام ایسے ہی مسائل جو ضروری اور مفید ہون ۔ اور یہہ بہی کوشش کیجائیگی کہ انہین مطالب اور مقاصد کے متعلق بزرگان سلف کی وہ کتابین یا اونکے ترجمے کتابی حیثیت سے شایع کئے جائین جو مفید عام ہون انہین سے اکثر وہ کتابین ہونگی جو اب تک شایع نہین ہوئین یا جو کمیاب ہن ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ایاک نعبد و ایاک نستعین والصلوٰۃ والسلام علےٰ
سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

کمر کستا ہون تیرے نام پر تو مجکو ہمت دے
فلک کے بوجہ اوٹھانے پڑتے ہین ناتوان ہو کر

احسان کسے کہتے ہین اور وہ کہانسے نکلا ہے ؟

اس عاجزنے افتتاحی مضمون مین ضمنی طور پر احسان کے متعلق جو اجمالی بحث کی ہے اگر اوسی کو شرح اور بسط کے ساتھہ لکہا جائے تو ایک بڑی حد تک کافی ہوسکتی ہے لیکن مین کوشش کرونگا کہ اس مضمون مین اور بہی وسعت دیجائے اور اوسکے مختلف پہلوؤن پر نظر ڈالی جاے۔ یہہ ظاہر ہے کہ احسان کا ثبوت سب سے پہلے قران مجید سے اگر دیا جائے تو بہت ہی مفید اور انسب ہے۔ دیکہئے حق تعالیٰ سورۂ نحل مین فرماتا ہے کہ
ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون۔ یعنی اللہ حکم دیتا ہے عدل کا اور احسان کا اور عزیزون اور قریبون کے ساتہہ سلوک کرتے اور فحش اور منکرات اور بغاوت سے بچنے کا اور یہہ نصیحت اسلئے کیجاتی ہے تاکہ تم شاید عبرت اور سبق حاصل کرو اور ذاکر بنو۔ اب دیکھنا چاہئے کہ احسان کے کیا معنی ہین اس باب مین مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسے شخص کی تحریر پیش کیجاے جو ارباب ظواہر کا مستند پیشوا اور علم حدیث کا محقق عالم سمجھا جاتا ہو کیونکہ اس امر مین

سب سے زیادہ جس فریق کو اختلاف ہے اور ہو سکتا ہے وہ یہ ہی فریق ہے نواب مولوی صدیق حسن خانصاحب مرحوم اپنی کتاب موائد العوائد من عیون الاخبار والفوائد مین اسی آیۃ کی تفسیر مین تحریر فرماتے ہین: عدل اور احسان کے باب مین کہ اس سے کیا مراد ہے اختلاف کیا گیا ہے بعضون نے کہاہے کہ عدل سے لا الہ الا اللہ کی شہادت دینا اور احسان سے فرائض کا ادا کرنا مراد ہے۔ یا یہ کہ عدل سے فرض اور احسان سے نفل یا عدل درستگی ظاہری اور باطنی اور علانیہ اور خفیہ کو کہتے ہین اور احسان اسے کہتے ہین کہ حالت سریہ افضل ہو۔ علانیہ سے اور باطن اکمل ہو ظاہر سے یا کہ عدل توحید کو کہتے ہین اور احسان تفضل کو یا عدل خدا کے جانب یکسو ہونا اور احسان اوسکی عبادت اسطور سے کرنا کہ گویا اوسے دیکھتا ہے یا عدل توحید ہے اور احسان اخلاص یا عدل افعال مین ہے اور احسان اقوال مین یعنی سوا عدل کے کچھہ اور نہ کرے اور سوائے احسان کے کچھہ اور نہ کہے اسی طور سے اور بھی اقوال ہین۔ بہرحال عدل کیا چیز ہے؟ مساوات کا قایم رکھنا اور کمی اور زیادتی سے بچنا اور سب سے اچھی تفسیر عدل کی یہ ہی ہے کہ عدل افراط اور تفریط کے توسط کا نام ہے (کیونکہ خیر الامور اوسطہا بھی اسکی تائید مین ہے) لہذا خداوند نے جو عدل کا حکم دیا اوسکے معنی یہ ہین کہ اوسکے بندے دین مین متوسط حالت پر ہون نہ زیادتی کے جانب مائل ہون جسکا نتیجہ دین مین بُرے طور پر غلو اور شدت کرنا ہوتا ہے اور نہ کمی کے جانب راغب ہون کہ کمی سے دینی امور کے ادا کرنے مین قصور پیدا ہوتا ہے مثلاً توحید جو کہ تعطیل یعنی خدا کو بیکار کر دینے اور شریک یعنی دوسرے کو اوسکے ساتھہ شریک کرنے کی وسط مین ہے علیٰ ہذا القیاس اختیار کسب اور فرائض اور واجبات کو ادا کرنا اور سخاوت وغیرہ وغیرہ کہ یہ سب افراط اور تفریط سے پاک ہین۔ پھر آپ کہتے ہین کہ احسان کے لغوی معنی یہ ہین کہ قدر واجب پر بڑھانا اور زیادہ کرنا مثلاً صدقہ دینا جو فرض اور واجب نہو اور ایسا فعل کرنا کہ اوسکے کرنے مین ثواب کی امید ہو اور نکرنے مین کسی قسم

غالب ہو کیونکہ خداوند تعالیٰ اسنے اوسے فرض اور واجب نہین کیا اس قسم کی سب باتین احسان کے زمرہ مین ہین پھر آپ ریاض المرتاض مین فرماتے ہین کہ لغت مین احسان کسی ایسے اچھے کام کے بجالانے کو کہتے ہین جو بجالانے کے قابل ہو۔ حدیث مین احسان کی تفسیر اسطرح سے آئی ہے کہ۔ ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ اور یہہ ہی معنی احسان کے ہین۔ اور احسان کے اصطلاحی معنی ریاض المرتاض وغیاض العریاض مین یہہ بتائے ہین کہ طریقت مین احسان سے یہہ مراد ہے کہ بندے کا بصیرت کے نور کے ساتھہ حضرت ربوبیت کا مشاہدہ کرنا اور شریعت مین خدا کی پرستش اسطورسے کرنا اگر کہ جیسا اوسے دیکھتے ہین۔ اسی احسان کے نسبت آپ فرماتے ہین کہ احسان کے بسم اللہ کی بے (ب) سے لیکر تمت کی تے (ت) تک ہر ہر حرف پر دولت سے کے انبار لگے ہوئے ہین۔ اور مقدمہ سے لیکر فصلون اور فصلون سے خاتمہ تک سراپا نعمت اور تمامتر برکت ہے اس عافیت کی قدر وہی جانتا ہے جو کہ جہالت اور بطالت کی مصیبت مین گرفتار ہوا ہو اور اوسکی عزت وہی پہچانتا ہے کہ نفس امارہ کے مکر اور خیانت مین اگر ماسوا اللہ کے چوکھٹے پر ناک رگڑ چکا ہو۔ نہین نہین مین نے غلطی کی بھلا ذرہ کی کیا طاقت ہے کہ جلوۂ خورشید کے کسی حصہ کو بھی ظاہر کر سکے اور مچھڑ کیلیے کیونکر ممکن ہے کہ ایک حرف بھی اوسکے بہار حسن کے متعلق زبان پر لا سکے اسکے لئے تو ایسا کامل اور مکمل چاہئے کہ باہمہ و بے ہمہ ہو کر الی اللہ کے سیر مین مصروف ہو اور ایسا صاحبدل درکار ہے کہ سچی وجد اور صحیح ذوق کے ساتھہ ہستی موہوم سے آزاد ہو کر خدا کی ہستی کے ساتھہ باقی ہو۔ ؎

یہہ ہستے تو امید است نیستی ما را ۔ کہ گفتہ اند اگر ہیچ نیست اللہ ہست

اس تمام تقریر سے یہ نتیجہ بہت اچھی طرح سے نکل آیا کہ اکثر محققین اور جناب نواب صاحب رحمہ کے تحقیق مین اس آیہ شریفہ مین احسان سے وہی احسان مراد ہے جسکا ذکر حدیث مذکور مین ہے اور یہہ بھی ثابت ہو گیا کہ ان تعبد اللہ کانک تراہ کا جو مطلب حضرات

صوفیہ کرام سمجھے ہین یعنی حضور اور شہود باریتعالی وہ بالکل حق بجانب اور قابل تسلیم ہے حضرت شیخ المشایخ قطب الاقطاب سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین مین احسان کے نسبت ارشاد فرماتے ہین کہ مجاہدہ پورا نہین ہوتا مگر مراقبہ کے ساتھہ اور مراقبہ وہی ہے جسکی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا حدیث ایمان مین جبکہ حضرت جبریل علیہ السلام نے پوچھا کہ احسان کسے کہتے ہین آپ نے فرمایا کہ عبادت کرنا اللہ پاک کی اسطرح ہے کہ گویا تو اوسے دیکھتا ہے کیونکہ اگر تو اوسے نہین دیکھتا تو وہ ضرور ہی تجھے دیکھتا ہے بالتحقیق مراقبہ اسی کو کہتے ہین کہ بندہ اس امر کو جانے کہ پروردگار اوسپر مطلع ہے اور اس علم کے ہمیشہ قایم رکھنے کا نام اوسکے پروردگار کے لیے مراقبہ ہے اور یہی مراقبہ جڑ ہے ہر بھلائی کے اور اسیتک پہونچنا اس امر پر مبنی ہے کہ اپنے نفس کا محاسبہ اور اپنے حال کی اصلاح ہر وقت مین کیگئی ہو اور حق کے راستہ کو لازم کر لیا ہو اور دل کی اچھی طرح سے اون معاملات مین مراعات کیجاتی ہو جو اوسکے اور اوسکے رب کے درمیان مین اور اپنے سانسون کی خدا کی یاد کے باب مین خوب حفاظت برتی جاتی ہو اور اچھی طرح سے یقین رکھتا ہو کہ اللہ تعالے اوسپر رقیب یعنی نگہبان ہے اور اوسکے قلب سے قریب ہے اور اوسکے احوال کو جانتا اور افعال کو دیکھتا اور اقوال کا سنتا ہے۔ اب اسی حدیث ایمان کے نسبت حضرات محدثین نے جو کچہ لکھا ہے وہ بہی نقل کرتا ہون یہہ حدیث بخاری شریف اور مسلم شریف دونون مین ہے اور راوی اس حدیث کے سیدنا حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالے عنہ ہین اور قصہ اسکا یون ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے انسان کی شکل مین آکر بترتیب ان چند امور کے نسبت دریافت فرمایا اور حضور سے سوال کیا پہلے اسلام کے نسبت پہر ایمان کے نسبت پہر احسان کے نسبت پہر قیامت کے نسبت پہر آثار قیامت کے نسبت چنانچہ احسان کے نسبت جو کچہ آپ نے ارشاد فرمایا وہ یہ ہے ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک یعنی احسان یہہ ہے کہ بندگی کرے تو اللہ کی گویا

گتا دیکھتا ہے اوسکو پس اگر نہین دیکھ سکتا تو اوسکو پس تحقیق وہ دیکھتا ہے تجکو۔ اس امر کو نقل کرنے کے بعد حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہین کہ یہ ہی مرتبہ حضور اور شہود باریتعالیٰ کا ہے اور یہ مرتبہ سب مراتب سے بلند اور مقام عالی ہے اور ایک عاجز بندے کے لئے اس سے زیادہ کوئی بلند ترین مقام نہین ہو سکتا اور مولوی نواب قطب الدین احمد صاحب مظاہر حق ترجمہ مشکوۃ مین لکھتے ہین۔ یہ جو فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ بندگی کرے تو اللہ کی گویا کہ تو دیکھتا ہے اوسکو کیونکہ جسکو یہ حالت حاصل ہوگی کمال ہیبت اور تعظیم اللہ تعالیٰ کی اور خشوع اور ذوق اور محبت پیدا ہوگی اسکو مقام مشاہدہ اور استغراق کہتے ہین پس اگر نہین دیکھ سکتا اوسکو پس تحقیق وہ دیکھتا ہے تجکو یعنی اگر ایسی حالت عبادت مین تجھے حاصل نہین ہے کہ گویا کہ دیکھتا ہے تو اوسکو تو اسطرح عبادت کرا اور جان کہ وہ حاضر اور ناظر ہے اسمین بھی خوف اور خشیت پیدا ہوگی اور احتیاط کرے گا حرکات اور سکنات مین جاننا چاہئے کہ مدار دین کا اور اوسکے کمال کا فقہ اور عقائد اور تصوف پر ہے اور اس حدیث مین تینون چیزین بیان ہوئین اسلام اشارہ ہے فقہ پر کیونکہ اوسمین سب احکام اور اعمال شرعی بیان ہوتے ہین اور ایمان اشارہ ہے عقائد پر اور احسان اشارہ ہے اصل تصوف پر کہ وہ مراد ہے توجہ الی اللہ سے اور فقہ اور عقائد اور تصوف ایک دوسرے کے لئے لازم ہین کیونکہ ان مین سے کوئی بغیر دوسرے کے تمام نہین ہوتا تصوف بغیر فقہ کے اسلئے درست نہین کہ بغیر فقہ کے احکام الٰہی نہین معلوم ہوتے اور فقہ بغیر تصوف کے اسلئے کامل نہین ہوتی کہ کوئی عمل بغیر حضور اور توجہ الی اللہ کے کامل نہین ہوتا اور یہ دونون بغیر ایمان کے معتبر صحیح نہین جسطرح سے روح کا تعلق بدن کے ساتھ ہے کہ ان مین سے کوئی ایک بغیر دوسرے کے وجود پذیر نہین ہو سکتا چنانچہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو صوفی ہوا اور فقیہ نہوا پس وہ زندیق یعنی بڑا بد دین ہوا اور جو فقیہ ہوا صوفی نہوا پس وہ زاہد خشک ہوا جسنے دونون حاصل کئے بیشک

محقق وہی ہے اور درحقیقت کمال یہی ہے۔ جب احسان کے معنی اچھی طرح سے سمجھ
مین آگئے اور یہ بات بھی طے ہوگئی کہ احسان سے کمالات تصوفی مراد ہین تو اس امر مین
کچھ بھی شبہہ باقی نرہا کہ کلام پاک مین جابجا احسان اور محسن کی جو تعریف اور توصیف کیگئی
ہے وہ بھی انہین اوصاف اور کمالات پر دلالت کرتی ہے اس عاجز کے نزدیک هَلْ
جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ سے بھی بدرجہ غائت ایک لطیف نکتہ اس امر کے
نسبت پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حق کا جو یہ ارشاد ہے کہ کیا نہین جزاے احسان
کی مگر احسان تو اس سے یہہ مراد ہوسکتی ہے کہ جو طریق احسان پر چلے یعنی خدا کی عبادت
اسطرح پر کرے کہ گویا وہ خدا کو دیکھتا ہے تو اوسکے جزا مین خداوند رب العزت
واہب العطیات کے جانب سے وہ حالت نصیب ہوتی ہے جو احسان کی غائت ہے
یعنی روئت الہی اور اوسکا حضور اور شہود اور کاملان یعنی گویا کا پردہ بھی درمیان سے
اوٹھا دیا جاتا ہے اور طریق احسان کی جزا غائت احسان ہوجاتی ہے پس یہی جزاء
الاحسان الا الاحسان ہے اور اس جزا پر ایک اور آئیہ مبارک اور حدیث شریف
بھی دلالت کرتی ہے وہ یہہ ہے کہ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللهَ
لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ۔ اور جنہون نے مشقت اوٹھائی ہمارے واسطے ہم سوجھا دینگے اونہین
اپنی راہین اور بیشک اللہ محسنین کے ساتھ ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ انا عند ظن
عبدی بی۔ یعنی مین اپنے بندون کے گمان اور خیال کے نزدیک ہون۔ وہ جیسا گمان
کرین اور جیسا خیال کرین اور ظاہر ہے کہ یہان یہہ گمان اور خیال ہے کہ ہمین دیکھتا ہون
لہذا وہ ضرور دیکھیگا اور اس مشقت کی محنت یہ ہے یا نگاہ حضور اور شہود اور [illegible]
نصیب ہو ایسی حالت مین طریق احسان کی جزا غائت احسان ہوجائیگی۔

باقی
اڈیٹر

هو الحق لا اله الا هو

نغمۂ قدوسی

از افادات زبدۃ العارفین عمدۃ المحققین حضرت مولانا محمد حسین صاحب
چشتی صابری دامت برکاتہم

مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد میں چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی قدر عظمتہ وجلالہ - والصلوٰۃ علی سیدنا محمد حسب حسنہ وجمالہ - وعلی اصحابہ وآلہ - ومن سلک علی منوالہ - امابعد یہ چند متفرق مضامین پریشان مطالب کا مجموعہ ہے مسمیٰ بہ نغمۂ قدوسی جیسا اسکا مؤلف ہے متشتت البال متفرق الاحوال ویساہی یہ مجموعہ ہے غیر مرتب نہ مفصل نہ مبوب ایک بات زمین کی ہے تو ایک آسمان کی ایک مکان کی ہے تو دوسری لامکان کی مگر بااینہمہ خدانے چاہا تو جو بات ہو گی حضرات صوفیہ کرام کے مذاق کے موافق محققین کی تحقیق کامل کے مطابق جسکی تائید کتاب وسنت مین مذکور بزرگان دین کے صحائف قدسیہ مین مسطور ودانہ ہون ولیکن بات اکتاہون ٹہکانے کی کہین معرکۃ الآرا مسائل کی تحقیق ہے کہین اصطلاحات تصوف کی تنقیح کہین سادات صوفیہ کے اشعار یا کلمات طیبات کی توضیح کہین تصوف کے کسی مسئلہ کی تشریح کہین کسی نکتہ تصوف کے الجہاؤ کا سلجہاؤ کہین کسی بگڑی ہوئی بات کا بناؤ غرض بات وہی ہوگی جسکو تصوف سے کسی قسم کا لگاؤ ہے اور انشاءاللہ حتی الوسع ایسی کوشش کیجائیگی کہ بیان عام فہم ہو فلسفہ کے دقایق سے حتی الممکن کام نہ لیا جائے گا تصوف کی ہی وہ باریک باتین جنکے دیکہنے سننے سے عقول متوسطہ کی وحشت یعنی خرابی بسیار کے بہی مفع نہو انشاءاللہ ذکر نہ کیجائیگی یہ تصوف ہے جوگ نہین فلسفہ کا آئین روگ نہین ہر مضمون اسکا شریعت محمدیہ کے بند وقیود مین محدود جو حرف خلاف کتاب وسنت یا اجماع امت ہو مردود ہان زید وعمر کے خلاف ہو تو کیا پروا ہے جس مخالفت مین خدا اور رسول کی مخالفت نہو روا ہے ہان یہ ناکارہ بادیہ جہالت کا آوارہ رسوا

[illegible] نکوتے نکامی — دانا نه درشت جز نامی ہر کام مین ناکام — بدنامی مین بھی ناقص رسوائی
مین بھی نا تمام [illegible] ورنگفر ہم ثابت نہ زنار بار رسوا مکن — صوفیون کے شمار مین نہ ہونیوالے
کے شمار مین — پہر کس بھروسہ پر کوئی بات لکھنے کی جرأت کرے اور لکھے تو کس طرح مقبول
و شائع ہونیکی امید رکھے لیکن یہ بیگانہ روش اگرچہ اون حضرات کے ذوق مشرب کا نہ
[illegible] مگر اونکے میخانہ کا پیالہ کش ہے مگر یہ ضرور ہے کہ اونکے در کا گدا اونکے سرکار کا نمک
[illegible] اونکے خوان کرم کا زلہ ربا ہے اونکے صدقے مین اگر کوئی بات ٹھکانے کی نکلجا
تو بعید نہین ؎ در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ۞ آنچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم ۞
یعنے طوطی کی تعلیم کرنے مین قاعدہ ہے کہ طوطی کے روبرو آئینہ رکہتے ہین تاکہ اپنے
عکس کو اپنا ہمجنس خیال کرے اور استاد تعلیم دینے والا آئینہ کے پیچہے بیٹھکر مختلف بولیان
بولتا ہے طوطی اپنے ہمجنس کی بولی سمجھکر ویسی ہی بولی بولنے لگتا ہے غرض اس تعلیم
مین استاد کی جگہہ آئینہ کے پیچہے ہے شاعر کہتا ہے کہ مین گو پس آئینہ ہون یعنی استاد
اور معلم کی جگہہ پر مگر مجھہ مین صفت طوطی یعنی متعلم کی ہے یعنی اپنی بات نہین کہتا
استاد کی کہی ہوئی بات کہتا ہون بہرحال جو کچہہ لکہا جائیگا حضرات صوفیہ کے کلمات
طیبات کا انتخاب اونکے مقاصد عالیہ کا لب لباب ہوگا یہان تو سراسر خطا ہی
خطا ہے صواب کی کوئی بات نکلجاے تو خداوند کریم کی محض عطا ہے ہان ان مضامین کے دیکہنے
سننے پڑہنے سے فی الجملہ مدد ملتی ہے یہ محض خیال باطل ہے کہ کتابونکے دیکہنے یا حضرات صوفیہ کے
کلمات و اصطلاحات و حکایات کے یاد کرنے سے کوئی صوفی بن جاے کتاب طب کی کوئی ہلری یاد
کر لے مگر جبتک دوا کا استعمال نکرے اور قاعدہ کے موافق پرہیز نکرے تندرست نہین ہوسکتا اس رسالہ
کے مضامین کو تصوف اور صوفیہ کے ساتھہ علاقہ ہے اسلیے اول لفظ تصوف اور صوفی کی تحقیق کرنا
مناسب ہے اسواسطے کہ جب ہم کسی فن مین کلام کرنا چاہین تو لازم ہے کہ پہلے اوسکی ماہیت سمجہ لین کہ
بغیر ماہیت کے سمجہے ہوے اوس فن مین پورے طور سے کلام کرنا دشوار ہے ماہیت اوسکی

چاہیے دلیل کے ذریعہ سے سمجھ میں آئی ہو یا بلا توسط ماہیت و حقیقت ایک شے ہے حقیقت کی شناخت
یعنی اجزا کیواسطے ہوتی ہے جنکے ملانے سے وہ حقیقت بنے اون ترکیب سے بنی ہے اجزائے ترکیبی سے
وہ حقیقت پہچانی گئی حد بولتے ہیں اور کبھی اجزائے ترکیبی کے سوا اوصاف و آثار کے ذریعہ سے
حقیقت کی شناخت ہوتی ہے اون اوصاف و آثار کو جنسے حقیقت کی ایک قسم کی شناخت ہوتی ہے رسم کہتے
ہیں ایک حقیقت کیلئے آثار اور اوصاف بیشمار ہو سکتی ہیں جنمیں ہر ایک انمیں سے شناخت کا ذریعہ ہے
اسلئے ایک شے کیلئے بیحد رسمیں ہو سکتی ہیں اسی بنا پر تصوف کی تعریفیں کثیر دیکھنے میں آئیں امام زروق
نے قواعد میں لکھا ہے کہ دو ہزار تک تعریف تصوف کی کتابوں میں دیکھی گئی اور کئی سو تعریفیں
ابو نعیم نے حلیہ میں لکھی ہیں حقیقت کے اجزا متعین اور محدود ہوتے ہیں اسلئے حد متعین و محدود
نہ متعدد اور کثیر اگر کسی حقیقت کے اجزائے حد میں مختلف اقوال اہل فن سے آتے ہیں تو اوسکا منشا اجزائے حقیقت
نجاننا ہے کسی شے کی حقیقت و ماہیت کا یقینی طور پر جاننا اور اجزائے حقیقیہ کا یقیناً علم ہونا بہت دشوار ہے اسی
شیخ بوعلی سینا نے اوسکو طاقت بشری کے احاطے باہر سمجھکر عالم الغیب کے مخصوص علوم کے سلسلہ میں داخل
کیا ہے ہر حقیقت کو اسقدر آثار اور اوصاف خواص و لوازم گھیرے ہوئے رہتی ہیں کہ انکو بیچ
سے اجزائے حقیقی کا برآمد کرنا اور امور داخلی و خارجی کو جدا جدا یقینی طور پر جاننا آسان کام
نہیں بیشتر حس ظاہری کی نظر آثار اور اوصاف پر پڑتی ہے سہل انگاری فطرت انسانی
کا اقتضا ہے جس شخص نے محض آثار کو دیکھکر قناعت کر لیا اور قصور ہمت کیوجہ سے نظر
کو آگے بڑھنے نہ دیا اوسکے نظر میں اونہیں آثار کی ہیئت مجموعی عین حقیقت قرار پاتی ہے اور
جسنے قوت نظری کی رفتار کو بڑھایا اور راہ میں رکنے سے روکا عجب نہیں کہ حقیقت تک
باریاب ہوا ہو مثلاً منجملہ حقایق کے ایک حقیقت انسانی ہے جس شخص نے اوسکی ظاہری شکل
رنگ روپ ڈیل ڈول کو دیکھا اور اوسکی فکر سے آگے بڑھنے کی قوت نہ پائی یا آگے کچھ
اوسے نظر نہ آیا یہ سمجھا کہ حقیقت انسانی یہی ظاہری ہیکل جسمانی ہے اور جسکی نظر کسی قدر
آگے بڑھی اوسنے دیکھا کہ انسان کی حقیقت محض اس ظاہری رنگ روپ میں منحصر

اکثف طبقات کے موجودات سے اوسکے قصر وجود کی بنا قائم ہے پہلا طبقہ اوسکا
بدن ہے جو شخص سیماب کی ظاہری صورت کو دیکھے یہ سمجھے گا کہ ایک شے بسیط سیال
ہے مگر حقیقت شناس جب کسی چیز مین مختلف قسم کے افعال دیکھتا ہے تو ہر فعل کو اوسکے
جدا کے جانب منسوب کرتا ہے مثلاً سیماب مین سیلان اور بہنا پانی کے اجزا کیطرف
منسوب ہے اور ثقل و گرانی چاندی کے اجزا کیطرف   انسان کہانا کہاتا ہے پانی پیتا ہے
قوت غاذیہ اور ہاضمہ اپنی کاریگری کرکے غذا کو کیلوس اور کیموس بناتی ہے اور پہر اوسکو
تین حصون پر تقسیم کرتی ہے   ایک منی دوسرے خون تیسرے نسمہ جسے طب مین روح
حیوانی بولتے ہین   خون اعضا کے لئے غذا ہوتا ہے   منی بتقاضائے قوت شہوانی
رحم مین جاتی ہے اور خون سے مدد پہونچتی ہے [illegible] اوس سے ایک دوسرا شخص انسانی
پیدا ہوتا ہے جسطرح زمین مین بیج ڈالنے سے درخت اوگتا ہے   یہ انسان کے جسم اور
بدن کی انتظامی حالت ہے جو وجود انسانی کا طبقہ ادنے ہے   دوسرا طبقہ نسمہ یعنی روح
حیوانی کا ہے   کہ اخلاط سے لطیف اجزا الگ ہوکر قلب کے قریب پہونچتے ہین   قلب کی
حرارت سے اونمین اور لطافت در لطافت پیدا ہوتی ہے اور ایک لطیف جسم دہوئین
کے مانند پیدا ہوتا ہے جسکو نسمہ بولتے ہین   نسمہ نفس ناطقہ کے لئے بمنزلہ مرکب کے ہے
اسی کی کشش سے نفس ناطقہ کا تعلق بدن انسانی کے ساتھ ہے   انسان کی زندگی اور
اوسکا حس و شعور اسیکی ساتھ وابستہ ہے   اس طبقہ کے تین حصے ہین   ایک وہ ہے
جسکے ذریعہ سے بدن کی پرورش اور اوسکے تحفظ و بقا کی تدبیر ہوتی ہے   اس حصہ کا
کام محض اون امور کو طلب کرنا ہے جنکے ساتھ محض بدنی صلاح و فلاح وابستہ ہے   جیسے
کہانا پینا اور دیگر شہوات و لذائذ جسمانی جن سے قوائے جسمانی کے ترقیات متصور ہین۔ اس
حصہ کو اصطلاح صوفیہ مین نفس بولتے ہین شیطان کی اطاعت کی اسی حصہ مین قابلیت
اور استعداد ہے اسی کے ذریعہ سے انسان خداوند عالم کا نافرمان بنتا ہے اور شر و فساد اور معصیت

وعناد کا مرتکب ہوتا ہے اگر بالکل اسی سے کام لیا جاوے تو وجاہلیت اور شیطانیت کے
مرتبہ تک پہونچ جاتا ہے دوسرا حصہ وہ ہے جو نفس ناطقہ کا عملی قوتون مین تابع ہے اور
اوسکی تمام اعمال مین زیر حکم اس حصہ کے ذریعہ سے انسان سکینہ اور نظافت اور عبادت و
طاعت کی طرف مائل ہوتا ہے اگر محض اسی سے کام لیا جاوے تو صفات ملکوتی سکے ساتھ
متصف ہو اور ہر لحظہ اور ہر دم متوجہ الی اللہ رہتا ہے اسکی وجہ سے انسان پر اللہ کی محبت
اور عشق کا غلبہ ہوتا ہے اسکو قلب بولتے ہین تیسرا حصہ وہ ہے جو نفس ناطقہ کا علمی قوتون
مین تابع اور زیر فرمان ہے اسکے ذریعہ سے انسان بڑے بڑے علوم کا عالم بڑے بڑے
معلومات کا ماہر ہوتا ہے اسکو عقل بولتے ہین ہم ان تینون حصون کے سمجھانے کے لیے
ایک مثال ذکر کرتے ہین مثلاً ایک مکان مین تین شخص مجتمع ہون اور وہان نہایت لذیذ پر تکلف
کہانا رکہا ہو مگر مالک مکان یہ کہے کہ کوئی اس کہانے کو نہ کہائے جو کہائے گا سخت لئیم اور
دنی الطبع جانور کے مانند دنیا مین سمجہا جائیگا اور آخرت مین سخت عذاب مین مبتلا ہوگا اونمین سے
ایک شخص اوٹھا اوسنے گو یہہ باتین سنی ہی اور یہہ کلمات اوسکے جی کو برے ہی لگے دنیا کی
ذلت اور عذاب آخرت کا کھٹکا ہی پیدا ہوا مگر کہانے کی رغبت ایسی غالب آئی کہ اوسنے ایک
بات کا بھی لحاظ نہ کیا اور کہانا کہا ہی لیا یہہ مثال صاحب نفس کی ہے دوسرا شخص اوس
کلام کو سنتے ہی غصہ سے سرخ ہو گیا کہنے لگا کہ مین یہہ ذلت گوارا نہین کرسکتا کہانے کا کیا ذکر
مین تو اس مکان مین ٹہرونگا نہ ایسے دنی الطبع لوگون کی صحبت مین رہونگا یہہ وہ شخص ہے
جسپر قوت قلبیہ کا غلبہ ہے تیسرے نے کہا کہ تم مجہسے کہانے کی برائی کی وجہ بیان کرو
اور دلیل سے ثابت کرو کہ اسمین قباحت کیا ہے اور اسکی کہانے مین عذاب کیون ہے
مین کہانے اور برا جاننے دونون مین متامل ہون جو دلیل سے ثابت ہوگا ویسا عمل کرونگا
یہہ مثال صاحب عقل کی ہے یہہ کیفیت دوسرے طبقہ کی ہے تیسرا طبقہ نفس ناطقہ
کا ہے جو تمام عالم کا خلاصہ خلافت حق کا مستحق اسکی حقیقت حق کے سوا کسی پر منکشف

حقیقت یہہ مختصر کیفیت انسان کی تھی جو بیان کیگئی اسکے علاوہ بیحد اسرار اور بے انتہا دقایق ہین جنکے بیان کو دفتر چاہئے غرض دیکھنے مین تو انسان مختصر ہے مگر حقیقت کی کھوج لگا دیجے تو اوسمین ایک جہان کا جہان چھپا ہوا ہے اوسکی پوری حقیقت کا جاننا آسان نہین اسیطرح ہر شے کی حقیقت کا حال ہے کہ محض رسمی تعریف آسان مگر تحقیق حقیقت و کنہ ماہیت کا انکشاف بہت دشوار ہے حقیقت کی دو قسم ہین ایک اصلی دوسری اصطلاحی حقیقت اصلی وہ ہے جسکا ہونا نہونا کسی کے ماننے نہ ماننے ٹھہرانے نہ ٹھہرانے اعتبار یا عدم اعتبار کے ساتھہ وابستہ نہو جیسے آسمان اور زمین انسان وغیرہ حقیقت اصطلاحی وہ ہے جسکا ایک حقیقت ہونا اور دیگر حقایق سے جداگانہ ہونا کسی خاص قوم کے اعتبار اور مقرر کرنے پر موقوف ہو چاہے اصل سے محض اعتباری ہو اور کسی نحو کا اوسکے لئے واقع مین ثبوت اور وجود نہو چاہے چند واقعی امور کو خاص قوم نے ایک سلسلہ مین شامل کر کے ایک نوع ٹھہرالیا ہو اور جو امور اوس سلسلہ مین داخل ہون وہ ایک حقیقت کے افراد کے ذیل مین شمار کئے جائین مثلاً عالم مین جمادی حیوانی نباتی اجسام موجود ہین اور ایسا ہی حرکات سکنات بیحد عقلی جسمانی روحانی جہان مین پائے جاتے ہین لوگ اون سے مختلف قسم کے آثار و احکام ظاہر ہوتے ہین ان کا جہانمین پایا جانا کسیکے ماننے نہ ماننے کا پابند نہین اب اون مختلف حقیقتون مین سے ایسے اعراض و جواہر کو جو بدن انسانی کے زائل شدہ صحت کے لوٹانے اور موجودہ صحت کے باقی رکھنے مین دخل تاثیری رکھتے ہون ایک سلسلہ مین داخل کر کے ایک قوم نے ایک خاص فن قرار دیا جسکو طب بولتے ہین گو واقع مین مختلف حقیقتین تہین مگر اونکا ایک فن اور ایک نوع واحد ہونا محض خاص فرقہ کے ٹھہرا لینے اور قرار دینے پر موقوف ہے علوم اور فنون کے اسما اسی قسم کے ہین عقلا کے نزدیک اصطلاحی امور کی حقیقت محض وہی چیز ہوتی ہے جسکے مقابل مین اوس اصطلاح والون نے ایک خاص نام رکہا ہو اوسکے علاوہ اور کوئی حقیقت

تصوف

اوسکے لئے تلاش کرنا بیکار ہے ایسی حقیقتون کو حقیقت اسمائی بھی بولتے ہین
بھی ایک فن خاص ہے اسکی بھی حقیقت حقیقت اسمائی اصطلاحی ہوگی مگر جب خود اہل
فن کے اقوال اوسکی تعریف مین مختلف ہون اور کثرت سے مختلف عبارتین مختلف آتا
آئے ہون تو اس امر کا پتہ دشوار ہے کہ اصل واضع ان کثیر معنون مین سے کون سی معنی
کے مقابلہ مین تصوف یا صوفی کا لفظ وضع کیا ہے مگر اگر کہین کسی خاص امر کی تعریف مین
مختلف عبارتین مختلف اقوال دیکھے جائین اور اون ساری عبارت اور سارے اقوال کا مآل
کسی ایک مضمون کے جانب ہو تو وہی مضمون اوسکی تعریف اصلی سمجھی جائیگی اور وہ مختلف اقوال
اور مختلف عبارات اوس اجمالی مضمون کی تفصیل قرار پائیگی تصوف کی تعریف مین گو بے
انتہا عبارتین اور بیشمار اقوال ارباب تصوف سے منقول ہین مگر تفتیش اور تحقیق کے بعد اون
سب کا رجوع ایک امر کے طرف ہے۔ اور اون سب کا حاصل مرو احد جسکو ہم آگے بیان کرینگے جہان تصوف کی حقیقت کا مذکور ہوگا
اس بنا پر بظاہر یون معلوم ہوتا ہے کہ لفظ تصوف کی حقیقت اسمی وہی ہے جسکی تفصیل آگے
کیجائیگی یہان ہم اوسکو مبہم چھوڑتے ہین تصوف کا فن جسطرح دقیق اور نازک ہے اسی واسطے
اوسکے مسائل اور اوسکے فوائد اور مقاصد مین عقول متوسطہ حیران ویسا ہی لفظ تصوف کی
تحقیق اور اوسکی ماہیت کے بیان مین بھی حیرانی در حیرانی ہے پہلے ہم لفظ تصوف کے
تحقیق مین جو اقوال بزرگان دین کے آئے ہین نقل کرتے ہین اوسکے بعد اوسکی حقیقت
بیان کرینگے پھر اوسکے موضوع سے بحث کرینگے اوسکے بعد اوسکی غایت اور اوسکے مقصود
کا بیان کرینگے پھر اس امر کی تحقیق کیجائیگی کہ تصوف کا طریقہ کتاب و سنت کے خلاف
نہین اسکے ذیل مین بعضے اکابر صوفیہ کے ساتھ جو بعض متقشفین نے کچھ بیجا کی ہے
اوسکا بھی کچھ مختصر جواب دینگے اوسکے بعد یہ بتائینگے کہ تصوف کا مرتبہ اور علوم سے بہ
کیسا ہے

لفظ تصوف کی تحقیق

تصوف بعض کی رائے ہے کہ تصوف کا لفظ یا صفے کسی سے مشتق

ابوزکریا انصاری نے رسالۂ قشیریہ کی شرح مین بعضے اکابر سے یہ قول نقل کیا ہے
انہون نے دیکھا کہ مشتق کہنا تو وقت سے خالی نہین یعنی قواعد اشتقاق کی پابندی
پھر مشتق منہ کی تفتیش اور اوس سے مشتق ہونے کی دلیل پھر لغوی اور اصطلاحی
معنی مین مناسبت ان سب باتون کی تحقیق کرنے کی بحث کون اوٹھاوے پھر
کامیابی کی امید موہوم اسلئے سری سے قائل ہوئے کہ جامد ہے دوسرے سے اشتقاق
کا نیازمند نہین اور اوسکے ابتدائی معنی وہی ہین جو اصطلاح مین قرار پائے - بعضون
نے کہا ہے کہ جامد نہین انہون نے دیکھا کہ اسکا وزن قاعدہ کے موافق مصدر کا ہے
تصوف وغیرہ الفاظ موافق قاعدہ صرفی کے اس سے مشتق ہوسکتے ہین جامد کیون ہو ہان معنے
اصطلاحی اور معنی لغوی مین مناسبت ضرور ہے اوسکی تلاش چاہیے وجہ تسمیہ مین کچھ مناسبت
تامہ درکار نہین ادنی مناسبت کافی ہے اس امر مین کلام ہے کہ کون ایسا ماخوذ منہ اختیار
کیا جاوے جو اصطلاحی معنی کے مناسب ہو متعدد اقوال منقول ہین کسی نے کہا صوفی
صوفہ سے مشتق ہے صوفہ کہتے ہین بھیڑ کے بال کو بھیڑ کا بال نرم اور ایک حقیر بےقدر چیز ہے
نرمی ایسی کہ چاہیے بٹکر رسی بنا لیجئے چاہے بن کر کمل یا اور کوئی کپڑا طیار کر لیجئے بےقدر ایسا
خصوصاً عرب کے ملک مین کہ یون ہی تراش کر پھینک دیتے ہین صوفی بھی حق کے سامنے
رام اور نرم اوسکے ہر حکم کے لئے گردن جھکائے اپنی ساری قدر و منزلت کو اوسکے آگے مٹائے
رہتا ہے چنانچہ مشہور ہے۔ کہ صوفی چیست خاکے بیختہ و آبے بر وے ریختہ نہ کف را از و دردے و نہ پشت
پا را از و گردے بعضے کہتے ہین کہ صوف سے مشتق ہے صوف اونی کپڑے کو بولتے ہین
اس فرقہ کے لوگ سب نہین تو اکثر صوف کا لباس پہنتے ہین بیشتر کمل پوش ہوتے ہین ان
لوگون نے اس فرقہ کے ظاہری لباس کے مناسبت کا لحاظ کر کے صوف کو ماخوذ منہ قرار دیا
یہ حضرات کھانے مین لباس مین بلکہ ہر چیز مین حظوظ نفس سے دور زینت ظاہری اور نمائش
سے نفور رہتے ہین اکثر موٹے کپڑے کمل وغیرہ پہنتے ہین بلکہ کمل ان حضرات کے مخصوص لباسون

مین سے سمجھا جاتا ہے صاحب معالم نے لباس التقوی کی تفسیر مین ایک قول نقل کیا ہے
کہ مراد اوس سے اونی کپڑا ہے اسلئے کہ یہہ شعار اہل تقوی کا ہے اس لباس کے پہننے مین
چند مصلحتون پر نظر ہے اول نمایش و نمود سے خالی تزین سے دور دوسرے اس
لباس کو اکثر انبیاے مرسلین خصوصاً حضرت خاتم النبیین اور آپ کے صحابہ و تابعین نے
پسند کیا ہے تعرف مین ہے کہ بیشتر انبیاے مرسلین کا لباس صوف تھا حضرت حسن بصری
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حضرت عیسیٰ صوف پہنتے اور درخت کی پتیان کھا کر بسر کرتے جہان
رات ہوتی سو رہتے کوئی مکان اپنے لئے نہین بنایا ابو موسی اشعری رض فرماتے ہین
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس الصوف ویرکب الحمار یعنی پیغمبر خدا صوف
پہنتے اور حمار پر سوار ہوتے حسن بصری رض فرماتے ہین کہ مین ستر بدری صحابیون سے ملا اون سب
کا لباس صوف تھا غرض صوف کے پہننے مین ان حضرات کے طریقے کی پیروی ہے تیسرے یہ لباس
مضبوط اور دیرپا ہوتا ہے نہ جلدی پھٹے نہ جلدی میلا ہو اوسکے پہننے والون کو دیر مین ضرورت
ہوتی ہے کہ تبدیل لباس کرین یا دوسرے لباس کے بہم پہونچانے مین اپنے دل کو متوجہ و اپنے وقت
کو صرف کرین اور یہہ حضرات ہمیشہ ایسے امور سے بچتے ہین جنکے وجہ سے یاد حق کے سوا
اور کام مین وقت صرف کرنا ہو حاتم اصم رح محض ستو گھول کر پی لیتے اور کچھ نہ کھاتے۔
لوگون نے اسکا سبب پوچھا فرمایا جتنی دیر مین روٹی توڑئے لقمہ بنایئے اور اوسکو چبایئے
دس بیس بار تسبیح کر سکتے ہین اتنا وقت مفت کیون ضایع کیجئے حضرت سلطان ابراہیم ادہم
بلخی رح نے نو برس کے بعد اپنا کرتہ اوتارا اوسمین بہت بڑی بڑی جوئین پڑ گئی تھین۔ چوتھے
موٹے اور اونی کپڑون کے پہننے سے پسینہ بکثرت نکلتا ہے بدن کے رطوبات
تحلیل ہوتے ہین جوڑون کا اور اعصاب کا تھل اور ڈھیلا پن دور ہوتا ہے نیند کم آتی
ہے حرکات مین سستی آنے نہین پاتی عبادات بدنی کے لئے بدن چست رہتا ہے ۔
اسی مصلحت سے حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی اولاد کو وصیت فرمائی کہ

ہمیشہ بیٹھا کرو پیادہ پا چلا کرو دھوپ میں زیادہ بیٹھا کرو کسی نے کہا صوفی
منسوب ہے صوفہ کی طرف صوفہ عرب میں ایک قبیلہ تھا یعنی مضر کا صوفہ بن مر بن اد بن
طابخہ بن الیاس بن مضر یہ لوگ کعبہ کی خدمت کیا کرتے ایام جاہلیت میں حجاج انہیں
کی اجازت سے منی اور عرفات کو جاتے اور وہاں سے واپس آتے جسطرح اس قبیلے
والوں نے خانہ کعبہ کی خدمت اختیار کر لی تھی ویسے ہی یہ اس فرقہ والے اللہ کے در کو
پکڑ کر اور کسی جانب توجہ نہیں کرتے اسی واسطے انکو درویش کہتے ہیں جسکے معنی بترکیب
اضافت مقلوبی قائم در کے ہیں زمخشری نے اساس میں لکھا ہے کان آل صوفہ
یجیزون الحاج من عرفات ای یفیضون یقال لھم آل صوفان و آل صفوان و
کانوا یخدمون الکعبہ و یتنسکون ولعل الصوفیہ نسبوا الیھم تشبیہا لھم فی
التنسک والتعبد او الی الصفہ فقیل مکان الصفیہ الصوفیہ تقلب
احدی الفائین واوا للتخفیف او الی الصوف الذی ھو لباس العباد واھل الصوامع
کسی نے کہا کہ انکو صوفی اسلئے کہتے ہیں کہ یہ لوگ حضرت حق کے نزدیک مقام قرب
میں صف اول میں ہیں بظاہر یہ نسبت قاعدہ کے مطابق نہیں اسلئے کہ اگر صف کے جانب
نسبت ہو تو صفیہ ہونا چاہئے مگر وہ تاویل کیجائے جو زمخشری نے بیان کی کہ فاے
مشددہ میں سے ایک فا کو واو کے ساتھ بدل دیا اور واو کی مناسبت سے صاد کے
فتحہ کو ضمہ کے ساتھ بدلا ہاں صف کا لفظ مطلق ہے اولیہ کے جانب اسمیں اشارہ نہیں
یہ کہا جا سکتا ہے کہ مطلق کا مرجع فرد کامل کی طرف ہوتا ہے اور صفوف میں فرد کامل صف
اول ہے صوفیہ مدارج مومنین کے اعتبار سے بھی صف اول میں ہیں منتہاے سیر و
سلوک کے اعتبار سے بھی صف اول میں ہیں طریق روش کے اعتبار سے بھی صف
اول میں ہیں بیداری حرکت کے اعتبار سے بھی صف اول میں اس اجمال کی تفصیل یوں
ہے مخلوقات الٰہی میں جو لوگ امنو باللہ کے شرف خطاب سے مشرف ہوئے انہیں

سے اونکا توذکر نہین جنہون نے اس خطاب کی قدر نہ کی اور وما قدروا اللہ حق قدرہ کے
زمرہ مین داخل رہے نہ اس خطاب کیطرف کان رکہا بلکہ بجاے سمعنا واطعنا کے سمعنا و
عصینا کہا وہ تہے نہ جانا نہ مانا دل سے نہ کسی ظاہری مین مانتے یہہ بہی نکیا جنہون نے ظاہر
مین اوس حکم کی اطاعت قبول کی اون کے کئی طبقہ ہوے۔ پہلا طبقہ وہ ہے جنہون نے صرف
زبان سے اقرار کیا اور محض زبانی اقرار پر کفایت کی دلمین ایمان کو راہ نہین دیا انکو
ایمان نے اخروی فوائد مین سے اگرچہ کچہہ فائدہ نہین بخشا مگر یہہ بہی نہین ہوا کہ بالکل منافع
ایمانی سے بے نصیب رہین کچہہ نہین تو اسقدر ضرور فائدہ ہوا کہ انکی جان انکا مال اوسی
طرح محفوظ رہا جیسے پورے مسلمانون کا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فاذا قالوہا عصموا
منی دماءهم واموالهم الا بحقها یعنی جب لا الہ الا اللہ کے قائل ہوے تو اپنی جان اپنا مال ہم
سے بچا لیگئے دوسرا طبقہ وہ ہے جنہون نے زبانی اقرار کے ساتہہ دلی تصدیق اور
اعتقاد بہی حاصل کیا مگر اورون کی تقلید اور دوسرون کے کہنے سے اس قسم کا اعتقاد
اعتبار کے قابل نہین اسواسطے کہ اسلام اصل مین وہ ہے جسکا منشا انشراح صدر و
علم ہو قال اللہ تعالی افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ
نہ محض دوسرے شخص کا کہنا سننا ہان ایمان تقلیدی ہوتے ہوتے جب ایسا مستحکم ہوجاے
کہ کسی شک دلانے والے کے شک دلانے سے زائل نہو تو وہ ایمان تحقیقی کے حکم مین ہے
گو ابتدا اوسکی تقلید ہی سے کیون نہوئی ہو اسلئے وارد ہوا علیکم بدین العجائز اسکی تفصیل
علم کلام کی کتابون مین ہے۔ تیسرا طبقہ وہ ہے جنہون نے ایمان کو دلائل کے ذریعہ سے قبول
کیا مگر ایسے دلائل تک اونکی رسائی نہین ہوئی جو قطعی علم اور یقینی اعتقاد کو موجب ہون
بلکہ محض ظنی اور تخمینی علم اوسکا نتیجہ ہے ایسا ایمان گو محض تقلیدی ایمان سے کسی قدر
زیادہ مستحکم ہوتا ہے مگر ضعف اور کمزوری سے خالی نہین چوتہا طبقہ وہ ہے جنہون
نے ایمان کو ایسے قطعی اور یقینی دلائل کے ذریعہ سے حاصل کیا جو یقینی علم کو موجب ہون انکا ایمان

چوتھے طبقے والون سے زیادہ مستحکم ہے اور گواونمین شک وشبہ کو دخل نہین مگر اہل مکاشفات اور ارباب شہود کے ایمان کے برابر نہین جنکی شان ہے لوکشف الغطا ما ازددت یقینا قال اللہ تعالی وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا ثم اھتدی اس آیت سے معلوم ہوا کہ توبہ اور ایمان اور عمل صالح کے بعد کوئی اور مرتبہ ہے جسکی تعبیر ثم اھتدی سے کیگئی اسی لئے وارد ہوا ہے ما فضل ابو بکر الناس بکثرة صلوة و لا بکثرة صیام ولکن بسر وقر فی صدرہ ای ابی بکر رواہ الحکیم الترمذی پانچوان طبقہ اہل مشاہدہ اور ارباب مکاشفات کا ہے جنکے ایمان کی محض عقلی دلائل پر بنیاد نہین بلکہ الطاف ایزدی او جذبات الہی نے اونکی بصر وبصیرت سے حجاب ظلمانی اسطرح اوٹھا دیئے کہ جو امور دوسرون پر نہان تھے اُن پر عیان ہین جو اورون کے لئے غیب تھے انکے لئے حضور انکے ایمان مین شک وشبہ کو راہ نہین انکے ایمان کے سامنے عقلی دلائل والون کے ایمان کی ویسی نسبت ہے جو ایمان تقلیدی کو اونکے ایمان کے ساتھ ہے بلکہ اوس سے بہی کم اس قسم کے ایمان کا حصول محض فضل الہی پر ہے ہان یاد الہی کی کثرت اوسکے سامنے خضوع وخشوع اودہر سے اس قسم کی نور ایمانی کے افاضہ کا سلسلہ جنبان ہوتا ہے بہرحال اللہ کے معرفت کی دو راہین ہین ایک طریق استدلال مثلاً افعال کے ذریعہ سے صفات کو یا نام صفات سے اسما کو ذات کے صفات کا وسیلہ گردانا دوسری راہ جذب کی ہے کہ محض کرم الہی بلا واسطہ اپنی کمند عنایت ڈالکر کشان کشان بارگاہ معرفت تک پہونچا دے اور روز ازل کی فراموش شدہ شناسائی او شہود کو جسکے خبر آیہ کریمہ الست بربکم قالوا بلی شھدنا مین ہے از سر نو یاد دلاکر ذوق مشاہدہ سے آشنا کرادے ظاہر ہے کہ اس قسم کی معرفت اور اس قسم کا ایمان درجہ اول کا ہے او اس قسم کے مومنین ایمان والون کے صفون مین صف اول والے ہین حضرات صوفیہ اس درجہ کے مومنین مین سے ہین ابتدا اگرچہ ہنوز

مگر اونکی ساری کوشش اور ساری ہمت اسی قسم کے ایمان کی تحصیل کیلئے ہوتی ہے اسلئے
وہ لوگ مآلاً یا حالاً اسی جماعت مین معدود ہین انما اکل من مالی ما افی و اللہ لا یضیع
اجر المحسنین والمحسنون ہم اہل المشاہدۃ کما اخبر بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فی قولہ الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ دوسرے عبادت کرنے
والون مین عبادت کا محرک یا امید ہوتی ہے یا اندیشہ ضرر جسے خوف بولتے ہین یا محبت۔
نوکر اپنے آقا کی جو اطاعت کرتا ہے اوسکا منشا محض تنخواہ کی امید ہے رعایا حاکم کی اطاعت
سے باہر نہین ہوتی اوسکی وجہ محض اندیشہ ضرر ہے عاشق معشوق کا فرمانبردار بتعلق الفت
ہوتا ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ جو طاعت با امید نفع یا بخوف ضرر کیجاوے اوسکو اوس
طاعت سے کچھ مناسبت نہین جسکا منشا محبت ہے یہان طاعت تہ دل سے ہوتی ہے
وہان اوپری دل سے بلکہ حقیقت مین طاعت با امید ہو یا بخوف دونون کا منشا محبت ہی
ہے اسلئے کہ امید اوسی چیز کی ہوتی ہے جسے الفت ہو خوف اوسی شے کے زوال کا ہوتا ہے
جس سے محبت کا لگاؤ ہو وہ شے اپنی نفس کی راحت اور آرام ہی کیون نہو بہرحال ہر قسم
کی طاعت کی بنا محبت ہی پہ ہے فرق اسقدر ہے کہ کہین خود مطاع کی محبت موجب اطاعت
ہوتی ہے کہین کسی اور چیز کی جسکا ہونا نہونا مطاع کی قدرت مین ہے جیسے نوکر اور رعایا
کی اطاعت ہان یہان اپنے نفس کی محبت ذریعہ اطاعت ہے وہان مطاع کی الفت۔
کوبھی مطاع کی محبت مین بھی امید اور خوف کا لگاؤ ہوتا ہے گر امید ہوتی ہے تو اوسکی عنایت کی
خوف ہوتا ہے تو اوسکی بے نیازی کا بلکہ غور کرنے سے یون سمجھ مین آتا ہے کہ جو محبت الہی
کا متعلق محض ذات حق کو بلا واسطہ کسی وصف کے سمجھتے ہین محض دھوکے مین ہین۔ اول
ذات بحت سارے اعتبارات سے بیگانہ سارے تعلقات سے بے نیاز کسی سے اوسکو
مناسبت نہین بے مناسبت کے محبت کا ہونا معلوم ہے دوسرے ذات حق موجود
بلکہ عین وجود اور محبت کا تعلق عند التحقیق ہمیشہ امر معدوم سے ہوتا ہے اسواسطے کہ محبت

ت اِرادہ نہین ایک تعلق خاص کا نام ہے اگر مطلوب موجود کے ساتھہ متعلق ہو تو
تحصیل حاصل لازم آوے بہرحال محبت کا تعلق یا کسی ایسے امر معدوم کے ساتھہ ہے جو
اوس تعلق کے وقت معدوم ہے اور اوسکا موجود کرنا یا وقوع مین لانا مطلوب ہوتا ہے
وقوع مین لانے کی قید اسلئے ہے کہ کبھی محبت کا تعلق کسی امر معدوم کے ایجاد کے ساتھہ ہوتا
ہے اور کبھی کسی امر موجود کے اعدام کے ساتھہ تاکہ اعدام واقع ہو اور اعدام تعلق محبت
کے وقت موجود نہین بہرحال محبت ایسی ہی شے کے ساتھہ وابستہ ہوتی ہے جو محب کے
پاس وقت محبت موجود نہین جیسے لقاے محبوب یا مشاہدہ جمال محبوب یا مکالمت محبوب یا مجالست
محبوب یا بوس وکنار محبوب وغیرہ وغیرہ محب یون خیال کرتا ہے کہ اوسکی محبت شخص محبوب
یا وجود محبوب کے ساتھہ ہے یہہ دہوکا ہے وہ تو خود اوسکے سامنے موجود ہے پھر طلب کیسی۔
ہان جسکے ملنے یا جسکے دیدار ولقا کا شوق ہوتا ہے کبھی فرط محبت مین وصال ولقا کے بعد شوق
مین کمی نہین ہوتی بلکہ کچھ زیادتی ہوتی ہے مشہور ہے کہ ؎ وصال یار سے دونا ہوا عشق
مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی اور اوس سے یون گمان ہوتا ہے کہ وصال ودیدار کے ساتھہ
تعلق محبت نہ تھا ورنہ حصول کے بعد زائل ہوجاتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ حصول دیدار کے بعد
نفس حصول کے ساتھہ وابستہ نہین رہتی بلکہ دولت دیدار کا دوام واستمرار متعلق محبت ہوتا ہے
اوسوقت عاشق یہ چاہتا ہے کہ یہ دیدار دوامی اور استمراری ہوجاوے یا دیدار ووصال کے
مراتب ہوتے ہین جو مرتبہ کہ حاصل ہوگیا ہے وہ متعلق محبت نہین ہوتا بلکہ حاصل ناشدہ مراتب
متعلق محبت ہوتے ہین اور اوسیکا فراق عین حالت وصال مین موجب قلق واضطراب ہوتا
ہے حاصل یہہ ہے کہ محبت کا تعلق ہمیشہ امر معدوم سے ہوتا ہے اور جو ذات ازلًا وابدًا
موجود ہو اوس سے من حیث ہو ہو محبت کا تعلق ہونا محض دہوکے کی بات ہے اسکی تحقیق
منظور ہو تو فتوحات کے باب ایکسو بہتر مین دیکھئے ہم بہی اس رسالہ مین جہان عشق کی
بحث بیان کرینگے اسکو تفصیلًا ذکر کرینگے غرض کچھ ہی ہو۔ یہہ حضرات طاعت. عبادت

مجاہدہ بواسطہ محبت کہتے ہین عباد و زہاد کی عبادت بامید بہشت ہوتی ہے یا بخوف دوزخ اور ظاہر ہے محبت والی عبادت اوس قسم کی عبادت سے اعلیٰ درجہ کی ہے تو جنکی عبادت کی محرک محبت ہو اللہ کے بندون مین صف اول کے وہی لوگ ہونگے تیسرے سلوک و رفتار کے طرز و روش مین یہ لوگ صف اول مین ہین ہم یہان حضرت قدوۃ السالکین نجم الدین کبری کے رسالہ کا خلاصہ ذکر کرتے ہین جس سے راہ عرفان مین ان حضرات کی روش کا پتہ چلتا ہے کسی زمانے مین ہم نے اوسکی شرح لکھی تھی مگر ناتمام رہی۔ شرح و متن دونون کا مختصر مختصر خلاصہ لکھتے ہین گو کسیقدر طول ہوجانیکا احتمال ہے مگر ناظرین کو اوسکے دیکھنے سے بہت بڑے بڑے فوائد متصور ہین اسواسطے اطالت پر نظر نہین کیجاتی یہان کثرت فوائد پیش نظر ہین فرماتے ہین کہ اللہ تک پہونچنے کی راہین انفاس خلائق کے برابر ہین یعنی بیشمار ہین اسلئے کہ تمام عالم مین اللہ کے افعال و صفات کا پھیلاؤ ہے ہر فعل کو صفات کے ساتھ اور ہر صفت کو اسما کے ساتھ لگاؤ ہے اور اسما سب ذات کے ساتھ وابستہ ہین اسلئے ہر ایک صفت ذات تک رسائی کا راستہ ہے یا یہہ مطلب ہے کہ طرق کی کثرت باعتبار کثرت مراتب کے ہے مثلاً اعمال ظاہری مین ایک عمل ہے نماز اوسمین ایک رکن ہے پہلا قرات قرات کے مراتب ہین ایک قران کا پڑھنا اوس زبان مین جسمین نازل ہوا بغیر اسکے کہ معنی سمجھ مین آئین یا اوران مین تدبر اور تفکر کیا جاوے۔ دوسرا مرتبہ قران کا پڑھنا محض ظاہری معنی سمجھکر تیسرا مرتبہ قران کا پڑھنا اوسکی فصاحت اور بلاغت کے اسرار و لطائف مین غور و فکر کرکے چوتھا مرتبہ اوسکے دقائق معنوی مین تامل کے ساتھ پڑھنا پانچوان مرتبہ اس انداز اور اس طرز سے پڑھنا جس سے دل مین اوسکے معنی کا اثر ہو اور قلب مین اوسپر عمل کرنے کا ذوق پیدا ہو چھٹے قران کے متکلم کی عظمت اور جلالت اور اوسکے حضوری کے تصور مین پڑھنا جس سے خوف خشیت اور خضوع و خشوع کی حالت ظاہر و باطن مین سرایت کرے اور متکلم کے ساتھ

اور محض اسی ضروری خدمت کے انجام دینے کے لئے رسالہ الاحسان جاری کیا گیا ہے.
ظاہر ہے کہ یہ ایک ایسی خدمت ہے جس مین صرف اونہین بزرگون سے مدد ملنے کی
امید ہو سکتی ہے جنکے دلون مین خدا اور رسول کی محبت اور تصوف اور حضرات صوفیہ
کی قدر و قیمت ہے باین وجہ آپ حضرات کے خدمات مین جنکے دم اور قدم کی برکت
سے اسکا وجود اور نام و نشان ابتک باقی ہے یہ درخواست پیش کیجاتی ہے کہ آپ
اسکی سرپرستی منظور فرمائین اور علمی اور مالی مدد دیکر اس نونہال احسان کو پروان کو
پہونچائین اور اپنے ارادت مندون اور پیرؤن کو اسکی خریداری کی ترغیب دلائین تاکہ
اشاعت کامل ہوا ور غرض اصلی حاصل ہو عام خریدارون سے قیمت صرف دو روپیہ
سالانہ ہے جو کچھ بہت زیادہ بھی نہین ہے -

ملتمس

نہال احمد علوی حمیدی کڑا ضلع الہ اباد

قواعد ضروری رسالہ ہذا

۱۔ یہ رسالہ ہر اسلامی مہینہ مین ایکبار قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے شایع ہوا کریگا۔

۲۔ رسالہ کا حجم ۳۲ صفحہ سے کم نہوگا۔ خط و چھپوائی و کاغذ و تقطیع کے لئے یہ نمونہ کافی ہے

۳۔ قیمت ہر حالت مین عا دو روپیہ سالانہ پیشگی لی جائیگی مابعد کا کوئی حساب نہوگا۔

۴۔ تمام خط و کتابت و ترسیل منی آرڈر وغیرہ بنام نہال احمد علوی حمیدی اڈیٹر و مالک رسالہ ہونا چاہیئے۔

۵۔ امور دریافت طلب کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے نہین تو جواب سے معذوری ہوگی اور بیرنگ خط وغیرہ واپس کر دیئے جائینگے۔

۶۔ قابل و لایق مضامین نگار کی خدمات گرامی مین اور اخبارات اور رسالون کے معاوضہ مین یہ رسالہ مفت بھیجا جاویگا۔

۷۔ اس رسالہ مین ہمیشہ تصوف اور اخلاق اور اوسکے متعلقات پر مضامین مندرج ہونگے مثلاً تصوف کی تعریف اور اسکے برکات و فوائد و ضرورت و نتایج اور تاریخ اور اسکا شریعت سے تعلق و اکابر صوفیہ کے حالات اور انکے قیمتی ملفوظات و اسرار شریعت و مکارم اخلاق و معائب اخلاقی وغیرہ وغیرہ۔

۸۔ یہ رسالہ جن بزرگونکی خدمت مین بلا قیمت و بلا طلب بھیجا جائیگا اونکے نام رسالہ کا جاری رہنا اداے قیمت و منظوری پر موقوف ہوگا۔

۹۔ جملہ مضامین و مراسلات صاف و واضح خط مین اور پتہ و نام کامل اور واضح ہونا چاہیئے تاکہ کوئی دقت و شکایت پیدا نہو۔

ملتمس

مالک و اڈیٹر الاحسان

جلد اول ۱۲ جمادی الثانی سنہ ھ نمبر دوم

رسالہ ماہوار مسمے بہ

الاحسان

تصوف اور اخلاق کے بیان مین

قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے باہتمام نہال احمد علوی حمیدی مالک و اڈیٹر رسالہ شائع ہوا

فہرست مضامین

مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد مین طبع ہوا

شکریہ اور رسید

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔

ہم کمال احسانمندی کے ساتھ اپنے اون محسنون اور کرمفرماؤنکا شکریہ ادا کرتے ہین جنہون نے رسالہ الاحسان کی خریداری بغیر اسکے کہ نمونہ دیکھین یا خاص طور پر تحریک کیجائے پہلے سے منظور فرمائی اور کمال مسرت اور کشادہ دلی کے ساتھ اس عاجز کے بھیجے ہوے ویلو کو قبول فرمایا بیشک اس بلا تامل قبولیت سے انحضرات کے اوسی ذوق اور شوق اور محبت کا کامل ثبوت ملتا ہے جو انہین علم و کمال اور اسلام و ایمان کے ساتھ ہے اور مجھے ان بزرگون کے ذات گرامی سے بہت بڑی امید ہے کہ اس رسالہ کے اشاعت اور ترقی کے لئے کوئی دقیقہ امکانی کوشش کا اوٹھا نرکھینگے اور الاحسان کے خریدارونکی تعداد روز بروز ساعت بساعت دونی اور چوگنی ترقی کریگی کیونکہ ان معزز کرمفرماؤن مین سے اکثر ایسے با اثر اور باقتدار ہین جنکی تھوڑی توجہ بہت بڑا نتیجہ پیدا کرسکتی ہے۔

رسید زر قیمت جو ۴ جمادی الثانی تک وصول ہوئی

۱. جناب منشی حسن خانصاحب سب اورسیر نہل باندا عہ
۲. جناب مولوی عبد الرحیم صاحب نقلنویس عدالت ججی باندا عہ
۳. جناب سید شاہ محمد اکبر صاحب کڑوی مقیم کانپور عہ
۴. جناب حاجی الطاف الرحمن صاحب رئیس ردولی عہ
۵. جناب مولوی محمد عبد الغنی صاحب وکیل چندوسی عہ
۶. جناب مولوی مسیح الدین احمد صاحب کڑوی ہیڈ کلرکی بارہ بنکی عہ
۷. جناب شیخ محمد یوسف صاحب منصرم منصفی لکھیم پور عہ
۸. مولوی سید قدرت علیخانصاحب بہادر نائب مال ریاست بھوپال عہ
۹. جناب شیخ عبد المعبود صاحب سالدار لانسرز رجمنٹ بھوپال عہ
۱۰. جناب شیخ منصب علیصاحب الہ آباد عہ
۱۱. جناب سید شاہ رفیع الدین صاحب الہ آبادی منصرم سب ججی باندا عہ
۱۲. جناب منشی محمد عبد الحفیظ صاحب دہلوی سب اورسیر بارہ بنکی عہ
۱۳. جناب خان بہادر مولوی حمان علیصاحب فاروقی وکیل دربار ریاست ریوان مصنف کتب متعددہ عہ
۱۴. جناب سید محمد سجاد صاحب جعفری پٹنوی عہ
۱۵. جناب سید محمود علیشاہ صاحب پروفیسر عربی رندھیر کالج کپورتھلہ عہ
۱۶. جناب شیخ احمد حسین صاحب رئیس مہوہ عہ
۱۷. جناب سید حافظ شاہ منظور احمد صاحب الہ آبادی نائب تحصیلدار کراکت عہ
۱۸. جناب خان بہادر منشی اطہر علیصاحب وکیل و رئیس اعظم کاکوری عہ

(۱۹) جناب منشی سید محمد علی صاحب رئیس باندا عکار
(۲۰) جناب مولوی سید شاہ شفاء الصمد صاحب ہیڈ مولوی باندا عکا
(۲۱) جناب مولوی وزیر علی صاحب مترجم ہائیکورٹ الہ آباد عکار
(۲۲) جناب مولوی سید عبد السمیع صاحب کروڑی مقیم حیدر آباد دکن عکا
(۲۳) جناب خلیفہ عطا محمد صاحب گڑہ شنکر ضلع ہوشیار پور عکا۔

معزز اخبارون کا شکریہ اور التماس

ان معززین کا شکریہ اور بہی زیادہ قابل ادا ہے اس عاجز کو اخباری دنیا کے ساتھہ جیسا گہرا تعلق ہے اور اسنے جہانتک اوسکی خدمت کی ہے اور آیندہ کرنیکو تیار ہے اوسپر نظر کر معزز اخبار ونکے اڈیٹر ونسے بہت بڑی امداد کی امید ہے کیونکہ گو مین اس قابل نہین ہون کہ اپنے کو ایسے ذیکمال خدامان ملک و قوم اور علم و کمال کے زمرہ مین شمار کرون لیکن سالہا سال کے ہم نشینی نے مجھے یہہ کہنیکا ضرور حق عطا کیا ہے کہ اگر اس معزز جماعت کا ممبر نہین تو خادم تو ضرور ہی ہون پہر کیونکر ممکن ہے کہ اپنی جماعت کے خادمون کی بوقت ضرورت مدد نکیجائے جبکہ یہہ امر مسلمہ ہے کہ ؎ یک گل مقصود درین بوستان + چیدہ نشد بے مدد دوستان ؎ اور اس مدد کے ۳ تین ذریعہ ہین۔

۱ اول تو اسپر ریویو کرنا اور اپنے ناظرین کو اسکے جانب توجہ دلانا اور اونہین خریداری پر آمادہ کرنا

۲ دوسرے اس ناچیز ہدیہ کے عوض مین جو میرے حیثیت کے اعتبار سے یا کچھہ اور اپنی مقاصد اور ذیکمال مضمون نویسون کے اعتبار سے بیش قیمت اور نادر الوجود ہے اپنے معزز اور قیمتی اخبارونکا تبادلہ کرنا۔

۳ تیسرے اون لغزشون اور غلطیون سے جو ابتدائی کامون مین ضروری ہوتے ہین عنایت نامون کے ذریعہ سے ہمیشہ آگاہ اور مطلع کرتے رہنا اور اوسکی ترقی کے متعلق قیمتی رایون سے مشورہ دیتے رہنا۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ الحمد للہ کہ ہمارے دوست ایس ای ابن علی صاحب مالک نیر اعظم نے پیش قدمی فرماکر مختصر اور موزون الفاظ مین ریویو فرمایا اور اخبار بہی معاوضہ مین جاری کر دیا۔

ہمارے معزز کرمفرما مولوی غلام محمد صاحب مالک واڈیٹر وکیل نے بھی جو ابتدا ہی سے الاحسان پر احسان فرما رہے ہین بہت عجلت مین چند کلمات بزرگانہ طور پر تحریر فرمائے ہین اور ہمکو ابھی بسیط ریویو اور تبادلہ اخبار کا انتظار ہے۔

ملتمس نہال احمد علوی حمیدی مالک و اڈیٹر رسالہ الاحسان

الاحسان کے نسبت معززرائین

(۱) حضرت مولانا مولوی سید محمد شاہ صاحب محدث رامپوری جو ندوۃ العلما کے کئی اجلاس کے صدارت فرما چکے ہین۔

رسالہ الاحسان ہرسلہ آپکا پہونچا من اولہ الی آخرہ دیکھا گیا آپکی تقریر بنا بیہ مضمون بہت زیادہ قدر کے قابل ہے کہ جب احسان کا نک تراہ کی مصداق کا نام قرار پایا اور ہل جزاء الاحسان الا الاحسان وارد ہوا ہے تو جزا اوسکی رویت ہونا چاہئے جو اعلی نعما جنت ہے اور جناب مولوی محمد حسین صاحب کی تقریر بہی غالباً مفید عام وخواص ہوگی بشرطیکہ آگے حقایق سے بحث نکرین اور ہو کی تو عوام اردو خوان محروم الاستفادہ ہوجاینگے بلکہ اندیشہ ضرر ہے۔

(۲) خان بہادر مولوی رحمان علی صاحب وکیل دربار ریاست ریوان جنکی اکثر تصنیفات مختلف علوم مین ہین۔

رسالہ الاحسان صادر ہوکر ممنون کیا رسالہ مذکور کمال مسرت کے ساتھ بعد ادائے قیمت محصول کے قاصد کے ہاتھ سے لیا۔ درحقیقت رسالہ الاحسان آپ کے حسنات کا ایک نمونہ ہے عموماً خصوصاً تمام اہل اسلام میرے دانست مین اوسکے بار اوٹھانیسے پہلوتہی نکرینگے مین اپنی جرارت نامہ کو اسی فقرہ دعائیہ پر تمام کرتا ہون عمرش دراز وخانہ احسان آباد باد۔

(۳) حافظ سید شاہ منظور احمد صاحب نائب تحصیلدار کراکت ضلع جونپور۔

کارڈ آپکا مجھے دورہ مین ملا اور تحصیل واپس آنے پر الاحسان کا پرچہ پاکر زیر احسان ہوا جزاک اللہ حضرت احسان کے بارے مین کون ایسا کمبخت ہے جو دل سے کوشان نہو کا مین اسکی

اشاعت کے لئے دل سے تیار ہون۔

(۴) اخبار نیر اعظم مراد آباد۔ یہ ماہوار رسالہ کڑا ضلع الٰہ آباد سے مولوی نہال احمد صاحب علوی حمیدی نے جو ایک مشہور و معروف شخص ہین اور جنکی علمیت اور وسیع معلومات۔ زور قلم اور عمدہ خیالات سے اخباری دنیا اچھی طرح واقف ہے جاری کیا ہے۔ تصوف اخلاق اور اوسکے متعلقات اسمین درج ہونگے مثلاً تصوف کی تعریف اور اوسکی برکات و فوائد و ضرورت و نتائج اور تاریخ اور شریعت سے اوسکا تعلق و اکابر صوفیہ کے حالات اور اونکے قیمتی ملفوظات۔ اسرار شریعت و مکارم اخلاق و معائب اخلاق وغیرہ۔ یہ پہلا نمبر ہے جسمین حمد کا ایک افتتاحی مضمون لکھکر (احسان کسے کہتے ہین اور وہ کہانسے نکلا ہے) درج کیا ہے۔ اوسکے بعد نغمۂ قدوسی جسمین مولانا حضرت شاہ محمد حسین صاحب چشتی صابری کے افادات کا حصہ ہے۔ ضخامت ۴۸ صفحہ ہے جو علیحدہ علیحدہ تین حصوں پر منقسم ہے۔ تقطیع ۲۰ × ۲۶۔ کاغذ سفید چکنا قیمت سالانہ پیشگی دو روپیہ ہم مولوی نہال احمد صاحب اڈیٹر کو مبارکباد دیتے ہین اور خدا سے اسکی ترقی کی دعا کرتے ہین۔

اخبار وکیل امرتسر۔ منشی نہال احمد صاحب علوی حمیدی کا نام اخباری دنیا مین مشہور ہو چکا ہے آپنے یہ ماہواری رسالہ جسکا وکیل مین پہلے سے اعلان ہو چکا تھا قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے جاری کیا ہے اسمین زیادہ تر مضامین تصوف و اخلاق پر بحث ہوا کریگی۔ قیمت سالانہ دو روپیہ ہے ہمارے پاس اسکا پہلا نمبر آیا ہے جسمین التماس۔ افتتاحی مضمون بغرض اظہار مقاصد وغیرہ کے علاوہ رسالہ نغمۂ قدوسی از تصانیف مولانا حافظ حاجی شاہ محمد حسین صاحب چشتی صابری الٰہ آبادی کا بھی شروع کیا گیا ہے گو یہ رسالہ اخلاق و تصوف کے مضامین کا خزانہ ہے مگر عوام الناس کو مجموعی طور پر بھی مفید ثابت ہوگا ہم اسکی کامیابی دل سے چاہتے ہین۔

ہمارے مخدوم جناب مولنا مولوی محمد شاہ صاحب محدث رامپوری نے اعلیٰحضرت مولنا حافظ مولوی شاہ محمد حسین صاحب کے رسالہ نغمۂ قدوسی کے نسبت جو رائے ظاہر فرمائی اور بحث حقایق کے نسبت جو خطرہ ظاہر فرمایا ہے الحمد للہ کہ وہ حضرت مصنف مدظلہ العالی کے بالکل رائے اور خیال کے مطابق ہے چنانچہ اعلیٰحضرت نے ایک کرامت نامہ مین اس عاجز کو ارقام فرمایا تھا کہ۔ دوسرا حصہ تصوف کا علم حقایق ہے۔ ان حضرات

یہ امر ہمارے مخدوم کے اطمینان کیلئے بہت کافی ہے مجھے امید ہے کہ ناظرین الاحسان حضرت مولانا مولوی محمد شاہ صاحب محدث رامپوری کے فیض تحریر سے محروم نرہینگے فقط
راقم اڈیٹر الاحسان

مراد مرید معہ تمہید و ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین و علیٰ آلہ و صحابہ اجمعین

ایک عرصہ سے اس عاجز کا قصد تھا کہ کتاب مراد مرید جو حضرت مولانا محمد شمس الدین ثانی الملقب بمولانا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ کی بہترین و مفید ترین تصنیفات میں سے ہے چھاپ کر شایع کر دیجاے لیکن اسمین کوئی شبہہ نہین کہ ہر چیز کا ایک وقت ہے اور جب وہ وقت آتا ہے تبھی سب سامان بھی جمع ہوجاتے ہین۔ مراد مرید کا ایک نہایت قدیم و صحیح و محشی نسخہ اس عاجز کے خاندان مین کئی پشت سے نسلاً بعد نسل چلا آتا تھا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ میرے آبا و اجداد و نیز خود خاکسار لنسب مادری کے اعتبار سے حضرت مولانا خواجگی کی ذریات مین ہین لیکن افسوس اور بیحد افسوس ہے کہ یہ قیمتی نسخہ دفعتاً آتشزدگی کے وجہ سے شہید ہوگیا اور بہزار دقت و تلاش دوسرا نسخہ جو مخدومی سید الہی بخش صاحب مرحوم کے کتب خانہ سے دستیاب ہوا وہ بہت ہی کرم خوردہ اور بوسیدہ تھا مگر فی الحال ایک اور نسخہ جناب مولوی سید شاہ عبدالسلام صاحب مجددی نقشبندی ہنسوے کے کتب خانہ سے ملگیا اگرچہ بدقسمتی سے یہ نسخہ بھی مکمل و قابل اطمینان نہین ہے لیکن ان دونون نسخون

نوٹ۔ سید الہی بخش صاحب مرحوم حضرت مولانا خواجگی رحمۃ اللہ کے خاص اولاد مین نجیب الطرفین اور بغایت متقی اور پرہیزگار اور اعلیٰ درجہ کے صابر و شاکر تھے آپ کے اولاد قصبہ کڑا مین موجود اور دینی حیثیت سے ممتاز ہے جناب مولوی سید عبدالسلام صاحب مشہور و معروف کامل مکمل اور متبع سنت عارف باللہ تھے اور حضرت مولانا خواجگی کے دختری اولاد مین تھے آپ کے کئی خلفا ابھی ہین آپ کا خاندان اور آپ کی اولاد قصبہ ہنسوہ ضلع فتحپور مین بہت معزز و ممتاز ہے۔

طبع ہونے سے ایک نسخہ اس قابل نکل آیا کہ وہ نذر ارباب ذوق ہوسکے گو کہ اس نسخہ پر بھی مجکو پورا
اطمینان نہین ہے اور میری راے مین بعض مقامات سے کچھ عبارتین بھی غائب ہو گئی ہین اور
اور جابجا اشعار بھی ایسے ہین جنکے نسبت شبہ ہوتا ہے کہ اصل کتاب مین تھے یا نہین لیکن اس
خیال سے کہ کہین یہہ سرمایہ سعادت بھی ہمارے ہاتھون سے نہ جاتا رہے اور یہہ دیکھکر کہ اسباب
ایسے نہین ہین جو اصل کتاب کی اشاعت کے مانع ہون یا جن سے کوئی مضرت مذہبی یا اخلاقی
دنیا مین پیدا ہوتی ہو مالا یدرک کلہ لایترک کلہ کے اصول پر مین نے مصمم ارادہ کر لیا
کہ یہہ مبارک کتاب ضرور شایع کر دیجاے تاکہ حضرت مولانا کی محنت جو آپ نے ہم لوگون کے لئے
برداشت فرمائی ہے ضایع ہونے پائے اور اس کتاب کی برکت سے تمام اشخاص بہرہ یاب
ہون اور پھر یہہ دیکھکر کہ یہہ زمانہ اسلامی علوم کے لئے نہایت انحطاط کا زمانہ ہے اور عربی کو
کون کہے فارسی جو روزمرہ کے خط کتابت مین مستعمل تھی اوسکے بھی جاننے والون کی تعداد بالکل
گھٹ گئی ہے ایسی حالت مین اصل کتاب سے سیوا معدودے چند فارسی دان اشخاص کے
اور تمام مسلمانان ہند فیضیاب نہو سکینگے اسکا ترجمہ اردو زبان مین بھی کر دیا گیا۔ یہہ کتاب سلوک
اخلاق مین ایک اوسط درجہ کی کتاب ہے اور اوس خاص خوبی سے بھری ہوئی ہے جو بزرگان
سلف کے تحریرات و تصنیفات کے لئے مخصوص ہے۔ حضرت مولانا محمد شمس الدین ثانی المعروف
بمولانا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف بلدہ کڑا ضلع الہ آباد مین جانب اوتر دریاے گنگ کے
مغربی کنارہ پر واقع ہے جو اہل بلدہ کے اصطلاح مین کوڑی گھاٹ کے نام سے موسوم ہے آپکے
جد امجد حضرت مولانا سید محمد شمس الملت والدین عریضی رحمۃ اللہ علیہ سلطان شہاب الدین غوری کے
ساتھ غزنین سے تشریف لائے آپ نسباً سید حسینی الحسینی اور حضرت محمد اسمعیل ابن جعفر صادق رضی اللہ
عنہ کی اولاد مین تھے اور آپکو خرقہ خلافت قطب الاقطاب غوث الاعظم شیخ المشائخ حضرت سید
محی الملت والدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا تھا مزار شریف آپ کا ملتان مین ہے
اور ایک تفسیر بھی آپکی تصنیفات مین سے ہے جو تفسیر ملتانی کے نام سے معروف ہے آپ کی

بھی بھیجو حضرت مولانا سید احمد صاحب الملقب بسلطان خلیفہ المعروف بہ پیر جیم معہ اپنی صاحبزادوں کے
مولانا سید قطب الدین مدنی کے ہمراہ کڑا تشریف لاے اور آپ ہی کے ساتھ حضرت مولانا
سید محمد شمس الدین ثانی خواجگی بھی تشریف لائے یہہ زمانہ حضرت مولانا خواجگی کی طلب علم وکمال
کا تھا اور غالبا اسی غرض سے مولانا خواجگی صاحب کڑا مین رہ گئے اور آپ کے والد حضرت سید
احمد صاحب معہ اپنی اور متعلقین کے پنجاب واپس تشریف لے گئے چنانچہ حضرت سید احمد صاحب
کا مزار شریف لاہور مین ہے اور آپ کا سلسلہ اکثر بلاد وامصار پنجاب مین پھیلا ہوا ہے حضرت
مولانا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ عالم متبحر اور جامع علوم معقول ومنقول ہوے اور علوم ظاہری کے
سیوا علم باطن اور کمالات معنوی مین بھی بہتون پر گوے سبقت لے گئے اگرچہ آپکو بہت سے
مشایخ سے فیض پہونچا اور اپنے پدر بزرگوار و برادران عالیمقدار سے بھی نعمتین ملین لیکن خرقہ
خلافت حضرت شیخ علاء الدین جیبوری رحمۃ اللہ علیہ نے پہنایا اور آپ پر نسبت سہروردیہ غالب آئی آپکی
فیوض باطنی اور خدمات معنوی ونسبت خاص کی یہ حالت ہے کہ اہل ذوق وارباب کشف بدیت
آپکی مزار مبارک پر جب حاضر ہوتے ہین تو دور ہی سے صاف طور پر اسے محسوس کرلیتے ہین او
بیحد مستفید اور مستفیض ہو کر مسرور وشادان رخصت ہوتے ہین یہ فیض رسانی آپ کی اس درجہ بڑھی
ہوئی ہے کہ علوم ظاہری اور صوری پر بھی اسکا اثر پڑتا ہے چنانچہ قدیم زمانہ سے یہہ طریقہ رائج ہے کہ
معلم اور اساتذہ متعلمین اور طلبہ کو لیکر سر پنجشنبہ کو آپکی مزار شریف پر حاضر ہوتے اور آموختہ سناتے
ہین اور جنے چالیس پنجشنبہ تک بالتزام اسپر مداومت کی ہے وہ خدا کے فضل عنایت سے جاہل
نہین رہنے پایا وفات شریف آپکی ساتوین ماہ محرم کو ہے اور آپکے مرقد انور پر آپ ہی کی ایک بی
کندہ ہے جو نذر ناظرین کی جاتی ہے۔

رباعی

براے خدا اے عزیزان من کہ چون خواجگی در تہ خاک شد	نویسید بر گور من این سخن نکو شد کہ جنس کم جہان پاک شد

اور آپکے خاندان کے مفصل حالات انشاالله العزیز مین خاتمہ کتاب مین لکھونگا اس موقعہ پر اسلئے مختصر حالات نذر کردئے گئے تاکہ مصنف رحمۃ الله علیہ کے اوصاف وکمالات سے ناظرین کتاب کو کسیقدر آگاہی ہو رہے کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ عمدہ سے عمدہ تصنیفات کی صرف اسوجہ سے قدر وعظمت نہین کیجاتی کہ اکثر اشخاص مصنف کے اوصاف اور کمالات سے آگاہ نہین ہوتے اور یہ امر بہت ہی نقصان رسان اور مضرت بخش ہے اب مین خداہی کی توفیق واعانت کے بھروسے پہ اصل کتاب اور اوسکا ترجمہ ساتھی ساتھہ شروع کرتا ہون اور اہل علم وارباب ذوق وکرم سے امید رکھتا ہون کہ میری بے لیاقتی پر رحم فرمائینگے اور خطاؤن سے درگذر کرینگے ۔

فقیر حقیر سراپا تقصیر نہال احمد علوی حمیدی نواسہ حقیقی سید الٰہی بخش صاحب مرحوم

مراد مرید	ترجمہ مراد مرید
بسم الله الرحمٰن الرحیم	بسم الله الرحمٰن الرحیم
الحمد لله الذی اکرمنا بکرامت الاجتهاد والعبادت واسعدنا	سب تعریف اوسی ذات پاک کے لیے ہے جسنے ہمکو عبادت اور
بسعادة اعتقاد والارادت والصلوٰة علی	اجتہاد کے بزرگیون سے بزرگی بخشا اور ارادت اور اعتقاد
رسوله محمد سید جمیع اہل السیادت وسند	کے سعادت سے سعد بنایا اور درود اور سلام حضرت
کل طلاب السعادت وعلی آله واصحابه اشرف	محمد الرسول الله پر جو تمام سیدونکے سید اور سب طالبین
الزہاد وارباب الجہاد والشہادت	سعادت کے لئے سند ہین اور آپکی آل واصحاب پر بھی جو
اما بعد میگوید کمترین خدام سالکان راه وتراب	تمام زاہدون مین اشرف اور ارباب جہاد وشہادت ہین
اقدام مخلصان بارگاه محمد الملقب شمس الدین	حمد ونعت کے بعد کمترین خدام سالکین راہ اور خاک پائے
المدعو بخواجگی درویش جعله الله قابلا لقبوله و	مخلصین بارگاہ محمد الملقب شمس الدین المدعو بخواجگی
مستعدا لوصوله که وجود موجود ازلی که قلوب فقرا	درویش جعله الله قابلا لقبوله ومستعدا لوصوله یہ کہتا ہے
ازو منجلی است چون سالک وقاید این ضعیف گشت	کہ جب وجود موجود ازلی جس سے فقرا کے قلوب روشن

دیحضرت با رخصت سلطان المشایخ والسادات
العلا علاء الحق والدین جمال علی محمد جیپوری
قدس الله روحه و ادام علینا فیضه
برساند حضرت یافت بغایت متبرک و درگاهی
دید عظیم مبارک۔

ابیات

هر که سر را برین ستانه نهاد * پاے بر تارک زمانه نهاد
عقل درمانده لبدان مرخوانده * آنکه در مانده آنکه زان درماند

و این بیچاره همواره طالب این نعمت و عاشق
این دولت بود۔

بیت

آنکه درویش سوے ارادت کشند * خاتم کارش بسعادت کشند

آن شاه از روے درویش نوازی و غریب پروری
این گدا را بنظر اختصاص مخصوص گردانید بتشریف
تشریف خرقه مشرف فرمود۔

ابیات

تشریف داده رفت وندانم زبیخودی *
کان دوست بود در نظرم یا خیال دوست
هوشم نماند عقل برفت و سخن به بست
مقبل کسے که محو شود در جمال دوست

وسعادت ارادت مساعدت نمود۔

ہیں اس ضعیف کا جو سر اور پشت پناہ ہوا تو اوسنے مجھے حضرت
سلطان المشایخ والسادات العلا علاء الحق والدین جمال علی محمد
جیپوری قدس اللہ روحہ وادام علینا فیضہ کی جلیل القدر
بارگاہ تک پہونچایا جسنے یہ ایسی بارگاہ پائی جو بیحد متبرک تھی
اور ایک ایسی درگاہ دیکھی جو نہایت ہی مبارک تھی۔

ابیات

ہر کہ سر را برین ستانہ نہاد * پاے بر تارک زمانہ نہاد
عقل درماندہ را بدان ہیں خواندہ * وانکہ درماندہ آنکہ زان درماند

یہ بیچارہ ہمیشہ ایسی ہی نعمت کا طالب اور ایسی ہی
دولت کا عاشق تھا۔

بیت

آنکہ درویش سوے ارادت کشند * خاتم کارش بسعادت کشند

شاہ ممدوح الذکر نے ازراہ درویش نوازی و غریب پروری
اس فقیر کو نظر اختصاص سے مخصوص فرمایا اور خرقہ بخشی
کے شرف سے مشرف کیا۔

ابیات

تشریف دادہ رفت وندانم زبیخودی *
کان دوست بود در نظرم یا خیال دوست
ہوشم نماند عقل برفت و سخن بہ بست
مقبل کسے کہ محو شود در جمال دوست

ارادت کے سعادت نے یاوری کی۔

بیت

انچہ از حق خواستم الحمد للہ یافتم ✤ انچہ در دل داشتم الحمد للہ یافتم

وبرائے توبہ دادن ومرید گرفتن وخرقہ پوشانیدن وزنبیل گردانیدن وحلق وقصر کردن اجازت داد و این درویش فرمان مخدوم خویش بقدر استطاعت اطاعت مینماید کہ طاعت المرید اطاعت المراد یعنی طاعت مرید اطاعت فرمان پیر است و این معنی در راہ فقیر بغایت دلپذیر است

بیت

بنور دیدہ کشم بار تو چرا نکشم ✤ بسوز سینہ کنم کار تو چرا نکنم

کہ اگر مبادا سعادت ارادت مساعدت نہ نمودی وتوفیق مبایعت ومتابعت رفیق نگشتی ونظر تربیت آن شاہ این گدا از دست شدہ را دستگیر نشدی ہیچ حالت از ضلالت وجہالت تزکیہ متصور نبودی واگر بکارے ودلدارے آن مخدوم این خادم را ارشاد نکردی ہیچ جبلت از اخلاق ذمیمہ واوصاف بہیمیہ تصفیہ حاصل نشدی

شعر

مور مسکین ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد ✤
دست در پاے کبوتر زد وناگاہ رسید

سعر ور عقل حسی معز در علم درسی از سر نرفتے

بیت

انچہ از حق خواستم الحمد للہ یافتم ✤ انچہ در دل داشتم الحمد للہ یافتم

توبہ کرانے اور مرید کرنے اور خرقہ پہنانے اور زنبیل پھیرنے اور سر مونڈنے اور بال کاٹنے کی اجازت عطا فرمائی چنانچہ یہ درویش اپنے مخدوم کا فرمان اپنے استطاعت کے موافق بجا لاتا ہے کیونکہ طاعت المرید اطاعت المراد (یعنی مرید کی طاعت یہ ہی ہے کہ فرمان پیر کی طاعت کرے) اور یہ امر فقرا کے مسلک مین بہت ہی دلپذیر ہے۔

بیت

بنور دیدہ کشم بار تو چرا نکشم ✤ بسوز سینہ کنم کار تو چرا نکنم

کیونکہ اگر خدا نخواستہ ارادت کی سعادت یاوری نکرتی اور بیعت کرنے واتباع لازم گرداننے کی توفیق شامل حال ہوتے اور شاہ والاشان کی نظر تربیت اس فقیر آوارہ کی دستگیری نہ کرتی تو کسیطرح سے گمراہی اور جہالت سے چھٹکارا متصور نہ تھا اور اگر عشق ومحبت کی تعلیم ہمارے مخدوم ہمکو نہ دیتے تو ہرگز ہرگز بری عادتون اور حیوانی خصلتون سے صفائی وپاکی نصیب نہ ہوتی۔

شعر

مور مسکین ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد ✤
دست در پاے کبوتر زد وناگاہ رسید

اور عقل حسی کا نشہ اور علم درسی کا غرور میرے

الحمد للہ کہ رفت

ابیات

بود در عقل پیش ازین باد غرور در سرم +
پیش تو خاک شد اینہمہ کشکلا ھسیم +
ملکت بہ ملک عشق شد از کرم الہیم
پشت من و پلاس فقر انیست قبا شاہیم
بوئے از بساتین قدسی دریا حین انسے بشام
روح نرسیدے

بیت

گفتے کہ روی سرخ تو سعدی چہ زرد شد اکسیر عشق بر مسم آمیخت زر شد

والحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان
ھدانا اللہ الیہ۔

مصرعہ

ہم یار بدست آمد و ہم کار فراہم شد

غزل

مجنون عشق را دگر امروز حالت است
اسلام و دین لیلے دیگر ضلالت است
مطرب ہمین طریق غزل را نگاہ دار +
کین رہ کہ میروی تو بجائے دلالت است۔
ما با دگر معاملہ با ہیچکس نماند +
بیعے کہ بحضور تو کردم اقالت است +

سہرے نہ جاتا لیکن الحمد للہ کہ جاتا رہا +

ابیات

بود در عقل پیش ازین باد غرور در سرم +
پیش در تو خاک شد این ہمہ کشکلا ہیم + +
ملکت بملک عشق شد از کرم الہیم + +
پشت من و پلاس فقر انیست قبا شاہیم +
اور تھوڑی سے خوشبو بھی عالم قدس کے چمن اور
گلہائے انس کے تختے سے روح کی قوت شامہ تک نہ پہنچتی

بیت

گفتے کہ روی سرخ تو سعدی چہ زرد شد اکسیر عشق بر مسم آمد یخت زر شد

والحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان
ھدانا اللہ الیہ۔

مصرعہ

ہم یار بدست آمد و ہم کار فراہم شد +

غزل

مجنون عشق را دگر امروز حالت است
اسلام و دین لیلے دیگر ضلالت است
مطرب ہمین طریق غزل را نگاہ دار
کاین رہ کہ میروی تو بجائے دلالت است
ما با دگر معاملہ ہیچ کس نماند +
بیعے کہ بحضور تو کردم اقالت است۔

سعدی بشوی لوح دل از نقش غیر دوست

علمی که ره بحق ننماید جهالت است۔

وچون خدمت مخدوم معصوم و مرحوم ذره از قوانین تربیت ودقیقه از دقائق مرحمت ازین خادم دریغ نداشته بود این مسکین نیز خواست که بایاران خویش چیزے دریغ ندارد که شر الناس من اکل وحده

بیت

خیالش چشم من ترکرد و تن خشک ۔ ہ تر و خشک انچه دارم در میانست

رساله در باب آداب مراد و آداب مرید برای اصحاب واحباب وطلاب در قلم آورد بعد استخاره از حضرت سبحانی واستبشارات الهام ربانی این رساله را مراد مرید نام نهاد خالصاً مخلصاً لله فی الله بنوشت۔

شعر

اگر کار کنی یکے سخن بسیار است ۔ ہ ور می نکنی کتابها خروار است

یکے همه علم آموخت وچراغے نیفروخت ویکے حرفے شنید همدران بسوخت امید باشد هر که مطالعه کند وار فوقے وذوقے ووجدے ومجدے حاصل آید۔

سعدی بشوی لوح دل از نقش غیر دوست

علمی که ره بحق ننماید جہالت است

اور چونکہ حضرت مخدوم مرحوم نے ذرہ برابر بھی قوانین تربیت سے اور کوئی دقیقہ بھی دقائق مرحمت سے اس خادم کے لئے دریغ نہیں رکھا لہذا اس مسکین نے بھی چاہا کہ اپنے یاروں کے لئے کسی امر میں دریغ کو روا نہ رکھے کہ شر الناس من اکل وحدہ یعنی سب سے برا آدمی وہ آدمی ہے جو تنہا خوری کرے

بیت

خیالش چشم من ترکرد و تن خشک ۔ ہ تر و خشک انچه دارم در میانست

یہ رسالہ داب مراد اور آداب مرید کے باب میں اپنے ہم نشینوں اور دوستوں وطالبوں کیلئے میں نے تحریر کیا اور بارگاہ سبحانی سے استخارہ کرنے اور بذریعہ الہام ربانی بشارت پانیکے بعد اس رسالہ کا میں نے نام مراد مرید رکھا اور یہ رسالہ میں نے خالص اللہ ہی کے واسطے لکھا ہے

شعر

اگر کار کنی یکے سخن بسیار است ۔ ہ ور می نکنی کتابها خروار است

ایک نے تمام عمر سیکھا اوسکے لئے کوئی ایک چراغ بھی نہ روشن ہوا اور ایک نے صرف ایک حرف سنا اور اوسی میں جلگیا میں امید رکھتا ہوں کہ جو شخص اس رسالہ کو پڑھیگا اوسکو شوق اور ذوق اور حالت وبزرگی حاصل ہوگی۔

ایک معنوی مناسبت پیدا ہو ہر ایک مرتبہ ان مراتب مین سے قرات قرآنی کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہے مگر بہ تفاوت مراتب اسیطرح وصول الی اللہ کے بھی مراتب کثیر ہین جیسے ذات غیر محدود ویسا ہی اوسکے مراتب وصول بھی غیر محدود ہون سب طرق مین قریب تر راستہ وہ ہے جسکو بیان کرنا چاہتے ہین گو اس راستہ کی بھی انتہا نہین اور اس راہ مین کوئی ایسی منزل نہین جہان راستہ ختم ہو جاوے ؎

اے برادر بے نہایت درگہیست ہر چہ بر وے می رسی بر وے مایست

اسی لئے لکھتے ہین کہ سیر الی اللہ کی تو انتہا ہے مگر سیر فی اللہ کی انتہا نہین جب مقصود غیر محدود ہو تو اوسمین سیر و سلوک کا ختم ہونا اور اوسکے شیونات جلالی و جمالی کا مشاہدہ تمام ہونا معلوم ؎

نہ حسنش آخرے دارد نہ سعدی را سخن پایان بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی

تو وصول کے معنی یہ ہین کہ خداشناسی کے راستہ مین جو اس روش سے چلتا ہے جسکو آگے بیان کرینگے تو اوسکی رفتار کو رانہ نہین ہوتی بلکہ حسب استعداد کسی کے لئے ابتدا مین کسی کے لئے وسط مین نور شہود دستگیری کرتا ہے اور وہ بمصداق اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَر جذبات غیبیہ کی اعانت سے اوس نور کے ساتھ ساتھ سفر کرتا ہے اور یہ بات اور روش مین نہین پائی جاتی اس واسطے یہ طریقہ اقرب الطرق ہے وصول الی اللہ کے راستہ گو بیشمار ہین مگر باوجود کثرت کے تین طریقون مین منحصر ہین ایک طریقہ ارباب معاملات کا ہے جنکو عباد کہتے ہین انکا کاروبار اعمال حسنہ کے ساتھ ہی کثرت سے نمازین پڑہنا روزے رکھنا اور دیگر خیرات و حسنات اور اعمال بدنی کا برتنا اس راستہ کے چلنے والے مقصد تک پہونچتے ہین مگر کم اور بدیر اللہ کے اسماء دو ہین ایک کا تعلق ظاہر کے ساتھ

ہی دوسرے کا باطن کے ساتھ ان ظاہری اعمال کے برتنے والون کی رسائی محض اسماے ظاہر تک ہوتی ہی ہان کبھی اون کو باطن تک بھی باریابی ہو جاتی ہے اوسکا منشا یہ ہوتا ہے کہ اعمال ظاہری سے طہارت ظاہری پیدا ہوتی ہے اور ظاہر و باطن مین فطرتًہ ایک قسم کا ارتباط ہے کہ ایک کے اثر سے دوسرا متاثر ہوتا ہے رنج و غم قبض و بسط روح کے عوارض مین سے ہین مگر اوس سے جسم ظاہر پر یہ اثر ہوتا ہے کہ اضمحلال نحافت ظاہری ہوتی ہے حرکات جسمانی مین فرق آتا ہے جسمانی بیماری سے روح تحلیل ہوتی ہے غرض اس ارتباط باہمی کی وجہ سے طہارت ظاہری کا اثر طہارت باطنی ہوتا ہے اور طہارت باطنی کی وجہ سے آئینہ دل کی جلا ہوتی ہے اور جلا کے بعد اس قابل بنتا ہے کہ شاہد مقصود کی تجلی جمالی اوسپر پرتو فگن ہو اور وہ اوسکو قبول کرکے شیفتہ اور فریفتہ ہو جاے یہ طریقہ اخیار کا ہے دوسرا طریقہ ارباب مجاہدہ کا ہے یہ لوگ ہمیشہ اخلاق ذمیمہ کے تبدیل کی کوشش کرتے ہین ریاضات و مجاہدات کے ذریعہ سے تزکیہ نفس اور تجلیہ قلب کی فکر مین رہتے ہین اس طریقہ کے چلنے والے اگرچہ کم ہین مگر پہلے طریقہ والون کے بہ نسبت اس طریقہ مین واصلین الی اللہ زیادہ ہین تبدیل اخلاق کے یہ معنی نہین ہین کہ وہ اخلاق اصل سے نابود کر دیے جائین اس واسطے کہ بیشتر یہ اخلاق جبلت اور فطرت مین داخل ہین قال اللہ تعالی اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا حرص اور بخل انسان کی خلقت مین داخل ہے علی ہذا القیاس اور اخلاق ہین تو اونکا معدوم کرنا جبلت اور فطرت کا مٹانا ہے اور اونکا مٹنا ناممکن اس لئے اوسکی کوشش کرنا عبث دوسری حقیقت مین کوئی صفت ہو مدح و ذم اونکے اعیان اور نفس ذات کے اعتبار سے نہین اور کیونکر ہو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز حکمت سے خالی نہین اور جو چیز معدن حکمت سے ہو اوسکا

شر محض ہونا غیر ممکن اور اگر نفس ذات کے اعتبار سے قابل مدح و ذم ہون تو جو شے قابل مدح ہو کبھی لائق ذم نہ ٹھہرے اور جو ذم کے لائق ہو کبھی مستحق مدح نہ ہو حالانکہ یہی صفات ہین کبھی قابل مدح اور کبھی قابل ذم بخل مال کے ساتھ مذموم ہے دین کے ساتھ محمود خوف مخلوق کے ساتھ مذموم خالق کے ساتھ محمود حرص مال کے جمع کرنے کی مذموم علوم و معارف مین محمود قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم منھومان لا یشبعان حسد جاہ و عزت دنیاوی مین مذموم اسباب خیر مین حسد کرنا تاکہ اوسکو استعمال کرین محمود قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا حسد الا فی اثنتین جو چیز قابل تکفیر ہو اوسکی تکفیر محمود اللہ کی نعمتون کی تکفیر مذموم ایمان اللہ و رسول کے ساتھ محمود بتون کے ساتھ مذموم غرض فی حد ذاتہ یہ صفات مذموم نہین اونمین برائی آتی ہے تو متعلقات کی وجہ سے اسی لئے شارع علیہ السلام نے ان اخلاق کو اصل سے مٹا دینے کی تکلیف نہین دی بلکہ انکے مصرف نیک اور مصرف بد کی تحدید فرما دی جسطرح مطلق مال کو شارع نے مذموم نہین قرار دیا بلکہ اوسکے مذموم ہونے کے لئے حدود محدود فرمائے مدح و ذم کے لئے میزان وہی حدود ہین جو مقرر کردہ شارع علیہ السلام ہین قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ مجاہدہ اصل مین جہد سے ماخوذ ہے جسکے معنی مشقت اور محنت کے ہین عمل اور ہے مجاہدہ اور جس عمل کے کرنے میں کسی کو واقعی محنت اور مشقت ہوتی ہو وہ عمل اوسکے حق مین مجاہدہ ہے بہت سے لوگ قوی الجسم ہین بڑے بڑے دشوار کام کے کرنے ہین اونکو ذرا مشقت اور محنت نہین ہوتی وہی کام کوئی ضعیف الجثہ کرے تو یا کرہی نہ سکے یا کرے تو محنت مشقت کے ساتھ وہ کام انکے حق مین مجاہدہ ہوگا نہ اونکے حق مین بہت سے افعال و حرکات جو مشروع ہین بعضے وہ ہین جنمین مشقت ہے وہ مجاہدہ کے تحت مین داخل ہین اور جنمین مشقت نہین وہ مجاہدہ نہین بہرحال مجاہدہ کے معنی ہین نفس کو ایسی بدنی محنتون کے لئے برانگیختہ کرنا جن سے طبیعت

اور مزاج مین ضعف اور سستی پیدا ہو تاکہ قوے سبعی وبہیمی مغلوب ہون اور
ملکات ملکی اور روحانی غالب ہون جسطرح ریاضت کے معنی ہین اخلاق نفسانی
کی تہذیب اون امور کے تحمل اور برداشت سے جو بدن سے خارج ہین حرکات بدنی کو
اونمین دخل نہین جہاد کو اسی واسطے جہاد کہتے ہین کہ اوسکا کرنا نفس پر شاق ہوتا ہی
جان کے دینے یا جان کو معرض تلف مین کردینے سے بڑھکر کون چیز شاق ہوسکتی ہے
جنکے دل پر الفت دنیا غالب ہے اونکو تو دنیا کی مفارقت کا شاق ہونا ظاہر ہے
اور جنکو دنیا سے الفت نہین دنیا مین رہنا محض اسلئے پسند کرتے ہین کہ جسقدر
زمانہ تک یہان رہین گے طاعت وعبادت وغیرہ کرینگے اور اوسکی وجہ سے اونکے
مقامات مین ترقی ہوگی اسلئے اونکو بھی دنیا سے مفارقت شاق ہی مگر نہ الفت
کی وجہ سے بلکہ اس جہت سے کہ یہان کی مفارقت اعمال کے انقطاع کا سبب
ہے جو ترقیات روحانی کا ذریعہ ہے قرآن مین مجاہدہ کرنے والون کو چار طریقہ سے
ذکر فرمایا ہے مطلق مجاہدین جنمین کوئی قید نہین قال اللہ تعالیٰ وَفَضَّلَ اللّٰهُ
الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً دوسرے مجاہدین مقید بسبیل اللہ قال
اللہ تعالیٰ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تیسرے مجاہدین مقید بہ فی اللہ قال
اللہ تعالیٰ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا چوتھے مجاہدین فی اللہ
مقید بحق جہاد قال اللہ تعالیٰ وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ

ہر ایک کی تفصیل ہم اسی رسالہ مین انشاء اللہ مجاہدہ کی بحث مین بیان کرینگے
اگرچہ تبدیل اخلاق اس راہ کے ہر ایک چلنے والے کے لئے واجب ہے مگر محض
اوسی کو پیش نظر کرلینا پست ہمتی سے خالی نہین سالک اگر ہر حال مین حق کو پیش نظر
رکھے اخلاق ذمیمہ خود بدل جائینگے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ حضرت جنیدؒ
کے حضور مین خراسان کے چند لوگون نے اکر غلبۂ شیطانی کی شکایت کی آپ

نے فرمایا کہ کیونکہ تمہین اوس سے نجات ملتی ہے وہ بولے جہان تک ممکن ہوتا ہے اوسکے دفع کرنے کی فکر اوسکے وساوس و خطرات دور کرنے کی کوشش کرتے ہین آپ نے فرمایا مساکین خراسان نے ساری عمر تو اپنی شیطان کے دفع کرنے مین صرف کی حق کے یاد کرنے کا اونہین کونسا وقت ملا بہر حال حق کی طرف ظاہر اور باطن سے متوجہ رہنا سارے خطرات کے لئے دوا ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ تیسرا طبقہ سائرین الی اللہ کا ہے اسکو طریقہ شطاریہ بھی بولتے ہین یہ طریقہ اہل محبت کا ہے انکی روش کا دارمدار محض جذب اور کشش الہی پر ہے گو یہ لوگ عبادت ظاہری اور ریاضت و مجاہدہ مین پہلے دونون طبقہ والون کے بہ نسبت گھٹے ہوئے نہین ہوتے مگر اونکو اپنے افعال اور اعمال پر نظر نہین ہوتی ریاضت اور مجاہدہ اونکا بہ تحریک محبت اور شغف قلبی ہوتا ہے وہ وسیلۂ وصول محض جذبات الہی کو سمجھتے ہین اور اوسی کو پیش نظر رکھتے ہین اس طریقہ کے مبتدی اسقدر واصلین مین سے ہین کہ اور طریقہ کے منتہی نہین سیر اور سلوک کے معنی لغت مین تو چلنے کے ہین اور صوفیہ کی اصطلاح مین نام ہے انتقال کرنیکا ایک مقام تقرب سے دوسرے مقام تقرب کے جانب مثلاً عبادت جسمانی سے ترقی کرکے عبادت قلبی کے مقام تک پہونچنا اور عبادت قلبی سے عبادت سری کی طرف اوس سے مقامات فنا اور مراتب بقا کا بتدریج طے کرنا علی ہذا القیاس عبادات جسمانی کے مراتب ہین ایک عمل مشروع کو بطریق تقرب بجا لاکر دوسرے عمل مشروع کے جانب انتقال کرنا جسمین پہلے عمل کے بہ نسبت باعتبار مشقت یا ثواب وغیرہ کی حیثیت سے کسی قسم کی فضیلت پائی جاتی ہو اور پھر اعمال شرعی کبھی از قبیل فعل ہوتے ہین اور کبھی از قبیل ترک تو انتقال بھی کبھی فعل سے فعل کے جانب ہوگا کبھی فعل سے ترک کے جانب کبھی ترک سے ترک کے جانب کبھی ترک سے فعل کے جانب

اور کبھی انتقال ہوتا ہے علم سے حال کی طرف اور حال سے مقام کی طرف اور کبھی ایک اسم سے دوسرے اسم کے جانب کبھی ایک تجلی سے دوسری تجلی کی طرف کبھی نظر و فکر سے بداہت کی طرف اور بداہت سے ذوق کی طرف اور ذوق سے مشاہدہ کی طرف مثلاً ایک شخص نے بتایید و توفیق ایزدی معرفت کی راہ مین قدم رکھا تو پہلے اوسکو فکر کے ذریعہ سے جستجو ہوتی ہے اون دلائل اور نشانیون کی جنکے ذریعہ سے صانع مطلق کے موجود ہونے کا پتہ چلے اوس نے اپنی جان اور سارے جہان مین جو دیکھا تو امکان کے آثار نظر آئے کہ نہ ہونا اونکا ضروری اور نہ نہونا اونکا ضروری نہ یہ اختیاری نہ وہ اختیاری اس جستجو مین اس علم تک اوسکی رسائی ہوئی کہ ہماری جان بلکہ سارے جہان کے علاوہ ایک ایسی ذات ہے جسکے اختیار مین ہمارا ہونا نہونا ہے اور اوسکا ہونا نہونا کسی کے اختیار مین نہین اور جسطرح ہمارا ہونا نہونا برابر ہے ضروری اور لازمی نہین وہ ایسا نہین بلکہ اوسکا ہونا واجب اور ضروری ہے اور ہمارے ہونے اور نہونے کی دونون حالتون مین سے ایک حالت کی ترجیح اوسکی طرف سے اور اوسکے اختیار مین ہے اس جستجو مین معرفت کی ایک منزل طے ہوئی یعنی وجود واجب کے علم کی اب دوسری منزل شروع ہوئی کہ وہ ذات نیستی اور فنا کے قابل نہین اگر فنا کا قابل ہو تو وہ بھی ہماری طرح ممکن ہوگا اور ممکن ٹھہرا تو اوسکے لئے ایک دوسری ذات کی جسکے قبضہ و اختیار مین اسکا وجود ہو حاجت پڑیگی اور یہ سلسلہ غیر نہایت تک چلا جائیگا یہ دوسری منزل طے ہوئی آب تیسری منزل شروع ہوئی یعنی اس امر کی جستجو کہ جب وہ قابل عدم نہین تو تمام عیوب سے پاک ہوگا اور تمام کمالات اوسمین پائے جاتے ہونگے اس لئے کہ سارے عیوب و نقصان کا سر منشا عدم ہے اور سارے کمالات کا معدن وجود ہے مثلاً دیکھنا ایک کمال ہے اور اندھا ہونا نقصان دیکھنے کا منشا قوت باصرہ کا وجود ہے اندہے ہونے کا منشا اوس کا عدم ہے

علی ہذا القیاس اور جب وہ ذات ہر قسم کے عدم سے پاک ہر نوع وجود کا معدن ہے تو لا محالہ سارے کمالات اوسمین مجتمع اور سارے عیوب اوس سے دور ہونگے یہ تیسری منزل تنزیہ اور تشبیہ کی طے ہوئی اب چوتھی منزل شروع ہوئی کہ جب وہ سارے کمالات کا منشا اور سارے نقصانات سے دور ہے تو ضرور ہے کہ ایک ہوگا کیونکہ اگر ایسی دو ذاتین ہون تو اوسکا یہ مطلب ہوگا کہ کسی قدر وجود کا ایک معدن ہے اور کسیقدر وجود کا دوسرا جسقدر معدنیت کی حیثیت سے ایک مین کمی پائی جائیگی ہوگی اوتنا نقصان اوس مین ہوگا پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ کامل کا فیض کامل اور ناقص کا فیض ناقص ہوتا ہے۔ آفتاب کی روشنی آفتاب کیسی اور ماہتاب و ستارون کی اونکے موافق ہوتی ہے اگر منبع فیض وجود دو ہون تو اگر دونون کا فیض ناقص ہوا ہو یعنی اونکے موجود کرنے کے لئے کافی نہو تو منبع فیض کا نقصان ہے اور اگر دونون کا فیض کامل ہو تو ایک کی طرف سے جو وجود حاصل ہوا ہے جب اسکے موجود ہونے کے لئے کافی ہے تو دوسرا بیکار ہے اور اگر دونون وجود کو ایک موجود مین خواہ مخواہ بھردیجئے تو اوس موجود کی خیریت نہین ایسا ہوگا جیسے ایک برتن جسمین سیر بھر پانی کی گنجایش ہو خواہ مخواہ دو سیر پانی اوس مین ٹھوسئے تو اسکا یہ نتیجہ ہوگا کہ برتن ٹوٹ پھوٹکر ٹکڑے ہو جائیگا اسی لئے وارد ہوا لَوْ کَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا یہ چوتھی منزل طے ہوئی آب پانچوین منزل شروع ہوئی کہ اوس کے بعض صفات کمالیہ ایسے ہین جنکے کمالات ظہور مین بعض وسائط کی ضرورت ہے جس طرح حکومت سطوت معبودیت وغیرہ اس سے ضرورت رسالت کی ثابت ہوتی ہے یہ پانچوین منزل تھی جو طے ہوئی اسیطرح معرفت کی اور منزلین ہین جنکو عارف طے کرتا رہتا ہے اور ایک منزل سے دوسری منزل کی طرف علماً انتقال کیا کرتا ہے یہ منازل علمی تمثیلاً ہمنے ذکر کئے ہین سلوک کے

مقامات اور منازل کو ہم آگے کسی مقام پر خدا نے چاہا تو بیان کرینگے یہان ہمارا یہ مطلب نہین کہ اس فرقہ شطاریہ کو اعمال ظاہری کی ضرورت نہین یا انکو اس سے سروکار نہین اس فرقہ کے لوگ تو ریاضت مین مجاہدہ مین تمام فرقون سے زیادہ اپنے نفس پر مشقت کا بار ڈالتے ہین گو تطویل ہو گی مگر یہان ہم ایک مضمون کو کسیقدر تفصیل کے ساتہہ بیان کرنا مناسب دیکھتے ہین اس زمانہ مین لوگون کی ہمتین تو ریاضات مین مشقت اوٹھانے سے پست ہو گئین ارام طلبی کا نفس خوگرفتہ ہو گیا اور جاہ طلبی انسان کے لئے جبلی اور فطرتی امر ہے اگر علما کی جماعت مین ہوئے تو خیال یہ پیدا ہوا کہ ہمین لوگ اوسی نظر سے دیکھین جس نظر سے علما یا مقتد کو دیکھتے ہین اگر مشائخ و صوفیہ کے لباس مین ہوئے تو اسکی ہوس پیدا ہوئی کہ اوس طرح مانے جاوین جس طرح جنید و شبلی و بایزید مانے جاتے تھے ادہر افعال عادات مجاہدات کو دیکھا تو مطلع صاف نہ اونکی سی رنگت نہ اونکی سی بو ہے۔ نہ اونکی سی خصلت نہ اونکی سی خو ہے۔ کھٹکا یہ ہوا کہ ہم گنتے تو ہین اپنے تئین زمرہ علما یا مشائخ مین اور دیکھنے والے کو جب ہم مین اونکا رنگ نظر نہ آئے گا کیونکر اعتقاد کا رنگ جمے گا اس لئے دونون فرق کے ایسے لوگ ایک بولی بولنے لگے کہ ریاضت و مجاہدہ کی ضرورت نہین کیون بہوکھون مرے کہ قوی ضعیف ہوجاوین ضروری فرایض ہی ادا نہ ہو سکین کیون راتون کو جاگئے کہ دماغ مین خشکی پیدا ہو حواس مین فرق پیدا ہو جو چیزین اللہ نے مباح کی ہین ہمارے ہی لئے ہین اگر مضرت بخش ہوتین تو ہمین اجازت کیون دیجاتی کیون اللہ کی نعمتون سے اپنے نفس کو روکئے اور اونکی لذت سے کیون محروم رہیے بعضون نے اور ترقی کی تو جو محض علما کے زمرہ مین تھے وہ بدعت کا راگ گانے لگے کہ اسقدر مجاہدہ و ریاضت مین لیے تئین ڈالنا رات بہر عبادت کرنا بدعت ہے

اور جو بدعت ہو ادسکے کرنے مین کمال کے حصول کی امید کجا نیکی برباد گناہ لازم ہو تو عجب نہین اور جو مشائخ تھے اونہون نے یہ توجیہ سوچی کہ مقصود اصلی تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب اور تجلیہ باطن ہے بدنی عبادات اور جسمانی طاعت مین زیادہ مشغول ہونا فضول ہے بلکہ توجہ باطنی کا مزاحم ہو تو عجب نہیں کیونکہ ظاہر و باطن دونون متضاد اور روح وجسم باعتبار لطافت وکثافت کے متخالف ہین ایک ضد کی جانب متوجہ ہونا دوسری ضد کی جانب توجہ کا مزاحم ہوگا اور پہر عبادات جسمانی مین خطرہ ریا موجود اور توجہ وملاحظہ باطنی اس سے خالی بہرحال اس خیال کو اونہون نے ریاضت ومجاہدہ سے جان بچانے کا ذریعہ ٹھہرایا نوافل چھوڑے اخزاب واوراد ترک کئے ذکر لسانی سے واسطہ نہین رکھا راتون کا جاگنا مناجات کرنا یک قلم ترک جنہون نے اس سے اور زیادہ ہمت بلند کی اونہون نے فرائض ہی پاتہہ صاف کیا کسی نے یہ کہا کہ حضرت صاحب پر ایسی حالت طاری رہتی ہے یا اداے فرایض کے وقت طاری ہوجاتی ہے کہ اداے فرایض سے مجبور ہوجاتے ہین گو کھانے پینے معاملات تمدن وغیرہ کے لئے وہ حالت مانع نہین کسی نے کہا کہ حضرت صاحب گو یہان بظاہر تشریف رکھتے ہین مگر نماز کے وقت مکہ مین ہوتے ہین قالب بدلکر وہان نماز پڑہ آتے ہین پیغمبر خدا چاہتے تو پنجوقتہ نماز مکے مین کیا عرش پر پڑہتے مگر حضور نے ہمیشہ مسجد ہی مین پڑہی یہ بزرگ نماز کے لئے اتنی تکلیف گوارا فرماتے ہین کہ قالب دوسرا بدل کر مکہ مین تشریف لیجاتے ہین بعضے یہ خیال کرتے ہین کہ نماز وطاعات ظاہری غیبوبت کی حالت مین ہی مقام قرب ومشاہدہ مین بیکار اسی لئے عبادت کے لئے قرآن مین آیا ہے اُعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ جب یقین حاصل ہوگیا تو عبادت غیر ضروری ہی بعضون نے اور ترقی کی تو یون کہنے لگے کہ جب خدا کے ساتہہ ایک ہوگئے تو عبادت کسکی کرین وحدت کے دریا مین جب ڈوبے تو عین دریا ہوگئے اب حرام کیسا اور حلال کیسا جو چاہا کہایا جو چاہا پیا جو جی مین آیا کیا نماز

زنا حرامکاری سب جائز نعوذ باللہ جتنے فسق وفجور کے کام عوام کرتے اور شرعاً
عرفاً برے سمجھے جاتے ہین اونکو لوگ بدوضع اور بدچلن بدمعاش سمجھتے ہین جہان فقیری
کے لباس پہنے جو چاہین کرین سب کمال کی فہرست مین لکھے جائینگے ہمکو کسی شخص
کی ذات خاص سے بحث نہین نہ ہمکو کسی شخص یا کسی فرقہ کی ذات سے چھیڑ چھاڑ مقصود
ہے ہماری غرض یہان نصح نصیح ہے ہمین اس قسم کے لوگ بہت ملے ہین کہ اونپر ایک
خلقت اعتقاد کمال کا رکہتی ہے اور اقوال وافعال اونکے وہی ہین جو ہمنے بیان کئے
او اقوال سنیئے تو خدا کی پناہ بارگاہ الوہیت مین وہ بیباکی کے کلمات اونکی زبان
سے نکلتے ہین کہ اللہ بچائے بہرحال ہم پہلے یہان خود بدولت سرکار دالاجاہ محمدؐ
رسول اللہ روحی فداہ اور آپ کے صحابہؓ کے ریاضات کے حالات لکھتے ہین تاکہ وہ
علما جو کثرت عبادات کو بدعت کہتے ہین اونکو معلوم ہوجاوے اگر یہ بدعت ہی تو اسکے
مبدع حضور سرور کائنات اور صحابہ ہین اور جس کام کو حضورؐ نے یا صحابہؓ نے کیا ہو اوسکو
بدعت کہنا آپ ہی کا کام ہے پھر حضرات صوفیہ کے مجاہدات کے حالات تصوف کی
معتمد کتابون سے نقل کرینگے تاکہ معلوم ہو کہ ہمارے پیران عظام جنکے ہم نام لیوا ہین اونکا
ریاضات مین کیا حال تھا محض ملاحظہ قلبی پر وہ اکتفا کرتے یا طاعات جسمانی کی طرف بہی
اونکی توجہ تہی اوسکے بعد اقوال صوفیہ اور بدلایل ریاضات جسمانی کا ضروری ہونا ثابت
کرینگے اسکے بعد ان حضرات کے اون خیالات کا جو اوپر ہمنے ذکر کئے اور اوسکے مانند
اور خیالات کا دفعیہ بیان کرینگے ہمارے استاد مکرم جناب مولانا عبدالحئیؒ صاحب
فرنگی محلی نے ایک رسالہ مستقل نہایت پاکیزہ اس باب مین لکھا ہے کہ کثرت عبادات
بدعت نہین اوسکا نام ہے اقامۃ الحجۃ علی انّ کثرۃ التعبد لیس ببدعۃ یہ رسالہ اس
بارہ مین کافی ووافی ہے ہان اگر بدعت کہنے والے اسکو لغوی معنی کی اعتبار سے
کہتے ہون جسکے معنی انوکھی چیز کے ہین تو ممکن ہے جسطرح تراویح کے بارہ مین وارد ہوا

احسان اور تصوف نمبر۲

احسان کے باب مین جسقدر عرض کیا گیا ہے اوس سے یہ تو پوری طور پر واضح ہے کہ احسان کمالات روحانی کے حاصل کرنے اور اوسمین اعلی درجہ کی ترقی کرنے کو کہتے ہین کیونکہ جس خاص طریق عبادت سے مشاہدہ الٰہی مین استغراق نصیب ہوتا ہو اوس سے زیادہ باطنی کمالات اور روحانی ترقیات کے حاصل کرنے کا اور کون ذریعہ ہو سکتا ہے اور اس طریق عبادت کا اصل اصول کیا ہے ؟

ماسوا اللہ سے اپنے دل کو فارغ کر کے ہمہ تن خدا کے جانب متوجہ ہو جانا اور اوسی کے جمال اور کمال کا دل سے طالب ہونا چنانچہ خداوند جلیل اکبر خود ہی ارشاد فرماتا ہے۔ بلی من اسلم وجہہ للہ وہو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولاخوف علیہم ولاہم یحزنون در حقیقت اس آیہ مبارک مین گویا محسن کی تعریف ان مختصر الفاظ مین فرمائی گئی ہے کہ من اسلم وجہہ للہ یعنی جس شخص نے اسلام اختیار کیا اور ہمہ تن اپنی ذات کو خدا کے لئے وقف کردیا اور دلی ارادت سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے جانب متوجہ ہوا۔ اور یہی تعریف حدیث شریف مین بھی ہے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ صاحب احسان کو محسن کہتے ہین اور احسان کی تعریف حدیث شریف مین اسلام اور ایمان کی تعلیم کے بعد یہی کیگئی ہے کہ ان تعبد اللہ کانک تراہ۔ یعنی احسان یہ ہے کہ بندگی کرے تو اللہ کی گویا کہ تو اوسے دیکھتا ہے اور یہ حالت جب ہی پیدا ہو سکتی ہے کہ بندہ تمامتر خدا کا ہو جاے اور جان و دل سے اوسی کے جمال کا طالب ہو۔ خداوند جلیل جل جلالہ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دونون کے کلام مین اسلام کے ساتھہ احسان کو بیان کیا گیا ہے فرق صرف۔ قدر ہے کہ حدیث شریف مین تفصیل ہے اور اسلام اور ایمان کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے اور

قران پاک مین صرف من اسلم کا لفظ اختیار کیا گیا ہے لیکن جب یہ دیکھئے کہ اسلام کے
تحت مین ایمان بھی داخل ہے اور اسلام بغیر ایمان کے ہوئی نہین سکتا تو صرف اسلم
کا لفظ دونون کے لئے کافی معلوم ہوتا ہے اور ان دونون مین صرف اجمال اور تفصیل کا
فرق باقی رہتا ہے۔ اور ایسا ہونا بھی چاہئے تاکہ متن اور شرح برابر نہ ہوجائے
اسمین کچھ شبہ نہین کہ احسان کے لئے ایمان اور اسلام کی اوسیقدر ضرورت ہے جسقدر
پھل اور پھول کے لئے درخت اور بیج کی۔ ایمان کے بیان مین جن عقائد کا ذکر کیا جاتا
ہے وہ بمنزلہ تخمون کے ہین اور یہ تخم دل کے زمین مین بوئے جاتے ہین اور انہین سے
اسلام کا باغ تیار ہوتا ہے اور اسلام کا ہر رکن بمنزلہ ایک تناور درخت کے نمودار ہوتا
ہے اور احسان کے پھولون اور پھلون سے بار آور ہوتا ہے وہ تخم بالکل ہی ناکارہ ہے
جو نہ اوگے اور وہ روئیدگی اور درخت بہت کچھ بیکار ہے جو پھول اور پھل نہ لائے
اسی کے جانب اس آیہ مبارک مین اشارہ کیا گیا ہے کہ مثل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا
ثابت و فرعھا فی السماء توتی اکلھا کل حین۔ یعنی وہ ایمانی کلمہ جو ہر قسم کے نقص سے
من کل الوجوہ پاک ہو وہ اس درخت کے ساتھ مشابہ ہے جو ہر ایک عیب سے پاک
ہو جسکی جڑ زمین مین قائم ہو اور شاخین آسمان مین ہون اور ہمیشہ پھل دیتا ہو اور کوئی
ایسا وقت اوسپر نہین آتا کہ اوسکی شاخون مین پھل نہ ہون۔ یہ تعریف ایمان کامل
اور اسلام حقیقی کی ہے جسکا ثمرہ احسان ہے اور جسطرح سے بہت ایسے تخم ہوتے ہین کہ
وہ اوگتے ہی نہین اور بہت ایسے درخت ہوتے ہین جو پھلتے ہی نہین اسی طرح سے منافقین
اور فاسقین کے ایمان اور اسلام کی حالت ہے اور جو درخت سرسبز ہوتے ہین سایہ
دار ہوتے ہین اور پھول بھی لاتے ہین لیکن اونکے پھولون سے یا تو بالکل ہی پھل نہین
آتے یا اگر آتے ہین تو اچھی طرحسے پُرمغز اور شیرین نہین ہوتے یہ حالت غافل اور
بیخبر مسلمانون اور اون لوگونکی ہے جو احسان پر عمل نہین کرتے اور محسن نہین بنتے لہذا

ایمانی کمالات اسلام کے لئے اور اسلامی کمالات احسان کے لئے لازمی ہین اور اگر انمین سے کسی مین کچھ بھی نقص ہوتا ہے تو ہرگز احسانی کمالات نہین حاصل ہوتے جو ان سب پر فایق اور ان سب سے افضل ہین اور انہین پر انسان کی حقیقی سعادت موقوف اور مبنی ہے کیونکہ ہر چیز کی سعادت اسمین ہے کہ وہ اپنے انتہائی کمال کو پہونچے اور اپنے خالق اور صانع کی غایت کو پورا کرے۔ انسان کی خالق کی کیا غایت اوسکے پیدا کرنے مین ہے وہ خود بتاتا ہے کہ ماخلقت الجن والانس الالیعبدون۔ نہین پیدا کیا انسان اور جنات کو لیکن اپنی عبادت کرنے کے لئے۔ پہر یہ عبادت بھی کیسی عبادت ان تعبد اللہ کانک تراہ۔ عبادت کرنا اسطرح سے کہ ا وسے دیکھتے ہین اور اسقدر ہم یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم۔ وہ اللہ کا ذکر کرتے ہین ہر حالت مین کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے یعنی ہر وقت اور کب تک کو حتی یاتیک الیقین۔ یہانتک کہ یقین (موت) آجائے خواہ موت طبعی ہو یا ارادی جسکا حکم موتوا من قبل ان تموتوا مین ہے یعنی مرجاؤ قبل مرنے کے کیا موت ارادی کے بعد تکلیف شرعی ساقط ہوجاتی ہے اور عبادات کی ضرورت نہین باقی رہتی ہم اسکے یہ مطلب ہرگز نہین ہین بلکہ معاہدہ سے ترقی کرنیکا وقت نہین رہتا پہر اسکے خلاصہ مطلب کیا ہوئے دوام حضور اور شہود کے ساتھہ اوسکی ربوبیت اور اپنی عبودیت کا اقرار دل اور زبان حال اور قال اور عمل اور جوارح سے کرنا اور یہی معنی من اسلم وجہہ للہ کے ہین اور یہی محسن کی صفت اور تعریف ہے۔ من اسلم وجہہ للہ کا نہایت ہی عمدہ مطلب یہی ہے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ان اقوال سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔ یعنی مین نے اپنا رخ اوسکی طرف بالکل یکسو ہو کر کیا جو زمین اور آسمان کا خالق ہے اور مین شرک کرنیوالون مین نہین ہون۔ بالکل یکسوئی اور حنیفیت اسیکا نام توجہ الی اللہ ہے اور یہی وجہ اللہ

کے معنی ہین اور بالکل یکسوئی اور حنیفیت کسے کہتے ہین وہ بھی آپ ہی سے سن لیجئے ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین۔ وان ہذا صراطی مستقیما۔ میری نماز میری قربانی میرا جینا او میرا مرنا سب اوس خدا کیلئے ہے جو دونون عالم کا رب ہے۔ اور کوئی اوسکا کسی طرح سے کسی امر مین شریک نہین ہے مجھے یہی حکم ہے کہ مین ایسا ہی کرون اور سب سے پہلا مسلمان مین ہی ہون۔ اور یہی میری سیدہی راہ ہے۔

اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہین کہ احسان کا نتیجہ اور محسن کا اجر کیا ہے اس آیت مین خدائے جلیل فرماتا ہے کہ فلہ اجرہٗ عند ربہ ولاخوف علیہم ولاہم یحزنون یعنی اونکے لئے اجر ہے اپنے رب کے نزدیک اور نہ اونہین خوف ہے اور نہ ملال۔ اسکے پہلے ٹکڑے مین عند ربہ کی قید ایک بہت ہی پر لطف اور نہایت ہی بلیغ ہے اور اسمین ایک ایسا نکتہ ہے جسے صرف حقایق اسما و ذات اور صفات الٰہی کے عارف ہی خوب جانتے ہین کہ اپنے رب کے پاس اجر ہونیکے کیا معنی ہین اور وہ اجر کس قسم کا ہے جسکا پردہ اس آیت سے بھی کچہ کھلتا ہے کہ ان اللہ یحب المحسنین۔ یعنی اللہ محسنین کو دوست رکھتا ہے اور جسے وہ دوست رکھتا ہے اوسکے ساتھہ کسطرح سے وہ پیش آتا ہے سنئے ان اللہ مع المحسنین۔ یعنی اللہ محسنین کے ساتھہ ہے چونکہ اللہ کی ذات اور صفات سب کامل ہین لہذا اوسکی معیت بھی کامل ہے یعنی ہر وقت اور ہر جگہ اور یہ وہی معیت ہے جو ہو معکم اینما کنتم۔ (یعنی وہ تمھارے ساتھہ ہے تم جہان ہو) سے ثابت ہوتی ہے لیکن اس معیت دائمی اور لازمی کی معرفت اور اوسکے ساتھہ پوری طور نیز بالفعل متصف ہونا محسنین کے حصہ مین آیا ہے۔ اور اوس مشہور حدیث سے جس مین خداوند کریم کا یہ قول مذکور ہوا ہے کہ جو میرا بندہ نوافل کے ذریعہ سے قرب تلاش کرتا ہے اوسے مین دوست رکھتا ہون اور جب مین کسی کو دوست رکھتا ہون تو اوسکی

آنکھ اور کان اور زبان اور ہاتھ اور پیر ہوجاتا ہون اور اوسکے تمام افعال میرے
تحت و تصرف مین ہوتے ہین معیت الٰہی کے بالفعل ہونیکی تشریح ہوتی ہے پھر
ایسون کو بھلا کس امر کا خوف ہوسکتا ہے اور کس بات کا ملال ہوسکتا ہے اور اون سے
زیادہ خدا کا کون ولی ہوسکتا ہے جنکی نسبت ارشاد ہے کہ الا ان اولیاء اللہ لا
خوف علیہم ولا ہم یحزنون اور انہین کے نسبت یہ بھی ارشاد ہے کہ لہم البشری
فی الحیات الدنیا وفی الاخرہ لا تبدیل لکلمات اللہ ذالک الفوز العظیم۔ یعنے
اونکے لئے بشارت ہے دنیا اور آخرت کی زندگی مین۔ اور اس حکم مین کوئی تبدیلی نہین
ہوسکتی اور یہ خدا کی بڑی عنایت اور زبردست عطیہ ہے چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی
صاحب اپنے ایک مکتوب مین فرماتے ہین کہ اے برادر حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ نحن
اقرب الیہ من حبل الورید ونحن اقرب الیہ منکم۔ یہ آئتین دلالت کرتی ہین۔
حق تعالیٰ مخلوقات سے قریب تر ہے بہ نسبت اون کے باہمی قرب کے جو اونکو ایک
دوسرے کے ساتھ حاصل ہوتا ہے۔ لہذا اس امر پر ایمان لانا چاہئے کہ حق تعالیٰ
خلق سے قریب تر ہے لیکن اوسکی اقربیت مکانی نہین ہے جو جسم کو مستلزم ہے بلکہ
وہ ایسی بے کیف اقربیت ہے کہ عقل بھی اوسکے دریافت مین عاجز ہے اور یہ قربیت
مومن اور کافر سب کے لئے ہے اور ایک دوسرا قرب اور اقربیت ہے جو خاص
بندگان الٰہی کے ساتھ مخصوص ہے جسکے باب مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان رحمۃ اللہ
قریب من المحسنین (اللہ کی رحمت محسنین سے قریب ہے) اور حدیث قدسی مین آیا
ہے۔ لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی
یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ الی آخرہ۔ اس اقربیت کے درجات غیر متناہی ہین
اور اوسکی کوئی حد نہین ہے جیسا کہ لایزال کا لفظ اوسپر دلالت کرتا ہے اور حق
تعالیٰ فرماتا ہے وان اللہ لمع المحسنین ○ وقال موسیٰ ان معی ربی سیہدین اور

کہا موسیٰ (علیہ السلام) نے تحقیق میرا رب میرے ساتھہ ہے وہی ہدایت دیگا) اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم خداوند جلیل فرمایا کہ لاتحزن ان اللہ معنا۔ (یعنی مت ملال کرو تحقیق اللہ ہم دونون کے ساتھہ ہے) اور اسی اقربیت کو اصطلاح مین ولایت کہتے ہین۔ ان تمام آیات اور احادیث اور تقریر سے یہہ بات ثابت ہوگئی کہ معیت اور اقربیت جو محسنین کیلئے بیان کی گئی ہے اوسی کی تعبیر ولایت کے ساتھہ کیجاتی ہے اور محسن حقیقت مین ولی ہوتا ہے اب مین یہ ثابت کرنا چاہتا ہون کہ تصوف اور احسان مین کچھہ خلاف نہین ہے اور کمالات تصوفی بھی وہی ہین جو کمالات احسانی ہین اور احسان عین تصوف ہے۔ اس امر کے ثابت کرنیکے واسطے لازم ہے کہ پہلے تصوف کی تعریف اور صوفیون کے اوصاف بیان کئے جائین اور کمالات تصوفی کا ذکر کیا جائے پھر دیکھا جائے کہ کمالات تصوفی آیا وہی کمالات ہین یا نہین جنھین کمالات احسانی کہتے ہین اور محسنین اور صوفیہ مین کیا فرق ہے۔ تصوف کی بیشمار تعریفین کیگئی ہین اور تقریباً ہر شیخ نے جداگانہ تعریفین کی ہین۔ ریاض المرتاض مین یہ چند تعریفین لکھی ہین اول یہ کہ آداب شریعت پر ظاہراً قایم رہنا اور باطناً اوسکے حکم اور آثار کو باطن مین دیکھنا اور احکام باطنی کا ثبوت ظاہر مین پانا غرض یہ کہ ظاہر اور باطن مین ایک رنگ ہونا اور اس ایک رنگی کو شریعت کے بالکل مطابق پانا تصوف ہے اور سید شریف نے کہا کہ التصوف مذہب کلہ جد فلا تخلطوہ بشئ من الھزل۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ نیکیون کی موافقت کرنے اور طبعی اخلاق سے مفارقت رکھنے اور صفات بشریہ کے بجھلنے اور خواہشات نفسانیہ سے دور رہنے اور صفات روحانیہ مین مقام کرنے اور علوم حقیقیہ کے ساتھہ پکڑنے اور ایسے چیز کے استعمال کرنے سے جو حیات سرمدیہ کے لئے اولی اور تمام امت امیہ کے لئے نصیحت ہو اور خداوند تعالی کے ساتھہ حقیقی وفاداری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پوری

فرمانبرداری اور آپکی سچی متابعت وغیرہ صفات کے اختیار کرنے سے دل کا تصفیہ کرنا
تصوف ہے۔ بعضون کے نزدیک ترک اختیار بعضون کے نزدیک کوشش بلیغ
کرنا اور معبود کے ساتھ انسیت رکھنا تصوف ہے بعضون کے رائے مین اپنی سانسون
کے مراعات کے وسیلہ سے حواس کی حفاظت کرنا تصوف ہے اور بعضون کے خیال مین
اعتراض سے روگردان رہنا تصوف ہے بعضون کی تحقیق مین خداوند جلیل کے ساتھ
معاملہ کا صاف رکھنا جسکے اصل دنیا سے دل کا فارغ ہونا ہی تصوف ہے بعضون کے
مذہب مین امرونہی کے ظاہری سختیون مین صبر کرنا۔ خدا دادنعمتون کو اختیار کرنا تکلف
کو ترک کردینا اور عالی ظرفی سے کام لینا۔ حقائق سے علم اخذ کرنا۔ دقائق مین کلام کرنا
خلائق کے ہاتھون کے مال سے بالکل مایوس ہوجانا خیالات کی تصحیح اور اکثر عارفون
کی تحقیق مین اخلاق الہی کے ساتھہ متخلق ہونا اور ظاہری اور باطنی طور پر آداب شرعیہ
پر قائم رہنا تصوف ہے اور کہتے ہین کہ تصوف صفا سے نکلا ہے اور صفا کی ہر زبان
مین تعریف کیگئی ہے اور اسکا ضد کدر ہے جسکی ہر زبان مین برائی کی گئی ہے اور یہ بھی
کہتے ہین کہ چونکہ ائمہ صوفیہ اکثر کمبل پوش ہوتے ہین اور از راہ زہد لباس فاخرہ سے
انکو احتراز تھا اسوجہ سے صوف پوشی کے اعتبار سے وہ صوفی کہلاے اور سب
سے پہلے حضرت ابوہاشم کو صوفی کا لقب ملا اور یہ لقب آپکو حضرت سفیان ثوری
رحمتہ اللہ علیہ نے دیا جو آپ کے معاصر تھے چنانچہ آپکا قول ہے۔ لولا ابوہاشم الصوفی
ماعرفت دقیق الریاء۔ یعنی اگر ابوہاشم صوفی نہوتے تو مین ریاے دقیق کو نہ پہچانتا
اہل تصوف کے نزدیک صوفی وہ شخص ہے جو اپنے نفس کے اعتبار سے فانی اور
اللہ کے ذات اور صفات سے باقی اور طبایع سفلی سے پاک اور حقیقتہ الحقائق سے
متصل ہو۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ اور حضرت خواجہ تستری رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ درحقیقت صوفی وہی ہین جو کہ خدا کے ساتھہ قیام رکھتے ہین اور انکا یہ

قیام اسطرحپر ہے کہ سوا خدا کے کوئی دوسرا اونکے اس حال سے واقف نہین ہے
اور کہا ہے کہ تصوف کا اول علم ہے اور اوسط عمل ہے اور اوسکی انتہا خدا کے جانب
سے موہبت اور بخشش ہے اور یہ بھی حضرت جنید نے فرمایا کہ ترک اختیار کو تصوف
کہتے ہین اور حضرت شبلی نے فرمایا کہ حفظ حواس اور مراعات انفاس کو تصوف کہتے ہین
یعنی اپنے تمام حواس کو خواہ وہ ظاہری ہون یا باطنی امورات غیر مشروعہ اور خیالات
فاسدہ سے محفوظ رکھکر گندہ اور منتشر اور پریشان نہونے دینا اور ان سب کو ایک ہی جانب
لگائے رکھنا اور ایک سانس کو بھی خدا کی یاد سے بیکار نچھوڑنا اور ایکدم کے لئے بھی
اس سے غافل نہ ہونا حفظ حواس اور مراعات انفاس کے یہی معنی ہین - (علوی) اور
یہ بھی تعریف کیگئی ہے - الذی لایملک ولایملک یعنی نہ وہ کسی کی ملکیت مین ہو اور نہ
اوسکی ملکیت مین کچھہ ہو - اور یہہ بھی کہا جاتا ہے - الذی صفا من الکدر و امتلاء من الفکر
انقطع الی اللہ من البشر واستوی عندہ الذہب والمدر والحریر والوبر - یعنی صوفی
وہ ہے جو پاک اور صاف ہو ظلمت اور کدورت اور میل اور کھوٹ سے اور بھرا ہو فکر
و تدبیر سے اور بشر سے باطنی طور پر علحدہ ہو کر متوجہ الی اللہ ہوا ور اوسکے نزدیک سونا
اور مٹی اور حریر اور ٹاٹ سب برابر ہو - اور یہہ بھی تعریف کیگئی ہے کہ اوسکو خداوند کریم
اسکے حظوظ نفسانی اور لذات شہواتی کو مار کر فنا کردے اور اپنے مشاہدے مین باقی رکھے
(از کشاف اصطلاحات الفنون) مآل سب عبارتون کا اور تمام تعریفات کا یہ ہی ایک
ہے کہ فنائے خودی اور بقاء ذات الہی اور اپنی سب چیزون کو خدا کے حوالہ کرنا اور
ماسوا کو ترک کردینا - اسیوجہ سے حضرت جنید نے فرمایا کہ صوفی مثل زمین کے تواضع اور
فروتنی مین ہوتا ہے چنانچہ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کے مطابق فرماتے ہین

درخاک بیلقان برسیدم بعابدے	گفتم مرا بتربیت از جہل پاک کن
گفتا برو چو خاک تحمل کن اے فقیہ	یا ہرچہ خواندۂ ہمہ در زیر خاک کن

اب مین اس باب مین شیخ الشیوخ غوث الاعظم قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت سید
محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا قول آپ کے کتاب غنیۃ الطالبین سے
نذر ناظرین کرتا ہون آپ فرماتے ہین۔

صوفی علی وزن فوعل ماخوذ من المصافات
یعنی عبد اصافاہ الحق عزوجل ولہذا قیل الصوفی
من کان صافیا من آفات النفس خالیا
من مذمومہا سالکا لحمید مذاہبہ ملازما للحقائق
غیر ساکن بقلبہ الی احد من الخلائق وقیل
ان التصوف الصدق مع الحق وحسن الخلق
من الخلق۔ ان الصوفی عارفا بنفسہ و
ربہ الذی ہو محی الاموات المخرج اولیاءہ
من ظلمت النفوس والطباع والاہویۃ
والضلالات الی ساحۃ الذکر والمعارف
والعلوم والاسرار ونور القربۃ ثم الی نورہ
عزوجل اللہ نور السموات والارض مثل نورہ
کمشکوۃ اللہ ولی الذین امنو یخرجہم من
الظلمت الی النور واللہ تعالی تولی اخراجہم
من الظلمات الی النور فیکون ظواہرہم
مع خلق اللہ تعالی وبواطنہم مع اللہ عزو
جل انتہم بحکم اللہ وقلوبہم لعلم اللہ فانتہم
نصح عباد اللہ واسرارہم بحفظ ودایع اللہ

ترجمہ

یعنی صوفی فوعل کے وزن پر مصافات سے ماخوذ
ہے یعنی وہ بندہ جسے اللہ نے صاف کرلیا ہو اسلئے
صوفی اوسے کہتے ہین جو نفس کے آفتون سے
صاف ہو اور اوسکے نکوہیدہ صفتون اور برائیون
سے خالی ہو اور اسکے اچھے راستہ پر چلنے والا
ہو حقائق کا ملازم ہو خلائق مین سے کسی خلق کے
ساتھ مسروف ہونے سے اوسکا دل آرام نہ
پایا ہو اور کہا جاتا ہے کہ تصوف اسکا نام ہے
کہ خدا کے ساتھ سچائی اور خلق کے ساتھ نیک
خلقی کرے اور صوفی اپنے نفس کا اور اپنے ایسے
رب کا عارف ہوتا ہے جو مردونکو زندہ کرنیوالا اور
اپنے دوستونکا نفس وطبیعت اور خواہشات بیہودہ
اور گمراہیون کی ظلمت اور تاریکی سے نکالنے والا ہے
ذکر اور معارف اور علوم اور اسرار اور نور قربت کے
میدان کیطرف اور پھر اپنے نور کیطرف کیونکہ اللہ آسمانون
اور زمینونکا نور ہے اور اوسکے نور کی مثال طاقچہ کی سی
ہے اور اللہ مومنونکا دوست ہے اونکو اندھیرون سے نور
کیطرف نکالتا ہے اور خود اللہ ہی اونکو اندھیرون سے

فعلیہم سلام اللہ تعالےٰ و تحیاتہ و برکاتہ و رحمتہ۔

لگانیکا متولی اور ذمہ دار ہے۔ ان صوفیونکا ظاہر لوگونکے ساتھ ہوتا ہے اور باطن اللہ عزوجل کے ساتھ اور انکے کلام اللہ حکم ہے اور اونکے دل اللہ کے علم سے مزین ہوتے ہین اور اونکی زبان بندونکے خیر خواہی کیلئے اور اونکے باطن اللہ کی امانتون کے نگاہ رکہنے کیلئے ہوتے ہین انپر خدا کا سلام اور برکتین اور رحمتین نازل ہون۔

اسی قسم کے بکثرت اوصاف اور کمالات حضرت پیران پیر نے تحریر فرمائی ہین جن سے وضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ کمالات روحانی اور ترقیات باطنی کا سب سے اعلیٰ مرتبہ حضرات صوفیاے کرام کو تصوف پر عمل کرنے سے ملتا ہے اور سب سے اعلیٰ مرتبہ کمالات باطنی اور ترقیات روحانی کا متصف بصفات اللہ اور متخلق باخلاق اللہ ہوکر اوسکے جمال اور کمال کے مشاہدہ مین مستغرق ہونا ہے اور یہ ہی غائت الغائت کمالات احسانی کی بہی ہے جو ان تعبد اللہ کانک تراہ سے خود ثابت ہے اور اوسی کے نسبت اس آیتہ مین بہی اشارہ ہے کہ ان الی ربک المنتہی۔ یعنی انتہا تمام سلسلہ کا تیرے رب تک ہے اب یہہ کہنا بالکل انصاف کا خون کرنا ہے کہ کمالات احسانی اور ہین اور کمالات تصوفی اور چنانچہ خود حضرات پیران پیر صاحب نے بہی اسی کتاب مین بہی اسکے نسبت لکہا ہے کہ احسان سے مراد مراقبہ ہے لہذا جو نتیجہ مراقبہ سے پیدا ہوتا ہے اور جو کمالات اسکے ذریعہ سے حاصل ہوتے ہین وہی کمالات احسانی ہین اور ظاہر ہے کہ تصوف کا بہت ہی بڑا دار مدار فکر اور مراقبہ پر ہے اور اسی سے مشاہدہ الہی اور اوسمین استغراق کا باب کہلتا ہے۔

صاحب حظیرۃ القدس و ذخیر الانس نے اسباب مین لکہا ہے کہ علم دو قسم کے ہین ایک علم باللہ اور دوسرا علم باحکام اللہ پہلے علم کا عالم وہ ہوتا ہے جو بولایت عرفانی عارف ہوا اور دوسرے علم کا وہ عالم ہوتا ہے جو بولایت احسانی عارف ہوا اور ولایت احسانی وہی ہے جسکے اہل حدیث قائل ہین اور اس ولایت کا حاصل ہونا اس

امر کے ساتھ والبستہ ہے کہ تمام گناہون سے محفوظ رہکر کتاب اور سنت کی پوری پوری پیروی کیجاے اور اوامر الٰہی کی پابندی اور منہیات سے اجتناب کیا جائے اور اس ولایت مین جو لوگ کامل ہوتے ہین اونہین تجلی اعظم کا مشاہدہ ہونا اور حق سبحانہ تعالیٰ کا قہر اور غلبہ تمام ماسواے پر نظر آتا ہے اور وراثت نبوت اسی ولایت سے عبارت ہے اور ایسا ہی ولی اتباع اور اقتدا کے قابل ہے اور عامة الناس اونکے اتباع مین کجروی اور ذلت سے امن مین رہتے ہین۔ اور ولایت عرفانی اس سے عبارت ہے کہ وحدیت ذات اور اوسکے تنزلات کا کثرت مین انکشاف ہو۔ اور اوسکا اصل منشا جذب ہوتا ہے اور صاحب جذب اگرچہ ارکان اسلامیہ کے ادا کرنے اور قائم رکھنے مین سعی اور کوشش اور اہتمام بلیغ کرتا ہے اور ذکر اور فکر مین مصروف رہتا ہے لیکن اس امر کے احتمال سے کہ کہین قدم نہ بہک جائے محفوظ نہین رہتا لہذا ایسے لوگونکی متابعت کرنا ولایت احسانی سے محروم رہنا اور طریق صواب سے دور ہو جانا ہے اور جو شخص ان دونون ولائتونکا جامع ہو درحقیقت وہ رسالت اور نبوت کا وارث کامل ہے اور اوسکے تابع البتہ سلامتی کے ساتھ منزل پر پہونچتے ہین اور فقط ولایت احسانی سے جو مشرف ہوتا ہے وہ مرتبہ مین اس سے کم ہوتا ہے اور جو فقط ولایت عرفانی سے بہرہ یاب ہوتا ہے اگرچہ اوسکے لطیفۂ نفس نے بعض کمالات حاصل کئے ہون اور حق سبحانہ کی جانب ایک راہ پیدا کرلی ہو لیکن وہ ارشاد اور اقتدا کے قابل نہین ہے اور اوسکی پیروی زیبا نہین ہے۔

اس تمام تقریر سے اگر فاضل مصنف کا یہ منشا ہے کہ وہ تصوف اور اکابر صوفیہ کے مشہور طرز اور طریقہ کا رد کرین اور اوسے خلاف کتاب اور سنت ثابت کرین تو یہ عاجز اسے کبھی تسلیم نہین کرسکتا جبکہ وہ خود اونہین ولیوںمین شمار کرتے اور اس ولایت کو ولایت عرفانی کے نام سے یاد کرتے ہین اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ ولایت احسانی

بہی اونہین اقسام ولایت مین سے ایک ولایت ہے جو کمالات تصوفی کے ساتھہ
متعلق ہین جیساکہ ولایت کبریٰ اور ولایت صغریٰ وغیرہ وغیرہ تو اسمین مجھے کچہ کلام
کرنیکی ضرورت نہین اور مجھے یقین ہے کہ ولایت احسانی اور ولایت عرفانی کو خود مصنف
ممدوح ایک دوسرے کا ضد نہین سمجھتے کیونکہ اونکے اجتماع کے قائل ہین اور اجتماع ضدین
محال ہے۔ اسکے سوا ایک موقع پر آپ یہ بہی لکہتے ہین کہ صوفیہ کے عمدہ مطالب مین سے
چند چیزین ہین ایک تو یہ کہ قلب کو ماسوائے اللہ کے تعلق سے پاک کرکے حق تعالیٰ کے
ذکر مین اس طرح سے غرق ہو جانا کہ اپنے نفس اور ذکر کی بہی خبر نرہجائے صرف مذکور اور مسمیٰ
کا دہیان باقی رہے اور اس حالت کو زبان تصوف مین یاد داشت اور دوام حضور
اور فنائے قلب سے تعبیر کرتے ہین اور زبان شرع مین احسان سے تعبد اللہ کانک
تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک اور الا وان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد
کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وہی القلب (حدیث اول کے معنی مکرر لکہے جاچکے ہین
دوسرے کا مطلب یہ ہے۔ کہ خبردار جسم مین ایک گوشت کا لوتہڑا ہے جب وہ درست
ہوتا ہے تو تمام جسد درست ہوتا ہے اور جب اوسمین فساد ہوتا ہے تو تمام جسم مین فساد
پیدا ہو جاتا ہے اور وہ لوتہڑا دل ہے) اور یہ جو حدیث مین آیا ہے کہ بندہ جب گناہ
کرتا ہے تو ایک سیاہ نقطہ اوسکے دلپر پڑجاتا ہے اور جسقدر گناہ بڑہتا جاتا ہے
یہ بہی بڑہتا جاتا ہے یہانتک کہ اوسکی سیاہی تمام قلب کو گھیر لیتی ہے۔ یہ نقطہ اسی صلاح
دل کا ضد ہے جسکا ذکر مذکورۂ بالا حدیث مین آیا ہے۔

صوفیون کے بہترین اوصاف مین سے دوسری چیز اخلاق رذیلہ اور بُری عادات سے
نفس کا تزکیہ کرنا اور اوس سے پاک رکہنا ہے اور اوصاف حمیدہ اور اچہی عادتون سے
اوسکا تجلیہ کرنا اور اوسے جلا دیتا ہے اور اسی اصطلاح تصوف مین فنائے نفس سے تعبیر
کرتے ہین اور اخلاق رذیلہ یعنی کمینہ عادتون کا حرام ہونا اور اخلاق حمیدہ یعنی شریفانہ

خصائل کا واجب ہونا شرع شریف نے بلند آواز سے بتا دیا ہے یہانتک کہ اوسکے مقابل
مین اعمال جوارح یعنی ظاہری عملون کو بالکل معتبر نہین سمجہا مثلاً نماز اور روزہ اور حج اور زکوٰۃ
وغیرہ اگر اخلاص کے ساتھہ نہون بلکہ ریا یعنی دکہلانیکے واسطے محض بناوٹ سے ہون
تو داخل لغو ہین اور بالکل بیکار ہین ایسے ہی اکثر ایسی چیزین اور اعمال جو مباح ہین (یعنے
فرض اور واجب اور موکد نہین ہین) نیک نیتی کے ساتھہ اجر اور مقامات قرب الٰہی کے
موجب ہوتے ہین جنکے حاصل کرنیکے درپے صوفیہ کاملین ہین۔ یہ حضور رسول اکرم
صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو منصوص بھی کردیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین لایزال عبدی
یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ الحدیث۔
(اسکا ترجمہ لکھا جاچکا ہے) اس حدیث کو ہر ایک صاحب خواہ وہ وحدت وجود کے قائل
ہون یا وحدت شہود کے اپنی سمجہ کے موافق احسان اور عرفان کے معانی پر حمل کرتے
ہین اور کلمہ لایزال اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ مقامات قرب اور درجات قرب کی کوئی
انتہا نہین (نہ غم قم انتہا دارد نہ حسنش را ست پایانے۔ بمیرد تشنہ مستقی و دریا ہمچنان
باقی) پہر آپ فرماتے ہین کہ یہ مطلب صوفیہ اگرچہ اعتبار کے طریقہ سے ثابت ہین لیکن بعبارت صریحہ
صریحہ سے بہی ثابت ہو سکتے ہین لہذا صرف اعتبار کی تہمت انپر نہین رکھہ سکتے۔ اور احسان
کا مرتبہ اسلام کے دیگر مراتب پر خود زبان شریعت سے فائق ثابت ہوتا ہے۔
مصنف نظیرہ یعنی جناب نواب صدیق حسن خانصاحب مرحوم کے اس تمام تقریر سے
پورے طور پر ثابت ہوگیا کہ کمالات تصوف اور کمالات احسانی قریب قریب ایک ہی ہین
اور اونکا ثبوت شریعت سے ہے جیساکہ آپ خود کئی موقع پر فرماتے ہین بلکہ یہان تک
کہدیا ہے کہ اسے زبان شرع مین احسان کہتے ہین اور اصطلاح صوفیہ مین دوام
حضور اور فنائے قلب۔ اور ظاہر ہے کہ کمالات تصوفی کا یہ پہلا درجہ ہے اور اسی سے
نوبت بنوبت اور درجہ بدرجہ عارف اور صوفی کو ترقی ہوتی جاتی ہے پہر میرے سمجہ مین

نہین آتا کہ اہل حدیث کیون کمالات تصوف کے قائل نہین بات یہ ہے کہ بعض ارباب ظواہر نے اپنے سمجھ کے نزدیک بعض صوفیون اور اونکے بعض باتونکو خلاف شریعت سمجھکر نفس تصوف کے اسلامی ہونیسے انکار کر دیا حالانکہ محققین حقیقت اور شریعت نے جنہین خداوند جلیل نے دونون نعمتین عنایت فرمائی ہین اسے بالکل شریعت کے مطابق سمجھا اور ثابت کیا ہے چنانچہ مالابدمنہ مین بھی حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب تحریر فرماتے ہین۔ کہ یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ حقیقت شریعت کے خلاف ہے ایسا خیال کرنا بالکل جہالت بلکہ کفر ہے یہی شریعت باکمال درویشون کے پاس پہونچکر جب اونکے قلوب ایسے علوم اور محبت سے جو ماسواے اللہ سے متعلق ہین پاک ہوجاتے ہین اور اونکے نفس کے رذائل دور ہوجاتے ہین اور اونکا نفس نفس مطمئنہ ہوجاتا ہے اور وہ اخلاص حاصل کرلیتا ہے تو اون کے حق مین یہ مغز ہوجاتی ہے اور اونکی نماز عند اللہ دوسراہی تعلق پیدا کرلیتی ہے اور ایسے نماز کی دو رکعتین لاکھون رکعتون سے بہتر ہوتی ہین ایسے ہی اونکا روزہ اور اونکا صدقہ بھی ہے چنانچہ خود رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اگر دوسرے لوگ احد کے پہاڑ کے برابر بھی سونا خدا کی راہ مین صرف کرین تو وہ میرے صحابہ کے اوس پاؤسیر یا آدھ سیر جو کے برابر نہین ہوسکتا جو اونہون نے خدا کی راہ مین دیئے تھے اور اونکی یہ بزرگی اور یہ شرف اونکے ایمان اور اخلاص کے قوت کے وجہ سے تھی لہذا حضور سرورکاینات خلاصہ موجودات کے نور باطن کو درویشونکے سینونمین ڈھونڈھنا چاہئے اور اوس نور سے اپنے سینونکو روشن کرنا چاہئے تاکہ ہر خیر و شر کی شناخت فراست صحیحہ سے ہوسکے۔ بظاہر میرے نزدیک نیک نیت ارباب ظواہر کو اسمین ان چند سببونسے غلطفہمی ہوگئی ہے اول یہ کہ حضرات صوفیہ مین جو ذکر اور فکر کے طریقے رایج ہین وہ بعینہٖ اصحاب رسول کریم مین اونہین نظر نہین آتے دوسرے یہ کہ بعض مغلوب الحال

صوفیہ کے افعال اور اقوال کو خلاف شریعت پاکر وہ تصوف ہی کو خلاف سمجھ بیٹھے ہین
تیسرے یہ کہ بعض محققین علم توحید اور اکابر صوفیہ کے ایسے بیانات سے وہ یہ نتیجہ
نکالتے ہین جنکے مطالب کو پہونچنا اور معنیوں کا سمجھنا حقیقت مین اون لوگون کے لئے قریب
قریب ناممکن سکے ہے جنہین اسکا ذوق نہوا ور جو اس سے بالکل ہی بیخبر ہون - کیونکہ انکا
علم ذوقی ہے اور اونکے اشارات اور اصطلاحات خاص ہین اور ایسے بیانات کتاب اللہ
اور کتاب رسول اللہ مین بہی موجود ہین جنکے نسبت اکثر یہی کہدیا جاتا ہے کہ اللہ اعلم
بحقیقت الحال یعنی اسکی حقیقت خدا ہی جانتا ہے یا انکی تاویل کیجاتی ہے چوتہے یہ کہ ایسے
لوگون کے افعال اور اقوال جنہون نے صوفی ہونیکا دعوی کیا حالانکہ اونکا یہ دعوی
بالکل بے معنی تہا اور وہ یہ بہی نہ جانتے تہے کہ صوفی کسے کہتے ہین، اور اونہون نے
بغیر سمجھے بوجھے وہ باتین زبان سے نکالین جنکے معنی اور مطالب وہ خود بہی نہ سمجھتے تہے
اور اپنی ناسمجھی سے کام لیکر ایسے امور کو تصوف اور درویشی کیجانب منسوب کردیا جو
حقیقت مین بالکل خلاف تہے اور ایسے افعال کے مرتکب ہوئے جو سخت نازیبا تھے
ایسے بدنام کرنیوالے صوفیون سے خود حضرات صوفیہ ہمیشہ پناہ مانگتے اور گریز کرتے
ہے ہیں ایسون کے بیانات یا حرکات تصوف مین کیونکر حجت ہو سکتے ہین - مین اس
باب پر اگر موقع ملا تو کسیقدر تفصیلی بحث کرونگا -

عشرۂ کاملہ اردو مین

یہ ایک نہایت مفید اور متبرک کتاب کا نام ہے جو تصوف مین شریعت سنگاہ
حقیقت پائیگاہ حضرت مولانا شاہ کلیم اللہ صاحب جہان آبادی قدس سرہ العزیز کی
تصنیف کردہ ہے آپکو علوم ظاہری اور علوم باطنی کی جامعیت خداوند جلیل نے عنایت
فرمائی تہی اور آپ کمالات صوری اور معنوی اور ظاہری اور باطنی سے آراستہ پیراستہ

اور آپکی تصنیفات زبان عربی مین اس اخیر زمانہ مین اکثر اون صوفیاے متاخرین سے بڑہے ہوئے ہین جو آپ کے بعد ہندوستان مین ہوئے آپ کے مشہور و معروف خلفار مین سے حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ اور خواجہ صاحب کے جانشین حضرت خواجہ اللہ بخش صاحب اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب جیسے نامی گرامی ہین اور جسقدر کثرت سے مسلمانان ہند علی الخصوص اہل پنجاب آپ کے سلسلہ بیعت مین داخل ہین پوشیدہ نہین ہے - عشرہ کاملہ کا اردو ترجمہ اگرچہ اس سے پہلے بہی ہو چکا ہے لیکن سچ یہ بہی کہ ترجمہ کا کام نہایت مشکل ہے اور جب تک کسی کتاب کا مترجم دونون زبانون مین کمال دستگاہ نرکہتا ہو اور خود اس علم مین مجتہدانہ قوت نرکہتا ہو ایک زبان سے دوسری زبانمین پورا پورا ترجمہ کر دینا قریب قریب ناممکن کے ہے علی الخصوص زبان عربی سے اگر کوئی کتاب تصوف ایسی علوم عالیہ کے متعلق اردو زبانمین کیجاے تو نہایت ہی ضرورت ہے کہ صرف ترجمہ ہی ترجمہ نہو بلکہ اوسپر مفصل نوٹ بہی لکہے جائین اور ان نوٹونکے ذریعہ سے نازک مسائل اور دقیق حقائق کی وضاحت اور صراحت کیجاے کیونکہ زبان اردو مین ایسے علوم کے اصطلاحات اور بیانات ابہی اسقدر شایع نہین ہوے کہ ہر اردو دان بغیر مزید تصریح اور تشریح کے اوسے سمجہ سکے اور ایسے مفید نوٹون کا لکہنا ہر شخص کا کام نہین صرف اونہین باکمال علما کا یہ کام ہے جنہین اسکا ملکہ حاصل ہو اور جو ان مسائل کو ہر ایک پہلو سے سمجہ چکے ہون لہذا پہلے ترجمہ کو کافی نہ پاکر حضرت شاہ محمد قاسم صاحب کلیمی سجادہ نشین حضرت والا نے شیخ وقت جنید زمان شبلی دوران وحید العصر عارف باللہ حقیقت دستگاہ جامع کمالات صوری و معنوی و عالم علوم شرعیہ و عقلیہ حاجی حافظ حکیم مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب صابری چشتی محب اللہی الہ آبادی مدظلہ العالی خلیفہ ارشد حضرت شیخ الحرمین مولانا و مرشدنا اعلی اقدس مولوی حاجی امداد اللہ شاہ صاحب

قدس سرہ العزیزنے باصرار فرمایش کے آپ اس کام کو نہایت خوبی کے ساتھ انجام دے سکتے ہین کیونکہ خداوند جلیل اور علیم نے آپکو وہ علم وکمال عطا فرمایا ہے کہ جسکی نظیر بہت مشکل سے اس زمانہ مین ملسکتی ہے لہذا اعلی حضرت نے جناب کلیمی صاحب کے بیحد اصرار سے مجبور ہوکر اسکا ترجمہ فرمایا اور اوسپر ایسے عمدہ اور مفصل نوٹ لکھے کہ کتاب کی رونق اور عظمت دوچند بلکہ دہ چند ہوگئی اور یہ نوٹ اسقدر بسیط اور طویل ہین کہ اصل کتاب سے شاید ہی کچہ کم ہون نوٹونکو دیکھکر کوئی شخص یہ نہین کہہ سکتا کہ صرف یہ عشرہ کاملہ کا ترجمہ ہے بلکہ بجاے خود ایک نہایت عالیقدر اور مفید کتاب معلوم ہوتی ہے حضرت کلیمی کی اجازت اور حضرت مولانا کے حکم سے اس عاجز نے اس کتاب کے چھپوانیکا بندوبست کیا ہے اور کتاب انشاء اللہ تعالی بہت جلد زیور طبع سے آراستہ ہوکر زینت بخش ارباب فہم ہوگی حجم کتاب کا کم سے کم دس جزو ہوگا اور قیمت دو روپیہ لیکن جن صاحبون کی درخواست خریداری قبل از طبع باجازت ویلو ہمارے پاس پہونچیگی ہم اونھین ڈیڑھ روپیہ مین دیدینگے - اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر تھوڑا سا مضمون اصل کتاب اور اوسکے متعلق نوٹ کا بھی نذر ناظرین کردون تاکہ وہ خود ہی اس امر کا فیصلہ کرلین کہ یہ کتاب کیسی ہے اور اعلیحضرت مترجم کس پایہ کے ہین ع مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید -

قواعد ضروری رسالہ ہذا

۱۔ یہ رسالہ ہر اسلامی مہینہ میں ایکبار قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے شایع ہوا کریگا۔
۲۔ رسالہ کا حجم ۲۴ صفحہ سے کم نہو گا۔ خط و چھپوائی و کاغذ و تقطیع کیلئے یہ نمونہ کافی ہے
۳۔ قیمت ہر حالت مین عا دو روپیہ سالانہ پیشگی لی جائیگی مابعد کا کوئی حساب نہو گا
۴۔ تمام خط و کتابت و ترسیل و منی آرڈر وغیرہ بنام نہال احمد علوی حمیدی اڈیٹر و مالک رسالہ ہونا چاہیئے۔
۵۔ امور دریافت طلب کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے نہین تو جواب سے معذوری ہوگی اور بیرنگ خط وغیرہ واپس کر دیئے جائینگے۔
۶۔ قابل و لایق مضامین نگار کی خدمات گرامی مین اور اخبارات اور رسالون کے معاوضہ مین یہ رسالہ مفت بھیجا جاویگا۔
۷۔ اس رسالہ مین ہمیشہ تصوف اور اخلاق اور اوسکے متعلقات پر مضامین مندرج ہونگے مثلاً تصوف کی تعریف اور اسکے برکات و فوائد و ضرورت و نتائج اور تاریخ اور اسکا شریعت سے تعلق و اکابر صوفیہ کے حالات اور انکے قیمتی ملفوظات و اسرار شریعت و مکارم اخلاق و معائب اخلاقی وغیرہ وغیرہ۔
۸۔ یہ رسالہ جن بزرگونکی خدمت مین بلا قیمت و بلا طلب بھیجا جائیگا اونکے نام رسالہ کا جاری رہنا ادائے قیمت و منظوری پر موقوف ہوگا۔
۹۔ جملہ مضامین و مراسلات صاف و واضح خط مین اور پتہ و نام کامل اور واضح ہونا چاہیئے تاکہ کوئی دقت و شکایت پیدا نہو۔

ملتمس

مالک و اڈیٹر الاحسان

بابت ماہ رجب سنہ ۱۳۲۱ھ [illegible]

رسالہ ماہوار مسمے بہ

الاحسان

تصوف اور اخلاق کے بیان میں

قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے باہتمام نہال احمد علوی حمیدی مالک و اڈیٹر رسالہ شایع ہوا

فہرست مضامین

مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد میں طبع ہوا

رسید زر قیمت اور شکریہ

نہایت شکرگذاری کے ساتھ معاونین اور خریداران الاحسان کے خدمات مین اونکے مرسلہ زر قیمت کی رسید پیش کرتے ہوئے بہت ہی ادب کے ساتھ یہ بھی عرض ہے کہ آپکا یہ رسالہ جسکا مقصد اعظم اور غایت الاقصیٰ اخلاقی زندگی اور روحانی ترقی ہے صرف دینداروں اور خداپرستوں کے قدرشناسی اور حمایت اور اعانت سے قائم رہکر ترقی کرسکتا ہے باقی رہے وہ حضرات جنھین اخلاقی کمالات اور روحانی ترقیات کا کبھی خیال بھی نہین آتا اونسے کیا امید ہوسکتی ہے اور ہماری دنیا آج کل ایسے ہی اشخاص کے وجود سے معمور ہو رہی ہے گو یہ ضرور ہے کہ جو لوگ تمدنی خوبیون اور ضرورتوں سے پوری طور پر آگاہ ہین وہ بھی اس امر کو اچھی طرح سے سمجھتا اور کشادہ دلی کے ساتھ اسکا اعتراف بھی کرتے ہین کہ نیک دلی اور سچائی اور راست بازی اور دلسوزی اور تمام بنی نوع انسان کے ساتھ دلی ہمدردی اور طلب علم وکمال کا پاکیزہ ذوق کسی مین پیدا ہی نہین ہوسکتا جبتک اونکی اخلاقی قوتین شگفتہ اور بیدار اور روحانی روشنی اونمین نمودار نہو محض خشک خلقی اور مصنوعی خوش اخلاقی سے کبھی کوئی کام باحسن وجوہ اتمام کو نہین پہونچ سکتا چنانچہ اسی واقعی امر کا اعتراف ہے جو مدبرین اور عمائدین سلطنت اور رجال حکومت مذہبی اور اخلاقی تعلیمات کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھتے اور موقع مناسب سے اپنی خوشنودی مزاج کو بھی ظاہر فرمادیتے ہین اسکا ایک تازہ ترثبوت اڈیٹر الاحسان کو اس واقعہ سے بھی ملا ہے جو رسالہ الاحسان کو ہزآنر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ آگرہ و اودہ کے حضور مین پیش کرتے ہوئے پیش آیا۔ اور مین بہت بڑی دلی مسرت اور احسانمندانہ شکرگذاری کے ساتھ ہزآنر کے عالی خیالی اور پاکیزہ خوش اخلاقی کا اظہار کرنے کے

لئے ارباب ملک وملت کے حضور مین اوسے پیش کرتا ہون - یہ رسالہ معہ ایک عرضداشت

ہزاکسلنسی کے حضور مین بھی بذریعہ ڈاک پیش کیا گیا تھا جسکی رسید اور جواب مین حضور محتشم الیہ کے

پرائیوٹ سکریٹری صاحب بہادر یہ الفاظ عزت افزائی فرماتے ہین -

"جناب حسب الحکم مین آپ کے خط مورخہ ۳۰ اگست اور ایک کاپی میگزین کی رسید

دیتا ہون اور یہ بھی ظاہر کرتا ہون کہ ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر آپ کے پیش نظر قابل تحسین

مقاصد کے ہر طرح کی کامیابی کے خواہشمند ہین" ان مختصر پُر مغز الفاظ مین ہمارے رعایا

پرور ہز آنر نے نہ صرف احسان کے مقاصد و اغراض کی تحسین فرمائی بلکہ اعلی درجہ کے

نیک دلی اور کمال خوبی سے کام لیکر یہ بھی ظاہر فرمایا کہ مین ان مقاصد کی پوری کامیابی دل

سے چاہتا ہون اور یہ اس امر کا زبردست ثبوت ہے کہ ایسے پاکیزہ مقاصد کی کامیابی

نہ صرف عالم آخرت اور کمالات روحانی کے متعلق فائدہ بخش ہو بلکہ تمدنی حیثیت سے بھی ملک

وملت کے لئے نفع رسان ہے جب ہی تو رجال حکومت اور اعلی مدبرین سلطنت اوسے

پسندیدہ نگاہون سے دیکھتے اور اوسکی کامیابی کی خواہش ظاہر فرماتے ہین - یہہ

کوئی نیا انکشاف نہین ہے جب کبھی ایسا موقع ہوا ہے عالی خیال دوراندیش

فرمانرواؤن نے ایسی ہی رائے ظاہر فرمائی ہے - درحقیقت ایسے پاکیزہ مقاصد

سے خلاف کرنا صرف اونھین اشخاص کا کام ہے جو علم و اخلاق کے اعتبار سے

نیم تعلیم یافتہ ہین اور اصول مذہب اور شائستگی تک اونکی نگاہین نہین پہونچتی اب

اگر قوم کے دل مین کچھ بھی احساس باقی ہے تو اوسکو اس رسالہ کی قدر کرنے مین

کچھ بھی کمی نکرنی چاہیے جو محض اخلاقی اور روحانی ترقی اور پاکیزگی کو اشاعت دینا

اور ملک وملت مین مکارم اخلاق اور راستبازی اور دیانت داری پیدا کرنا چاہتا

ہے - علی الخصوص معاونین اور خریداران رسالہ پر تو اس امر کی کوشش واجب ہے

کہ اونکا یہ رسالہ ہر اعتبار سے کامیاب ہو کیا باعتبار کثرت اشاعت و کثرت تعداد خریداران

اور کیا باعتبار اعلیٰ علمی مضامین کے الحمد للہ کہ اعلیٰ علمی مضامین کی حیثیت سے تو یہہ رسالہ آپ ہی بہت کچھ ممتاز ہے اور روز بروز ترقی کرنے کی امید ہے کیونکہ آج تک ملک مین کوئی ایسا رسالہ جاری نہین ہوا جسمین اس درجہ کے ذی کمال یکتائے روزگار علمائے دیندار کے مضامین مسلسل شایع ہوئے ہون جیسے ہمارے حضور جامع الفضائل و والکمالات مستغنی عن الالقاب فرید دہر وحید عصر شیخ زمان جنید دوران محقق علوم صوری و معنوی شیر بیشۂ شریعت اور نہنگ بحر حقیقت حکیم امت مولانا مولوی حافظ حاجی حکیم شاہ محمد حسین صاحب چشتی صابری محب اللہی الہ آبادی مدظلہ العالی یا مجمع الکمالات محی السنہ والدین عالم باعمل فاضل اجل مولانا مولوی حافظ اشرف علی صاحب اور منبع الفضائل والحسنات بلبل بوستان علم و کمالات واعظ جادو بیان مولانا حکیم مولوی محمد سلیمان صاحب چشتی پھلواروی وغیرہم ہین اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد حسین صاحب قبلہ کے افادات سے تو ناظرین الاحسان اول ہی سے فیضیات ہو رہی ہین اور درحقیقت یہ رسالہ حضرت اقدس مدظلہ العالی کے زیر سرپرستی جاری کیا گیا ہے اور حضرت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب کا سلسلہ مضمون اس رسالہ سے آغاز ہوتا ہے اور قریب ہے کہ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب قبلہ کا بھی مضمون آجائے اور دیگر بزرگان دین سے بھی ایسے ہی امید ہے کیونکہ اس خاکسار کو ان علمائے کرام کے ساتھہ خادمانہ عقیدت کا شرف حاصل ہے اور ممکن نہین ہے کہ ایسے مقدس اکابر عین وقت پر خادم کو فراموشی سے کام لین لہذا اس پہلو کے اعتبار سے تو ناظرین اطمینان رکھین باقی رہا دوسرا پہلو وہ معاونین کے قبضہ و اختیار مین ہے اور اونکی قدر شناسی او ہمت افزائی پر موقوف ہے اور مجھے اپنے معاونین کے اعانت اور حمایت کا چینی کے ساتھہ انتظار ہے تاکہ خریدارونکی تعداد پوری ہوجاے اور کوئی مالی رکاوٹ باقی نرہے۔

رسید زر قیمت جو ۵ جمادی الاولیٰ سے ۲ جمادی الثانی تک وصول ہوئی

جناب سید حامد علی صاحب خلف الصدق سید احمد علی صاحب عا

جناب منشی شیخ تفضل حسین صاحب منصب دار حضور سرکار نظام حیدرآباد دکن و رئیس کڑا ... ... عار

جناب منشی شیخ فیاض حسین صاحب ماسٹر اسکول ریاست سمتھر ضلع جھانسی .. .. .. عار

جناب مولوی سید نبی احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لا لکھنؤ و رئیس کڑا .. .. عار

جناب مرزا عبد الستار صاحب مختار ڈالٹین گنج ضلع پلاموں عا

جناب محمد خانصاحب ٹھیکیدار دارا گنج الہ آباد .... عا

جناب مولوی محمد ثناء الحق صاحب عباسی منصرم ولسو ضلع رائے بریلی رئیس چرپاکوٹ .. .. عار

جناب مولوی شاہ سید احمد صاحب خلف الصدق حضرت مولانا حاجی شاہ محمد عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ متوسل ریاست حضور سرکار نظام حیدرآباد دکن .. .. .. عا

جناب سید حشمت علی صاحب سررشتہ دار محکمہ ایجنسی گونا سنٹرل انڈیا چھاونی گونا .. .. .. عا

جناب شیخ ولی محمد صاحب قانونگو گرداور تحصیل کراکت ضلع جونپور عا

جناب مولوی واصل محمد صاحب مددگار مہتمم صفائی حیدرآباد دکن و رئیس کڑا ... ... عار

جناب شاہ فیاض الحسن صاحب حسامی رئیس مانک پور ضلع پرتاب گڈھ .. .. .. عار

جناب مولوی سید حبیب اللہ صاحب جنٹ مجسٹریٹ ضلع گورکھپور و رئیس کڑا .. .. .. عار

جناب مولوی عبد الاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی دہلی عار

جناب مقبول الزمان خانصاحب وکیل درجہ اول دربار متعینہ پولیٹیکل اسسٹنٹ گونا ریاست گوالیار .. .. عار

جناب منشی حبیب الحق صاحب نقلنویس کلکٹری نواب گنج بارہ بنکی .. .. .. عار

جناب محمد اسمٰعیل صاحب سب اوورسیر قصبہ نگر ضلع بجنور بابت چھ ماہ .. .. .. عہر

جناب چودھری شیخ محمد یار صاحب تعلقہ ضلع فتحپور و رئیس کڑا عا

جناب مولوی حافظ شاہ رحمت اللہ صاحب مہتمم مدرسہ جامع العلوم مظفر پور .. .. .. عار

جناب سید سردار علی صاحب پوسٹماسٹر ڈاکخانہ لب لوائح خمیرہ عا

الاحسان کے نسبت معزز رائین

(۱) شیخ گلزار محمد صاحب اپنے اخبار گلزار ہند لاہور میں لکھتے ہیں۔ مولانا مولوی نہال احمد صاحب علوی جیدی کے نام سے ہندوستان کا ہر ایک خواندہ شخص واقف ہے کیونکہ آپ کے مضامین قومی اور مذہبی پہلو پر عموماً تمام مشہور اور معزز اخبارون مین شایع ہوتے رہتے ہین۔ مولانا کو تصوف سے خاص انس ہے اور اس فن شریف کے

حیرت مین پھنسکر رہ گئے سے نور حیرت در شب اندیشۂ اوصاف تو + بس ہمایون
مرغ عقل از آشیان انداختہ + پھر مجھ سے ناقابل ہیچمدان سے کیا ہوسکتا ہے سوا
اسکے کہ معذرت ہی معذرت ہو مگر محض اظہار عبودیت اور حصول برکت کی نیت سے
اونھین پاک خیال بزرگون کے خرمن سے خوشہ چینی کرکے پیش کش کرتا ہون -

حمد و ثنائے باریتعالی جل جلالہ و عم نوالہ

حکیم سنائی

ملکا ذکر تو گویم کہ تو پاکی و خدائی
نروم من بجز آنرہ کہ تو آنرہ بنمائی

تو علیمی تو حکیمی تو خبیری تو بصیری
تو نماینده فضلی تو سزاوار خدائی

ہمہ راعیب تو بینی ہمہ راعیب تو پوشی
ہمہ را رزق رسانی کہ تو موجود عطائی

بری از خور دن و خفتن بری از تہمت مردن
بری از بیم و امیدی بری از رنج و بلائی

نہ سپہری نہ کواکب نہ بروجی نہ دقائق
نہ مقامی نہ منازل نہ نشینی نہ بپائی

نہ نیازت بولادت نہ بفرزند تو حاجت
تو جلیل الجبروتی تو امیر الامرائی

تو خداوند یمینی تو خداوند یساری
تو خداوند زمینی تو خداوند سمائی

احد لیس کمثلہ صمد لیس کفضلہ
لمن الملک تو گوئی کہ سزاوار خدائی

نہ توان وصف تو گفتن کہ تو در وصف نگنجی
نہ توان شرح تو کردن کہ تو در شرح نیائی

نعت حضرت مصطفے علیہ التحیۃ والثنا

نام خدا نور قدم صل علی فخر امم
عالی نسب والا ہمم یعنی رسول محترم

آن افتخار مرسلین وان مہبط روح الامین
محبوب رب العالمین مقبول مرضی اشیم

نامش محمد مصطفے کامش ہدایت برملا
رامش شہنشاہ و گدا عامست فیضش ہچو یم

مشہور فیض عام او منظور حق اکرام او ۔ چون اسم اعظم نام او دارد فضیلتہا اتم
ہون او علم و عمل مفتون او دین و دل ۔ مرات حسن لم یزل علامۂ امی علم
تطہیر در تخمیر او تنویر در تصویر او ۔ تاثیر در تقریر او تقدیر و تدبیرش بہم
محبوب ذات کبریا مخدوم حزب انبیا ۔ متبوع فوج اتقیا مقبول اخلاق نسم
نور نبوت جلوہ گر از چہرہ اش مثل قمر ۔ اوقات او شام و سحر مصروف صلاح امم
غمخوار امت ہر نفس غافل نشد از ہیچ کس ۔ صد با بحال دسترس از نقمت اہل ستم
مصروف غمخواری ما سرگرم دلداری ما ۔ وہم دل آزاری ما از خاطر او کالعدم

اب مین خداوند قدیر اور اپنے رب جلیل سے طالب توفیق اور تائید ہون کہ اے علیم مطلق اور واہب برحق توہی اپنے فضل عظیم اور کرم عمیم سے مجھ نالائق کو اسقدر قوت اور قدرت عنایت فرما کہ اخلاق اسلامی جسے جلیل الشان مسئلہ کے نسبت قابل قبول خیالات اپنے بزرگون اور بھائیون کے خدمات والامین پیش کرنے کی عزت حاصل کرون اور وہ خیالات بھی ایسے ہون جسمین لم تقولون مالا تفعلون ۔ کبر مقتا عنداللہ کا عتاب مورد عذاب نہ شامل ہوتا کہ وہ اپنا اثر پیدا کرین اور صدائے بازگشت بنکر پلٹ نہ آئین ۔

علم اخلاق ۔ ایک ایسا علم ہے جو تمام مہذب اور تعلیم یافتہ قومونمین موجود تھا اور اب بھی موجود ہے مصری ۔ ہندی ۔ پارسی ۔ یونانی ۔ رومی ۔ عربی ۔ چینی ۔ یورپی ۔ یہودی ۔ نصرانی ۔ مسلمان کوئی ایسی ملکی یا مذہبی جماعت اور قوم نہین ہے جنکے حکما اور عقلا اور علما اور انبیا اور ائمہ نے اس علم کے جانب توجہ نکی ہو اور عقلی یا مذہبی طور پر اوسکے قانون اور اصول نہ مرتب کئے ہون اور رغبت نہ دلائی ہو اور رہنمائی نکی ہو اگر فرق ہے تو صرف اس امر کا کہ یہ قانون اور اصول کہانتک ناقص یا کامل ہین اور عملی حیثیت سے کس حد تک قابل عمل ہین کیونکہ

کوئی شے دلائل عقلی کے اعتبار سے کتنے ہی عمدہ اور مفید کیون نہ ثابت کیجائے لیکن اگر وہ عمل کے قابل نہو یعنی اوسپر عمل نہو سکتا ہو تو وہ بالکل بیکار اور باعتبار اپنے نتیجہ کے فضول محض ہے اور یہ نقص علم اخلاق مین زیادہ تر اسوجہ سے پیدا ہوجایا کرتا ہے کہ بنی آدم کے مختلف طبقات پر باعتبار اون کے مختلف المزاج اور مختلف الاحوال ہونے کی نظر نہین رکھی جاتی اور اسپر نہین خیال رکھا جاتا کہ انسان کی تمام نسلین ملکی اور تمدنی اور علمی اور معاشرتی اسباب کے سبب ایک سطح پر نہین ہین اور نہ یہہ ممکن ہے کہ کسی طرح سے یہ ایک سطح پر آسکین اور نہین یہ تفاوت ہمیشہ رہا ہے اور ہمیشہ رہیگا بہت بڑی کوشش اور کمال ترقی کا صرف اسیقدر نتیجہ ہو سکتا ہے کہ متوسط الحال اشخاص کی جماعت اور ونپر غالب ہوجائے اور کثرت تعداد کے اعتبار سے سب سے زیادہ ہو لیکن ایسی حالت مین بھی ناقص اور انقص اور کامل اور اکمل اشخاص کی جماعتین موجود رہینگی ہان یہہ ضرور ہوگا کہ اکمل اور کامل دائرہ روز بروز وسیع اور انقص اور ناقص کا تنگ ہوتا جائیگا جب انتہائی ترقی کا یہ نقشہ ہو تو اوسط یا ادنی درجہ کی ترقی مین جو صورت ہو سکتی ہے وہ پوشیدہ نہین ہے اور ضرور ہے کہ ایسی حالت مین ناقص اور انقص اشخاص کی جماعت بہت زیادہ ہو اور اکمل بہت ہی کم بلکہ نادر اور کامل اونسے کسی قدر زیادہ ہون۔ لہذا جو اخلاقی قانون ان مراتب اور مدارج پر لحاظ رکھکر ہر طبقہ کے لئے قابل عمل طریقۂ تہذیب نہ مقرر کریگا وہ اکثر طبقات امم کے لئے ناقابل عمل ہوجائیگا اور ہر شخص اوس سے فائدہ نہ اوٹھا سکیگا۔ اس مختصر تقریر سے غالباً حضرات ناظرین اس واقعی امر کو تسلیم کرلینگے کہ علم اخلاق مین جن قوانین اخلاقی پر بحث کیجائے اگر وہ کم سے کم تین ممتاز طبقون اور درجون پر منقسم ہو تو تمام بنی آدم کے لئے کافی اور حاوی ہو سکتا ہے اور وہ

طبقات یہ ہین۔ پہلا طبقہ انقصین اور ناقصین کے لئے اور دوسرا طبقہ متوسطین کے لئے اور تیسرا طبقہ کاملین اور اکملین کے لئے بیشک یہی ایک صورت ایسی ہے جس سے بتدریج انقص ناقص اور ناقص متوسط اور متوسط کامل اور کامل اکمل ہو سکتا ہے اور ایسے اشخاص بہت ہی کم ہین جو اس تدریج کو چھوڑ کر دفعتاً انقص سے متوسط یا کامل یا ناقص سے کامل اور اکمل یا متوسط سے اکمل ہوجاتے ہین

الحمد للہ اور ثم الحمد للہ کہ یہ لطف جامعیت صرف اسلامی اخلاق ہین سے ہے اور صرف اوسیکا قانون ایک ایسا اخلاقی قانون ہے جو تمام طبقات امم کے لئے قابل عمل ہو سکتا ہے اور اوسنے ہر ایک طبقے کے اخلاقی تہذیب کے لئے بہترین اصول اور طرز عمل تعلیم کئے ہین کیونکہ اس امر مین سب سے اہم اور ضروری یہ مقصد ہے کہ ایک ایسا مابہ الاشتراک سب تعلیمات مین موجود رہے جو نوعیت النسانیہ اور انسانیت کیلئے لازم ہو اور جو خدائے واحد ذوالجلال اور اوسکے مخلوق کے ساتھ رشتہ ربوبیت اور عبودیت کو قائم رکھتا ہے کیونکہ اگر یہ مابہ الاشتراک بھی چھوڑ دیا گیا تو سارا انتظام انسانی درہم اور برہم ہوجائیگا اور پھر کوئی تدبیر کارگر نہوگی اور یہی وہ اعلی درجہ کی صفت ہے جو اسلام کے اخلاقی قانون مین نہایت قوت کے ساتھ قائم ہے اور وہ کسی حالت اور کسی صورت مین اوس سے جدا نہین ہو سکتی۔ پہلا طبقہ اون اشخاص کا ہے جو الوہیت اور رسالت کو بھی نہین پہچانتے اور نہین مانتے اور اپنی جہالت اور وحشت کے سبب سے مشرک اور کافر ہو رہے ہین۔ یہ طبقہ اولاد آدم مین انقص انسانون کا ہے اور اسلام انہین صرف وحدت اور رسالت کی تعلیم دیتا اور اوسکے حقوق اور فرائض بتاتا ہے اس سے کچھ بڑھکر دوسرا طبقہ ناقصین کا ہے جو وحدت اور رسالت کا اقرار کرتے ہین اور مانتے ہین لیکن اوسکے حقوق اور فرائض کو ادا نہین کرتے یہ طبقہ تباہ کار مسلمانون اور فاسق و فاجر مومنین کا ہے انھین پوری طور سے اسلام مین آنے اور نیکوکار بننے کی تعلیم دیتا ہے۔

اور پھونکون اوسمین اپنی جان تو گر پڑو اوسکے آگے سجدہ مین - اس آیتہ مین صاف طور پر جسم مٹی کیطرف منسوب کیا گیا ہے اور روح خدا تعالی کیطرف اور روح اور نفس اس مقام پر ایک ہی ہین اب مین مختصر الفاظ مین خلق کی تعریف کرتا ہون اور وہ یہ ہے کہ خلق نفس مین وہ ہیئت راسخہ ثابتہ ہے جس سے افعال بلا فکر و تامل باسانی صادر ہوتے ہین عقلاً اور شرعاً عمدہ ہین تو اس ہیئت کا نام خلق خوش ہے اور اگر اس سے برے افعال صادر ہوتے ہین تو اس ہیئت کا نام خلق بد ہے - اب اون قیدونکا فائدہ ظاہر کرتا ہون جو اس تعریف مین مخصوص الفاظ سے پیدا ہوتی ہے - نفس مین راسخ اور ثابت ہونے کی قید اسلیے لگائی گئی ہے کہ کہ اگر کوئی شخص اتفاقاً کسی خاص ضرورت کے وجہ سے بہت سا خرچ کر ڈالے تو یہ نہین کہا جا سکتا کہ اوسمین سخاوت کا خلق ہے جب تک کہ اوسکے دل مین یہ صفت جم نہ جائے - اور صدور افعال مین بدون تامل کی قید اسلئے ہے کہ اگر کوئی شخص فکر و تامل سے بتکلف مال خرچ کیے یا غصہ کی برداشت کرے تو اوسے بھی باعتبار خلق کے سخی یا حلیم نہین کہہ سکتے اور سخاوت اور علم اوسکے اخلاقی صفات مین نہین داخل ہو سکتے غرض یہ کہ یہان چار چیزین ہین اول فعل خواہ اچھا ہو یا برا - دوسرے اوس فعل کے کرنے پر قدرت - تیسرے اوسکی برائی بھلائی کو پہچاننا - چوتھے نفس مین ایسی ہیئت کا ہونا جسکے سبب سے وہ بھلائی یا برائی کیطرف رغبت رکھتا ہو اور اونمین سے کوئی ایک اوسپر آسان ہو یعنی رغبت دلی کیوجہ سے برائی کا کرنا یا بھلائی کا کرنا اوسکے لئے آسان ہو اور جبر اور اکراہ سے بتکلف نکرنا پڑے اب انہین سے ایک ایک کو دیکھئے کہ خلق کا اطلاق کس پر ہے - اول فعل کو لیجئے تو صرف فعل کا نام خلق نہین ہے کیونکہ بہت سے آدمی سخاوت کا خلق رکھتے ہین لیکن مفلسی کے وجہ سے یا اور کسی امر مانع سے خرچ کرنے سے معذور ہین یا بعض ایسے ہین کہ بخل کا خلق رکھتے ہین مگر دکھلانے کے لئے اور شہرت اور نام پیدا کرنے کے لئے یا اور کسی

سبب خاص سے خرچ کرتے ہین ایسے ہی ملکہ و رقدرت کا نام بھی خُلق نہین ہے کیونکہ
ملکہ کی نسبت سخاوت اور بخل بلکہ ضدین کیطرف بھی یکسان ہے اور ہر ایک انسان اپنی طرف سے سخا
اور بخل پر قدرت رکھتا ہے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ سخا اور بخل کا خلق ہی رکھتا ہو اور صرف معرفت یعنی
پہچاننا بھی خلق نہین ہے کیونکہ معرفت بھی مثل ملکہ اور قدرت کے اچھے بُرے سب کے
ساتھہ متعلق ہوسکتی ہے اور جب قدرت اور معرفت دونون ایسی صفتین ہین کہ ایک ہی
وقت مین ضدین کے ساتھہ متعلق ہوسکتی ہین کیونکہ ہر شخص اچھے اور بُرے دونون قسم
کے افعال پر قادر ہے اور دونون کے معرفت بھی حاصل کرسکتا ہے اس سے لازم آتا
ہے کہہ ایسا شخص خوش خُلق بھی ہو اور بد خُلق بھی اور یہ بالکل ناممکن ہے اب باقی رہی
چوتھی بات یعنی وہ ہیئت کہ جسکے سبب سے نفس مین ایسی استعداد پیدا ہوتی ہے جس سے
بخل یا سخا یا اور کسی اچھے یا بُرے فعل کا صدور آسان ہوتا ہے۔ بیشک نفس کی اسی ہیئت
اور صورت باطنی کا نام خُلق ہے۔

خلق کے نسبت حکما اور علما بہت مختلف ہین اور کئی گروہ پر تقسیم ہوگئے ہین پہلا اختلاف
تو اسباب مین ہے کہ آیا اخلاق کسی فطری اور پیدایشی قوت اور قابلیت کے اقتضا سے
پیدا ہوتے ہین یا بعد کو اندرونی اور خارجی اسباب سے پیدا ہو جاتے ہین۔ ایک جماعت
قائل ہے کہ یہ قوت فطری اور پیدایشی ہے چنانچہ حضرت سعدی علیہ الرحمۃ اسی طرف
اس مصرعہ مین اشارہ کرتے ہین ع طبعی است اخلاق نیکو نہ کسب ٭ اور ایک جماعت
کی یہ رائے ہے کہ یہ قابلیت بعد کو پیدا ہوتی ہے۔ جیسے تعلیم اور تربیت اور صحبت اور
طرز معاشرت ہوتی ہے اور جو افعال بار بار کئے جاتے ہین اوسکے اثر سے خاص خاص
عادتین پیدا ہو جاتی ہین اور یہی عادات جب اس درجہ کو پہونچ جاتی ہین کہ پھر
صدور افعال بلا تردد و تامل بے تکلف ہونے لگتا ہے تو اوسے اخلاق کہتے ہین خواہ
یہ اچھے ہون یا بُرے۔ جماعت اول کے دو فرقے ہین ایک تو اسی نوعیت انسانیہ کے

ساتھہ متعلق سمجھتا ہے اور صورت نوعی اور مزاج نوعی کا تابع جانتا ہے اور اسیوجہ سے
اس امر کا قائل ہے کہ تمام بنی آدم یکسان اخلاقی قابلیت رکھتے ہین اور دوسرا شخصیت
انسانیہ کے ساتھہ متعلق سمجھتا اور صورت شخصی اور مزاج شخصی کا تابع جانتا ہے اور اسکی
رائے مین ہر شخص جداگانہ قابلیت رکھتا ہے۔ مثلاً دموی مزاجون کے لئے غضب اور
شہوت۔ صفراوی کیلئے ذہانت اور تیزی اور مغلوب الغضبی بلغمیون کے لئے عفو اور
درگذر اور دیر فہمی اور نسیان اور سستی اور سوداویون کے لئے۔ کینہ اور حافظہ علی
ہذا القیاس اور ایسے ہی صفات اور عادات۔

پھر اول فرقہ کے جو اسی نوعیت انسانیہ کے ساتھہ متعلق سمجھتا ہے تین گروہ ہین
ایک گروہ کی رائے ہے کہ تمام بنی آدم پیدایشی اور فطری طور پر نیکی کی قابلیت رکھتے
ہین اور وہ سب بالطبع اخیار ہین دوسرا گروہ اسکے خلاف اس بات کا قائل ہے کہ
نہین سبھون کی طینت مین بدی ہے اور وہ بالطبع شریر ہین اور تیسرے گروہ کا مذہب
ہے کہ فطرت انسانی ایک ایسا سادہ اور ملائم مادہ رکھتی ہے جسمین خیر و شر نیک و بد حسن
و قبح دونونکی قابلیت ہے۔ نہ سب انسان بالطبع نیک ہین نہ بد جیسی تعلیم اور تربیت اور صحبت
اور طرز معاشرت ہوگی ویسے ہی وہ بھی ہو جاینگے۔ پر امین بھی اتفاق نہین کہ آیا تغیر اخلاق
اور تبدل ممکن ہے یا نہین انھین مین سے کچھہ لوگ تو اسکے قائل ہین کہ تغیر اور تبدل اخلاق
کا قطعی ناممکن ہے اور جسطرح سے نوعیت اور شخصیت اور میلان طبعی اور خاصۂ ذاتی نہین
بدل سکتے ایسے ہی اخلاق بھی جو انہین امور کے تابع ہین نہین بدل سکتے کہ ع زنگی بشستن
نگردد سپید۔ ع شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے + ناکس بتربیت نشود اے حکیم کس
زمین شور سنبل بر نیارد + در و تخم امل ضایع مگردان + عاقبت گرگ زادہ گرگ شود +
گرچہ با آدمی بزرگ شود + اور کچہہ لوگ مانتے ہین کہ اخلاق مین تغیر اور تبدل جائز اور
ممکن ہے۔ اور کچہہ لوگونکی رائے ہے کہ استیصال یعنی جڑ سے مٹ جانا تو ممکن نہین

ہے لیکن تغیر ہوسکتا ہے خواہ وہ جیسا ہو اور جس حد تک ہو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ
انھین مذاہب کے باب مین کہتے ہین کہ ؎ صحبت صالح ترا صالح کند ۔ صحبت طالح ترا
طالح کند ۔ دیگر گل خوشبوئے در حمام روزی ۔ رسید از دست محبوبی بدستم ۔ بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری ۔
کہ از بوئے دل آویز تو مستم ۔ بگفتا من گل ناچیز بودم ۔ ولیکن مدتے با گل نشستم ۔ جمال
ہمنشین در من اثر کرد ۔ وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم ۔ دیگر ۔ سگ اصحاب کہف روزے چند ۔
پئے نیکان گرفت مردم شد ۔ پسر نوح با بدان بنشست ۔ خاندان نبوتش گم شد ۔
جو لوگ اخلاق کو پیدائشی نہین سمجھتے اون کی بھی دو گروہ ہین ایک کے نزدیک تغیر
ممکن اور دوسرے کے نزدیک بالکل محال ؎ خوے بد در طبیعتے کہ نشست ۔
نرود جز بوقت مرگ از دست ۔ لیکن ایک بہت بڑے گروہ محققین اور متاخرین حکما
اور علما کی تحقیقی راے یہ ہے کہ یہ قابلیت نورانی ممتزج بظلمت ہے اور غلبہ نورانیت
اور ظلمت کے اعتبار سے اوسمین اختلاف ہے نہ سب انسان بالطبع نیک ہین اور نہ
سب بد کیونکہ اگر سب ہی انسان بالطبع نیک ہوتے تو پھر بد کہان سے اور کیونکر پیدا
ہوتے اور اگر سب بد ہوتے تو نیک کہان سے آتے یہ ظاہری اختلاف خود ہی ثابت کرتا
ہے کہ نوع انسان پیدائشی طور پر مختلف القابلیت ہے باقی رہا تغیر اور تبدل بالکسب
اور اکتساب سے اخلاق کو حاصل کرنا تو اسکے نسبت بھی یہی صورت ہے کہ قابلیت
کے مختلف ہونے کے وجہ سے اکثر متاثر ہوتے ہین اور بعض نہین ہوتے کیونکہ یہ امر کثرت
تجربہ سے ثابت ہے کہ بعض سعید الفطرت اشخاص باوجود اسکے کہ وہ وحشیون مین
زندگی بسر کرتے رہے ہین اور تعلیم اور تربیت اور صحبت اور طرز معاشرت ہر اعتبار
سے اونپر خراب اور مہلک آثار کا اژدہام رہا لیکن وہ بجاے اسکے کہ اوس سے کچھ
بھی متاثر ہون اعلی درجہ کے مہذب اور خوش خلق ہوئے اس سے صاف ظاہر
ہے کہ اون کے پاک طینت اور نیک سرشت نے اونہین محفوظ رکھا اور اونکی

رہبری اور رہنمائی کی اور ایسے ہی ایسے اشخاص بھی ہوگذرے ہین جنھین ہر قسم
کی عمدہ تعلیم و تربیت ہوئی صحبت بھی اونھون نے نہایت اچھی پائی لیکن اونھون
اخلاقی عیوب کو نچھوڑا اور فضائل حمیدہ اور اوصاف اخلاقی کو نہ اختیار کیا لیکن اسکے
ہی ایسے اشخاص کثیر التعداد ہین جنپر تعلیم اور تربیت اور صحبت اور طرز معاشرت وغیرہ
کا گہرا اثر پڑتا رہا اور وہ اوس سے متاثر ہوتے رہے اور جس قسم کے اچھے یا برے
اسباب اون کے گرد اگرد جمع ہوگئے ویسے ہی وہ بھی ہوگئے ان حالات کو دیکھکر یہی
فیصلہ تحقیقی قرار پایا ہے کہ انسان کی اخلاقی قابلیت نور اور ظلمت سے ملکر پیدا
ہوتی ہے اگر نور ظلمت پر غالب ہے تو وہ بالطبع نیک اور سعید الفطرت ہے اور اگر
یہ غلبہ کامل ہے اور اوس نے تمام اطراف ظلمت کو گھیر لیا ہے تو اوس سے شرارت
اور بدی یا کسی قسم کی بدچلنی اور بداطواری ممکن ہی نہین اسی کو انسان معصوم کہتے
ہین جیسے انبیاے کرام علیہم التحیۃ والسلام کہ خواہ وہ کیسے ہی شریر انسانون اور بدون
کی صحبت مین کیون نہون لیکن اونپر کچھ بھی ایسا اثر نہین پڑا جو خلاف انسانیت ہو
بلکہ وہ تو ایسے ہی اشخاص کی تعلیم اور تربیت اور رہنمائی اور ہدایت کے لئے پیدا کئے
جاتے ہین۔ اور اگر ظلمت یعنی قوۃ مدبرہ جسمانیہ یا طبیعت حیوانی قوت روحانیہ انسانیہ پر
غالب ہے اور پوری طور پر حاوی ہے تو وہ پیدائشی بد اور شریر اور شقی ہوگا یہانتک
کہ تعلیم اور تربیت سے بھی اوسکی اصلاح اور تہذیب ناممکن ہوجائیگی اور اگر دونون
قوتین ہموزن اور ہمپلہ ہین اور نور اور ظلمت کی مقدار مساوی ہے تو وہ طبعی طور
پر نہ نیک ہے اور نہ بد نہ شقی ہے اور نہ سعید بلکہ اوسے جس قسم کی تعلیم اور تربیت
ہوگی اور جیسی صحبت اور خیالات سے سابقہ پڑیگا ویسا ہی ہوجائیگا اور ایسے لوگ
بکثرت ہین اور انکی تعداد دوسرونپر بدرجہا غالب ہے اور حقیقت مین سہنے کیواسطے
اخلاقی تعلیم اور تربیت کی ضرورت ہے اور انھین کی ہدایت اور رہنمائی اور فرلق

اول کے کمزور فریق کے دستگیری کے لئے حضرات انبیاء علیہ السلام بھیجے گئے تا کہ کثیر التعداد بنی آدم انسانیت اور آدمیت کی شرف سے محروم نرہین او حیوانیت کے تنگ اور تاریک زندگی سے نجات پاکر اخلاقی اور روحانی کمالات کی وسیع فضاے نورانی مین آجائین اور اسمین بھی کوئی شبہہ نہین کہ جو لوگ شقی الفطرت ہوتی ہین گو اونکی شقاوت متبدل بہ سعادت نہو جائے لیکن اچھی تعلیم اور صحبت اور اخلاقی نگرانی اور تربیت کا نتیجہ ضرور پیدا ہوتا ہے کہ اونکی شقاوت اور شرارت کی سورت اور تیزی ضرور ٹوٹ جاتی ہے اور اونکا معیوب اور رذیل چہرہ محامد اور فضائل کے نقاب مین چھپ جاتا ہے اور خلائق کو بہت کم نقصان پہونچاتا ہے کیونکہ اونکی بدیان اور برائیان دوسرے کیلئے ضرر رسان نہین ہوتی زیادہ تر اپنی ہی ذات کو نقصان پہونچاتی ہین تعلیم اور تربیت اور حسن معاشرت اور صحبت کا اتنا ہی نتیجہ کچھ کم اور ناقابل وقعت نہین ہے اب ہم کو یہہ دیکھنا چاہئے کہ اس باب مین خود خداوند عزوجل جلالہ کیا ارشاد فرماتا ہے اور حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے۔ خداوند کریم وحکیم کا ارشاد ہے فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا لاتبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لایعلمون یعنی جس الہی فطرت پر انسان پیدا کئے گئے ہین اوسمین تبدیلی نہین ہوسکتی اور یہی فطرت اونکا سیدھا اور سچا دین ہے لیکن اکثر اشخاص اس راز سے واقف نہین ہین اور اس آیت سے اخلاقی قابلیت کا فطری ہونا پورے طور پر ثابت ہوتا ہے اور یہہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اخلاق کی فطری قابلیت بدل نہین سکتی چنانچہ حضرت خواجہ میر درد رحمتہ اللہ علیہ علم الکتاب کے وارد ۲ مین لکھتے ہین۔ ان تلک الھیئۃ الراسخۃ الحاصلۃ فی النفس التی عبرت بالخلق ان کانت فی النفس من ابتداء الفطرۃ والجبلۃ بتخلیق اللہ تعالے فھی خلق اصلی ولایتبدل بالتبدیل کما قال عزوجل لاتبدیل لخلق اللہ الا انہ یزید وینقص بالاسباب۔ یعنی نفس مین جو ہیئت راسخہ ثابت ہوتی ہے

وسیکو خُلق سے تعبیر کیا گیا ہے اور اگر یہ ہیئت اومین پیدایشی او رفطری طور پر تخلیق
لی پیدا ہوئی ہے تو یہی درحقیقت اصلی خلق ہے اور یہ کسی طرح سے بدل نہین سکتا کیونکہ
خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز مین تبدیلی نہین ہے لیکن اسمین بھی
شبہہ نہین کہ اسباب سے اسمین زیادتی اور کمی ممکن ہے۔ خُلق کا فطری ہونا تو اسی سے
ثابت ہوگیا لیکن اب یہ امر باقی رہا کہ تمام انسانکی فطرت اور خلق خلقی ایک ہی ہے یا جدا
جدا تو یہ امر بکثرت آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ جدا جدا ہے بعض سعید الفطرت ہین
بعض شقی الفطرت اور بعض قابل محض چنانچہ آیہ ان عبادی لیس لک علیہم سلطان
یعنی میرے بندونپر (اے شیطان) تجھے ہرگز غلبہ حاصل نہین ہوسکتا سعید الفطرت کو جدا
کرتی ہے اور آیہ ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوہ یعنی خدا کی مہر
اونکے دلون اور اون کے کانون اور آنکھون پر لگی ہوئی ہے شقی الفطرت کو ثابت
کرتی ہے اور اسی طرح سے کلا بل ران علی قلوبہم ما کانو یکسبون یعنی یہ زنگ ور یہ پردے
اونکے قلوب پر خود اونھین کے عمل و کسب کے ہین۔ اس آیتہ سے قابلیت محض کا ثبوت
ہوتا ہے یعنی ایسی قابلیت جو نیک اور بد دونون کے کرنے پر قدرت رکھتی ہو۔ اور
انھین آیات کے مطابق حدیث شریف مین آگیا ہے کہ الناس معادن کمعادن
الذہب والفضہ خیارہم فی الجاہلیتہ خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا اس حدیث مین
انسان کو سونے اور چاندی کے کان کے ساتھ مشابہ بیان کیا گیا ہے وہ زمین کے
اندر بھی سونا اور چاندی ویسے ہی ہین جسطرح سے ظاہر ہونیکے بعد اس سے صاف ظاہر
ہوتا ہے کہ اون کے اخلاقی قابلیت فطری ہے اور متفاوت ہے پھر آپ نے فرمایا
کہ السعید سعید فی بطن امہ والشقی شقی فی بطن امہ یعنی سعید اپنی مان کے پیٹ ہی
سعید ہوتا ہے اور شقی اپنی مان کے پیٹ سے شقی ہوتا ہے۔ ان آیات اور احادیث
کے مقابل ایک ایسی حدیث ہے جو بظاہر بالکل خلاف معلوم ہوتی ہے اور وہ حدیث

ہے کل مولود یولد علی فطرت الاسلام الی آخرہ یعنی سب لڑکے اسلامی فطرت پر
پیدا ہوتے ہین اور اونکے مان اور باپ یہودی اور نصرانی وغیرہ وغیرہ اونھین
بناتے ہین اس سے پایا جاتا ہے کہ تمام انسان سعید الفطرت ہوتے ہین اس کے
مطلب کے بیان کرنے مین حضرات علمانے کئی روشین اختیار فرمائی ہین ایک
گروہ کا قول ہے کہ یہ بیان حقیقت انسانی کا ہے یعنی باعتبار اپنی حقیقت کے جسکے
نسبت خداوند جلیل نے خلقنا الانسان فی احسن تقویم فرمایا ہے انسان اسلامی
فطرت رکھتا ہے جب وہ پیدا ہوتا ہے تو اوسوقت اوسکا وہی مذہب ہوتا ہے
جو اوسکی حقیقت کا ہے دوسرے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اکثریت کے اعتبار سے کل کا
اطلاق کیا گیا ہو اور ظاہر ہے کہ کثیر التعداد انسان ایسی قابلیت رکھتے ہین صرف
ایک قلیل گروہ ایسا ہے جنکے فطرت مین شقاوت ہوتی ہے باقی سعید الفطرت اور
سلیم القابلیت دونون کے دونون اس قابلیت سے مشرف ہین۔ اور یہ بھی ہے
کہ وحدت اور رسالت کے تسلیم کرنے اور مان لینے کی قابلیت ہر انسان مین ہوتی
ہے اگر وہ متفاوت ہین تو صرف کمالات اسلامی کے حاصل کرنے کے باب مین۔ اسمین
کوئی شبہہ نہین کہ کوئی انسان ایسا نہین ہے جسکے عقل مین وحدت کے تسلیم کرنے
اور رسول کی ضرورت کو مان لینے کی گنجایش نہو اب اوسمین سعادت اور شقاوت
کا مادہ صرف عمل کیلیے مویدپایا نہ پڑتا ہے اگر مادہ اچھا نہین ہے تو فاسق مسلمان ہو
جائینگے اور اگر اچھا ہے تو متقی پرہیزگار لیکن نفس اسلام دونون مین ہوگا لہذا اب کوئی
خلاف ان آیات اور احادیث مین باقی نرہا۔ اور وہ تحقیقی مذہب ثابت ہوگیا۔
حضرات امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ ان لوگون کے غلط فہمی کی وجہ اسطور سے ظاہر کرتے
ہین کہ بعض ظاہر احکام اور الفاظ و تعلیمات سے اونھون نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ان
قومون کا استیصال حسن خلق کے لئے ضروری ہے حالانکہ یہ امر احتیاطاً بضرورت

تهدید و تهذیب متعلقہ کہ مقصود اصلی چنانچہ آپ فرماتے ہین کہ ہان اوستاد اور
مرشد کو یہ بھی چاہئے کہ وہ شاگرد اور مرید کو یہی حکم دے کہ غصہ بالکل نکرا ور مال
ذرا بھی مت رکھ اور ہمیشہ غضب اور بخل کی برائی اوسکے سامنے بیان کرتا رہے تاکہ
ہمرگش گیرتا بہ تب راضی شود کا مضمون صادق آئے اور دونون چیزین اوسط
درجہ پر آجائین نہین تو اگر اوسے کچھ بھی ان دونون چیزونکا اشارہ ملجائیگا تو خوئے بدرا
بہانہ بسیار کا مضمون صادق آئیگا اور بخل یا اسراف اختیار کرنے اور غضب یا تہور سے
کام لینے کا بہانہ اور حیلہ ہاتھ آجائیگا اور جسقدر ان دونون کا مرتکب ہوگا یہی سمجیگا
کہ استے کی مجھے اجازت ہو گئی اسلئے اس سے یہی کہنا چاہئے کہ ان دونونکا استیصال
کر مگر یہ بھید بھی اوس سے ظاہر کرینکے قابل نہین ہے کیونکہ احمقون کو اس سے دہوکا
ہوجاتا ہے اور وہ یہ بھی تصور کرتے ہین کہ ہمارا غضب اور بخل جائز ہے اب مین اس
امر کو حکمائے یونانی کے طرز پر ناظرین کے خدمت مین پیش کرتا ہون تاکہ معلوم ہوکہ
ان حکیمون کے تغیرات اخلاقی کے باب مین کیا رائے ہے۔ احمد ابن عبداللہ جو حضرت
اسمعیل ابن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پوتے ہین اپنی کتاب اخوان الصفا مین
لکھتے ہین کہ جب آدمی چاہتے ہین کہ کسی چیز کی عادت ڈالین تو اوس چیز پر مداومت کرتے
ہین اور جب وہ بکثرت بار بار اوسے کرتے ہین تو ایک زمانہ معین کے بعد اون کی
طبیعت اوسے قبول کرلیتی ہے اور وہ جزو طبیعت ہوجاتی ہے پھر وہ ہرگز اوس سے
جدا نہین ہوتی اور جبتک وہ زندہ ہین اومین قائم رہتی ہے مثلاً کم کھانا اور زیادہ کھانا
اور خوشخوئی اور بدخوئی اور شہوت رانی اور پارسائی اور فضول گوئی اور کم سخنی
علی ہذا القیاس اور جس چیز کی عادت کرنا چاہین کرسکتے ہین اور اس تجربہ سے ثابت
ہوتا ہے کہ اخلاق حاصل کرنے سے حاصل ہوتی ہین اور خود بخود نہین حاصل ہو
سکتے اور عالم آدمی کی طبیعت گرم موم کے مثل ہوتی ہے اور اقتضا ہے کہ جس صورت سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کمالات امدادیہ

مرتبہ عالم باعمل فاضل اجل حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی محمد اشرف علی صاحب تھانوی سابق مدرس اعلیٰ جامع العلوم کانپور

خطبہ

حامد اللہ ذی الفضل العظیم — مالک الملک رحمن رحیم
آن خدائے کہ فرستاد انبیا — نے بحاجت بل بفضل کبریا
آن خداوندی کہ از خاک ذلیل — آفرید او شہسواران جلیل
پاک شان کرد از مزاج خاکیان — بگذرانید از تگ افلاکیان
برگرفت از نار و نور صاف ساخت — وانگہ او بر جملہ انوار تاخت
آن سنا برقی کہ بر ارواح تافت — تا کہ آدم معرفت زان نور یافت
آن کز آدم رست و دست شیث چید — پس خلیفہ اش کرد آدم چون بدید
نوح از ان گوہر چو برخوردار شد — در ہوائے بحر جان دربار شد
جان ابراہیم از ان انوار رفت — بیحذر در شعلہائے نار رفت
چونکہ اسمعیل در جویش فتاد — پیش دشنہ آبدارش سر نہاد
جان داؤد از شعاعش گرم شد — آہن اندر دستبافش نرم شد
چون سلیمان شد وصالش را رضیع — دیو گشتش بندۂ فرمان مطیع
در قضا یعقوب چون بنہاد سر — چشم روشن کرد از بوئے پسر
یوسف مہ رو چو دید آن آفتاب — شد چنان بیدار در تعبیر خواب

چون عصا از دست موسی آب خورد ملکت فرعون را یک لقمه کرد
جان جرجیس از فرش چون باز یافت هفت نوبت جان فشاند و باز یافت
چونکه زکریا ز عشقش دم زدے کرد در جوف درختش جان فدے
چونکه یونس جرعهٔ زان جام یافت در درون ماهی او آرام یافت
چونکه یحیی مست گشت از شوق او سر بطشت زر نهاد از ذوق او
چون شعیب آگاه شد زین سر لقا چشم را در باخت از بهر لقا
شکر کرد ایوب صابر هفت سال در بلا چون دید آثار وصال
خضر و الیاس از میش چون دم زدند آب حیوان یافتند و کم زدند
نرد بانش عیسی مریم چو یافت بر فراز گنبد چارم شتافت
چون محمد یافت آن ملک و نعیم قرص مه را کرد در دم او دو نیم
چون ابوبکر آیت توفیق شد با چنان شه صاحب و صدیق شد
چون عمر شیدا اے آن معشوق شد حق و باطل را چو دل فاروق شد
چونکه عثمان آن عیانا عین گشت نور فائض بود ذو النورین گشت
چون ز رویش مرتضی شد درفشان گشت او شیر خدا در مرج جان
روشن از نورش چو سبطین آمدند عرش را دُرّین و قرطین آمدند
آن یکے از زهر جان کرده نثار وان سر افگنده براهش مست وار
چون جنید از جند او دید آن مدد خود مقاماتش فزون شد از عدد
شاه منصور آنکه نصرت یار شد تخت را بگذاشت سوئے دار شد
بایزید اندر فریدش راه دید نام قطب العارفین از حق شنید
چونکه کرخی کرخ او را شد حرس شد خلیفه عشق و ربانی نفس
پور ادهم مرکب آن سو راند شاد گشت او سلطان سلطانان داد

وآن شقیق از شق آن راہ شگرف
گشت او خورشید روے ہر طرف

شد فضیل از رہزنے رہ پیر راہ
چون بلحظہ لطف شد ملحوظ شاہ

بشر حافی را بشر شد ادب
سرنہادا اندر بیابان طلب

چونکہ ذوالنون از غمش دیوانہ شد
مصر جان زاہمچو شکر خانہ شد

چون سری بے سر شد اندر راہ او
بر سر سروران شد جاہ او

صد ہزاران پادشاہان نہان
سرفرازانند زانسوے جہان

نام شان از رشک حق پنہان بماند
ہرگدائی نام شان را بر نخواند

رحمت و رضوان حق در ہر زمان
باد بر جان و روان پاک شان

تمہید

امابعد یہ تراب اقدام نعال رجال عرض گذار ہے کہ مقبولان الٰہی کے ذکر احوال کے محمود و مفید ہونے کے اثبات مین ان آیات کا جابجا منتشر ہونا۔ واذکر فی الکتٰب مریم۔ واذکر فی الکتٰب ابراہیم۔ واذکر فی الکتٰب موسیٰ واذکر فی الکتٰب اسمٰعیل۔ واذکر فی الکتٰب ادریس۔ واذکر عبدنا داؤد ذاالاید۔ واذکر عبدنا ایوب۔ واذکر عبادنا ابراہیم واسحاق ویعقوب اولی الایدی والابصار واذکر اسماعیل والیسع و ذاالکفل کل من الاخیار وغیرہا اجمالاً دلیل کافی ہے۔ اوران احوال پر مطلع ہونے سے ہمت وباب الی اللہ کے بڑھنا اپنا پندار و عجب ٹٹنا موقع پریاد آجانے سے غوائل نفس سے بچ جانا ملفوظات ومقولات کے جاننے سے بہت سے غلط خیالات کا رفع ہوجانا بہت سے دستور العمل اور طرق سلوک کے معلوم ہوجانا بہت سی علمی پیچیدگیان حل ہوجانا جو تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہے تفصیلاً برہان وافی ہے اسی لئے اوسکی تدوین ہمیشہ اکابر کا معمول رہا ہے اور چونکہ ایک شخص سے تمام یا اکثر حضرات کے اقوال واحوال کا استیعاب متعذر ہے

دنیز ناظرین کا قصور ہمت بھی اس سے مانع ہے اسلئے اکثر اپنے خاص خاص بزرگون
کے حالات کو تدوین کے لئے اختیار کرتے رہے ہین اور اسمین ایک خاص نفعیہ
بھی ہے کہ اون خاص حضرات کے زمانہ کے قریب کے لوگون کی طبائع و مذاق واستعداد
کے اعتبار سے یہ حالات خاصۃً اصلاح قلب و تہذیب نفس مین بوجہ تناسب زیادہ معین
ہوتے ہین چنانچہ اسی بنا پر احقر نے تھوڑے دن ہوئے کہ اپنے آقا و مرشد شیخ الوقت
حجۃ اللہ شمس الطریقہ مولانا الحاج الحافظ المہاجر الشیخ محمد امداد اللہ قدس اللہ تعالیٰ
اسرارہم و اتم انوارہم کے حالات کی تدوین کا بسط کے ساتھ اور حضرت ممدوح
کے بعض اخوان طریقت اور خلفاء کے حالات کی جمع کا اختصار کے ساتھ قصد کیا
تھا اوسکا کچھ سامان بھی فراہم ہو گیا تھا مگر حکمت الٰہیہ سے وہ سب ذخیرہ اتفاقاً تلف
ہو گیا جسمین کا صرف ایک شعبہ مسمی بہ کرامات امدادیہ خوارق صوریہ کے متعلق البتہ
شایع ہو چکا تھا چونکہ وہ مجموعہ تو خارج از وسع ہو گیا اسلئے بحکم مالا یدرک کلہ لا یترک
کلہ باستدعا بعض مخلص احباب شایقین اشاعۃ مضامین متعلقہ احسان واہل احسان
توکلاً علی اللہ تعالیٰ عزم کیا کہ صرف حضرت ممدوح الذکر علیہ الرحمۃ کے کچھ مختصر واقعات
متفرق طور پر بلا لحاظ کسی ترتیب خاص کے لکھدون کہ قندپارے اپنی حلاوت بخشی
مین محتاج کسی ترتیب کے نہین ہوتے ۔

مقدمہ

اس تالیف مین ہر واقعہ کو بعنوان کمال شروع کیا ہے اور اوسکے ختم پر ف
بڑھا کر وہ واقعہ کلیات کمال مین سے جس کلی کی جزئی معلوم ہوئی اوسکی تصریح کردی
کہ رہروان طریق کو استفادہ مین جو مقصود اصلی تدوین سے ہے سہولت ہو اور
ان عنوانات کے لحاظ سے اس مجموعہ کا نام کمالات امدادیہ رکھا گیا اور اوسکے ختم
یعنی خاتمہ مین ایک شورش انگیز غزل ہوگی جسمین اسی مقصود یعنی استفادہ وطلب کی

ابیات

برسد علی الحقیقت بکمال این معانی
دلی از ارادت دل نہ بتر غیب زبانی
مرادما نصیحت بود گفتیم
حوالت باخدا کردیم ورفتیم

فصل اول بدانکہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میفرمایند بنی الدین علی النظافۃ یعنی بنا دین بر نظافت است واین بیان در نہایت لطافت ومراد ہمین پاکی ظاہر نیست کہ بجامہ وتن تعلق دارد بلکہ طہارت را مراتب بسیار است۔

رباعی

چو باطن پلید است ظاہر چہ شوئیم
چو میخوار گانیم خرقہ چہ پوشیم
مرا زیر خرقہ است زنار تزویر
نماند است پوشیدہ از تو چہ پوشیم۔

حالا اول ہمین طہارت ظاہر است از احداث وانجاس کہ آسان تر است ومردم را خوش می آید کہ نفس را دران نصیب است ونظرگاہ خلق است وہر کہ بطہارت ظاہر قناعت کند بدان ماند کہ مردی پادشاہی را مہمان خواند وساحت ستانہ و

ابیات

برسد علی الحقیقت بکمال این معانی
دلی از ارادت دل نہ بتر غیب زبانی
مرادما نصیحت بود گفتیم
حوالت باخدا کردیم ورفتیم

پہلی فصل - جاننا چاہیے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بنی الدین علی النظافۃ یعنی دین اسلام کی بنا پاکیزگی پر ہے یہ مختصر بیان بہت ہی لطیف ہے اور اس سے صرف ظاہری پاکیزگی مراد نہیں ہے جو کہ کپڑے اور بدن سے تعلق رکھتی ہے بلکہ پاکی اور طہارت کے بہت سے درجے اور مرتبے ہین

رباعی

چو باطن پلید است ظاہر چہ شوئیم
چو میخوار گانیم خرقہ چہ پوشیم
مرا زیر خرقہ است زنار تزویر
نماند است پوشیدہ از تو چہ پوشیم

سب سے پہلا مرتبہ تو اسی ظاہری طہارت کا ہے جو ہر قسم کی نجاستون سے دفع کرنیکے متعلق ہے تاکہ جسم اور جامہ پاک صاف رہے اور یہ طہارت آسان بھی ہے کیونکہ لوگون کی نگاہون مین صاف اور ستھرا رہنا سبھون کو پسند آتا ہے اور اسی وجہ سے اسمین نفس کا

پیش درخانہ پاک کند و جاروب دہد
و درون صفہ کآنجا صدر نشین بادشاہ
خواہد بود ملوث و ناپاک با خس و خاشاک بگذارد
اینچنین کسے سر جملۂ احمقان عالم باشد۔

بیت

سعدی حجاب نیست تو آئینہ صاف دار
زنگار خوردہ کے بنماید جمال دوست

طہارت دویم پاکی جوارح است از صغائر
و کبائر چون حرام خوردن و حرام کردن و در
نامحرم دیدن و غیب گفتن و شنیدن
و امثال آن۔

طہارت سیوم پاکی دل از اخلاق ذمیمہ
چون حرص و کبر و بخل و حقد و حسد
و عجب و غرور و ریا و نفاق
و امثال آن۔

طہارت چہارم پاکی سر از محبت غیر حق
تعالے مقصود ہمین است

الا کل شیٔ ماخلا اللہ باطل ۔ و کل نعیم لا محالۃ زائل

للمکاتب

ہر چہ جز حق بسوز و غارت کن
ہر چہ جز دوست از و طہارت کن۔

بھی حصہ ہے اور جو شخص اسی ظاہری طہارت پر قناعت
کرتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی شخص کسی جلیل القدر
بادشاہ کو دعوت دے اور مہمان بلادے اور پیش دروازہ
اور صحن خانہ کو خوب پاک و صاف کرے اور خاص مقام نشست کو
جو صدر نشین کیلئے مخصوص ہو کوڑے اور کرکٹ اور غلیظ
اور خاک سے بجنسہ آلودہ اور ناصاف رہنے دے کیا ایسا
شخص تمام دنیا کے احمقون کا سرگروہ نہ سمجھا جائیگا
بیشک سمجھا جائیگا اور ضرور سمجھا جائیگا۔

بیت

سعدی حجاب نیست تو آئینہ صاف دار
زنگار خوردہ کے بنماید جمال دوست۔

دوسری طہارت صغیرہ اور کبیرہ گناہوں
مثل حرام کہانے اور حرام کرنے اور نامحرم کے دیکھنے
اور غیبت کرنے اور غیبت سننے اور ایسے ہی تمام گناہون
سے اپنے اعضا اور جوارح کو پاک رکہنا تیسری طہارت
اخلاق ذمیمہ اور بری عادتون سے جو مثل حرص اور کبر اور
بخل اور حقد و حسد اور عجب و غرور اور ریا اور نفاق کے
ہے دل کو بالکل پاک کرنا ہے اور چوتھی طہارت سر کو
سوا حق تعالی کے اوسکی محبت سے پاک رکہنا ہے
اور حقیقت مین مقصود بھی یہی ہے۔

الا کل شیٔ ماخلا اللہ باطل ۔ و کل نعیم لا محالۃ زائل

حدث است غیر ز وطهارت کن
مال و آمال جملہ غارت کن

للمکاتب

وضوا ز بہر آبرو چہ کنی
دست از خود بشو وضو چہ کنی

ایضاً

خون خود آب کن وضو ازان ساز
بر ہوا پا نہ وگذار نماز

ایضاً

دست شو از جہان وضو اینست
پاسے بر آب رو نہ این دین است

ایضاً

وضوئے پاک آن باشد کہ شوئی دست از دنیا
تو ز و از بہ آن شوی بدنیا آبرو باشی

لطافت اصلی وطہارت کلی خود را از خودی پاک کردن است وخودی عبارت است از افعال واقوال وحرکات وسکنات کہ نہ برائے خدا باشد بہ مقتضی ہوائے عادت بود

شعر

سَهَرُ العُیون لغیر وجهک ضائعٌ
وبکاؤهنّ لغیر فقدک باطلٌ

بیشک سوائے حق تعالیٰ کے تمام چیزیں باطل ہیں
اور ہر ایک اچھی چیز خواہ مخواہ فنا ہونے والی ہے للمکاتب
ہر چہ جز حق بسوز و غارت کن + ہر چہ جز دست از وطہارت کن
حدث است غیر از وطہارت کن + مال و آمال جملہ غارت کن

للمکاتب

وضوا ز بہر آبرو چہ کنی + دست از خود بشو وضو چہ کنی

ایضاً

خون خود آب کن وضو ازان ساز + بر ہوا پا نہ وگذار نماز

ایضاً

دست شو از جہان وضو اینست
پاسے بر آب رو نہ این دین است

ایضاً

وضوئے پاک آن باشد کہ شوئی دست از دنیا
تو ز و از بہر آن شوئی بدنیا آبرو باشی

اصلی لطافت وطہارت کلی اور شستگی اور پاکیزگی اپنی ذات کو خودی اور خود بینی سے پاک اور صاف کرنا ہے اور خودی دن افعال واقوال حرکات اور سکنات سے عبارت ہے جو فی الحقیقت خدا کیلئے نہو بلکہ خواہش نفس کے مطابق یا عادت کے طور پر ہو۔ شعر

سہر العیون لغیر وجہک ضائع
وبکاؤہن لغیر فقدک باطل

شعر

تا با تو توئیست ہستی با قیست

ایمن منشین کہ بت پرستی با قیست

طہارت اول درجہ عوام است۔ طہارت دوم درجہ متقیان است طہارت سیوم مرتبہ عارفانست طہارت چہارم کہ پاکی سر است از جز خدا تعالی عز وجل مرتبہ اولیا و انبیا است

مصرعہ

تا بخت کرا باشد بخشندہ کرا بخشد۔

رباعی

یک شہر پر از حدیث روئے نیکواست

دلہاے ہمہ جہانیان پردۂ اوست

ما میکوشیم دگران میکوشند

تا بخت کرا بود کرا خواہد دوست

زنہار زنہار کسے گمان نبرد کہ مراد از نظافت ہمین طہارت ظاہر است آنگاہ مقصود فائت گردد

شعر

از کار بمانی و بجائے نرسی ÷ تا گم نشوی گم شدۂ خویش نیابی

اے صوفی زین رہ بصفا نرسی ÷ تا دل نہی ہیچ دلربائی نرسی

بر قبلۂ رخ و قبلۂ دل خواجہ شاہ ÷ این رہ کہ تو میروی بحجاز نرسی

شعر

تا با تو توئیست ہستی با قیست

ایمن منشین کہ بت پرستی با قیست

طہارت اول مرتبۂ عوام ہے۔ طہارت دوئم مرتبہ پرہیزگاران متقیان اور طہارت سیوم عارفون کا مرتبہ ہے طہارت چہارم یعنی سر کو سواے حق تعالے کے سب کی محبت سے پاک و صاف کرنا یہ مرتبۂ انبیا اور اولیا کا ہے۔

مصرعہ

تا بخت کرا باشد بخشندہ کرا بخشد۔

رباعی

یک شہر پر از حدیث روئے نیکواست

دلہاے ہمہ جہانیان پردۂ اوست

ما میکوشیم دگران میکوشند

تا بخت کرا بود کرا خواہد دوست

ہرگز ہرگز کوئی گمان نہ کرے کہ نظافت و پاکی سے مراد یہی ظاہری طہارت ہے کیونکہ جو شخص ایسا گمان کرے گا اوس سے مقصود اصلی فوت ہو جائیگا

شعر

از کار بمانی و بجائے نرسی ÷ تا گم نشوی گم شدۂ خویش نیابی

اے صوفی زین رہ بصفا نرسی ÷ تا دل ندہی بدلربائی نرسی

بر قبلۂ رخ و قبلۂ دل خواجہ شاہ ÷ این رہ کہ تو میروی بحجاز نرسی

دیگر

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
این رہ کہ تو میروی بترکستانست

یعنی ہوش چند روزہ یاد راواے نماز وروزہ
حاصل نشود

رباعی

ایوان مراد بس بلند است
آنجا ہوس رسید نتوان
این شربت عاشقیست خسرو
بے خون جگر چشید نتوان

دریغ ہزار دریغ کہ آنچہ مطلوب این ضعیف است
و آنکہ محبوب این نحیف است در تقریر و تحریر
بیان در می آید آرے

بیت

حدیث عشق در دفتر نگنجد * شراب شوق در ساغر نگنجد

پس چہ می باید کرد کسی سرش نمیداند زبان درکش
زبان درکش

شعر

ورق سوزو قلم بشکن سیاہی ریزدم درکش
حسن این قصۂ عشق است در دفتر نمی گنجد

فصل دویم

دیگر

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
این رہ کہ تو میروی بترکستانست

بیہودات چند روزہ ہوش اور عقل یا معمولی روزہ اور
نماز سے حاصل نہیں ہوسکتی۔

رباعی

ایوان مراد بس بلند است
آنجا ہوس رسید نتوان
این شربت عاشقی است خسرو
بے خون جگر چشید نتوان

افسوس ہزار افسوس کہ اس ضعیف کا جو مطلب
اصلی ہے اور نحیف کا جو محبوب حقیقی ہے وہ تقریر اور
تحریر اور بیان میں نہیں آسکتا بیشک۔

بیت

حدیث عشق در دفتر نگنجد * شراب شوق در ساغر نگنجد

پھر کیا کیا جائے جبکہ کوئی شخص اوسکے بھید کو
نہیں جانتا زبان بند رکھہ بند رکھہ۔

شعر

ورق سوزو قلم بشکن سیاہی ریزدم درکش
حسن این قصۂ عشق است در دفتر نمی گنجد

دوسری فصل

بدانکہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم می
فرماید السّعادۃ کلّ السّعادۃ طول العمر فی العبادۃ

رباعی

خواہم کہ ہمیشہ در رضائے تو زیم
خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصود من خستہ دو کونین توئی
از بہر تو میرم و برائے تو زیم

یعنے سعادتے کہ ہمہ سعادتہا در آنست عمر
درازیافتن است در عبادت اگرچہ این
حدیث در مشارق نیست اما در انوار است
زہے سعادت کہ عمر در عبادت
صرف شود زہے دولت کہ روزگار رہم
دران کار گذارد

شعر

دولت چہ کنم دولت تو دولت ماست
نعمت چہ کنم نعمت تو نعمت ماست

اگر حق تعالی در سعادت عبادت چند گاہ
حیات دہد اینک حیات با سعادت و اگر در
این کار موت در آید اینک موت با شہادت بیت

زیستن با نعمت وصلش نکو است
در بلاے عشق مردن ہم خوش است

جاننا چاہیے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
ارشاد فرماتے ہین السّعادۃ کلّ السّعادۃ طول العمر
فی العبادۃ رباعی

خواہم کہ ہمیشہ در رضائے تو زیم
خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم
مقصود من خستہ دو کونین توئی
از بہر تو میرم و برائے تو زیم۔

یعنی وہ نیک بختی کہ جسکی ضمن مین تمام اقسام کی
سعادت داخل ہین اسی مین ہے کہ عبادت الہی
کے لیے عمر دراز پائے اور مدتون زندہ رہکر عبادت
مین گذارے اگرچہ یہ حدیث مشارق مین نہین ہے
مگر انوار مین ہے زہے سعادت بخوشا قسمت اگر
کسی کی عمر عبادت مین صرف ہو اور زہے دولت
اگر تمام زمانہ اسی کام مین گذر جاے۔ شعر

دولت چہ کنم دولت تو دولت ماست
نعمت چہ کنم نعمت تو نعمت ماست

اگر حقتعالی عبادت کی سعادت کیساتھ چند روز زندہ رکھے
تو یہ زندگی نیکبختی کی ہے اور اگر اسی کام مین موت
آجاے تو ایسی موت بھی شہادت ہے بیت

زیستن با نعمت وصلش نکو است
در بلاے عشق مردن ہم خوش است

این خود حیات معنویست آسان بدست
نمی آید حسن معامله می باید به بین شبلی وجنید
وبایزید وبوسعید سالها گذشته وقرنها
بر آمده که ازجهان رفته اند ومحبت ایشان
بردلها مانده وذکر ایشان بر زبانها بے اندازه گوئی
دی ویری بوده اند

شعر

سعدیا النفس خردمند نه میرد هرگز
مرده آنست که نامش به نکوئی نه برند۔

قطعه

یاد داری که وقت زادن تو
همه خندان بودند وتو گریان
آنچنان زی که وقت مردن تو
همه گریان بوند وتو خندان

کار عظیم است نیکنام زیستن وشادکام
مردن ودوست کام بودن اگر خدا تعالے
مردم را عمر نوح بخشد وتمام عمر درعبادت
او صرف شود زہے عمر باوفا واگر
از عمر یک ساعتے مانده باشد و
آن ساعت در طاعت بگذرد ومرگ در آید
زہے مرگ باصفا۔

اس قسم کی موت خود حیات معنوی ہے اور آسانی
سے ہاتھ نہین آتی اسکیلئے حسن معاملہ درکار ہے دیکھئے
حضرات شبلی وجنید وبایزید وابوسعید کو اس جہان
ناپائدار سے تشریف لیگئے وصدیان گذر گئین لیکن اونکی
محبت وعظمت احبّا کے دلون مین باقی ہے اور اونکا ذکر
خیر اسوقت تک زبانون پر جاری ہے گویا ابھی کل ہی
پرسون کی بات ہے۔ شعر

سعدیا النفس خردمند نہ میرد ہرگز
مردہ آنست کہ نامش بہ نکوئی نہ برند

قطعہ

یاد داری کہ وقت زادن تو
ہمہ خندان بودند وتو گریان
آنچنان زی کہ وقت مردن تو
ہمہ گریان بوند وتو خندان

نیکنام جینا اور شادکام مرنا اور دوست کام
رہنا بہت ہی بڑا کام ہے اگر خدا تعالی لوگون کو
عمر نوح بخشے اور یہ تمام عمر اوسکی عبادت مین
صرف ہو تو کیسی اچھی اور باوفا عمر ہے اور اگر
ایک ساعت بھی عمر مین باقی رہے اور وہ طاعت الٰہی
مین کام آئے اور موت پہونچ جاوے تو نہایت
ہی پاکیزہ موت ہے

شعر

اگر بریم زہے سعادت من

ور بمیرم زہے شہادت من

شعر

عمر گرامیست حسن در کار خوبان صرف کن

بیہودہ کہگل کنی دیوار بے بنیاد را

پیش از آنکہ امروز دی گردد و روزی در آید کہ فردا آنروز در یابیم از سر جور و جفا باز آییم و در میدان صدق و صفا در آییم و بچوگان شوق و ولا گوئے محبت و وفا بربائیم کہ البتہ ہر کہ در آید بر آید۔

ابیات

حسن گر عشق می ورزی چنین بر جان چہ می لرزی

بیکدل در نمی گنجد غم جان و غمِ جانان

للکاتب

بکن کارے کہ فرصت ست امروز

پشیمانی ندارد سود فردا

شعر

اگر بریم زہے سعادت من

ور بمیرم زہے شہادت من

شعر

عمر گرامیست حسن در کار خوباں صرف کن

بیہودہ کہگل کن دیوار بے بنیاد را

قبل اسکے کہ آجکا دن کل بن جائے اور ایسی ہی وہ دن آجائے کہ جسکا کل پھر نصیب نہ ہو چاہیئے جور و جفا سے باز آئیں اور میدان صدق و صفا میں در آئیں اور شوق و ولا کے چوگان سے وفا اور محبت کا گیند لیجائیں کیونکہ جو شخص در آتا ہے بیشک کامیاب ہوتا ہے۔

ابیات

حسن گر عشق می ورزی چنین بر جان چہ می لرزی

بیکدل در نمی گنجد غم جان و غمِ جانان

للکاتب

بکن کارے کہ فرصت ست امروز

پشیمانی ندارد سود فردا

قواعد ضروری رسالہ ہذا

۱۔ یہ رسالہ ہر اسلامی مہینہ مین ایکبار قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے شایع ہوا کریگا۔
۲۔ رسالہ کا حجم ۳۲ صفحہ سے کم نہوگا۔ خط و چھپوائی و کاغذ و تقطیع کیلئے یہ نمونہ کافی ہے
۳۔ قیمت ہر حالت مین عادو روپیہ سالانہ پیشگی لی جائیگی مابعد کا کوئی حساب نہوگا
۴۔ تمام خط و کتابت و ترسیل و منی آرڈر وغیرہ بنام نہال احمد علوی حمیدی اڈیٹر و مالک رسالہ ہونا چاہئے۔
۵۔ امور دریافت طلب کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہئے نہین تو جواب سے معذوری ہوگی اور بیرنگ خط وغیرہ واپس کر دیئے جائینگے۔
۶۔ قابل و لائق مضامین نگار کی خدمات گرامی مین اور اخبارات اور رسالونکے معاوضہ مین یہ رسالہ مفت بھیجا جاویگا۔
۷۔ اس رسالہ مین ہمیشہ تصوف اور اخلاق اور اوسکے متعلقات پر مضامین مندرج ہونگے مثلاً تصوف کی تعریف اور اسکے برکات و فوائد و ضرورت و نتایج اور تاریخ اور اسکا شریعت سے تعلق و اکابر صوفیہ کے حالات اور انکے قیمتی ملفوظات و اسرار شریعت و مکارم اخلاق و معائب اخلاقی وغیرہ وغیرہ
۸۔ یہ رسالہ جن بزرگونکی خدمت مین بلاقیمت و بلا طلب بھیجا جائیگا اونکے نام رسالہ کا جاری رہنا ادائے قیمت و منظوری پر موقوف ہوگا۔
۹۔ جملہ مضامین و مراسلات صاف و واضح خط مین اور پتہ و نام کامل اور واضح ہونا چاہئے تاکہ کوئی دقت و شکایت پیدا نہو۔

ملتمس

مالک و اڈیٹر الاحسان

بابت ماہ شعبان سنہ ۱۳۲۱ھ نمبر ۸

رسالہ ماہوار مسمّٰی بہ

الاحسان

تصوف اور اخلاق کے بیان میں

قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے باہتمام نہال احمد علوی حمیدی مالک و اڈیٹر رسالہ شائع ہوا

مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد میں طبع ہوا

رسید اور شکریہ

حسب معمول کمال شکرگذاری کے ساتھ مین اون معاونین احسان کی مدد سالانہ

مدرسہ کی رسید پیش کرتا ہون جنھون نے ازراہ عنایت ایک سال کی قیمت

اور اس ذریعہ سے مین وقت پر مالی امداد دیکر احسان کیا ہے۔ اور ... رسالہ قدرشناس کرمفرماؤن سے بہت بڑی امید اس امر کی ہے کہ وہ اپنے معاونین

اپنے ذوق [illegible] ہر حالت [illegible] ۔ اشاعت دینے کے لئے خاص توجہ سے کام لینگے کیونکہ

احباب اور اعزہ کے دائرہ [illegible] [illegible] ... سے کام [illegible]

کسی اخبار یا رسالہ کی اشاعت کافی نہو وہ اپنے مقاصد مین پورا [illegible]

ہوسکتا۔ اور ان معاونین کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنھون نے خریدارون کی تعداد

بڑھانے مین کوشش فرمائی ہے جن سے مولانا حاجی مولوی قاضی ظہور الاسلام صاحب بانی

مدرسہ اسلامیہ فتحپور نے چار اور حافظ سید شاہ منظور احمد صاحب نائب تحصیلدار کرات نے

تین اور سید علی احمد صاحب رئیس کرا و نائب تحصیلدار کونچ نے دو و سید عبد الرزاق صاحب

کرڈوی نے دو خریدار بنائے اسیطرح سے اگر ہمارے اور کرمفرما بھی دو دو چار چار خریدار بنائین

تو بہت تھوڑے عرصہ مین ایک معقول تعداد خریدارونکی ہوسکتی ہے۔ اس امر کے لئے

بہت تھوڑی سی کوشش درکار ہے کیونکہ معاونین احسان مین ایسے مقتدر اور با اثر

حضرات بھی ہین جنکے نزدیک سنو پچاس خریدارون کا پیدا کردینا کوئی بات نہین ہے

توجہ اور دلی توجہ ہونا چاہیئے۔

رسید زر قیمت جو ماہ رجب تک وصول ہوئی

سید علی احمد صاحب نائب تحصیلدار تحصیل کونچ ضلع جالون و رئیس کرا	عہ	مولوی حبیب علی صاحب قادری حیدری ... وکیل عدالت ...	عہ
منشی شاہ فرید الدین احمد صاحب نعمانی رئیس ردولی ضلع بارہ بنکی	عہ	مولوی سید عبد الوہاب صاحب مدنی ... سمت حیدرآباد دکن رئیس کرا	عہ

مولوی سید فخر اللہ صاحب انسپکٹر کروڑگیری
اندور حیدرآباد رئیس کرا عہ
مولوی سید شاہ تجارت علی صاحب صوفی علیہ پور
سیدان ضلع سیالکوٹ عہ
مولوی خواجہ غلام محمد صاحب ریاست نیپال اندر
چوک عہ
منشی عبدالصمد صاحب اہلمد کلکٹری ضلع فتحپور عہ
منشی محمد رحیم بخش صاحب طبیب یونانی امرتسر
چوک دربار عہ
منشی عبداللطیف صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ
چنگی لکھنؤ۔ عہ
خواجہ حبیب الدین صاحب منصبدار سرکار آصفیہ محلہ
مغلپورہ حیدرآباد دکن عہ
حضرت مولوی شاہ حبیب حیدر صاحب سجادہ نشین
تکیہ شریف کاکوری ضلع لکھنؤ عہ
شیخ غلام محمد محبوب سبحانی عرف زمیندار و رئیس موضع
بیرہٹی پرگنہ چائل ضلع الہ آباد۔ عہ

سید محمد فخر الدین داروغہ کروڑگیری زنانہ میر
حیدرآباد دکن عہ
منشی سید غلام حیدر صاحب فیلخانہ صرف خاص
متصل صاماجنج حیدرآباد دکن عہ
سید احمد صاحب نقوی گلشن آبادی مدرس
فارسی محلہ درگاہ شریف شہر ناسک عہ
مولوی حافظ نور علی صاحب پنشنر جج و رئیس قلعہ جھکیہ
مولوی نعیم الدین صاحب خلف الصدق منشی
امیر الدین صاحب پنشنر تحصیلدار و رئیس ہسوہ
علی محمد و ابراہیم صاحب ڈائرکٹر میہور ٹرس
آف آپٹیکل گڈس واچز۔ طلائی شیرینل اینڈ ہوسری
سیتارام بلد تکین ہاسن بی روڈ بمبئی عہ
لالہ پرمیشر سہائے صاحب رئیس و تعلقدار فتحپور عہ
شیخ عبدالقادر صاحب موضع ملاکا متصل
جیلخانہ شہر الہ آباد عہ

الاحسان کی نسبت معززرائین

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری۔

آج اس سلسلہ مین ہم ایسے محترم اور ذی راے اور باکمال بزرگون کے کرامت نامے نذر ناظرین کرتے ہین جنکا علم جنکا مذاق اور جنکا تجربہ ایسے علمی اور قومی معاملات مین مسلمہ ہے دنیاوی

اور تمدنی حیثیت سے الاحسان کے ضروری اور مفید ہونیکے باب مین صرف ہز آنر کی رائے
کافی ہے جو رجب کے رسالہ مین شائع ہو چکی ہے اب مذہبی حیثیت اور روحانی اور
اخلاقی ضروریات اور فوائد کے اعتبار سے الاحسان کا ضروری اور مفید ہونا ذیل
کے کرامت ناموں سے بخوبی ثابت ہو جائے گا۔

ان مین پہلا کرامت نامہ میرے مرشد آبائی میرے آقائے خاندانی حضرت شاہ مولانا حافظ
مولوی شاہ محمد نعیم عطا صاحب سجادہ نشین خانقاہ شریف سلون ضلع رائے بریلی کا ہے
آپ سلسلہ مبارکہ کریمیہ کے آفتاب درخشان ہین اور بارگاہ کریمی وہ عالی بارگاہ ہے
جو اپنے تمام متوسلین اور خدام کے سرون پر ہمیشہ اور ہر جگہہ اور ہر حالت مین اپنی شان
کریمی کے ساتھہ سایہ گستر رہتی ہے اور کبھی انھین آوارہ اور برباد نہین ہونے دیتی ہان
خلوص اور عقیدت بیشک درکار ہے یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو میرے آبا و اجداد کے
تجربہ مین بکثرت آچکا ہے اور اسیوجہ سے الاحسان کے قیام اور دوام کے نسبت مجھے
بہت کچھہ اطمینان اور تقویت ہو گئی ہے کیونکہ میرے حضور نے جس توجہ اور خلوص کے ساتھہ
اوسکی سرپرستی قبول فرمائی ہے وہ بالکل کافی ہے۔

دوسرا والا نامہ جامع الکمالات مولوی سید عبدالحی صاحب مددگار ناظم ندوۃ العلما کا ہے
آپکی رائے میرے نزدیک قومی اور اسلامی معاملات مین اسوجہ سے بہت زیادہ وزنی ہے
کہ آپ سالہا سال سے ایک زبردست اسلامی قومی خدمت کو نہایت تن دہی اور بصیرت
کے ساتھہ انجام دے رہے ہین اور تقریباً ہندوستان کے تمام مختلف اسلامی طبقات کے
حالات اور خیالات سے آپکو کافی آگاہی اور واقفیت حاصل ہو چکی ہے اور آپکی متانت
اور سنجیدگی اس امر کے لئے اور بھی قابل اعتماد ضمانت ہے اسکے سوا آپکی میانہ روی
آپکو ہر قسم کے افراط و تفریط سے محفوظ رکھتی ہے۔

تیسرا عنایت نامہ مولوی حافظ انور علی پنشنر جج ورئیس رہتک کا ہے آپکا صوفیانہ مذاق اور

آپکی علمی حیثیت اور آپکا دنیاوی تجربہ آپکے عہدہ اور تصنیفات سے بخوبی ظاہر ہے آپکے متعدد
رسالے تصوف مین ہین اور یہہ رسالے اکثر اعیان قوم کے نزدیک پسندیدہ نگاہ سے دیکھے جاتے ہین اور
آپکو تصوف سے خاص مذاق ہے جس غرض سے تحفۃ الاحسان اس عاجز نے جاری کیا ہے اسی غرض سے
آپنے بھی ایک سلسلہ تصنیفات کا جاری فرمایا تھا۔ ان بزرگون کے سوا اور با مذاق ذیعلم اصحاب کی عزیز
کی رائین بھی موصول ہوئی ہین جنسے یہ امر بخوبی تمام ثابت ہوتا ہے کہ ضرورت شناس ذیعلم ولے اشخاص
نے اوسے پسندیدہ نگاہ سے دیکھا اور بہت مفید اور ضروری خیال فرمایا ہے لہذا بحیثیت منتظم و اڈیٹر رسالہ
ہونے کے جو خدمت اس عاجز سے متعلق ہے وہ خدا کی عنایت و مہربانی سے ایک حد تک
قابل قبول ثابت ہوچکی ہے اور انشاء اللہ تعالی اس باب مین یہہ عاجز کبھی کوتاہی اور کمی
نکریگا باقی رہی کثرت اشاعت وہ معاونین اور قدر شناسون کے حد اختیار مین ہے۔

کیونکہ ایک نہایت ضروری اور بہت مفید رسالہ کی قدر کرنا اور اوسے ترقی دینا صرف
اعیان قوم کی توجہ پر موقوف ہے اور میرا تو اسپر بھروسہ ہے کہ جو کام خدا کے لئے کیا جاتا ہے
اوسکا وہ خود ہی مربی اور سرپرست ہوتا ہے پھر ایسا کام جس مین بزرگان دین اور اولیاء اللہ
کے ملفوظات اور حالات سے بحث کیجاتی اور اونکے تعلیمات کے زندہ رکھنے کی کوشش
ہو پھر یہہ عظیم الشان نسبت کیا کم معاون ہوگی۔

عبارت کرامت نامہ مسند نشین بارگاہ شریعت شمع بزم طریقت بلبل بوستان
معرفت گوہر بحر حقیقت مرشدنا و مرشد آبائنا حضرت مولانا مولوی حافظ شاہ
محمد نعیم عطا صاحب کریمی اشرفی اڈھنی سجادہ نشین خانقاہ شریف سلون دامت
برکاتہم۔ دو نسخہ الاحسان کے مجھکو پہونچے یہہ رسالہ جسکی نسبت اکثر لوگ خصوصاً ارباب اخبار
اپنا خیال ظاہر کرچکے ہین اسکی ضرورت نہین ہے کہ مین بھی خامہ فرسائی کرون حالانکہ بموجب۔
ع حاجت مشاطہ نیست روے دل آرام را۔ یہہ رسالہ اونکی توصیف کا بھی محتاج نہ تھا
لیکن اوسکے مضامین مجھکو مجبور کررہے ہین کہ جہانتک ممکن ہو مختصر الفاظ مین کچھہ لکھون

اس رسالہ کی خوبی اولًا اسکے نام الاحسان سے ظاہر ہے جو انتہائی مرتبہ قرب سے عبارت ہے اور جسکا ذکر حدیث جبریل مین جو صحیح بخاری و مسلم یا اور کتب احادیث مین وارد ہے مشرحًا آچکا ہے ثانیًا یہہ کہ اس طرز خاص کا کوئی دوسرا رسالہ جو مفید عام ہو زبان اردو مین اسوقت تک شایع نہین ہوا قسام ازل نے یہہ امر جدید آپ ہی کے جودت طبع کا حصہ کردیا تہا ثالثًا یہہ کہ اسوۃ المحققین مولانا حافظ شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی کے تقریظ کا الحاق اور بھی باعث قدر الاحسان ہے کیونکہ عظمت کلام گو کہ متکلم کے عظمت پر موقوف نہین ہے جیسا کہ حضرت امیر المومنین یعسوب الدین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین اُنظُر اِلیٰ مَا قَالَ وَلَا تَنظُر اِلیٰ مَن قَالَ یعنی قول کو دیکھنا چاہئے کہ وہ فی نفسہ کیسا ہے ذات قائل کا لحاظ ضروری نہین
شعر مرد باید کہ گیرد اندر گوش + ور نبشت است پند بر دیوار + مگر جس صورت مین قول و قائل دونون رفیع المرتبت ہون ظاہر ہے کہ وہ کلام مجمع محاسن و مخزن فضائل ہوگا مین انشاء اللہ الکریم حتی الامکان اسکے ہر قسم کی اعانت سے دریغ نکرونگا والسلام
حسن الختام فقط الداعی بالخیر محمد نعیم عطا کریمی اشرفی اڈہینی خادم سجادہ خانقاہ سلون۔

عبارت والانامہ جامع الفضائل والکمالات منبع الاخلاق والحسنات مولوی سید محمد عبد الحی صاحب مددگار ناظم ندوۃ العلما۔ جس زمانہ مین دنیا پرستی کی ہوا دماغون مین بہری ہوئی ہو دینی اور دنیاوی مصلحتون مین جب یہہ معارضہ ہو تو دنیوی مصلحتون کو ترجیح دیجاتی ہو تصوف کو مسلمانونکی تباہی اور بربادی کا سبب قرار دیاجاتا ہو احسان کا نام سنکر لوگون مین یقینًا کھلبلی مچ جائیگی وہ خیال کرینگے کہ سرسید کے مسلسل اور پائدار کوششون سے تہوڑی بہت جو تحریک پیدا ہوئی تہی اور پرانی لکیر کے فقیر بہی روشنی مین جادۂ ترقی پر چلنے لگے تہے اون کے لئے یہ رسالہ چلتی ہوئی گاڑی مین روڑے کا کام دیگا ہم بہی کہتے ہین کہ جس ترقی مین ایسا رسالہ خارج ہوسکتا ہے اگر ایسی خارج ہوا اور چلتی ہوئی گاڑی کا روڑہ بنجائے تو اوسکو رسالہ کی کامیابی اور اڈیٹر کی خوش نصیبی

چاہین اوسے کرلین اور جاہل آدمی کی طبیعت سرد موم کی ایسی ہوتی ہے کہ کسی طرح سے
تغیر کو قبول نہین کرتی لہذا جو لوگ صاحب علم ہین اونکی طبیعت اونکے زیر فرمان ہے اور
وہ اپنی طبیعت کے بادشاہ ہین اور یہ بادشاہی اونھون نے علم کے قوت سے حاصل
کی ہے اور اپنے علم کے روسے کھانے پینے لباس رفتار شہوت غضب وغیرہ کا حسب
ضرورت انتظام کرتے ہین کیونکہ اگر اونکا سب کام طبیعت کے خواہش کے مطابق ہو
تو شہوت اور غضب اونپر غالب ہو جاسئے اور مقصود اصلی اوسکے ہاتھ سے جاتا رہے
اور جو کچھ سعادت بالقوی عقل مین ہے وہ کسی طرح سے بالفعل نہ حاصل ہو اور عقل شہوت
اور غضب کے لیے مثل خادم کے ہو جائے اور وہ تمام عمر حیلہ اور فریب مین مشغول
رہے - اس تمام تقریر سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ گو طبائع مختلف ہون اور طبیعت کے
اعتبار سے استعداد بھی ہو لیکن اوپر انسان کو قدرت حاصل ہے بشرطیکہ وہ عمل قوت نہ حاصل کرنے پائے
کیونکہ عمل قوت کے حاصل ہو جانیکے بعد پھر اوسمین تغیر نہین ہوسکتا یہ آخری راے امام غزالی
رحمتہ اللہ علیہ کے تحقیق کے خلاف ہے جیسا کہ آپ کی تحریر سے ثابت ہو چکا ہے اس باب
مین حضرت خواجہ میر درد صاحب رحمتہ اللہ علیہ علم الکتاب مین فرماتے ہین - کہ ہیئت
اخلاقی کی دو قسمین ہین ایک تو وہ جو خود خداوند قدیر نے انسان کے نفس مین پیدا کی
ہے اور وہ ابتداء فطرت اور جبلت سے ہوتی ہے اور یہی درحقیقت اصلی خلق ہے
اور اسکے استعداد کا انسان کے نفس سے زائل ہو جانا بالکل ناممکن ہے ہان اسمین زیادتی
اور کمی مختلف اسباب سے ہوسکتی ہے] یہ امر ظاہر ہے کہ انسان کی تمام قوتین کام
لینے اور ریاضت کرنے سے بڑھتی اور بیکار چھوڑ دینے سے کمزور ہو جاتی ہین یہ کلیہ تمام
دماغی اور جسمانی قوتون کے ساتھہ متعلق ہے خواہ وہ خیالی اور ذہنی ہون یا محسوسات
ظاہری کے متعلق ہون یہانتک کہ انسان مضبوط اور طاقتور اور ہمیت اور چالاک بھی
اسی قاعدہ کے مطابق ہوتا ہے اور ہم دیکھتے ہین کہ روزانہ استعمال اور مشق سے ایک

ویسا آدمی پہلوان اور جسیم اور گُٹھیلا ہو جاتا ہے جو اسکے پہلے بظاہر نحیف اور کمزور اور نحافت
سُست اور بودا معلوم ہوتا تھا ہاں اسمین بھی شبہہ نہین کہ بعض اشخاص ایسے بھی ہو
ہین جنکے قوی ایسے کمزور ہوتے ہین کہ وہ ایسے نہین ہو سکتے اور بعض اشخاص ایسے بھی
ہوتے ہین جو ابتدا ہی سے نہایت مضبوط اور قوی ہوتے ہین اور اونکی قوتین اسقدر بڑہی
ہوئی ہوتی ہین کہ بڑے بڑے پہلوانون کو کوشش اور محنت سے بھی ویسی قوت نہین
حاصل ہوتی لہذا یہی حال بجنسہ قوائے اندرونی اور باطنی کا ہے۔علوی } اور اگر یہ ہیئت
اخلاقی پیدائشی نہین ہے بلکہ عادت پکڑنے اور تبدریج حاصل کرنے سے نفس پہ عارض
ہوئی ہے تو اسے خلق کسبی کہینگے اور یہ خلق ریاضت اور کوشش سے بالکل بدل سکتا
ہے اور بدل جاتا ہے جیسا کہ خداوند جلیل ارشاد فرماتا ہے۔ اولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات
یعنے اللہ تعالیٰ اونکے لئے سیات کو حسنات سے بدل دیتا ہے۔ لہذا ایسے اخلاق اسباب
مختلفہ سے زائل بھی ہوتے ہین اور پیدا بھی ہوتے ہین } انکے حدوث اور زوال یعنی پیدا
اور زائل ہونیکی یہ شکل ہوتی ہے کہ جو اخلاق اصلی ہین اونھین مین سے بعض کو دبا کر کمزور
اور ضعیف کردین اور بعض کو اوبھار کر اور قوت دیدین اور اسیطرح سے ایک ثالث کیفیت پیدا
ہو جائے اور وہی کیفیت ایک ہیئت اخلاقی پیدا کر دے۔ یہ ظاہر ہے کہ ایسی صورت مین
اخلاق اصلی بالکل زائل نہین ہو جاتے بلکہ مغلوب کر لئے جاتے ہین اور دبا دیئے جاتے
ہین لہذا اونمین پھر عود کر آنیکی قابلیت باقی رہتی ہے صرف ایسے اسباب کے جمع ہو جانیکی
حاجت ہوتی ہے جو اس امر مین معین ہون اور اونھین اوبھارین۔علوی } اگر یہ سب
اصلی اور کسبی اخلاق کسی شخص کے لئے اوسکے احوال کے اصلاح کرنیوالے ہین اور دوسرے
کو فائدہ پہونچانے والے ہین اور شرع کے اعتبار سے حمیدہ اور عقل کے حکم سے جمیل اور
عرف کے لحاظ سے حسنہ ہین اونکی تعبیر حسن اخلاق کے ساتھ کیجائیگی اور اگر اونکے احوال
کے خراب کرنیوالے ہین اور شرعاً اور عقلاً اور عرفاً ناپسندیدہ ہین اور دوسرون کو بھی

اوسکے ثمر کا اثر پہونچاتے ہین تو اسکی تعبیر سوء اخلاق کے ساتھہ کیجائیگی اور اگر یہ دنیا مین
صرف دنیاوی زندگی کی حیثیت سے مفید ہین اور باعتبار آخرت کے مضر ہین تو کہا جائیگا
ہوا نفسانی اور اگر آخرت کے لحاظ سے مفید اور دنیاوی زندگی کیلئے مضر ہے تو نام رکھا
جائیگا خلاف النفس لیکن جسنے تمام اخلاق اصلیہ اور کسبیہ کو شرعاً عقلاً عرفاً نیک کر لیا اور
دونون جہان کی سعادت حاصل کر لی اور دنیا اور آخرت مین خلائق تک اوسکا اثر متعدی ہو
اور کل نیک بختون کو اوسکا فیض پہونچا اور وہ رحمۃ للعلمین اور تشفیع المذنبین بن گیا اور بالکل
خدا کے اخلاق کے ساتھہ متخلق ہو گیا تو اوسنے خلق عظیم حاصل ہوا جیسا اللہ تعالے
جل جلالہ نے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت ارشاد فرمایا وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ
عظیم تحقیق کہ آپ خلق عظیم پر پیدا کئے گئے ہین - اس شرف سے مشرف ہونا اور اس دولت
کبریٰ سے فیض یاب ہونا صرف حضور کے کمال متابعت اور محبت پر موقوف اور مبنی ہے
اور یہی وہ لاجواب نعمت ہے جو صرف خُلق محمدی اور اخلاق اسلامی پر کاربند ہونے سے
حاصل ہو سکتی ہے پھر آپ دوسرے موقع پر لکھتے ہین کہ چونکہ اخلاق مطلقہ انسانیہ جو کہ اخلاق
حمیدہ اور ذمیمہ کا مجموعہ ہے دو قسم پر منقسم ہے ایک کسبیہ جو کہ اکتساب کے ساتھہ متعلق
ہون اور ایک خلقیہ کہ اصل طینت اور سرشت مین پیدا کئے گئے ہون لہذا اس امر کو خوب
سمجھ لینا چاہیئے کہ اخلاق کسبیہ اوسے کہتے ہین جو کہ افعال اور اعمال کے بار بار کرنے سے
نفس مین راسخ کئے جائین مثلاً کوئی شخص قمار بازی اور جوا کے سبب سے رفتہ رفتہ چوری
کی بھی عادت پیدا کر لیتا ہے حالانکہ پہلے اوسمین چوری کی عادت بالکل نہ تھی اور ایسے
ہی ایک نیک بخت نماز کی پابندی کے بدولت صلحا اور علما اور فقرا کی محبت پیدا کر لیتا ہی
اور اسکے پیشتر اونکے ساتھہ محبت نرکھتا تھا اور اخلاق خلقیہ اس سے عبارت ہے کہ اوسکی
کیفیات نفسیہ اور اوصاف ذاتیہ افعال اور اعمال کے ظہور کا سبب ہون مثلاً ایک
قسی القلب اور سخت دل اور ظالم الطبع بالطبع ٹھگی کا شیوہ اختیار کرتا ہے اور بے کٹھلے

آدمیونکو قتل کرتا اور اونکے مال کو لوٹ لیتا ہے اور ایک رقیق القلب اور نیک دل اور سلیم الطبع اون سٹے ہوئے لوگونکی حالت پر روتا ہے اور اپنے پاس سے اونکی تلافی کرتا ہے اور مال اور اسباب اپنے گہر سے اونھین دیتا ہے اور اس داد اور دہش اور رقیق القلبی سے بالطبع خوش ہوتا ہے اور برے کامون سے نفرت کرتا ہے اور اوس شقی القلب ظالم کو اگر اس امر کا علم ہوجاتا ہے تو وہ بالطبع پھر اوسکے لوٹ مار لینے کی فکر مین بخوشی تمام مصروف ہوجاتا ہے پھر دوسری جگہ پر آپ لکھتے ہین کہ حسنات اور سیئات یعنے نیکی اور بدی جو کہ بدنی افعال اور اعمال ہین اصلی حسنات اور سیئات کے ظلال اور سایہ کے مثل ہین اور اصلی حسنات اور سیئات ایسے اخلاق نیک اور اخلاق بد سے عبارت ہے جو کسب اور عمل سے نہین بلکہ ہر شخص کے نفس مین بدو فطرت کے وقت اور اوس وقت جبکہ بدن درست ہوکر تیار ہوجاتا ہے اور نفس کا تعلق جسم کے ساتھہ مضبوط کیا جاتا ہے مثل صفات کے پیدا اور خلق کئے جاتے ہین اور درحقیقت سعادت اور شقاوت بھی یہی ہے کیونکہ سعید اصلی وہی ہے جسکی خلقی اور پیدائشی اخلاق حمیدہ اور قابل تعریف ہون اور شقی اصلی بھی وہی ہے جسکے صفات جبلیہ اور اوصاف فطری ذمیمہ اور قابل نفرت ہون چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین اسی حقیقت کا کشف فرمایا ہے کہ الشقی شقی فی بطن امہ والسعید سعد فی بطن امہ پس اس سے معلوم ہوا کہ سعادت اور شقاوت دو ایسی چیزین ہین جو ماں کے پیٹ مین نفس کو حاصل ہوتی ہین اور یہ دونون کیفیتین بمنزلہ عقل ہیولانی کے پیدا کیگئی ہین اور جب وہ اپنے کمال قوت کو پہونچتی ہین تو قوت سے فعل کیجانب خروج کرتے ہین اور اوسنے اونکے اقتضا اور میلان کے موافق افعال صادر ہوتے ہین جو حسنات اور سیئات نیکی اور بدی کے نام سے موسوم ہین لہذا سعادت اور شقاوت مثل علت کے اور اعمال صالحہ اور فاسدہ مثل معلول کے ہین اور اسیوجہ سے حضور نے فرمایا کہ اذا سمعتم بجبل زال عن مکانہ

تصدقوا واذا سمعتم برجل زال عن خلقہ فلا تصدقوا فانہ یصیر الی ماجبل علیہ یعنی جب تم یہ سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ پر سے ہٹ گیا تو مان لو لیکن اگر یہ سنو کہ کسی شخص کا پیدائشی خلق زائل ہوگیا تو ہر گز نہ مانو کیونکہ وہ ضرور پھر اپنی پیدائشی خلق کے جانب پلٹ آے گا (بظاہر اس سے یہ مراد ہے کہ جو امر خلاف فطرت ہوتا ہے اوسکی نگہداشت ہمیشہ درکار ہے نہیں تو ذری سی غفلت اور کوتاہی مین وہ جاتا رہتا ہے اور فطرت اپنا غلبہ کرلیتی ہے کیونکہ لفظ یصیر سے جسکے معنے لوٹنے کے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی حد تک خلاف فطرت امور کا ظاہر ہونا ممکن ہے اگرچہ وہ مستحکم اور دامی نہو سکین اور جب ایسا ممکن ہوا تو جن اسباب سے اونکا ظاہر ہونا ایک مرتبہ ممکن ہے اونہین سے ہمیشہ ممکن ہے بشرطیکہ وہ اسباب ہاتھ سے نجانے پائین اور یہی فرق درمیان اصلی اور کسبی کے ہے کیونکہ اصلی کے لئے اسقدر زیادہ کوشش اور دائمی نگہداشت کی حاجت نہین ہے وہ تھوڑی سی کوشش اور نگہداشت سے حاصل ہوتے اور ہمیشہ قائم رہتی ہے ایسی ہی ایک موقع پر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اس پیدائشی سعادت اور شقاوت پر کیون نہ بھروسہ کرین تو آپ نے فرمایا نہین۔ اعملوا ولا تتکلوا۔ عمل کرو اسپر بھروسہ مت کرو۔ فکل میسر لما خلق لہ ہر شخص کے لئے وہی آسان ہے جسکے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے پھر آپ نے یہ آیت مبارک تلاوت فرمائی

فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری واما من بخل واستغنی وکذب بالحسنی فسنیسرہ للعسری یعنے جس نے دیا اور ڈر رکھا اور سچ جانا بھلی بات کو تو اوسکو ہم سہج سہج پہونچا دینگے آسانی مین اور جسنے ندیا اور بے پرواہ رہا اور جھوٹ جانا بھلی بات کو سو اوسکو ہم سہج سہج پہونچا دینگے سختی مین۔ (یہ حکم آپ کا عام تھا اور اوسمین یہ ہی مصلحت تھی کہ عمل اور کوشش کو بھی بہت بڑا دخل ہے اگرچہ کلیتہ نسہی لیکن کسی نکسی حد تک توضرور ہی فائدہ پہونچاتا ہے اور مالایدرک کلہ لایترک کلہ کا اصول چلیانہ ہے۔ علوی)

پھر حضرت خواجہ درد صاحب خود ہی فرماتے ہین کہ شریعت مین تہذیب اخلاق کی کمال
سی مصلحت اور فائدہ پر نظر رکھکر دیگئی ہے کہ اگر تھوڑی سی نیکی بمنزلہ تخم او ربیج کے بھی اوسکے
طینت مین ہوتی ہے تو رفتہ رفتہ مجاہدات کے آبیاری سے وہ برگ وبار لاتی ہے اورنہال
سعادت قوت پکڑتا ہے اور سرسبز ہوجاتا ہے اور اچھے پھل دیتا ہے اور اپنی مراد کو پہونچتا
ہے اور نجات اور فلاح کی بہار جلوہ افروز ہوتی ہے اور ہدایت کے پھول کھل جاتے ہین جیساکہ
خود خداوند کریم اور رحیم ارشاد فرماتا ہے کہ وَالَّذِیْنَ جَاہَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا یعنے جو لوگ ہمارے
راستہ مین چلنے کی کوشش کرتے ہین اونھین ہم خود اپنے راستہ دکھلاتے ہین ہان ایسی صورت
مین بیشک تمام کوشش بیکار ہو جاتی ہین کہ اوسمین ایک ذرہ نیکی کا تخم کے مثل بھی نہو ایسے شخص
کی مثال ٹھنڈی لوہے کی ہے جسکے پیٹنے سے سوا رنج اور محنت کے کوئی فائدہ نہین ہوتا یا وہ
ریگستان کی گرد ہے جو ٹھورنے سے کبھی نہین ٹہر سکتی چاہے کوئی بہت محنت سے ٹھورے اور
تمام عمر ٹھورے لیکن ایسے شریر جنکے نفوس مین اس درجہ کی خباثت اور شقاوت ہو بہت ہی
کم پیدا ہوتے ہین اور بالکل نایاب ہین گویا کہ ہے سنین ہین صرف وہی چند اشخاص جنکی نسبت
قرآن پاک ناطق ہے یقینی طور پر ایسے شقی تھے اور اونھین بھی اس درجہ کی شقاوت حضور
رسالتماب علیہ التحیہ والسلام سے خلاف کرنے اور آپ سے عداوت رکھنے کے سبب آگئی
تھی کیونکہ اسکے وبال اور شامت سے جسقدر خیر کا مادہ اونمین تھا وہ سب شر کے غلبہ سے
مغلوب ہوکر مثل شر کے ہوگیا تھا جیساکہ خود اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ وَمَا ظَلَمَھُمُ اللّٰہُ وَلٰکِن
کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ یعنے خدا نے اونپر ظلم نہین کیا بلکہ اونھون نے خود اپنے نفوس پر ظلم کیا
ہے۔ ایک دوسرے مقام پر حضرت خواجہ درد صاحب نے اس باب مین نہایت مختصر اور
دلچسپ اور پرمغز تقریر فرمائی ہے اور صوفیانہ طرز مین محققانہ فیصلہ کیا ہے چنانچہ آپ فرماتے
ہین کہ سب سے پہلا مرتبہ اور اول درجہ خلق الٰہی کا ہے اور اسکا درجہ اخلاق مین سب سے
بڑا اور سب سے بلند ہے کیونکہ یہ تمام صفات کمالیہ متضادہ مثل جمال اور جلال اور قہر اور رحم

ظہرہ کے ذات واحد مین دجوباً اس طرح سے جمع ہونیکو کہتے ہین کہ اوس سے زیادہ اچھے ہونیکا تصور بھی نہو سکے اور اسکا امکان بھی نہ نکلے اور کوئی مرتبہ اخلاق مین اوسکے اوپر باعتبار اپنے حسن وکمال کے نہ ثابت ہوا نہ ذہنی اور خارجی طور پر اور نہ عقلی اور فرضی طور پر۔ اور ممکن نہین کہ اخلاق مین یہ مرتبہ کسی بندہ کو ملے اور کوئی مخلوق اوسے حاصل کرسکے کیونکہ یہ مرتبہ ذات واجب تعالیٰ وتقدس کے لئے مخصوص ہے۔ اسکے بعد خلق محمدی کا مرتبہ ہے جسکا نام لسان الدین تخلق عظیم ہے اور اوسکی تعریف یون کیجاتی ہے ہو اتصاف السعید باخلاق الالٰہیہ علی قدر الطاقۃ الانسانیہ بحیثیت لایمکن فی الموجودات الممکنۃ ظہور خیر منہ بل مثل ایضا وہو مخصوص لفرد واحد من نوع الانسان یعنے بندے کا اللہ جلیل جل شانہ کے اخلاق کے ساتھہ بقدر انسانی طاقت کے اسطور پر متصف ہونا کہ موجوات ممکنہ مین سے کسی مین بھی اوس سے بہتر بلکہ اوسکے برابر بھی اسکا ظہور ممکن نہوا اور یہ مرتبہ نوع انسان مین صرف ایک شخص کے لئے مخصوص ہے (صرف ایک شخص کے لئے ایسے مرتبہ کا مخصوص ہونا عقلاً اور نقلاً ثابت ہے اور انشاءاللہ یہ عاجز کسی دوسرے موقع پر اسکے ثابت کرنیکی کوشش بھی کریگا کیونکہ اس مقام پر اگر یہ پوری بحث قلمبند کیجائے تو بات کہین سے کہین جاپڑیگی اور مضمون بہت طویل ہوجائیگا لیکن مختصر طور پر یہ عرض ہے کہ تمام محققین اس امر پر متفق ہین کہ باعتبار تشخصیت کے جس سے ایک شخص دوسرے سے ممتاز ہوتا اور پہچانا جاتا ہے ہر شخص جدا جدا ہے اور کوئی ایک شخص بھی دوسرے کے ساتھہ اس امر مین شریک اور سہیم نہین ہے اور ممکن نہین ہے کہ دو آدمیون کی بھی تشخصیت ایک ہی ہو کیونکہ اگر ایسا ممکن ہوتا تو ایسے دو آدمیون مین کوئی وجہ شناخت نہ باقی رہتی اور کوئی یہ نہ کہہ سکتا کہ زید کون ہے اور عمرو کون ہے جب یہ امر تسلیم کرلیا گیا کہ تمام بنی آدم باعتبار تشخصیت کے جدا جدا ہین اور شروع سے لیکر آخر تک یہ تشخصیت لازمی ہے تو یہ بھی مان لینے کے قابل ہے کہ تشخصیت ظاہری یا تشخصیت باطنی اور مزاج شخصی کے تابع ہے اور

اسی سے یہ ثابت ہے کہ یہ اختلاف تینون اعتبار سے ہوتا ہے خواہ وہ صورت ظاہری ہو یا ہئیت باطنی یا مزاج طبعی ایسی حالت مین اعتدال انسانی کے درجہ پر صرف ایک ہی شخص پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ اعتدال کے درجات مختلف نہین ہوسکتے اگرچہ حکما اور اطبا نے اس امر سے انکار کیا ہے کہ اعتدال حقیقی ہے لیکن اسکے ساتھ ہی وہ طبعی اعتدال کو جو اعتدال حقیقی کے قریب تر ہوتا ہے یعنے جس درجہ کا اعتدال ممکن ہے اوسے تسلیم کرتے ہین اور ایسا اعتدال بھی صرف ایک ہی شخص کے لئے نکل سکتا ہے نہین تو تخصیت کا قاعدہ پھر شکست ہو جائیگا اور اخلاق فطری زیادہ تر مزاج کے تابع ہین لہذا صرف ایک ہی شخص فطری اور پیدائشی طور پر ایسا معتدل اخلاق رکھیگا جو سب مین ممتاز ہو اور ثابت ہو چکا ہے کہ اخلاق حقیقی وہی ہے جو کسبی اور خلقی طور پر ایک ہی ہو۔ ایسی ہی باعتبار درجات روحانی کے بدو فطرت مین روحین بھی مختلف ہین اور ایک دوسرے سے فرق اور امتیاز رکھتے ہین لہذا اونمین بھی جب فرق مراتب کا سلسلہ قائم ہے تو ایک ہی روح ایسی نکل سکتی ہے جو سب پر فائق ہو اگرچہ یہ فوقیت اور تحتیت بہت ہی غیر محسوس کیون نہو اور چو روح باعتبار اپنی جوہر ذاتی اور اعتدال صفاتی کے سب پر فائق ہوگی وہی ذات حق سے باعتبار ذاتی کمال کے مناسب تر اور قریب تر ہوگی اور ایسی مناسبت اور قربت سے اوسکے صفات کے ساتھ متصف ہونے اور اوسکے اخلاق کے ساتھ متخلق ہونے کی قابلیت اور استعداد پیدا ہوتی ہے اب اسمین کوئی شبہہ باقی نرہا کہ اس اعتبار سے بھی صرف ایک ہی شخص اس قابل نکل سکتا ہے۔ جب یہ امر واضح ہو گیا تو اب کمالات روحانی اور اوصاف اخلاقی سے جو عملی حیثیت سے ظاہر ہوئے ہون اور جن سے بیشمار بنی آدم نے فائدہ بھی اوٹھایا ہو یہ امر ثابت ہو سکتا ہے کہ اوسکا مستحق گذشتہ باکمال انسانون مین سب سے زیادہ کون ہے اور انشاء اللہ العزیز آپ کے مختصر اخلاقی تعلیمات اور حالات سے یہ امر بہت کچھ پایۂ ثبوت کو پہونچ جائیگا کہ دنیا مین جسقدر باکمال

ان پیدا ہوئے جنکے حالات تعلیمات سے دنیا واقف ہے اونمین ہمارے
حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ کیلئے سب سے زیادہ مستحق ہین اور
اور یہہ بھی ہمارا دعویٰ ہے اور آپکے اون تعلیمات اور حالات سے اس تمام رسالہ مین
بحث کیجاتی ہے اور کیجائیگی۔ علاوی ۲ اور وہ فرد واحد سید المرسلین خاتم النبیین حضور سرور کائنات
علیہ التحیتہ والصلوۃ ہین کیونکہ خداوند جلیل قرآن پاک مین حضور ہی کے نسبت ارشاد فرمایا ہے
کہ انک لعلی خلق عظیم یعنی تحقیق تم اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خلق عظیم پر ہو اور کسی نبی یا ولی
کی شان مین یہہ نہین کہا گیا۔ اور اس خلق عظیم کے تحت مین کثیر مراتب ہین اور اونمین اشرفیت
باعتبار اوس اقربیت کے ہے جو اونھین خلق عظیم کے ساتھہ حاصل ہے اور سب سے
زیادہ قریب وہی مرتبہ ہے جو ممکن سے ممکن اخلاقی اعتدال کے اعتبار سے صفات اور
کمالات متضادہ کا جامع ہو مثلاً جمع ہونا فقر اور غنا کا اور تواضع اور کبریا کا اور حلم اور غضب کا
اور لطف اور ادب کا اور عطا اور منع کا اور قہر اور رحم کا اور علی ہذا القیاس ایسے صفات
کا جو ایک دوسرے کے بالکل خلاف ہین اور جنکے مادے اور قابلیتین انسان مین موجود
ہین کیونکہ حقیقت انسانیہ تمام صفات اور کمالات مختلفہ کی جامع ہے اور انمین اختلاف
باعتبار قوت اور ضعف کے ہے اور اسی جامعیت کے اعتبار سے وہ اس شرف سے مشرف
ہے کہ خلق آدم علی صورتہ یعنی ہم نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ اسکی
سعادت اور شرافت اسپر مبنی ہو کہ وہ ان صفات مین سے کسی صفت کو بالکل ہی مٹا دی
یا بیکار محض رکھے کیونکہ اس سے فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمتہ یعنی حکیم کا فعل حکمت سے خالی
نہین ہوتا خلاف ثابت ہوگا باقی رہا اونمین اچھائی اور برائی کا ہونا تو واقعی امر یہہ ہے کہ
باعتبار خلقت کے وہ سب نیک اور محمود ہین اور اونمین بدی اور برائی اضافت اور
نسبت اور نیت اور اپنی محل اور اندازہ سے بڑہتی اور گھٹتی اور بے موقع اور بے محل ظاہر
ہونے سے پیدا ہوتی ہے کیا یہہ امر اس امر کے ثابت کرنیکے لئے کچھہ کم ہے کہ ذات مستجمع صفات

ہین تمام صفات اور کمالات متضادہ موجود ہین اور اونکی وجود اور ظہور سے ذات قدسی
صفات مین کسی نقص اور برائی کا احتمال بھی نہین پیدا ہوسکتا ایسے ہی اگر انسان مین بھی
انکا ظہور اسی منشار کے مطابق اور موافق ہو تو ہرگز اون مین بھی کوئی نقص اور برائی
نہ پیدا ہونے پائے بلکہ جسے بادی النظر مین بیحد مذموم سمجھا جاتا ہے وہ بھی محمود ثابت
ہوتا ہے یہہ بھی ایک ایسی بات ہے جو حضرت انسان کے لئے مخصوص ہے اور اسی لحاظ
سے حضرت خواجہ درد فرماتے ہین کہ ایسے جاہل لوگون نے جنکی استعداد ناقص اور
عقل کوتاہ ہے جو یہ گمان کرلیا ہے کہ خلق اس سے عبارت ہے کہ ہر وقت محتاجگی
کا اظہار کیا جاے اور کثرت سے تواضع اور خاکساری سے کام لیا جاے اور حلم و ر
بردباری اور لطف اور مہربانی اور داد و دہش حد سے زیادہ عمل مین لائی جاے یہانتک
کہ غنا اور کبریائی جڑ سے مٹ جاے اور غضب اور تادیب اور منع یعنی نہ دینا اور دیگر
ایسے ہی صفات جنھین حکیم مطلق خداوند نے کثیر مصلحتون سے انسان مین پیدا کیا ہے
بالکل زائل ہوجاے تو ایسا ہوجانا ہرگز حسن اخلاق نہین ہے بلکہ بداخلاقی ہے کیونکہ
زیادہ فقر کا اظہار کرنا شکایت الٰہی ہے اور بے محل اور کثرت سے خاکساری کرنا نفاق اور
ریا کی علامت ہے اور حلم اور بردباری سے غیر مناسب حد تک کام لینا بی غیرتی کا مقتضیٰ
اور بے موقع داد و دہش فضول خرچی ہے ایسے ہی بے احتیاجی کا زیادہ ظاہر کرنا نفاخر
ہے اور خودداری مین زیادتی کرنا اور اوسے بے محل کام مین لانا تکبر اور غرور ہے اور
افراط غضب درندگی ہے اور حد سے زیادہ شہوت سے کام لینا بہیمیت ہے اور بے حد
ادب کرنا تکلیف مالایطاق ہے اور داد و دہش سے زیادہ رکنا بخل ہے اور بیشک کمال
ان سب کا اسی مین ہے کہ درجۂ اعتدال پر حسب اتباع سنت اللہ اور سنت رسول اللہ
[illegible] جمال اور رحم جلال اور قہر پر غالب رہے تاکہ رحمت غضب پر سبقت لیجاے
[illegible] سے اچھی طرح ثابت ہوگیا کہ انسانی

سعادت اور نجات اور صلاح اور فلاح اسی مین ہے کہ وہ توسط اور اعتدال کو اختیار کرے چنانچہ اخلاقی علوم کے محققین نے بھی اس باب مین یون تقریر کی ہے۔ کہ محققان علوم انسانی اور عارفان قوتین روحانی نے جب انسانی حالت کیجانب متوجہ ہوکر نظر تحقیق اور غور کامل سے کام لیا تو اوسی وقت اونپر امر ثابت او منکشف ہوگیا کہ خداوند عالم اور حکیم اعظم نے انسان کو دو ممتاز قوتین دو مختلف کامون کے لئے مرحمت فرمائی ہین ایک وہ قوت ہے جس سے انسان بلا کسی واسطہ کے ادراک مدرکات کا کیا کرتا ہے اور جو قوت ناطقہ کے نام نامی سے موسوم ہے اور یہی وہ قوت ہے جسے بالطبع اس امر کا شوق اور ذوق دامنگیر ہوتا ہے کہ وہ حقائق امور اور اشیاء کا علم حاصل کرے اور امور نظری مین فکر اور تامل اور مختلف اشیا مین تمیز کرتی ہے ایسی قوت کو نفس ملکی و مطمئنہ بھی کہتے ہین اور یہہ بھی وہ قوت ہے جس سے انسان اور حیوان مطلق کے درمیان فرق اور امتیاز پیدا ہوتا ہے یہہ ہی وہ قوت ہے جسکے غالب اور کامل ہونے پر کمال انسانی اور سعادت بشری موقوف ہے یہہ ہی قوت تمام اور قوتون پر حکمرانی کرنے کا جائز استحقاق رکھتی ہے۔ اس قوت کے دو شعبے دو جدا جدا نامون سے موسوم ہین۔ عقل نظری۔ اور عقل عملی۔

عقل نظری مبادی علیہ سے آئینہ دار صور علمیہ کے عکس حاصل کرتی ہے اور عقل عملی افعال کے مصالح اور مفاسد مین تمیز کرکے امور معاشیہ کے نظم اور نسق کے لئے مسائل جزیہ کا استنباط کرتی ہے اور یہہ ہی وہ قوت ہے جو قوت غضبیہ اور شہویہ کے تعلقات سے چند ایسی کیفیتون کو پیدا کرتی ہے جو کسی فعل یا انفعال کی باعث ہوتی ہے مثلاً مارنا یا مار ڈالنا کھڑا ہونا یا بیٹھ جانا۔ خجالت اور شرمندگی ہنسنا اور رونا وغیرہ اور قوت واہمہ اور متخیلہ کے استعمال اور تعلق سے مرئی راکون اور صنعتون کا استنباط کرتی ہے اور عقل نظری کے تعلقات اور مدد سے ایسے کلیات کے حاصل کرنے مین کامیاب ہوتی ہے جو اعمال کے متعلق ہوتے ہین مثلاً صدق و کذب سچائی اور جھوٹائی کا اچھا اور برا ہونا وغیرہ ذالک اور دوسرے

وہ قوت ہے جس سے انسانی حرکات و سکنات کا ظہور ہوتا ہے اور یہہ قوت قوت عاملہ اور قوت متحرکہ کے نام سے موسوم ہے جو لوگ غور و فکر سے نتائج معلوم کرنیکے عادی ہین وہ بہت جلد اس امر کو دریافت کر سکتے ہین کہ انسان کے تمامی حرکات اور سکنات کی صورت مین دو حال سے خالی نہین ہو سکتے یا ایسی چیزون کے حاصل کرنے کے لئے یہہ حس و حرکت ہوتی جو مرغوب الطبع اور فائدہ بخش اور لذت بخش ہے اور جسکی خواہش انسان کو ہوتی ہے مثلاً کھانا پینا کپڑا مکان زوجہ وغیرہ وغیرہ یا نا ملائم باتون اور مضر اور نفرت بخش چیزون اور حالتون کے دفع کرنے کے لئے ہوتی ہے اول کو جلب منفعت اور دوسرے کو دفعہ مضرت کہتے ہین اور یہہ دونون قسم کے حرکات اور سکنات قوت متحرکہ کے دو مختلف شعبون سے ظہور پذیر ہوتے ہین جلب منفعت کی قوت قوت شہوی اور نفس بہیمی کے نام سے موسوم ہے اور دفعہ مضرت کی قوت قوت غضبی اور نفس سبعی کے نام سے - لہذا تمام انسانون مین چار قوتین برسرکار ہین - عقل نظری - عقل عملی - قوت شہوی - قوت غضبی اور انھین چارون قوتون کے زیر انتظام عالم انسانی کا نظم اور نسق جاری ہے لہذا اب اس امر مین بھی غور و فکر کرنا لازم ہے کہ آیا یہہ قوائے اربعہ بدرجہ مساوی خود مختارانہ حکومت کے غیر محدود اختیارات کے ساتھہ حکومت کرنے کے مستحق ہین یا کسی ایک قوت کے زیر حکومت محدود محدود اختیار رکہنے کی اور حاکم اور محکوم و غالب اور مغلوب رہنے کی یہہ ہی مسئلہ ہے جسپر انسان کی سعادت اور نجات موقوف ہے تحقیق اور تدقیق اور تجربہ سے یہہ امر پایہ ثبوت کو پہونچگیا ہے کہ ایک ہی اقلیم مین مختلف حکمرانون کی طوائف الملوکی ہمیشہ اوسکی تباہی اور بربادی کا سبب بڑی ہے اور کبہی اوسکے خلاف نتیجہ نہین پیدا ہوا یہہ امر واجب التسلیم ہے کہ ان چارون مین سے ایک ہی کے لئے حکومت اور سلطنت اور بقیہ کے لئے دوسرے مرتبے ہونے چاہئے اور ہر وقت کو اپنے مرتبہ پر رہکر عمل کرنا چاہئے اسی نظم اور نسق کو تہذیب الاخلاق کہتے ہین اور یہہ نظم و نسق اوسی وقت قائم رہ سکتا ہے جبکہ یہہ سب قوتین درجہ اعتدال پر

باعث وجوہ تحریک و ترغیب ہے اللہ تعالیٰ اسکو طالبین کا رہبر اور غافلین کا رہنما بناوے اگر
کسی وقت موقع اور ضرورت نظر آئے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس زلف پریشان کو مشاطہ ترتیب
کے حوالہ کرکے دوسرے پیرایہ مین جلوہ دیا جاویگا آمین یہ اصطلاح ٹھہرائی ہے کہ جہان
منقول عنہ کی تعیناً یا ابہاماً (جہان راوی کی تعیین یاد نہین رہی مگر اوسکا موثوق بہ ہونا یاد ہو)
مین رکھیا وہان ابہاماً الکلیدیا تصریح نہ ہو وہ خود راقم کا مشاہدہ ہوگا واللہ غالب علی امرہ
وعلیہ المعول فی ظاہر کل امرہ وسرہ۔

مقصود

کمال ارشاد فرمایا کہ اپنے شیخ کے نسبت یہ اعتقاد رکھے کہ زندہ بزرگون مین میری طلب
اور سعی سے اس سے زیادہ مجھکو نفع پہونچانے والا نہین مل سکتا ف اس ارشاد
مین مسئلہ مشہورہ کی شرح ہے کہ اپنے شیخ کو تمام بزرگون سے افضل سمجھنا ضرور ہے
اس مسئلہ کا لقب وحدۃ مطلب ہے اور اسکے لوازم مین سے ہے دوسرے کی طرف توجہ
نکرنا اس مشہور عنوان پر چند شبہات واقع ہوتے ہین اول یہ کہ تمام بزرگون مین متقدمین
اولیاء اللہ اور حضرات صحابہ و اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنکا افضل الامتہ ہونا ثابت ہے
داخل ہوئے جاتے ہین پس ایسا سمجھنا کس طرح جائز ہوگا دوسرے اگر متقدمین سے
قطع نظر کیجاوے اور صرف معاصرین ہی کو لیا جاوے تب بھی مدار فضیلت کا قبول
عند اللہ پر ہے اور یہ امر غیبی ہے کہ عند اللہ کون زیادہ مقبول ہے ایسین رائے سے
حکم کرنا جائز نہین پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ فلان بزرگ سب سے زیادہ مقبول ہین
پس ایسا اعتقاد غلط وصول الی اللہ کی شرط کس طرح ہو سکتا ہے پس حضرت صاحب نے
اسکی کیسی اچھی شرح فرمائی ہے کہ بزرگون کے عموم کو زندہ کی قید سے مخصوص کردیا اور
بجائے افضل کے انفع فرمایا اور بجائے نفی واقعی کے اپنے سعی کو منتہی ہونے کو ارشاد
کیا جس سے سارے اشکالات دفع ہوگئے اس سے حضرت صاحب کا کمال عمق علمی

اور مجدد فن ہونا معلوم ہوتا ہے اسی لئے بروایت معتبرہ مسموع ہوا کہ حضرت مولانا
محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ تو حضرت صاحب کے اور کمالات
دیکھکر معتقد ہوئے اور مین کمال علمی کیوجہ سے معتقد ہوا ہون سبحان اللہ ع
خویش را صافی کن از اوصاف خود ÷ تا ببینی ذات پاک صاف خود ÷ بینی اندر دل علوم
انبیا ÷ بے کتاب و بے معین و اوستا۔

کمال جناب مولانا رحمت اللہ صاحب مہاجر مرحوم جب قسطنطنیہ سے باکرام واحترام
مکہ معظمہ واپس تشریف لائے تو ملاقات کے وقت حضرت صاحب سے ظل اللہ سلطان
المعظم کی مدائح و مناقب بیان کرکے درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دین تو اونکے حضور
مین آپ کا بھی ذکر کرون حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ کیا نتیجہ ہوگا غایت مافی الباب
وہ معتقد ہو جاوینگے پھر آپ دیکھ لیجئے کہ آپکے جو معتقد ہوئے کیا نتیجہ ملا وہی مجھکو ملیگا لینے
بیت السلطان سے قرب اور بیت اللہ سے بعد۔ البتہ آپ اونکی تعریف کرتے ہین کہ بڑے
عادل ہین اور حدیث مین آیا ہے کہ سلطان عادل کی دعا قبول ہوتی ہے سو اگر آپ سے
ہوسکے آپ اونسے میرے لئے دعا کرا دیجئے مگر ایک بادشاہ سے یہ کہنا کہ ایک درویش
کے لئے دعا کرو یہ (عرفاً) داب سلطنت کے خلاف ہے اسلئے مین آپکو اسکا ایک طریقہ
بتلاؤن وہ یہ کہ آپ میرا اونسے سلام کہدین وہ جواب مین وعلیکم السلام ضرور ہی کہینگے
بس میرے لئے اس طرح دعا ہو جاویگی۔ ف اس حکایت سے حضرت صاحب کے
چند کمالات ثابت ہوتے ہین اول استغنا غیر اللہ سے کہ جاہ عند الملوک طبعاً محبوب و
مرغوب ہوتا ہے مگر حضرت صاحب کو اس سے انقباض ہوا۔ دوم بیت اللہ سے کمال
انس و دلچسپی کہ اوسکے تلبس ظاہری کو بھی اتنے بڑے منصب جلیل پر ترجیح دی وللہ در من
قال ع و من دیدنی حب الدیار لاہلہا ÷ وللناس فیما یعشقون مذاہب ÷ اور یہ کمال عشق
الہی سے ناشی ہے سوم تواضع کہ باوجود اتنے بڑے شیخ الوقت و مرجع الفضلاء

استغنا عن الملوک . کمال تعلق . تواضع

مستلزم ہونے کے ایک بادشاہ کی طرف اپنے دینی احتیاج ظاہر فرمائی اور اپنے سے
ابتدا انکو مقبول القول درگاہ الٰہی مین سمجھا ورنہ مشایخ ایسے امور کو اپنی کسر شان سمجھتے ہین اور
مین ایک ایہام کا موقع بھی ہے کہ اظہار استغناء سے رائحہ ترفع کا تھا اور اوسکا کیسا خوبی
سے تدارک کیا ہے استغنار کا تواضع کے ساتھ مجتمع ہونا کمال علم ہے اور اسمین اپنے مرتبہ
کے موافق مجاہدہ نفس بھی ہے اور سالکین کی تربیت بھی ہے کہ اس طرح اپنی اصلاح کا اہتمام
چاہیئے۔ چہارم رعایت ادب و اعتدال افعال وحفظ مراتب کہ امتثال امر نزلوا الناس
منازلہم ہے کیونکہ حفظ شرع کے ساتھ حفظ عرف اخلاق جمیلہ سے ہے حدیث مین ہے خالق
الناس باخلاقہم البتہ تزاحم کے وقت عرف محض لاشئے ہے اور موسوم برسم جاہلیت ہے۔
کمال آل حاجی عبدالرحیم خادم خاص کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت صاحب کے پاس کہین سے
سیاہ نری کا جوتہ ہدیۃً آیا آپ نے انکو مرحمت فرمادیا انھون نے عرض کیا کہ حضرت آپکا عطیہ ہم
خدام کے لئے سرفرازی و برکت ہے مگر لوگ حضور کے خدمت مین اس غرض سے ندیہ پیش کرتے ہین
کہ حضور استعمال فرمائین سو اگر چندے استعمال فرماکر مرحمت ہوجاوے تو ہم لوگ بھی سرفراز ہوجاوین
اور اون لوگون کی بھی خوشی ہوجاوے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جابا وہ لے تو نہین جانتا انھون نے
دریافت کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ بھائی جب سے مین نے خانہ کعبہ کا غلاف سیاہ دیکھا ہے سیاہ
نری کا جوتا پہننے کی ہمت نہین ہوتی یہ رنگ اور میرا پاؤن اسی طرح جب سے روضہ مطہرہ نبویہ
صلی اللہ تعالیٰ علی صاحبہا کے پردے سبز رنگ دیکھے ہین کیمخت کا جوتہ نہین پہن سکتا ف۔
اللہ اکبر ادب وعظمت الٰہی اور توقیر وحرمت نبوی کس درجہ آپ کے قلب مین تھی حالانکہ فی نفسہ
امر مباح ہے پھر غلاف کعبہ کی سیاہی سرمئی ہے اسی طرح استار روضہ آسمانی رنگ نہین مگر صرف
ادنیٰ تشابہ سے آپکو اس رنگ کا استعمال پاؤنمین شاق گذرا۔ ے طرق العشق کلہا آداب ٭
ادبوا النفس ایہا الاصحاف ٭ زائرین مشائخ نے عشق ادب کے جامع کم دیکھے ہونگے کیونکہ
غلبہ عشق مین ادب کی چاکر شان نہین رہتی مگر حضرت صاحب مین دونون وصف علے

سبیل الکمال مجتمع تھے کما قیل ~ بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق ٭ ہر ہوسناکے ندانند
جام و سندان باختن ٭ کمال خود ارشاد فرماتے تھے کہ مجھ سے جناب مولانا محمد قاسم صاحب
نے پوچھا کہ حضرت میرا ایک جگہ نوکری کا تعلق ہے اگر ارشاد ہو تو چھوڑ دوں میں نے جواب
دیا کہ مولوی صاحب معلوم ہوتا ہے کہ ابھی طبیعت میں تردد ہے اور یہ دلیل ہے خامی کی اور
ایسی حالت میں تعلق کا ترک کرنا موجب تشویش قلب ہوتا ہے جس وقت پورا توکل پیدا ہو جاویگا
خود بخود طبیعت تعلقات سے ایسی نفور ہوگی کہ کسی کے منع کئے بھی آپ نمانینگے۔ ف۔ بعض
مشایخ کی عادت ہے کہ ترک تعلقات کا دفعتًہ امر فرماتے ہیں چونکہ طبیعت ابتدا سے تعلقات
کی خوگر ہوتی ہے اور ابھی قلب میں کوئی کیفیت خاص راسخ پیدا ہوئی نہیں انجام اوس ترک کا
اکثر فساد دین ہو جاتا ہے حضرت صاحب نے کیا خوب تعلیم فرمائی کیونکہ جب قلب میں قوت پیدا
ہو جاویگی اوس وقت اگر قدرے تنگی اور مشقت بھی پیش آویگی قلب اوسکا متحمل ہوگا اور کوئی ضرر
نہوگا حقیقت میں طبیب ہونا بڑا مشکل ہے۔ کمال کوئی مرید حضرت صاحب سے عرض کرتا کہ
دنیا چھوڑ دوں ارشاد فرماتے کہ اگر دنیا سے حلال ہے خود مت چھوڑو اللہ کا نام لئے جاؤ
جب اسکا غلبہ ہوگا خود ہی چھڑا دیگا۔ ف۔ اس سے حضرت صاحب کے حسن تربیت
طالبین ثابت ہوتی ہے کہ قلب کو تشویش سے بچاتے تھے کیونکہ تشویش میں آدمی سے
اللہ کا نام بھی نہیں لیا جاتا بس ظاہر میں تو ترک دنیا سے منع فرماتے تھے مگر واقع میں ترک
دنیا سے بچاتے تھے سبحان اللہ کیسے دقیق النظر تھے۔ کمال مسموع ہوا کہ ایک بہت بڑا
عالم جامع شریعت و طریقت نے حضرت صاحب سے مشورہ لیا کہ میرا ارادہ ہے ترک حیوانات
کے ساتھ چلہ کروں حضرت صاحب نے فرمایا مولانا توبہ کیجئے یہ وسوسہ شیطانی ہے ترک
حیوانات کو قرب الٰہی میں کیا دخل چونکہ مخاطب خود بھی عارف تھے معًا متنبہ ہو گئے اور توبہ کی۔
ف اس سے حضرت صاحب کا عمق علم معلوم ہوتا ہے کہ سنت و بدعت میں کیسا امتیاز فرما لیا اور
جو امر عرف مشایخ میں مستحسن و مقصود ہو رہا ہے اوسکی فساد خفی کو سمجھ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت

صاحب کا قلب ایسا سلیم بنایا تھا کہ حق و باطل کا ادراک بداہت ہوجاتا تھا بقول محققین یہ
شان صدیقین کی ہوتی ہے واللہ اعلم۔ کمال ۴ مسموع ہوا کہ حضرت حافظ محمد ضامن صاحب
قدس اللہ سرہ نے جو آپ کے پیر بھائی بھی ہیں اور بڑے عجیب و غریب کمالات کے جامع
تھے آپ نے فرمایا کہ خدا جانے کیا بات ہے کئی روز سے میرا دل مرنے کو چاہتا ہے اور
اس قدر شدت سے چاہتا ہے کہ اگر اسکو سکون نہ ہوا تو اندیشہ ہے کہ خودکشی نکر لوں چونکہ
حدیث میں تمنا ئے موت کی ممانعت ہے اور جو کیفیت باطنی مخالف سنت کے ہو وہ
مذموم و مردود ہے اسلئے مجکو تردد ہے کہ یہ حالت بُری نہ ہو آپ نے فرمایا حضرت مبارک
ہو اللہ تعالیٰ نے آپکو مقام ولایت عطا فرمایا ہے کیونکہ موت کی ایسی تمنا علامات ولایت سے
ہے چنانچہ فرمایا ہے ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین
ف حضرت صاحب کا مطلب یہ ہے کہ حدیث میں مطلق تمنائی موت سے ممانعت نہیں
آئی بلکہ اوسمیں اس قید کی تصریح ہے بضر نزل بہ یعنی کسی دینوی تکلیف کے سبب تمنا ممنوع
ہے کہ علامت ہے ناگواری قضاء الٰہی کی اور جو تمنا بشوق لقاء حق ہے اوسکا محمود بلکہ علامت
ولایت ہونا خود قرآن مجید میں منصوص ہے اس سے حضرت صاحب کا کمال علمی و شرح صدر
بدرجہ غایت ثابت ہوتا ہے باوجودیکہ حضرت صاحب کی تحصیل ظاہری کافیہ تک تھی کچھ حصہ
مشکوٰۃ کا پڑھا تھا علم لدنی یہی ہے۔ کمال ۵ حاجی عبدالرحیم مذکور خادم خاص کا بیان ہے کہ
مین نے مدت تک حضرت صاحب کی خدمت کی رات کو بھی دن کو بھی مگر کبھی پانون پھیلا
کر سوتے نہیں دیکھا بلکہ پانون سمٹے رہتے تھے بہت روز تک تو اس طرف التفات بھی نہیں
ہوا جب عرصہ دراز تک شاذ و نادر پانون پھیلے ہوے نہ دیکھے تب خیال ہوا کہ غالباً قصداً
ہے آخر حضرت صاحب سے عرض کیا کہ حضرت آپ پانون کیون نہیں پھیلاتے بھلا اسطرح
سونے مین کیا نیند آتی ہوگی اور کیا آرام ملتا ہوگا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جا باولے تو
آرام کو لئے پھرتا ہے تو نہیں جانتا کہ اپنے محبوب کے سامنے پانون پھیلانا بے ادبی ہے۔

ف۔ اللہ اکبر کمالات حقیقیہ یہ ہوتی ہین اول ادب کس درجہ کا ہے جسکا منشا عظمت الٰہی
کا رگ وریشہ مین سماکر طبیعت بن جاتا ہے پھر یہ کمال ایسا دقیق ہے کہ شاید تمام عمر بھی کسی
کو اسکی اطلاع نہو اسی لئے بزرگون نے فرمایا ہے کہ کاملین کا حال پہچاننا بہت مشکل ہے
کیونکہ اوسمین کسقدر لطافت ہوتی ہے کہ وہان تک کسی کا ذہن بھی نہین جاتا۔ کمال ایک
بار حضرت صاحب یہ مضمون بیان فرمارہے تھے کہ بلا بھی نعمت ہے اور حاضرین پر ایک
خاص اثر تھا اوس اثنا مین ایک شخص حاضر خدمت ہوا جسکا ایک ہاتھ گل رہا تھا اور سخت
تکلیف تھی رومال گلے مین بندھا تھا اوسمین وہ ہاتھ ڈال رکھا تھا عرض کیا کہ حضرت سخت
مصیبت مین گرفتار ہون ایک سال ہوا کہ ایک شخص نے لڑائی مین دانت سے کاٹ لیا تھا
اوسکا زہر پھیل گیا للہ دعا کیجئے کہ اس سے نجات ہو اوسوقت احقر کو وسوسہ ہوا کہ اسوقت
حضرت صاحب کیا کرینگے اگر دعا کی تو اس بیان کے موافق اوس دعا کے معنی یہ ہونگے
کہ اس نعمت کو زائل کر دیجئے کیونکہ بلا بھی نعمت ہوتی ہے اور اگر دعا نکی تو ایک امیدوار کا
ناامید کرنا ہے اور پھر یہ کہ شیخ جامع کو درجہ طالب پر نزول کرنا چاہئے نہ کہ اوسکو اپنے درجہ پر
آنے کا مکلف کرے غرض مین سخت حیرت مین تھا کہ حضرت صاحب نے فرمایا بھائیو اسکے
لئے دعا کرو اور ہاتھ اوٹھا کر پکار کر دعا کی مضمون دعا یہ تھا کہ یا الٰہی ہم خوب جانتے ہین کہ یہ بلا بھی
نعمت ہے مگر ہم اپنے ضعف سے اس نعمت کا تحمل نہین کر سکتے اسلئے التجا ہے کہ آپ اس نعمت
کو مبدل بہ نعمت صحت فرما دیجئے مین اس مضمون کو سنکر دنگ رہگیا کہ ان حضرت کو کون بتلاوے
خود قلب مین سے الواح علوم و معارف جوش زن ہوتے ہین ف۔ اس قصہ سے حضرت صاحب
کا کمال عرفان اور جامعیت اور حل مشکلات و فتح تعلقات و کمال اتباع سنت و انکشاف حقائق
کہ دعا کو اختیار فرمایا اور اوسکا رضا بالقضاء اور بلا کو نعمت سمجھنے کی منافی نہونا بتلا دیا ثابت
ہوتا ہے حقیقت مین علماء الفاظ بہت دیکھے مگر عالم معانی حضرت صاحب کو پایا۔ کمال ارشاد
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندے کو ایک نشان عطا فرمائے ہین چنانچہ حضرت

فصل سوم - بدانکہ حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم میفرماید الوضوء شطر
الایمان یعنی وضو نصف ایمان است و
طہارت در ہر مرتبہ نصف عمل است کہ تجلیہ
موقوف است تخلیہ کہ تخلیہ شرط تجلیہ و شرط
بر مشروط مقدم است اول تخلیہ تن و جامہ
از احداث و انجاس بعدہ تجلیہ ان بفرائض
والنوافل ہمچنین اول تخلیہ سر از محبت غیر
بعدہ تجلیہ آن بذکر حق تعالےٰ قال اللہ
تعالےٰ قل اللہ ثم ذرہم - قل اللہ اشارت
تحلیہ است و ثم ذرہم اشارت تخلیہ است
از جز خدائے تعالیٰ عز وجل المقصود تخلیہ
شرط تجلیہ است و شرط بر مشروط مقدم است
یعنی نصف ایمان است تجلیہ و نصف تخلیہ
و این حقائق گفتن نیک آسان است
اما کردن بغایت دشوار است

قالو وما فعلوا و این ہمہ من معشر فعلو وما قالو
شاعر میگوید یعنی گفتند و نکردند کجا رفتند
آن قوم کہ کردند و نگفتند آنکہ گفت نکرد آنکہ
کرد نگفت مگر آنکہ برائے تعلیم گفت لے
عزیزا اگر عمرے درین کار صرف شود و

تیسری فصل - جاننا چاہئے کہ حضرت رسول
اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں الوضوء
شطر الایمان - یعنی وضو نصف ایمان ہے اور
طہارت ہر مرتبہ مین نصف عمل کے برابر ہے
کیونکہ تجلیہ یعنی روشن ہونا تخلیہ یعنی کدورت میل
سے پاک و صاف ہونے پر موقوف ہے اور اسی
وجہ سے تجلیہ کیلئے تخلیہ شرط ہے اور شرط ہمیشہ مشروط
پر مقدم ہوا کرتی ہے اول تخلیہ تن اور جامہ کا نجاسات
اور ناپاکیون سے ضروری ہے بعد اوسکے فرائض
اور نوافل سے تحلیہ ہوتا ہے ایسے ہی اول تخلیہ یعنے
پاک ہونا اعضا اور جوارح کا گناہون سے لازم ہے
پھر بذریعہ اطاعت اور فرمانبرداری جلا کرنا اسی
طرح سے اول دلکا برے اخلاقون سے خالی اور
پاک کرنا واجب ہے بعد ازان اخلاق حمیدہ اور
اوصاف پسندیدہ سے جلا دینا اور یون ہی اول
تخلیہ سر کا غیر خدا کے محبت سے پھر تجلیہ اوسکا حق تعالےٰ
کے ذکر سے قال اللہ تعالیٰ قل اللہ ثم ذرہم قل اللہ
تجلیہ کے طرف اور ثم ذرہم سے تخلیہ کے
طرف اشارہ ہے یعنی سوا خدا کے کسی کے
ساتھ دل کو متعلق نکرنا اور خدا ہی کا
ہورہ غرض یہ کہ تخلیہ تجلیہ کے لئے

بعضے از مقاصد توان رسید کارے
عظیم باشد * العمر قلیل و السفر طویل
و النفس علیل ؎
روزہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل *
شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن *
سالہا باید کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب *
لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن *
عمر خود درین کار صرف می باید کرد و روزگار
درین کار می باید گذرانید عمر در عشق
صرف باید کرد جان در غم باید داد دل

شرط ہے۔ اور شرط مشروط پر مقدم ہوا کرتی
ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ نصف ایمان نظافت
یعنی تخلیہ ہے اور نصف تجلیہ اس قسم کے حقایق بیان
کرنے مین تو بہت سہل ہین لیکن اونپر عمل کرنا
نہایت دشوار ہے شاعر کہتا ہے ؎ قالوو ما
فعلوا واین ہم * من معشر فعلوا و ما قالوا جو کہتے
ہین اور کرتے نہین ہین وہ لوگ کہان گئے جو
کرتے تھے لیکن کہتے نہ تھے جس شخص نے کہا انکیا
اور جسنے کیا نہین کہا مگر دوسرونکی تعلیم کے لئے
اے عزیز اگر ایک عمر اس کام مین صرف کرنے

نوٹ علہ جیسا کہ صیقل گر اور قلعی گر پہلے چیزون کو مانجکر خوب صاف کرتا ہے یہانتک کہ اگر کسیقدر قلعی پیشتر کی باقی ہو تو اوسے بھی اوڑا دیتا ہے اور رنگریز پہلے کپڑے کو میل وغیرہ سے خوب صاف کرتا پھر اوسپر جلا یجاتی ہے یا قلعی کیجاتی ہے یا رنگ چڑہایا جاتا ہے لہذا مانجنا اور صاف کرنا جسے تخلیہ کہتے ہین قلعی کرنے اور رنگ نے پر جسے تجلیہ کہتے ہین مقدم قرار پایا اور یہی حضرت مصنف کا منشا ہے اور اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ طہارت ظاہری اور پرہیزگاری اور تہذیب اخلاق اور جمعیت خاطر خدارسی اور کمالات علیا اور حضور او شہود حق تعالےٰ کے لئے سب پر مقدم ہے اور شرط ہے اور بغیر اسکے الا ماشاء اللہ یہ دولت سرمدی نصیب نہین ہوتی۔ یہی وہ شرط ہے جو تمام سالکین اور عارفین پر پابندی شریعت شریعہ اور درستی اخلاق کو واجب ثابت کرتے ہے اور اسی سے شریعت اور طریقت کا اتحاد اور کمال تعلق ثابت ہوتا ہے اور اون ناواقف لوگون کے اس قول کو پوری طور سے رد کرتا ہے کہ شریعت کو طریقت سے کوئی تعلق نہین ہے فقیری اور دینداری اور ہی چیز ہے یہ نہایت سخت غلطی اور شیطان کا بہت بڑا فریب ہے اور اس سے طالبان الہی کو بھی بچنا اور احتراز کرنا فرض ہے۔ من مترجم *

جان و تن بر میباید داشت و دست از کونین
میباید شست بلند همت میباید بود از حق
تعالے علو همت درخواست باید کرد +
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ هِمَّةً عَالِیَةً حَتّٰی لَا
اَسْئَلُ مِنْکَ اِلَّا اِیَّاکَ ۔ للکاتب
دنیائی باید مرا عقبے چه کار آید مرا
بهر نمائے روئے خوب تو جان بایاید مرا
دنیا را هیچ نمی باید نهاد و بعقبے مائل
نمی باید شد که بدان مقدار که بچیزے
مشغول گردی از غیر آن چیز فارغ مانے
خواهی دنیا گیر خواهی عقبے ۔ مَا شَغَلَکَ
عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُکَ ابیات
بت بود در راه او هر چه نه او ست +
در ره او بت شکن باید شدن +
چون نباید دوست هرگز در وطن +
عاشقان را بے وطن باید شدن ۔ +
هر چه از عشق دور افتی چه کفران حرف
چه ایمان هر چه از دوست در مانی چه زشت
آن نقش چه زیبا گر مرا هیچ نباشد نه بدنیا
نه به عقبے + چون تو دارم همه دارم و
گر م هیچ نباید + مردانه وار میباید ۔

سے کچھ بھی مقصد تک پہونچنا ممکن ہو تو بہت ہی بڑا
کام انجام کو پہونچے + العمر قلیل و السفر طویل والنفس
علیل عمر قلیل ہے اور سفر دراز ہے اور نفس بیمار ہے
روزها باید که تا یک پنبه دانه ز آب گل
شاهدے را حلّه گردد یا شهیدے را کفن +
سالها باید که تا یک سنگ اصلی ز آفتاب
لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن
تیرے مناسب ہے اپنی عمر کو ایسے ہی کام میں صرف
کرنا اور زمانہ کو اسی میں گذرانا اور عمر عشق و محبت الٰہی
میں صرف کرنا اور جان بھی اسی کے غم میں دیدینا اور دلکو
تن اور جان دونوں کی محبت اور خیال سے الگ کر لینا
اور دونوں جہانکی چیزوں سے ہاتھ دہونا اور بلند همت
ہونا اور حق تعالی سے عالی ہمتی کی درخواست کرنا
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ هِمَّةً عَالِیَةً حَتّٰی لَا اَسْئَلُ مِنْکَ اِلَّا اِیَّاکَ
بار الٰہا میں تجھ سے ہمت عالی مانگتا ہون ایسی ہمت عالی
کہ وہ تجھ سے سوا تیرے کچھ اور نہ مانگے ۔ للکاتب
دنیائی باید مرا عقبے چه کار آید مرا +
بہر نمائے روئے خوب تو جان بایاید مرا
دنیا کی کچھ حقیقت نہ سمجھ اور عقبے کے جانب مائل نہ ہو کیونکہ
جس مقدار پر کسی چیز کے ساتھ تو مشغول ہوگا اوس چیز
کے علاوہ اور چیزوں سے فارغ اور بے پرواہ ہو جائیگا

بیت

پائے در نہ براہ ونے فریاد *
این حرف خوان کہ ہرچہ باداباد۔

مصرعہ

اگر عمر وفا کرد داین کار برآید *
فقد فاز فوزاً عظیماً و اگر ہمدرین کار پیش از
حصول مقصود اجل در آمد فقد وقع اجرہٗ
علی اللہ۔ زہے حیات نکونام مردن بشہادت ؎
ساقیا درویش را پرکن بدہ پیمانہ را *
عاقبت پیمانہ پر خواہد شدن باری چنین *

خواہ دنیا کو اختیار کرو یا عقبےٰ کو ما شغلک عن اللہ
فہو صنمک جو چیز خدا کیجانب سے غافل کرکے اپنی طرف
مشغول کرے وہی سبب رسوائی ہے۔ ابیات
بت بود در راہ او ہرچہ نامست * در رہ او بت شکن باید شدن
چون نیاید دوست ہرگز در وطن * عاشقا ز بیوطن باید شدن
جو چیز تجکو عشق سے دور کرے اوسکا کفر و ایمان مین ہونا
برابر ہے اور جو چیز تجکو دوست سے باز رکہے اوسکا اچہا
اور برا ہونا برابر ہے ؎ گر مرا ہیچ نباشد نہ بدنیا نہ بعقبیٰ
چون تو دارم ہمہ دارم و گرم ہیچ نباید * مردانہ وار رہنا
چاہیئے شعر پائے در نہ براہ ونے فریاد * این حرف
خوان کہ ہرچہ باداباد مصرعہ گر عمر وفا کرد داین کار برآید
فقد فاز فوزاً عظیماً تو بیشک بہت ہی بڑے مقصد پر فائز
ہوا اگر حصول مقصود سے پہلے اسی کام مین موت آجاے
تو فقد وقع اجرہ علی اللہ بیشک اسکا اجر اللہ کے نزدیک
ملیگا اور اسی سبب سے۔ انتہیٰ تو مردن ہمہ کس را تمنا است
؎ ساقیا درویش را پرکن بدہ پیمانہ را *
عاقبت پیمانہ پر خواہد شدن باری چنین *

نوٹ ۲ متعلقہ ترجمہ۔ اس مقام پر ایک بات سمجھ
لینیکے قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ ان بزرگان دین نے
جو دنیا کی بے حقیقتی ثابت کی ہے کیا اوسکا یہ مطلب
ہے کہ تمام کاروبار اور تعلقات کو چہوڑکر سب سے
الگ تہلگ ہوجانا اور زن فرزند باپ بہائی
عزیز قریب کسی سے بہی کچہ سروکار نرکہنا حاشا وکلا یہ
مطلب اس طور پر نہین ہے جیسا بظاہر وہ لوگ سمجہ رہے ہین جنکے نظرون کے سامنے ہندوون اور دیگر اقوام
کے فقرا کی راہبانہ اور جوگیانہ زندگی ہے بلکہ اوسکا مطلب فی الحقیقت یہ ہے کہ بظاہر حد سے زیادہ اور ضرورت
سے زیادہ دنیا کی چیزونکے ساتہ مشغول ہونا جس سے یقینی طور پر خسیس اور ادنیٰ چیزون اور باتون مین تمام وقت
صرف ہوجاتا ہے اور کمالات کے حاصل کرنیکا وقت ہی نہین ملتا اور اوسکے سوا طرح طرح کے ترددات اور پریشانیان

فصل چہارم - بدانکہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میفرماید حکایۃ عن اللہ تعالی مَن اَحبنی قتلتہٗ وَمَن قتلتہٗ فَاَنا دیتہٗ + نسبے دولت آنکس طوبے الرَّجُلُ دِیتہٗ علی رب العالمین + للمکاتب

چوتھی فصل - جاننا چاہیے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالی کے جانب سے ارشاد فرماتے ہین - من احبنی قتلتہ ومن قتلتہ فانا دیتہٗ یعنے مین جس شخص کو دوست رکہتا ہون اوسے قتل کرتا ہون اور جسکو مین قتل کرتا ہون

بقیہ نوٹ صفحہ ۲ کا + دامنگیر رہتی ہین - اور باطن حقیقی طور پر تمامتر صرف خداوند جلیل کے جانب راغب اور مائل رہنا اور اوسکے عشق اور محبت مین اسقدر سرشار ہوجانا کہ کوئی اور کیسکی محبت باقی نرہے تاکہ یکسوئی اور جمعیت خاطر نصیب ہو اور یہ فضل الہی اسلام کے حصہ مین ہے کہ دست بکار - اور دل بیار - با ہمہ - اور بے ہمہ - خلوت در انجمن - خود حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات ارشاد فرماتے ہین کہ میرا خلیل اور ولی دوست سوائے خدا کے کوئی نہین ہے اگر مین کیسکو اپنا دلی دوست بناتا تو حضرت ابوبکر صدیق کو بناتا حالانکہ آپ اہل وعیال رکہتے تھے اور مسلمانون کی تعزیت اور تہنیت اور اعادت فرماتے تھے اونکے سب کامونمین شریک ہوتے تھے اور ہر قسم کے معاملات کا فیصلہ کرتے تھے ہر شخص سے کمال اخلاق سے پیش آتے تھے اپنے خانہ داری کے کامونمین اپنے خادمون اور بی بیون کے ساتھ شریک ہوتے تھے اور بی بیون کے ساتھ نہایت بشاشت کے ساتھ معاشرت کرتے تھے اونکے دلونکو بہی بہلاتے تھے اور آپ کو بظاہر اپنے نواسون اور اصحاب علی الخصوص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو محبت تہی وہ پوشیدہ نہین ہے باوجود ان تمام تعلقات کے پہر بہی آپ کے دل مین سوائے باریتعالی کے کیسکی گنجایش نتہی بس اسی سے تمام مطلع صاف ہوجاتا ہے اور اصل حقیقت ظاہر ہوجاتی ہے جیساکہ حضرت مولانا روم ارشاد فرماتے ہین سہ کہ روز و شب در رزق زرق و دربق لق آمد + اہل دنیا کافران مطلق اند + چیست دنیا از خدا غافل شدن نے قماش نقرہ و فرزند و زن + اگر کوئی ناسمجہ کہے کہ آپ پیغمبر خدا تھے آپ کی اور بات ہے اور کسی سے یہ بات ممکن نہین ہے تو اوسے غور کرنا چاہیئے کہ خود خداوند تعالی مسلمانونکی تعریف مین ارشاد فرماتا ہے کہ رجال لاتلہیم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ یعنی بیع اور شرا اور خرید و فروخت اونہین خدا کے یاد سے غافل کرکے ہلاک نہین کرسکتے - پہر اسکے کیا معنے ہین کیا اس سے دوام حضور مراد نہین ہے - بیشک ہے اور ضرور ہے اور یہ صرف کمزوری کی بات کہ ہم اسے ناممکن سمجہتے ہین حالانکہ ہماری خلقت کا اصلی جوہر یہی جمعیت اضداد ہے جسے جاننے والے جانتے اور پہچاننے والے پہچانتے ہین - اور عقبیٰ کے جانب مائل ہونیکے یہ معنے نہین ہین کہ عاقبت کوئی چیز ہی نہین بلکہ اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ تمہاری عبادت اور طاعت صرف دوزخ کے خوف یا جنت کی طمع سے نہو

این دولت آنکس کہ جگر سوخت زمہرش
این سوختگی در جگر کیست کہ داند
انتیغ تو مردن ہمہ کس راست تمنا
این بخت بہ بین تا بسر کیست کہ داند

اوسکا خونبہا مین خود ہو جاتا ہون نسبے ودیت اوس شخص کی اور بشارت ہے اوس شخص کیلئے جسکی دیت رب العالمین پر ہو۔ للمکاتب قطعہ

این دولت آنکس کہ جگر سوخت زمہرش
این سوختگی در جگر کیست کہ داند

بقیہ نوٹ صفحہ ۵ کا۔ بلکہ محض خدا کے لئے ہو اور اوسکے ربوبیت کے سبب سے ہو اور از راہ محبت و عبدیت ہو اور یہ سمجھکر ہو کہ وہ اسیکا مستحق ہے اور ہمارا یہی فرض ہے اور اوسکی رضامندی اور خوشنودی کرورن جنت سے بہتر اور اوسکی ناخوشی کرورون دوزخ سے بڑھکر ہے اسمین اور اوسمین جو فرق ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ مترجم

نوٹ ۵۳۔ یہ کمال عنایت الٰہی اور اوسکا کرم اور بخشش ہے کہ وہ خود اپنے کسی بندے کو اپنے لئے قبول فرمائے اور ہر جانب سے اوسے مستغنی اور بے پرواہ کردے اور اوسے ہر وقت اور ہر ساعت اپنے جمال کے روئیت مین مستغرق رکھکر اپنی ہستی سے فنا کردے اور اوسکا تصرف کسی عضو اور قوت پر باقی نرکھے بلکہ وہ حق تعالیٰ کے دست قدرت مین اسطرح سے ہو جس طرح سے مردہ اپنے غسل دینے والون کے ہاتھ مین ہوتا ہے اور وہ جون سی کروٹ چاہتے ہین الٹاتے ہین اور اوسپر اپنا تصرف کرکے نہایت ملائمت اور ادب کے ساتھ اوسے پاک و صاف کرتے ہین اور پھر نہایت نفیس اور شفاف اور معطر کفن اوسے پہناتے ہین اور اس بندہ کی تمام خواہشات اور مرضیات کو اپنی خواہشون اور مرضیون پر چھوڑا دے اور اوسکا کوئی قول اور فعل اور حرکت اور سکون اپنی مرضی اور خواہش اور ارادہ سے نہ ظاہر ہونے پائے بلکہ جو کچھ ہو سب خداوند قدیر مطلق اور حی القیوم کے جانب سے ہو اور ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام کی حقیقت پوری طور سے ظاہر ہو جائے۔ اس سے بڑھکر ایک عاجز بندہ کے لئے کوئی مرتبہ اور کوئی کمال نہین ہو سکتا اور یہی وہ مرتبہ ہے جسے اہل اللہ اور عرفا فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے نام سے تعبیر کرتے ہین اور اسیکے آرزو اور تمنا مین سہ کہ جذب جستش خود مرا از من ربودی کاشکے۔ سالہا سال جبین سائی اور گریہ و زاری کرتے ہین اور خون جگر کہاتے ہین اور بہرہ یاب ہوکر زبان حال اور قال سے یہ کہتے ہین کہ سہ

خوب رویت ہچو مہ تابندہ باد۔ اسے جمال دلبری پائندہ باد۔ از نگاہ ناز مارا کشتہ۔ بس کرم کردی الٰہی زندہ باد۔ اور اسی مرتبہ کے جانب اوس حدیث شریف مین بھی اشارہ ہے جسمین آپ فرماتے ہین کہ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔ خداوند تعالیٰ کے حضور مین میرے لئے ایک وقت ہے کہ نبی مرسل اور ملک مقرب کوئی اوس وقت درمیان نہین آسکتا اور اسی کے طرف اوس

نوٹ منفیہ کا قدسی حدیث مین بھی اشارہ ہے جسمین خداوند تعالی فرماتا ہے کہ مین ہوجاتا ہون
اپنے بندے کا کان اور آنکھ اور زبان اور ہاتھ اور پیر کہ وہ مجھی سے سنتا اور مجھی سے دیکھتا اور مجھی سے
کلام کرتا اور مجھی سے چیزونکو لیتا اور مجھی سے چلتا پھرتا ہے پھر یہ مرتبہ کیونکر حاصل ہوتا ہے یہ تو یقینی ہے کہ این
سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ۔ بیشک یہ مرتبہ جب ہی حاصل ہوتا ہے کہ خود حق تعالی
کسیکو دوست رکھتا ہے اور وہ کیونکر کسیکو دوست رکھے اللہ اللہ۔ ایوان مراد بلس بلند است آنجا ہوس
رسید تو ان۔ من مترجم سہ کے خیال روے جانان در دلم گیرد قرار * آن گل نازک تر مینا بین دل پرخارما
لیکن یہ بھی اوسکی عنایت ہے کہ اسکی تدبیر بھی خود ہی بتاتا ہے دیکھئے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے قل
ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ یعنے کہدو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو
میرے اتباع کرو تا کہ خداوند خود تمکو دوست رکھے۔ سبحان اللہ کیسی عنایت ہے اور کیا بخشش اور کرم ہے
حضرات دیکھئے تو سہی محب بنکر گئے تھے اور محبوب بنکر آئے اور جب محبوب بنے تو سب ہی کچھ حاصل ہوگیا
ایسے ہی اوس مذکورہ بالا حدیث قدسی مین بھی تدبیر بتائی گئی ہے اور شروع مین یہ کہدیا گیا ہے کہ جب بندہ
مومن نوافل کے ذریعہ سے یعنے اون عبادات کے ذریعہ سے جو خدا کے جانب سے فرض نہین ہین
میرا قرب چاہتا اور تلاش کرتا ہے۔ تو مین ہوجاتا ہون آنکھ اور کان وغیرہ الفاظ حدیث جسکا ایک بڑا حصہ
اوپر گذر چکا یہ ہین وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَ
بَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ
الی آخرہ۔ البخاری۔ حضرات اس نوافل کے قید مین بھی بہت بڑی لطافت اور ایک باریک نکتہ ہے اور
وہ یہ ہے کہ فرض تو جبر و اکراہ کے ساتھ بھی ادا کرنا چاہئے لیکن نفل جب ہی ہوتی ہے کہ خدا کی محبت اور
اوسکی عبادات مین لذت ملتی ہو اور یہی خلوص کو ثابت کرتا ہے اور مخلص کبھی اوسکی بارگاہ سے محروم نہین
پھیرا جاتا اور نا امید نہین کیا جاتا اسکے سوا وہ اذکار اور افکار اور طریقہ مشایخ کبار جس سے نسبت الہی
جلوہ گر ہوتی ہے فرض اور واجب تو ہین نہین کیونکہ اگر فرض اور واجب ہوتے تو اوسکا بھی حکم عام ہوجاتا
اور ہر شخص مکلف ہوتا اور یہ امر بعید از حکمت و مصلحت الہی تھا لہذا وہ نوافل ہی کے مرتبہ مین رہے اور اسی
وجہ سے یہ ارشاد باری نوافل کے لئے مخصوص ہوگیا کیونکہ یہ بھی اچھی طرح سے ظاہر ہے کہ ہر نفل مین
اور ہر نفل گذار کو یہ دولت اور نعمت نہین نصیب ہوتی اس سے خود ظاہر ہے کہ اسکے لئے کوئی اور شرط
بھی ہے اور وہ شرط بیشک وہی ہے جو مشایخ کبار نے بتائی ہے لہذا محبت الہی کے ساتھ حضور محبوب الہی
اور حضرت رسالت پناہی کے کمال متابعت اور حضرات مشایخ کبار کے تعلیم کردہ طرز خاص پر جو فی الحقیقت
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کردہ ہے عبادات نافلہ مین مصروفیت لیس یہی اسکا ذریعہ اور وسیلہ ہے

شعر

چو دل بر کشتنم داری مدار از ہیچکس باکے
کرشمہ میکن و میکش کہ در لب خونبہا داری +

فصل پنجم در آنکہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میفرماید مفتاح الصلوٰۃ الطہور و دیگر میفرماید الصلوٰۃ معراج المومنین یعنی کلید نماز طہارت است و نماز معراج مومن است

بیت۔ تو راہ ندیدہ ازان راہ نمودند +
ور نہ کہ زد این در کہ برو نکشودند +

اکنون نعمت معراج بے تزکیہ جوارح از گناہ و بے تصفیہ دل از اخلاق ذمیمہ و بے تخلیہ سر از محبت غیر حاصل نشود کہ معراج عبارت از مقام قرب است و حدیث المصلی یناجی ربہ در ہمین مقام است کہ روح چون بکمال میرسد و مجذوب و مغلوب محبت حق تعالیٰ

گر

[illegible]

این بحث چنین تا آنکہ چیست کہ اند شعر

چو دل بر کشتنم داری مدار از ہیچکس باکے +
کرشمہ میکن و میکش کہ در لب خونبہا داری +

قیاس غالب ہے کہ یہ فصل ناتمام ہے اجزا تلف ہو گئے ۔

پانچوین فصل ۔ جاننا چاہئے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ مفتاح الصلوٰۃ الطہور اور پھر ارشاد ہوتا ہے کہ الصلوٰۃ معراج المومنین یعنے نماز کی کنجی طہارت ہے اور نماز مومن کی معراج ہے ۔ شعر تو راہ ندیدہ ازان راہ نمودند + ور نہ کہ زد این در کہ برو نکشودند لیکن معراج کی نعمت اوسوقت تک حاصل نہین جب تک اعضا اور جوارح گناہون کی آلودگی سے پاک اور دل بری عادات اور خصائل سے صاف اور سر غیر خدا کی محبت سے بالکل خالی نہ کیونکہ معراج حضرت حق کے مقام قرب سے عبارت ہے اور حدیث ۔ المصلی یناجی ربہ یعنے نمازی اپنے رب سے عرض معروض

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۰ کا + کہ بندہ عاجز کو خداوند جلیل دوست بنالے اور دوست بنا کر اصلی اور حقیقی کمال اور سعادت سے بہرہ یاب کرے اللھم ارزقنا اتباع حبیبک محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحمتک و فضلک یا ارحم الراحمین ۔

[illegible] حقیقت تصوف کو [illegible] بالفاظ [illegible] فرماتے ہین
[illegible] چیز است یکے راستی با خداے تعالیٰ دو دیگر نیکو خوئی با خلق ہر کہ با خداے
[illegible] کار است و با خلق نیکو خوی و بردبار است او صوفی است" ایک دوسرے بزرگ
[illegible] فرماتے ہین" دوست ترین خلق خداوند تعالیٰ نافع ترین خلق بود مر عیال او را" میرے
[illegible] یہہ دو شہادتین اس بات کیلئے کافی ہین کہ دنیا مین نفوس انسانی کی تہذیب تکمیل
[illegible] تصوف اور صرف تصوف سے ہے چہ جائیکہ یہہ ترقی مین خارج و مزاحم ہو یہہ انھین کی
[illegible] مین خارج ہو سکتا ہے جو شریعت ہی کے قید اور دین سے آزاد ہونا چاہتے ہین لہذا
[illegible] الاحسان کا نہایت خوشی کے ساتھ خیر مقدم کرتا ہون اور دعا کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ
[illegible] کامیاب فرماوے آمین فقط۔

الداعی بالخیر عبد الحی

عبارت عنایت نامہ منبع الحسنات جامع الاخلاق مولوی حافظ انور علی صاحب [illegible] جج و رئیس رہتک

آپکا مہربانی نامہ پہونچا اور دو نمبر الاحسان کے بہی پہونچے اونکے مطالعہ سے نہایت خوشی ہوئی۔ الحمد للہ کہ خداوند تعالیٰ نے آپکو اس کار خیر کے لئے کھڑا کیا۔ امید ہے کہ آپ اسکو [illegible] خوبی سے چلاوینگے۔ مین آجکل موسمی بخار مین بیمار ہون انشاء اللہ عقب سے مین بہی وہ [illegible] مسائل اس فن تصوف کے آپکی خدمت مین بہیجونگا جو چہپوا کر شائع کئے گئے ہین اور کبہی کبہی جو [illegible] کوئی مضمون بہلا لگین پڑا لکہکر بہیجونگا۔ خداوند تعالیٰ اس ارادہ کو پورا کرے اور آئندہ نمبر الاحسان کا آپ ویلو پے بل روانہ فرماوین اور قیمت سالانہ وصول کرلین اور ممنون و [illegible] مشکور فرماوین مین یہان کوشش کرونگا کہ کوئی اور بہی اسکا خریدار ہو افسوس [illegible] اہل علم اس مذاق کے بہت کم ہین۔ زیادہ نیاز۔

آپکا نیازمند انور علی عفی عنہ از قلعہ رہتک ۹ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ع

قواعد ضروری رسالہ ہذا

۱ یہ رسالہ ہر اسلامی مہینہ مین ایکبار قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے شایع ہوا کریگا

۲ رسالہ کا حجم ۳۲ صفحہ سے کم نہو گا۔ خط و چھپوائی و کاغذ و تقطیع کیلئے یہ نمونہ کافی ہے

۳ قیمت ہر حالت مین عہ ؍ روپیہ سالانہ پیشگی لی جائیگی مابعد کا کوئی حساب نہوگا

۴ تمام خط و کتابت و ترسیل و منی آرڈر وغیرہ بنام شاہ آل احمد علوی حمیدی اڈیٹر و مالک رسالہ ہونا چاہئے۔

۵ امور دریافت طلب کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہئے نہین تو جواب سے معذوری ہوگی اور بیرنگ خط وغیرہ واپس کردیئے جاوینگے۔

۶ قابل و لائق مضامین نگار کی خدمات گرامی مین اور اخبارات اور رسالونکے معاوضہ مین یہ رسالہ مفت بھیجا جاویگا۔

۷ اس رسالہ مین ہمیشہ تصوف اور اخلاق اور اوسکے متعلقات پر مضامین مندرج ہونگے مثلاً تصوف کی تعریف اور اسکے برکات و فوائد و ضرورت و نتائج اور تاریخ اور اسکا شریعت سے تعلق و اکابر صوفیہ کے حالات اور انکے قیمتی ملفوظات و اسرار شریعت و مکارم اخلاق و معائب اخلاقی وغیرہ وغیرہ

۸ یہ رسالہ جن بزرگونکی خدمت مین بلا قیمت و بلا طلب بھیجا جائیگا اونکے نام رسالہ کا جاری رہنا ادائے قیمت و منظوری پر موقوف ہوگا۔

۹ جملہ مضامین و مراسلات صاف و واضح خط مین اور پتہ و نام کامل اور واضح ہونا چاہئے تاکہ کوئی دقت و شکایت پیدا نہو۔

ملتمس

مالک الحمید الاحسان

بابت ماہ رمضان سنہ ۱۳۲۱ھ

رسالہ ماہوار مسمیٰ بہ

الاحسان

تصوف اور اخلاق کے بیان مین

قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے باہتمام نہال احمد علوی حمیدی مالک و اڈیٹر رسالہ شائع ہوا

مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد مین طبع ہوا

خاص شکریہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین

ناظرین با تمکین یہہ بالکل ناممکن ہے کہ یہہ خادم اپنے سی محسن کا شکریہ زبان
و دل سے ادا کرے اگرچہ دل کی خاص حالت کا علم تو صرف علیم دانا ہے حال کو ہوتا
لیکن زبان بھی ایک حد تک ترجمان دل ہی اور اس خادم کی زبان اسباب خاص
مین رسالہ الاحسان ہے لہٰذا اپنے محسن کے احسان کا اعتراف اور شکریہ بھی اسی
زبان سے ہونا چاہیے سب سے پہلے کمال مسرت اور ممنونیت کے ساتھ مین اس امر کو
ظاہر کرتا ہون کہ رسالہ الاحسان کی دائمی امداد کے طور پر ہمارے آقا ہمارے خاندانی پیر و مرشد
آبائی ہمارے دینی اور دنیاوی مربی۔ مظہر اتم شان کریمی و رہنماے شریعت پناہ حقیقت
آگاہ معرفت دستگاہ حضرت مولٰنا مولوی حافظ شاہ محمد نعیم عطا صاحب کریمی۔ اشرفی
ادھمی سجادہ نشین خانقاہ شریف سلون ضلع راے بریلی نے مبلغ پچیس روپیہ مقرر فرمایا
یہہ اس خاکسار کے لئے گرانقدر امداد ہے اور ہزارون پر بھاری ہی کیونکہ اس متبرک
سرکار کی ایک ایک کوڑی روپیہ بلکہ اشرفی کا حکم رکھتی ہے اور حقیقت تو یون ہے کہ کسی
مین بھی تخمین تلتی اسکی قدر عقیدت مندون اور ارادت کیشون کے دل سے پوچھئے کہ
کتنی ہے اور کہان تک ہے۔ کیسی کوڑی اور کسکی کوڑی حضرات یہہ وہ کوڑی ہے جو
کریمی خزانہ کے ساتھہ تعلق رکھتی ہے اور یہہ اوس بحر کرم کا قطرہ ہے جو معدن گوہر آبدار ہے
خوشا قسمت زہے دولت اوس شخص کی جسے یہ نصیب ہو حضرات ناظرین مجھے معاف
فرماوین اسوقت اپنا دل اپنے قابو سے باہر ہے اور ذکر کے دفتر خیالات قلم تک اوبھر
آ رہے ہین لیکن بخیال طوالت بمشکل اوسے روکے لیتا ہون۔

دوسرے ہمارے معزز کرمفرماے مولوی حافظ سید انور علی صاحب پنشنر جج ورئیس
رہتک نے جو اپنے صوفیانہ رنگ اور مذاق مین مشہور آفاق ہو چکے ہین اور جنکی بیش بہا
تصنیفات نے اپنی جدت طرازی سے تصوفی مضامین کو جدید لباس پہنا یا ہے خدا کے
فضل و عنایت سے الاحسان کے جانب خاص توجہ ظاہر فرمائی ہے اور اپنے [illegible]
اور مولفہ کتابین عطا فرمائی ہین جو احسان اور تصوف کے متعلق قابل [illegible]

مضمون مولوی سید علی او دود صاحب اتربتی ہے۔ نحمدہ ونصلی

انسان کے پیدا کرنے کی غرض وغایت کیا ہے؟

یہہ عام قاعدہ ہے کہ جو چیز بنائی جاتی ہے اسکی کوئی خاص غرض وغایت ضرور ہوتی ہے انسانی مصنوعات کو لیجئے ہر شئے کے بنانے اور ایک حالت سے دوسرے حالت کیطرف منتقل کرنے سے کوئی نہ کوئی مقصود ضرور ہوتا ہے۔ جس واسطے جو چیز بنائی جاتی ہے اسکو اصطلاح مین اس شئے کی علت غائی کہتے ہین مثلاً گھڑی کی علت غائی وقت کا دریافت کرنا آئینہ کی علت غائی اوسمین چہرہ دیکھنا چاکو کی علت غائی اُس سے کسی چیز کا تراشنا وغیرہ وغیرہ الغرض کوئی شئے کے بنانے والے نے ایسی نہ بنائی ہوگی جس سے کوئی خاص غرض وغایت نہو جب ہر ذی عقل اس سے بری ہے کہ وہ کوئی شئے بلا کسی غرض خاص اور مطلب مخصوص کے بناوے تو وہ ذات پاک جو تمام عیوب سے پاک اور مبرا اور تمام خوبیون کے ساتھہ متصف ہے اور جو تمام انسانون اور حیوانات اور سموات وارض و مابینہما کا خالق ہے جس نے تمام موجودات عالم کو پردۂ عدم سے نکالکر جلوۂ ظہور کا بخشا صرف ایک کلمۂ کن سے تمام عالم کو معدوم سے موجود کیا اور انسان کو احسن تقویم مین بنایا سبحانہ وتعالیٰ شانہٗ اسکی ذات اس سے منزہ اور مبرا اور اوسکی شان اس سے ارفع واعلیٰ ہے کہ وہ کوئی ایسی شئے پیدا کرے جسکی تکوین مین کوئی بڑی حکمت موجود اور اوسکے پیدایش سے کوئی خاص مطلب مقصود نہو تعالیٰ عن ذالک چنانچہ خود اپنے کلام پاک مین اس مضمون کو بیان فرمایا ہے کہ آسمانون اور زمینون اور تمام مخلوقات کو ہمنے لغو اور باطل طور پر پیدا نہین کیا ایسا شبہہ ہمارے جناب مین کرنا کمال بے ادبی اور صریح کفر ہے جسکی جزا جہنم کے سوا کچھ نہین قال اللہ تعالیٰ شانہٗ وما خلقنا السموات والارض وما بینہما باطلا ذالک ظن الذین کفروا فویل للذین کفروا من النار۔ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے وما خلقنا السموت والارض وما بینہما لعبین یعنی ہمنے تمام مخلوقات آسمانون زمینون شجر حجر انسان حیوان جن و ملک وغیرہ

وغیرہ کسی شئے کو فضول بے مطلب بیکار لہو ولعب کی طور پر نہین بنایا ہے بلکہ ہر ایک شئے کی پیدایش مین کوئی خاص مطلب ملحوظ ہے اگرچہ ہماری ناقص فہم ہر چیز کے پیدایش کے حکمت کو دریافت نکرسکین اور ہماری کوتاہ عقلین ہر چیز کے پیدایش مین ہماری حکمت تک نہ پہونچ سکین اور اوسکو ادراک نہ کرسکین کیونکہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ہمکو بقدر ضرورت کچھ تھوڑا بتلادیا گیا ہے اور علم سے قلیل حصۃ ہمکو عطا ہوا ہے ۔ جب یہہ بات بخوبی ثابت ہو چکی کہ اُس خالق اکبر حاکم بحر و بر کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہین اور اُس پروردگار نے جو شئے پیدا کی ہے اوسکی پیدایش سے کوئی خاص مقصود ضرور ہے تو اب ہمکو سوال مندرجہ عنوان یعنی

انسان کے پیدا کرنے کی غرض وغایت کیا ہے ؟

کے جواب کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے ۔ کیونکہ جب اُس پروردگار جلشانہ نے ہمکو پیدا کیا اور جن اور تمام مخلوقات کے انسانون کو بھی عدم سے ظہور مین لایا تو ضرور ہے کہ کوئی خاص مقصود ہمارے پیدایش سے ہوگا ۔ اور اوسکے دریافت کرنے کی کوشش کرنا کہ وہ کیا ہے ؟ ہمپر فرض ہے تاکہ جہانتک ہوسکے حتی الامکان جس کام کے لئے پیدا گئے ہین اوسمین مصروف ہون اور اُس اصل مقصد کے منافی دوسرے کامون مین نہ لگ جاوین بلکہ جس غرض سے بہرسے گئے ہین اُسی مین مشغول ہون لیکن بقول شخصے کیا پدّی کیا پدّی کا شوربا ہم کیا اور ہمارا علم کیا ؟ ہماری کیا حقیقت کہ اوس حکیم علی الاطلاق کے کارخانۂ قدرت مین کچھ بھی فکر دوڑا سکین اور دریافت کرلین کہ فلان شئے کے خلق مین یہہ حکمت اور فلان چیز کے پیدایش سے یہہ مقصود ہے لہذا مناسب یہی ہے کہ ہین جسکا کہنا ہمارے لئے زیبا ہے یعنی لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العزیز الحکیم چنانچہ اوس خالق اکبر جلشانہ نے اپنی فضل وعنایت سے ہمارے سوال کا جواب ہمکو خود بتلادیا ہے قال اللہ تعالی شانہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی تمام انسانون اور جنون کے پیدایش سے ہمارا مقصود صرف یہی ہے کہ وہ ہماری عبادت کرین اسیواسطے ان سبکو پیدا کیا گیا ہے یہی اونکی پیدایش

کی غرض وغایت ہے۔ اس آیت مین سوال بذریعہ عنوان تو صاف طور پر حل ہوگیا لیکن یہ
بات تفصیل طلب اور رہی کہ عبادت کیجاوے توکسطرح؟ کمال عبادت کس طریقہ سے حاصل
ہوسکتا ہے؟ اور عبادت کی روح کیا ہے؟ اس کا جواب بھی اس پاک پروردگار نے
اپنے رسول کے ذریعہ صاف طور پر دیا ہے اور اس اجمال کی تفصیل بھی اپنے مقدس رسول
(ابی وامی فداہ) صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمائی ہے چنانچہ
متفق علیہ حدیث مین اس سوال کے جواب مین کہ ما الاحسان ارشاد ہے کہ الاحسان
ان تعبد ربک کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک یعنی کمال عبادت اور روح
عبادت احسان ہے اور احسان کیا ہے؟ ان تعبد اللہ کانک تراہ اپنے رب کی عبادت اس
طرح خشوع اور خضوع سے کرنا کہ گویا تو اوسکو دیکھ رہا ہے اور اوسکے دربار مین حاضر ہے۔ اگر انسان
تھوڑا بھی غور کرے تو معلوم ہوجاے کہ اوس دربار کے حاضری کیسا نازک مقام ہے
بڑے شہنشاہ بادشاہون کے بادشاہ کے دربار مین حضوری کا شرف حاصل ہوا ہے تو
لازم اور ضروری ہے کہ اوسکے حضور نہایت ذلیل بندہ اور کمترین اور ادنی غلام بنکر کھڑا ہو
اور جہانتک زبان یاری کرے گڑگڑا گڑگڑا کر اوس رب العالمین جل شانہ کی تعریف اور
تسبیح وتقدیس کرے اس بالا و برتر ذات کی پاکی اور بڑائی بیان کرے اور اوسکے ساتھ اپنی
عاجزی اپنی نالائقی کا اظہار اور اپنے معاصی پوشیدہ وظاہر گناہون کا ڈرتے ڈرتے
کلپتے ہوئے شرمندگی کے ساتھ اقرار اور نہایت عاجزی سے یعبادی الذین اسرفوا
علی انفسہم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم ط
کے مضمون کو ذہن مین حاضر کرکے اون گناہون کیلئے استغفار اور بحکم توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا بندہ [illegible]
توبہ نصوح کرے اور اوس رب قدیر سمیع ومجیب کے وعدہ صادق ادعونی استجب لکم
اور اجیب دعوۃ الداع اذا دعان کو حق سمجھ کر اپنی تمام معروضات اور تمام ضروریات کو
اوسکے روبرو عرض کرے اور بحکم ایاک نعبد وایاک نستعین کے دوسرے سے اپنی

حاجات مین استعانت واستمداد نکرے اور کسی کو نافع وضار سواے اوس باری تعالیٰ
کے نہ سمجھے الغرض روح اور مغز عبادت ہے ان تعبد ربک کانک تراہ یعنی اس طرح
اپنے رب کی عبادت کرے کہ گویا اوسکو دیکھ رہا ہے فان لم تکن تراہ فانہ یراک
اگر تم نہین دیکھتے تو بہرحال اوس سے تو مفر نہین کہ وہ تو ضرور تمکو ہر وقت ہر لحظہ ہر حالت
مین دیکھتا ہے تمھارے ظاہر اور پوشیدہ سب حالات سے واقف وآگاہ ہے۔ ہو
یعلم سرکم وجہرکم ویعلم ماتکسبون اس وقت عبادت مین بھی وہ تمکو دیکھ رہا ہے گویا کہ تم
اوسکے روبرو کھڑے ہو وہ تمھارے ظاہر حرکات اور باطنی وساوس اور خیالات سب پر
مطلع اور اوسکا علم سبکو محیط ہے ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس بہ نفسہ
وقال اللہ تعالے ان اللہ قد احاطہ بکل شئے علما کم از کم اوسکی شرم وحیا اور
اوسکا خیال تو ضرور ہے کہ ہمارے حرکات اور ہمارے خیالات کو کون دیکھ رہا ہے
جسکے روبرو ہماری کوئی بات بھی خواہ وہ دل کے کسی اندرونی گوشہ مین ہی کیون
نہ پڑی ہو ذرا بھی پوشیدہ اور مخفی نہین جو کچھ ہماری ظاہر حالت ہے وہ دیکھتا ہے جو ہمارے
اندرونی خیالات اور وسوسے ہین سبکو جانتا ہے۔کس بادشاہ کے روبرو کھڑے
ہوے عرض معروض کر رہے ہین کس شہنشاہ دوجہان خالق جن وانس سے عہد وپیمان کر رہے ہین اور پھر کیا
انکی پابندی ضروری ہے۔ کس حاکم حقیقی مالک یوم الدین کے جناب مین حضوری کا شرف ہمکو حاصل ہے
پس اسکا نام احسان ہے اور یہی عبادت کا مغز اور اوسکی روح ہے بغیر اوسکے عبادت
محض بیکار اور مثل جسد بے روح اور استخوان بے مغز کے ہے جن طریقون اور قواعد کے ذریعہ
یہ نعمت عظمیٰ حاصل کرنے کی کوشش کیجاتی ہے اوسیکا نام اصطلاح مین تصوف رکھ لیا گیا ہے خوشا نصیب
اون لوگون کے جنکو یہ نعمت عظمیٰ حاصل ہے اور جنکی عبادتین بے روح مثل جسم مردہ کے نہون بلکہ عبادتون مین
خشوع وخضوع اور خشیت اللہ غالب ہو قال اللہ تعالیٰ قد افلح المومنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون الآیۃ
یہی لوگ اصل مومن ہین وہی فلاح پاینوالے ہین انہین کو جنت کا وارث بنایا گیا ہے۔ اللہم ارزقنا اللہم تقبل منا اللہم صلی علی

سوانح عمری شیخ الشیوخ حضرت مولنا شیخ محمد ظافر شاذلی رحمتہ اللہ علیہ پیر و مرشد جلالتماب امیر المومنین سلطان المعظم عبد الحمید خان ثانی الغازی خلد اللہ ملکہ

اخبارات مین حضرت امیر المومنین کے پیر و مرشد شیخ محمد ظافر رحمتہ اللہ علیہ کے وفات کی خبر مشتہر ہو چکی ہے حضرت شیخ مرحوم ایک نامی گرامی فاضل اور فرقہ شاذلیہ کے مقتدا اور زبردست پیشوا تھے اور آپ کی عظمت اور جلالت کے ثابت کرنیکے لئے یہ کچھہ کم نہین ہے کہ آپ ایسے تھے کہ حضرت امیر المومنین نے آپکو مشہور و معروف شیوخ مین سے منتخب فرماکر اپنا پیر و مرشد بنایا کوئی کچھہ کہے مین تو یہی کہونگا کہ موجودہ امیر المومنین کی نگاہ انتخاب کوئی ایسی ویسی نگاہ انتخاب نہین ہے اور نہ آپ کوئی معمولی قابلیت اور فراست کے سلطان ہین بلکہ میری رائے مین تو اگر کوئی بادشاہ تخت سلطنت پر ولایت حاصل کر سکتا ہے تو بیشک جلالتماب ولی ہین اور ہزارون ولیون سے افضل و بہتر ہین۔ حضرت سلطان المعظم کو آپکے رحلت فرمانیکا از حد رنج ہوا اور اپنے طرف سے اپنے یاور خاص علی پاشا اور عزت پاشا کو اس لئے بہیجا کہ وہ حضرت شیخ مرحوم کے جنازہ کی مشایعت آپ کے جانب سے کرین اور حکم دیا کہ آپکا مقبرہ پر عالیشان گنبد تعمیر کیا جاے۔

حضرت شیخ مرحوم کے بچے لڑکیون کے علاوہ چودہ ہین حضرت امیر المومنین نے آپ کے بڑے صاحبزادے شیخ ابراہیم آفندی ظافر کو جو کہ آپ کے حالت حیات مین بھی آپ کے خلیفہ تھے آپکا سجادہ نشین بنایا اور حضرت شیخ مرحوم کا وظیفہ جو کہ ۵۷ پونڈ ماہوار ہے صرف آپ کے لئے مقرر فرمایا اور دوسرے صاحبزادون کے لئے اور وظیفے اسکے سوا مقرر کردئے حضرت شیخ مرحوم کے اکثر صاحبزادے

سلطنت کے اعلیٰ عہدہ دار اور رکن اعظم ہین چونکہ حضرت شیخ مرحوم کا نام نامی اسلامی دنیا مین بہت مشہور و معروف ہے اس لیے مناسب سمجھا جاتا ہے کہ الاحسان مین بھی آپکی مختصر سوانح عمری نذر ناظرین کیجاے ۔ آپکی مفصل سوانح عمری آپ کے مرید خاص حضرت شیخ محمد مکی نے لکھی ہے اور یہ مختصر اُسی کا اقتباس ہے ۔ حضرت مکی صاحب لکھتے ہین ۔ کہ شیخ ربانی عارف صمدانی مربی المریدین عمدۃ الواصلین حضرت استاذی شیخ محمد بن استاذ اکبر شیخ محمد حسن بن حمزہ مدنی الظافر ۱۲۴۶ھ ہجری مقدسہ مین پیدا ہوے اور اپنے والدہ ماجدہ کے دامن عاطفت مین پرورش پائی ۔ آپ کی والد ماجد نے ابتداہی سے آپکی تربیت شروع کردی ۔ پہلے قران پاک پڑہایا ۔ پھر مسائل شرعیہ کی تعلیم دی ۔ نماز کے پابندی کے لئے تاکید رکہی مواظبت اوقات کا انتظام رکہا پھر انہین اپنے بیعت مین لیکر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے ذکر کا بغیر کسی شمار کے حکم دیا پھر اسم خاص کی تعلیم دی ۔

مشہور و معروف علامہ شیخ سید محمد سنوسی جب آپکے والد کے پاس تشریف لائے اور اس ہونہار لڑکے کو دیکہا اور اُسمین وہ علامتین پائین اور وہ باتین دیکہین جبکا اوراک وہی خوب کر سکتے تھے تو آپ کے والد سے آپکو مانگا مگر آپ کے والد نے یہ فرمایا کہ مجھے بہی اسی لڑکے کی ضرورت ہے لہذا مین اسے کیونکر دے سکتا ہون اور حقیقت یون ہے کہ حضرت کے والد ماجد آپکے ساتہہ محبت پدری سے بھی زیادہ محبت رکہتے تہے ۔

پھر آپکو آپ کے والد نے صوف کا لباس مثل مغربیون کے پہنایا جس سے اول اول آپ کو ایک قسم کی وحشت ہوئی لیکن پھر رفتہ رفتہ انسیت ہوگئی اور دو تین سال تک اس لباس مین آپ رہے پھر (جوخ) کا جبہ آپ کو پہنایا گیا اس سے بھی اول اول وحشت پیدا ہوئی بعد ازان قرار آگیا پھر آپ سے مجاہدہ کرانا شروع

کیا اور پندرہ سال کے عمر مین آپ کے والد نے آپکو عارف باللہ احمد بن عبدالوارث
تیونسی کے ہمراہ جو آپ کے خاص اصحاب مین سے تھے ٹیونس کے سیاحت کیلئے
روانہ فرمایا اور رخصت کے وقت نصیحت فرمائی کہ راستہ مین عام طور پر ہر ایک طالب کو
تعلیم او تلقین کرنا اور جنمین صلاحیت او استعداد معلوم ہو انہین خاص طور پر تلقین
کیجائے۔ اور اپنی ذات کو سب سے کمتر سمجھنا ولا ترین فی الارض دونک مومناً۔
ولا کافراً حتی تغیب فی القبر" اور پرہیز گاری کو کبھی ہاتھ سے نہ دینا اور اپنی نظر کو ہمیشہ
محفوظ رکھنا اور حفظ نظر کا خاص التزام رکھنا اور اگر کوئی شخص دعا کا خواستکار ہو تو اسکے
لئے دعا ضرور کرنا۔

حضرت مرحوم ۱۲۵۹ھ ہجری مین فاضل اکمل مولنا ابراہیم ریاحی سے ملاقی ہوئے
الغرض اس سفر سے شیخ مرحوم نے بہت کچھ فائدہ اوٹھایا ایک روز آپ کے رفیق
سفر ابن عبدالوارث نے کہا کہ ماشاء اللہ آپ کی جسمانی صحت بہت اچھی ہے۔ شیخ
مرحوم نے اس لطیفہ کنایہ کو سمجھا کہ جب تک مین اپنے ظاہر کی پرواہ کرونگا باطن کی صفائی
کی امید نہ رکھنی چاہئے۔ آپ نے اسیوقت سے ایسی ریاضت اور مجاہدہ کو اختیار کیا
کہ جسم کی طاقت اور توانائی بالکل جاتی رہی نماز کا ادا کرنا بھی مشکل ہو گیا۔ اس حالت کو
پہونچکر پھر آپ نے نرمی اختیار کی اور مجاہدہ کے مرتبہ کی تکمیل کرکے عالم حسی مین آئے
غرض یہ کہ اس سفر مین آپ کے احوال بہت مختلف رہے یہانتک کہ اپنے والد ماجد کے
حسب الحکم آپ سفر سے واپس ہوئے۔ واپسی پر جب آپ کے والد ماجد نے آپ کو
دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور حق تعالی کا شکر بجالائے۔ اور یہ فرمانے لگے کہ میرا
لڑکا آدمی بن کر آیا ہے۔

شیخ مرحوم اپنی کتاب انوار قدسیہ مین لکھتے ہین کہ پھر مجکو میرے والد نے مراقبہ کے
لئے ارشاد فرمایا اور یہ فرمایا کہ یہہ بہترین وسیلہ تقرب الہی کا ہے چنانچہ جب مین نے اسپر

عمل کیا تو بیعت سے اسرار کھلے جب مجھے یہ سب باتین حاصل ہوئین اور میرا سینہ اسکے نور سے معمور ہوا اور سبع مثانی کی حقیقت کو کما ینبغی سمجھ گیا تو پھر والد ماجد نے مجھے آزاد چھوڑا اور عام طور پر ذکر اسماء وغیرہ کے لئے دل اور زبان سے پڑھنے کا حکم دیا اور پھر روزدو پارہ قرآن پاک پڑھنے کی بھی تاکید فرمائی۔ اور بہت سے وظائف اور اوراد تعلیم فرمائی پھر حضرت شیخ مرحوم اپنے والد کے خدمت مین حاضر رہے یہانتک کہ انکو خلعت ارشاد عطا ہوا اور اپنے مریدین کو جو طالب ہوکر آتے آپ کے سپرد فرماتے اور اگر کوئی نیا طالب آتا تو اُسے بھی آپ ہی کے پاس بھیدیتے ایک دن آپ کے والد ... تم میرے بیٹے مرید اور میرے بھائی ہو گئے مجھی اسکا حق دو مین بھی ملکواحوت کا حق دیتا ہون اور وہ یہ ہے کہ آیندہ کوئی کام بغیر تمہارے مشورہ کے نکرونگا یہ فرماکر زار زار رونے لگے۔ اور ایک مرتبہ فرمایا کہ تجھپر بہت سی دنیاوی وارداتین آئینگی اُسوقت تو ہوشیار رہنا۔ اور دعا فرمائی کہ یہ اسرار و نعمت ہماری اولاد مین ہمیشہ رہے۔

۱۲۶۳ھ ہجری مین آپ کے والد ماجد نے انتقال فرمایا اُسوقت حضرت شیخ کی عمر صرف انیس سال کی تھی اور اُسوقت سے آپ نے ثابت قدمی اور ہمت سے منصب ارشاد کے فرایض پورے طور پر انجام دیے اور آپ کی ذات آفتاب کی طرح روشن ہوئی۔

پھر آپ کو یہ خیال آیا کہ اپنے وطن اصلی (مدینہ طیبہ) کو دیکھنا چاہئے چنانچہ آپ تشریف لائے اور زیارت اور حج سے مشرف ہوئے اور پھر واپس تشریف لیگئے اس سفر مین طریقہ شاذلیہ کی خوب اشاعت ہوئی اور ہزارون آدمی آپکے حلقہ ارادت مین داخل ہوئے اور آپکی سب سے بڑی کرامت یہ ہی کہ جبل الخضر اسکندریہ۔ سویز۔ قاہرہ طرابلس کوئی جگہہ خالی نہین جہان آپ کے مریدنہون

اور آپ کا شہرہ ہوا۔ ۱۲۸۳ھ ہجری میں امیر صادق بے کے زمانہ میں آپ ٹونس تشریف لے گئے۔ اور وہان آپکی بہت عزت و تکریم ہوئی اسی زمانہ میں محمود ندیم پاشا کو جو طرابلس الغرب کا والی (گورنر) تھا وزارت عظمے کا رتبہ ملا حضرت شیخ مرحوم نے اُن کو مبارکباد کا ایک تار دیا جسکے جواب میں ندیم پاشا نے آپ سے قسطنطنیہ آنیکی درخواست کی۔ یہ زمانہ حضرت سلطان عبد العزیز شہید کا تھا حضرت شیخ جب وارد قسطنطنیہ ہوئے تو آپ کو حضرت جلالتماب سلطان المعظم عبد الحمید خان ثانی الغازی خلد اللہ ملکہ نے اپنے یہان مہمان کیا۔ حضرت امیر المومنین کی شیخ مرحوم سے یہ پہلی ہی ملاقات ہوئی اور آپ کو عقیدت اور ارادت پیدا ہوئی اور آپ نے یہ قصد فرمایا کہ تخت سے پہلے باطنی فیض حاصل کیا جائے چنانچہ ۱۲۸۹ھ ہجری میں حضرت جلالتماب نے آپ کے ہاتھ پر طریقہ شاذلیہ میں بیعت فرمائی۔

بعد ازین حضرت شیخ پھر مدینہ طیبہ کو واپس تشریف لائے ۱۲۹۳ھ ہجری میں بعد تخت نشینی حضرت جلالتماب امیر المومنین سلطان الغازی عبد الحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہ آپ پھر قسطنطنیہ میں رونق افروز ہوئے اور حضرت امیر المومنین نے حضرت شیخ کا بہت ہی عزت اور حرمت اور اخلاق سے خیر مقدم کیا اور اسیطور سے ابتک برابر رکھا باوجود تیس سال اسی حال پر گذرنیکے کسی اخلاص اور ارادت میں فرق نہ آیا بلکہ روز بروز ترقی کرتا گیا حضرت جلالتماب عموماً ہر ایک مہم میں آپ سے دعا کی خواستگار رہے۔

۱۳۰۵ھ ہجری میں حضرت امیر المومنین نے آپ کے لئے بصرف اٹھارہ ہزار لیرہ عثمانی قسطنطنیہ میں ایک تکیہ اور عمارت بنوا دی اور ہمیشہ حضرت جلالتماب کی مہربانیان ایک سی پکٹ... پر ہوتی رہین۔ خواہ کوئی شخص ہو بادشاہون کے معاملہ میں یکسان نہیں رہتا سامنے کچھ اور پیچھے کچھ لیکن حضرت شیخ مرحوم باوجود اسقدر اختلاط کے

حاضر اور غائب ایک ہی حالت سے رہتے تھے۔ کثرت آمد و رفت کے سبب سے اکثر حضرت سلطان المعظم کے مخالفین بھی آپ کے پاس آجایا کرتے تھے۔ مگر سبھون کے سامنے ہمیشہ حضرت جلالتماب کی ثنا او صفت فرمایا کرتے اور خلوت مین حضرت سلطان المعظم کو نصیحت فرماتے اور یہ اکثر کہتے کہ اس بوجھہ کا اوٹھانا کوئی سہل کام نہین ہے اور ہمیشہ اسی کی تعلیم فرماتے کہ دل بیار و دست بکار پر عمل رہے۔

یہ آپ کے والد کی پیشین گوئی پوری ہوئی جو آپ نے فرمایا تھا کہ محمد ظافر سے فائدہ اوٹھا و قبل اسکے کہ آسے سلطان ہم سے چھین لے۔

آپ کی مشہور تصنیفات یہہ ہین۔ رسلہ کبیرہ ۲ مجلد۔ الانوار القدسیہ۔ النور الساطع اقرب الوسائل۔

آپ نے ،، سال کے عمر مین دوسری رجب ۱۳۲۱ ہجری روز پنجشنبہ کو بارہ بجے دن مین بمقام قسطنطنیہ اس دار فانی سے رحلت فرمائی انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرقومہ عبد السلام رفیق

صوفیہ کے افعال اور اقوال کو خلاف شریعت پاکر وہ تصوّف ہی کو خلاف سمجھ بیٹھے ہین -
تیسرے یہہ کہ بعض محققین علم توحید اور اکابر صوفیہ کے ایسے بیانات سے وہ یہہ نتیجہ نکالتے
ہین جنکے مطالب کو سمجھنا اور سعیون کا سمجھنا حقیقت مین اون لوگون کے لئے قریب
قریب ناممکن سے جنھین اسکا ذوق نہوا اور جو اس سے بالکل ہی بیخبر ہون - کیونکہ اُنکا
علم ذوقی ہے اور اونکے اشارات اور اصطلاحات خاص ہین اور ایسے بیانات کتاب اللہ
اور کتاب رسول اللہ مین بھی موجود ہین جنکی نسبت اکثر یہی کہدیا جاتا ہے کہ اللہ اعلم
بحقیقت الحال یعنی اسکی حقیقت خدا ہی جانتا ہے یا اُنکی تاویل کیجاتی ہے - چوتھے یہ کہ ایسے
لوگون کے افعال اور اقوال جنھون نے صوفی ہونے کا دعویٰ کیا حالانکہ اونکا یہہ دعویٰ
بالکل بے معنی تھا اور وہ یہہ بھی نہ جانتے تھے کہ صوفی کسے کہتے ہین اور انھون نے
بغیر سمجھے بوجھے وہ باتین زبان سے نکالین جنکے معنی اور مطالب وہ خود ہی نہ سمجھتے تھے اور
اپنی ناسمجھی سے کام لیکر ایسے امور کو تصوف اور دروشی کیجانب منسوب کردیا جو حقیقت
مین بالکل خلاف تھے اور ایسے افعال کے مرتکب ہوئے جو سخت ناز یبا تھے - ایسے
بدنام کرنے والے صوفیون سے خود حضرات صوفیہ ہمیشہ پناہ مانگتے اور گریز کرتے رہے
پھر ایسون کے بیانات یا حرکات تصوّف مین کیونکر حجت ہوسکتے ہین - مین اس باب مین
اگر موقع ملا تو کسیقدر تفصیلی بحث کرونگا -

احسان اور تصوف نمبر ۳ -

اس امر کے ثبوت مین کہ احسان اور تصوّف مین کوئی خلاف نہین ہے اور کمالات
احسانی اور کمالات تصوفی غایت الغایت کے اعتبار سے ایک ہی ہین کافی سے بھی زیادہ
لکھا جاچکا ہے لیکن مزید اطمینان کے لئے مستند اور محقق علماے ربانی کے بیانات سے
اسکی اور بھی وضاحت کیجاتی ہے تاکہ منصف مزاجون کو اوسمین کوئی تردد اور شبہہ باقی
رہے کہ تصوّف جسے احسان کے نام سے قرن اوّل مین یاد کرتے تھے فی الحقیقت

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیم کردہ ہے۔ حضرت مولنا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ العزیز جنکا فضل وکمال تحقیق وتدقیق اتباع سنت اور پابندی شریعت مسلم الکل ہے اور جنہیں ارباب باطن اور ارباب ظاہر دونوں اپنا پیشوا جانتے اور مانتے ہین ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مین ارشاد فرماتے ہین کہ تصوف کی حقیقت جسے عرف شریعت مین احسان کہتے ہین تین اصل پر تقسیم کیگئی ہے اوّل اعمال خیر نماز روزہ ذکر اور تلاوت وغیرہ کے لازم پکڑنے سے یقین پیدا کرنا اور مراد یقین سے اس مقام پر خاص یقین ہے جو کہ موہبت اور بخشش کے طور پر خداوند کریم کے جانب سے صالحین امت کو نصیب ہوتا ہے اور جسے حضرات صوفیہ کے اصطلاح مین یاد داشت کہتے ہین۔ یہ یقین وہ یقین نہین ہے جو استدلال یا تقلید سے حاصل ہوتا ہے۔ اسقدر تو بدیہی ہے کہ تمام اہل اسلام بقدر اپنے استعداد کی اعمال خیر اختیار کرتے ہین لیکن یقین کے مرتبہ کو سوا ایک گروہ کے سب نہین پہونچتے لہذا ضرور ہے کہ یقین کا حاصل کرنا اعمال خیر کے لازم پکڑنے کے ساتھ ہی ساتھ دوسرے ایسے امور سے بھی مشروط ہے جنکے بغیر یقین نہین حاصل ہوتا۔ اب مین اون امور کی تحقیق اور اونکا تعین کرنا چاہتا ہون۔ غور وتامل اور استقرار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امور مشروطہ تین کلیہ مین مندرج ہین ایک تو منزلہ شرط قبول اعمال کے ہے (جسکے بغیر اعمال قبول ہی نہین ہوتے) اور وہ اخلاص اور نیت پاک ہے۔ دوسرا امر کثرت عبادت ہے مثلاً تہجد اور اشراق اور چاشت کی نمازین پڑھنی اور صبح اور شام کے ذکر کرنا۔ تیسرا امر خاص کیفیت ہے اور کیفیت خاص عبارت ہے خشوع سے اور حضور سے اور حدیث نفس کے ترک کرنے سے اور اون خاص ہیئتون اور صورتون کے اختیار کرنے اور اونکی رعایت کرنے سے جو اذکار اور خشوع کے لئے قوت بخش ہین قران عظیم اور سنت نبی کریم نے احسان کی تفسیر انھین تینون کلیون مین کی ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیات (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال کا مدار نیتون پر ہے)

قال اللہ تعالیٰ انہم کانوا قبل ذالک محسنین کانوا قلیلا من اللیل ما یہجعون م
وبالاسحار ہم یستغفرون وفی اموالہم حق للسائل والمحروم (بالتحقیق یہ لوگ
اس سے پہلے محسن اور نیکو کار تھے اور ان لوگوں کی یہ صفت تھی کہ رات کو بہت کم
سوتے اور صبح کے وقتوں میں معافی مانگتے اور استغفار کرتے اور اونکے مالوں
مین سائل اور تنگدست کا حصہ مقرر تھا) - وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان تعبد اللہ
کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک (اسکی معنی مکرر سہ کرر لکھے جا چکے ہین) ظاہر ہے
کہ پہلی حدیث سے اخلاص کا کامل ثبوت ہوتا ہے کیونکہ جب مدار کار نیت پر ہے تو جبتک
نیت پاک اور خالص نہو کوئی کام قابل قبولیت نہین اور دوسرے آیات سے عبادت
نافلہ کی کثرت اور ذکر وغیرہ کا ثبوت اور آخر حدیث سے وہ کیفیت خاص اور ہیئت مخصوص
جو فکر اور ذکر مین قوت پیدا کرتی ہے یعنی اسطرح سے عبادت پیدا کرنا گویا خدا کو دیکھتے
ہین یا کم سے کم انہین خدا دیکھتا ہے   ) اصل دوم مقامات کا یقین اور طبیعت نفس
اور قلب سے پیدا ہونا - ان مقامات مین سے سب سے عمدہ وہ مقامات ہین جو شیخ
ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کہ اس فن کے امام اور شیخ ہین تحریر کئے ہین اور وہ باعتبار
شمار کے دس ہین - توبہ - زہد - صبر - شکر - رجا - خوف - توکل - رضا - فقر - محبت - آدمی کا
دل اور اوسکا نفس ایسا بنایا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ احوال متضادہ یعنی ایسے احوال کا جو ایک دوسرے
کے خلاف ہین درپے رہتا ہے لیکن اول اول ان احوال کا تعلق امور دنیا اور دنیویہ کے
ساتھ ہوتا ہے مثلاً خوف اگر ہوتا ہے تو دشمن کا یا مال کے تلف ہوجانے کا یا اولاد کا اور
امید اور تمنا اگر ہوتی ہے تو مال کے کثرت کی یا اولاد کی یا جاہ وحشمت کی اور اسباب پر بھروسہ رہتا ہے
لیکن جب یقین اوسکے فطرت پر غلبہ کرتا ہے اور اوسکے ہر طرف سے گھیر لیتا ہے تو پھر بھی شبہ
رجا اور خوف بیم اور امید سب محض خدا سے اور خدا کیلئے ہوجاتی ہے اور اوسکے حکموں اور
وعدوں کے ساتھ متعلق ہوجاتی ہے اور اوسکا اعتماد اور بھروسہ اسباب پر نہین ہوتا بلکہ

مسبب الاسباب پر ہوتا ہے اور تمام احوال کا بھی اسی پر قیاس کر لیجئے - اور یہہ نہ سمجھنا چاہئے
کہ مقامات کا حصر انھین دس چیزون مین ہے نہین نہین بلکہ یہہ عمدہ ترین مقامات ہین ورنہ
تو اسی قبیل کی اور بھی بہت سی چیزین مثل صدق حال اور شدت لامر اللہ یعنی خدا کے
احکام مین سخت ہونا اور تواضع اور فروتنی وغیرہ ہین - اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ
مین بہت سے مقامات ظاہر کئے گئے ہین جنکے شرح کے لئے بہت بڑی طوالت درکار ہے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ صحابہ کو انھین مین سے بعض بعض مقامات کی بشارت دیکر
سرفرازی بخشی ہے مثلاً کسی کو صدیقیت کی بشارت دی اور کسی کو محدثیت کی اور کسی کو
حواریت کی -
اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ صبر کی صورت دل کی سختی کے ساتھ مشتبہ ہو جاتی ہے اور توکل
کی تہور کے ساتھ علیٰ ہذا القیاس اور مقامات کی صورتین بھی - اسیواسطے محققین صوفیہ
نے ان مین فرق اور امتیاز کرنے کے لئے علامتین اور خاصیتین بیان کی ہین اور شناخت
تعلیم کی ہے - فقیر اس باب مین ایک بہت بڑا کلیہ بتاتا ہے جو تمام طویل تقریرون سے
مستغنی کر دیگا اور وہ یہ ہے کہ مقام اوسے کہتے ہین جو یقین اور میلان قلبی اور نفسی سے
ملکہ پیدا ہو لہذا اگر یقین کا غلبہ ان مین سے کسی ایک پر بھی نہ پایا جاے تو اوسکے صفات
سلوک کے مقامات نہونگے بلکہ طبعی ہین اور جب غلبۂ یقین ظاہر ہو تو اسی تامل و غور
کے ساتھ دیکھنا چاہئے کہ یقین کے آنے سے پہلے بھی یہہ ہی صفت اسی وضع کیساتھ
اوسمین تھی یا نہین اگر پہلے بھی ایسے ہی تھی تو بھی وہ مقامات مین سے نہین ہے
اگر پہلے سے نہین تھی تو وہ بیشک مقامات سلوک مین سے ہے یہہ ایک ایسا نکتہ
[illegible] کلیہ ہے جو منصف مزاج سمجھہ دارون کے لئے انشاء اللہ کافی ہوگا
[illegible] جس شخص پر یہہ وجود غلبہ کر لیا اور ہر اعتبار سے اسے
[illegible] کے کرتا ہے اور جو فعل کرتا ہے

یقین سے کرتا ہے اور اوسکے تمام اقوال اور احوال یقین کے رنگ کے رنگین اور اسی
مین ڈوبے ہوئے ہوتے ہین اور اوسکے سینے مین مقامات سنیہ پیدا ہوجاتے
ہین اور اس مشرب مین اچھی طرح سے استقلال حاصل ہوجاتا ہے تو بہت ہی قلیل
مقدار مین اوسکے حال سے پھوٹ کر باہر آجاتا ہے اور آدمیون مین شائع ہوجاتا ہے
اور یہ ظہور اور یہ شیوع دو طرح پر ہوتا ہے - ایک یہ کہ کرامات جو خرق عادات ہوتی
ہین یعنی جن سے قاعدہ مقررہ جو ہمیشہ جاری ہے بظاہر ٹوٹ جاتا ہے اور دوسرے
مریدونکی تربیت - پھر آپ فرماتے ہین کہ حضرت فاروق اعظم نے بھی ان تمام مباحث
کو قولاً اور فعلاً بیان فرمایا ہے اور آپ نے اس فن کو اعلیٰ ترین درجہ تک ترقی دی ہے
اور اسمین کوئی شبہ نہین کہ آپ علم تصوف مین سب صوفیان امت سے زیادہ علم
رکھتے تھے اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ نے امت مرحومہ کی تربیت بھی فرمائی
ہے جس مین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعین دونون شامل ہین -
پھر ایک مقام پر آپ لکھتے ہین کہ جو دعائین خاص خاص وقت کے لئے خاص الفاظ
کے ساتھ آئے ہین اونکا التزام سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت کم فرماتے تھے
کیونکہ آپ خود جانتے تھے کہ فضائل کا مدار ان دعاؤن کے مغز پر ہے اور مغز انکا یہ ہے
حضرت اقدس کے جانب ہمہ تن متوجہ ہونا اور اوسی سے التجا کرنا - اور اوسکا منشاء
توکل کرنا اور مقامات پر فکر اور سپاس بجالاتا ہے لہذا حضرت فاروق اعظم نے ایسے
احادیث کے یہ مطلب سمجھے تھے کہ اسباب پر نظر نرہے بلکہ مسبب الاسباب پر نظر رہے
اور یہ نظر آپکی اعتباری تھی گویا اسکا یہ مطلب ہے کہ کلمات مخصوصہ کا حکم ابرار و نکے
لئے ہے اور اوسکے مغز اور اصول تک پہونچنے کا حکم شائقین کے لئے حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب نے حضرت فاروق اعظم کے تعلیمات اور مقامات مین ایک خاص رسالہ
ازالۃ الخفا مین شامل کیا ہے اور ان امور کا اسمین تفصیلی تذکرہ فرمایا ہے جس سے

آپکے تصوفی کمالات مثل آفتاب کے روشن ہین اور اگر خدا نے چاہا تو ناظرین احسانکے تعمات مین کسی موقع سے اس کل رسالہ کا ترجمہ پیش کیا جاے گا - پھر آپ دوسرے مقام پر واضح طور پر احسان اور تصوف کو ثابت کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کمال زہد اور عبادت اور وظائف اور طاعات احسانی کے لحاظ سے مسلمانون کی جو راہنما تھے تو یہہ رہنمائی چند طرح سے متصور تھی اول یہہ کہ احسان کے قوانین کا مقرر کرنا مثلاً وظائف اور نماز اور ذکر کی تعلیم کرنا اور زبان سے کے محفوظ رکہنے کا طریقہ بیان کرنا اور مقامات اور احوال کے جانب اشارہ کرنا اور اون مقامات اور احوال کو اپنی صحبت کی تاثیر اور برکت سے اونھین دیکھا دینا چنانچہ اسی کیجانب کلمۂ و یزکیہم مین بھی اشارہ ہے - اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپکی امت کی ایک ایسی برگزیدہ جماعت نے جنکے نفوس پورے طور سے مقامات اور احوال سے رنگین تھے اور جو احسان سے باکمل وجوہ متصف تہے لوگون کی رہنمائی اختیار کی اور اونکے تعلیمات سے مستفید ہوکر اور لوگ اونکے قائم مقام اور جانشین ہوے چنانچہ یہہ سلسلہ ہر زمانہ مین قائم رہا اور اسی سلسلہ سے نا ہوا دے قائم ہوگئے (یعنی نقشبندیہ قادریہ - چشتیہ - سہروردیہ - وغیرہ وغیرہ علوی) اور یہہ بھی اسرار الہی مین سے ایک سر ہے جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت مین چھپا ہوا تہا اور سب سے مقدم اس سلسلہ مین خلفاے راشدین ہین جو تمام عالم کو اسکا راستہ دیکھلاتے تہے اور اپنے قول سے بھی اور اپنے فعل سے بھی اونکی رہنمائی کرتے تہے - قولاً اور فعلاً مسائل احسان کی تعلیم بہت سے مراتب پر تقسیم ہے جنمین سے آخری مرتبہ کی دو قسم ہے ایک تو وہ قسم ہے جو کہ لوگ بے واسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کر سکتے تہے لیکن ایک سخت دشواری کے ساتھ لہٰذا عنایت الہی نے خلفاء کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام اسلیے بنایا تاکہ خلائق کو باسانی ہاتھ آے - اور اس اجمال کی تفصیل

ذہن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مختلف کمالات مثل عصمت اور وحی اور احسان کے
جامع تھے لہذا آپ سے بعض امور بجہت احسان صادر ہوتے تھے اور بعض بجہت نبوت
اور ایسی حالت میں عامہ مسلمین حیرت میں پڑ جاتے کہ معلوم نہیں یہہ فعل مقام نبوت سے
مخصوص ہونے کی وجہ سے آپکے لئے مخصوص اور اس امر میں اتباع کا راستہ
مسدود اور تمنا کی جیب خالی ہے یا بجہت احسان سے تعلق رکھتا ہے اور محسنین امت پر
اوسکی اقتدا لازم ہے اور اونپر واجب ہے کہ وہ اوسکے حاصل کرنیکے لئے سعی اور کوشش
کریں۔ ایسی حالت میں دونوں باب مشتبہ ہوجاتے اور حیرت کمال امتیاز کی مانع ہوتی
لیکن جب خلفا نے اس طریقہ کو جناب سرورکائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات سے اخذ کیا اور
اور دوسروں نے خلفا میں ان امور کا مشاہدہ کیا تو اونپر واضح ہوگیا کہ یہہ کمالات متعلق
باحسان ہیں اور تمام محسنین امت کو اوسکی اقتدا کرنی چاہئے مثلاً معجزہ انبیا کے لئے مخصوص ہے
اور کرامت اولیاء اللہ کے لئے عام ہے وحی انبیا کے لئے مخصوص ہے اور محدثیت عام
اور الہ[illegible]
کے ذریعہ سے کشف کا ہونا عام۔ دوسری قسم کمالات کی وہ ہے جو بغیر واسطہ ایسے
حاصل ہی نہو سکتی تھی الا ایسے رمز اور اشارہ کے طریق سے جو فعل اور حال کے سوا ہو
مثلاً محبت رسول کہ بالفعل اوسے فنا فی الرسول کہتے ہیں یا نسبت اویسیہ یا شبہات
کے مقامات میں پرہیزگاری اور ورع کو اختیار کرنا علیٰ ہذا القیاس ظاہر ہے کہ خود پیغمبر
کیواسطے رسول کی محبت کیا معنی رکھیگی اور نسبت اویسیہ آپ میں کیونکر پیدا ہوگی لہذا
اسکے واسطے خلفا کا درمیان میں ہونا ضروری ہوا۔ پھر آپ فرماتے ہیں۔ کہ نفس
ناطقہ کو دو قوتیں عطا ہوئی ہیں ایک عاقلہ دوسری عاملہ۔ جب قوت عاقلہ کی تہذیب
درجۂ کمال کو پہونچ جاتی ہے تو اوسمیں وحی کے قبول کرنے کی قابلیت آجاتی ہے
اور انبیا اور رسول کے سوا کسی کی قوت عاقلہ ایسے کمال کے درجہ کو نہیں پہونچ سکتی

ایسے ہی جب قوت عاقلہ اپنے کمال کو پہونچ جاتی ہے تو عصمت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بھی نبیوں اور
رسولوں کے لئے مخصوص ہے۔ لیکن انہیں سے ہر ایک کیلئے ایک نائب اور ایک نمونہ ہے۔ وحی
کے نائب اور نمونہ کو محدثیت کہتے ہیں جسکے قاعدہ میں سے ہی وحی کے ساتھ رائے کا موافقت کرنا
اور کشف صادق ہو جاتا اور فراست کا کامل ہونا اور عصمت کی نائب اور نمونہ ایسی عفت و
پارسائی ہے جسکے سایہ سے شیطان بھاگتا ہوا ور دونوں صفتوں کے جمع ہو جانے سے
شہدیت اور استحقاق نیابت حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم و دنیا میں افاضہ
علوم اور آخرت میں علو منزلت حاصل ہوتی ہے اور وہ شخص مرشد خلائق ہو جاتا ہے
خلیفہ برحق اور مظہر رحمت الٰہی بنجاتا ہے اور جسطرح سے کمال تہذیب قوت عاقلہ اور
قوت عاملہ سے معجزات اور عجائب و غرائب احوال مثل معراج وغیرہ کے ظاہر ہوتے
ہیں اور وہ گرامی ذات اپنے وقت کا نبی اور رسول ہوا کرتا ہے ایسی ہی یہہ اوسکا
خلیفہ احوال عالیہ اور کرامات خارقہ سے مشرف کیا جاتا ہے اور اوسکے دعاؤں
اور وعظ میں اثر خاص پیدا ہو جاتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل
العظیم۔ یہہ اللہ کا فضل ہے اور وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور وہ صاحب فضل
عظیم ہے۔ ان تمام بیانات سے یہہ امر بخوبی تمام ثابت ہوگیا کہ کمالات احسانی اور
کمالات تصوفی ایک ہی ہیں اور اسی تصوف کو احسان کہتے ہیں اور سب سے
زیادہ یہہ کہ حضرات خلفاء راشدین علی الخصوص سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کا سرآمد صوفیہ ہونا اور علم تصوف کی تعلیم دینا اور بقاعدہ تصوفی طالبین
کی تربیت کرنا یہہ ایسی باتیں ہیں جو تصوف کے ثابت کرنے کے لئے یہہ وجوہ
کافی ہیں اور اس سے زیادہ کسی متبع سنت مسلمان کے اطمینان کے لئے
اور کسی چیز کی ضرورت نہیں اب میں حضرت شاہ صاحب کا ایک ایسا بیان اپنی
تائید میں پیش کرتا ہوں جسے دیکھکر پھر کسی منصف مزاج اہل حق کو کوئی شبہ باقی

شمس تبریزی کے واسطے مولانا رومی کو نشان بتایا تھا اور مجھکو مولانا محمد قاسم صاحب
سے نشان عطا ہوئے ہیں جو میرے قلب میں آتا ہے مولویصاحب اوسکو بیان کر دیتے ہیں
میں بعض اصطلاحات نہ جاننے سے اوسکو بیان نہیں کرسکتا۔ ف جس شخص نے مولانا مرحوم
کی تقریر سنی ہوگی یا تحریر دیکھی ہوگی وہ سمجھ سکتا ہے کہ جس معدن سے یہ علوم و اسرار
آرہے ہیں اونکی وسعت کس درجہ ہوگی چنانچہ کمال اول میں اسکے متعلق خود مولانا مرحوم
کا قول مذکور ہوچکا ہے۔

کمال۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے پاس دو طالب علم آئے
ایک کا دعویٰ تھا کہ لا صلوٰۃ الا بحضور القلب دوسرا اعتراض کرتا تھا کہ حدیث میں ہے
کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں لَاُجَھِّزُ جَیْشِیْ وَاَنَا فِی الصَّلٰوۃِ یعنی میں نماز
میں لشکر کی تیاری کے فکر کیا کرتا ہوں پس کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی
نماز ناقص تھی باوجودیکہ اوسمیں حضور قلب نہ ہوتا تھا کیونکہ تجہیز جیش ظاہر ہے کہ منافی حضور
قلب ہے پس حضور قلب ضروریات کمال صلوٰۃ سے نہیں ہے وہ دوسرا اسکا شافی
جواب نہ دے سکتا تھا آخر حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حضور میں محاکمہ کے لئے حاضر
ہوئے آپنے مکرر ارشاد فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تجہیز جیش خود منافی حضور قلب نہیں
بلکہ عین حضور قلب ہے کیونکہ جسکو بادشاہ کے جانب سے کوئی خدمت و منصب مفوض
ہو وہ جس وقت دربار میں حاضر ہوگا اوسکا کمال قرب یہی ہے کہ اپنی خدمات مفوضہ کو
پیش کر کے اوسکے متعلق احکام شاہی حاصل کرے اسیطرح جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کو خدمت خلافت منجانب اللہ سپرد تھی اور نماز کا وقت حاضری دربار کا وقت ہے اسوقت
یہی حضور و قرب ہے کہ اس باب میں حقتعالیٰ کے طرف رجوع کر کے استخارہ و استشارہ
کریں پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجہیز کو کہ بالہام حق تھی اپنے وساوس و خطرات پر قیاس
کرنا محض غلط ہے کیونکہ یہہ بعد ہے اور وہ عین قرب ہے دونوں صاحبوں کو پوری شفا ہوگی۔

ف سبحان اللہ کیا سلیس اور واضح طریق سے تعارض رفع فرمایا ہے۔ حقیقت مین علم رسمی محض لفظ پرستی ہے معانی رسی اور حقائق شناسی انھین حضرات کا حصہ ہے

کمال۔ بروایت ثقہ مسموع ہوا کہ کسی شخص نے حضرت صاحب کے طرف سے ایک جعلی خط بنا کر کسی امیر سے کچھ رقم وصول کرلی کسی نے حضرت صاحب کو اطلاع دیکر مشورہ عرض کیا کہ ایسے شخص کو تنبیہ ہونا چاہئے حضرت صاحب نے جواب مین ارشاد فرمایا کہ بھائی مجھسے دین کا تو کسی کو نفع نہین ہوا اگر میری ذریعہ سے یہہ مُردار دنیا ہی کسی کو حاصل ہوجاے تو مجھکو حقتعالی سے شرم آتی ہے کہ اسمین بھی بخل اور اس سے بھی دریغ کرون۔ ف اللہ اکبر اس سے حضرت صاحب کے چند کمالات ثابت ہوتے ہین اوّل غایت تواضع کہ باوجود اس فیض باطنی عام و تام کے یہہ گمان ہے کہ مجھ سے کسی کو نفع نہین پہونچتا۔

دوسرے دنیا کو نہایت درجہ حقیر سمجھنا کہ اس کارروائی کا کچھ انسداد نہین فرمایا جیسے کوئی شخص کسی کے نام سے ایک سنگریزہ کسی سے مانگ لاوے تو ہرگز بھی اسکو شکر اوسکے طرف التفات نہین ہوتا۔

تیسرے حب نفع رسانی کہ اوس شخص کے نفع روکنے کو گوارا نہین فرمایا حقیقت مین خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَنْفَعُ النَّاسَ۔ (انسانو مین سب سے اچھا وہ ہے جو سب سے زیادہ نفع رسان ہے ۱۲ ڈپٹی) چوتھے غایت حلم در درگذر کہ باوجود اسکے کہ ایسے امور سے بدنامی ہوجاتی ہے اور اسوجہ سے ایسے موقع پر فرور غصہ آجاتا ہے مگر آپنے مطلقا تشدد نہین فرمایا۔

کمال۔ حافظ عبدالرحیم صاحب تھانوی ثم الدیوبندی شاگرد و مرید خاص سے مسموع ہوا کہ مکہ معظمہ مین ابتدا حضرت صاحب پر اکثر فاقون کی نوبت آتی ایک بار کئی وقت کا فاقہ تھا آپ حرم مین تشریف رکھتے تھے کہ ایک سیٹھ حاضر ہوا اور اوسنے بشرہ سے یہہ حال دریافت کرکے آپسے عرض کیا کہ مجھکو اپنی لنگی جو آپکے سامنے رکھی ہے عنایت کیجئے

دوم دنیا کو حقیر سمجھنا

سوم نفع رسانی

چہارم حلم

آپ نے بلا تامل اوٹھاکر حوالہ کی وہ وہان سے غائب ہوگیا اور تھوڑی دیر مین واپس آکر
تھیلی بیٹھی ہوئی آپکے روبرو رکھکر چلا گیا آپ اپنے اوراد مین مشغول رہے اوسکی طرف
التفات نہین فرمایا جب آپ اوٹھنے لگے تو تھیلی اوٹھائی تو کچھ وزنی معلوم ہوئی کھولکر دیکھا
تو اوسمین دوسو ریال بندھے تھے (ایک ریال تقریباً عہ؁ کا ہوتا ہے) آپنے یہہ سمجھکر کہ یہہ
امانت کے طور پر میرے پاس رکھ گیا ہے بحفاظت تمام اوسکو بعینہٖ رکھدیا دوسرے وقت
جو وہ شخص ملا آپنے ارشاد فرمایا کہ میان امانت اس طرح رکھا کرتے ہین کہ مجھکو اطلاع بھی
نہین کی اگر میرے ذہول کی حالت مین کوئی اوٹھا لیجاتا تو کیسی مجکو شرمندگی ہوتی اوسوقت اوسنے
عرض کیا کہ حضرت یہہ تو آپکے نذر ہے آپ صرف فرمائے۔ آپ نے فی الفور سب صرف
کرڈالے ف اس سے حضرت صاحب کا کمال استقلال و ثبات و استغنا و سیر چشمی و سخاوت
ظاہر ہوتی ہے کہ اولاً ایسی تہیدستی کی حالت مین جب اوس شخص نے آپکا کپڑا مانگا تو آپکو
اصلا تامل نہین ہوا فوراً حوالہ کیا ینفقون فی السراء والضراء کے یہی معنی ہین۔ ثانیاً جب
اوس نے وہ کپڑا واپس لاکر رکھا آپکو وسوسہ و خطرہ نہین ہوا کہ شاید یہہ کچھ دے گیا ہو
ورنہ اتنے قرائن کے جمع ہوتے ہوئے اور ایسی حاجت شدید مین بڑے بڑے مستقل
مزاجون کو احتمال کا مرتبہ ضرور پیدا ہوجاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ طمع کی جڑ ہی کٹ چکی تھی
ثالثاً جب ریال دیکھ لئے تب بھی اوس پر نظر نہین گئی کہ شاید یہہ ہمکو دے گیا ہو ورنہ قرائن
مقامیہ سے یہہ امر قطعی تھا کیونکہ امانت رکھانے کا اصلا کوئی قرینہ نہ تھا مگر آپکی نظر عالی محض امانت
ہی کا احتمال بلکہ یقین ایک آدہ وقت کا فاقہ اسمین بھی گذرا ہوگا۔ رابعاً جب معلوم ہوا کہ
ہماری ملک ہے تو اوسکو ذخیرہ نہین کیا اتنی بڑی رقم کو چارسو روپیہ سے زائد ہوتی ہے
ایسی تنگی کے وقت مین غنیمت سمجھی جاتی ہے لیکن جس قلب مین محبت الٰہی رگ و ریشہ مین سمائی
ہوئی ہو اوسمین حبِ مال کی گنجائش کہان۔

کمال استقلال

حکایت۔ بروایت مولوی منور علی صاحب مسموع ہوا کہ ایک شخص مخلصین مین سے انتقال

کرنے لگے اونکے پاس کچھ مال تہا جسمین اونکو حق وصیت حاصل تھا انھون نے حضرت صاحب کے معتمد خاص مولوی منور علی صاحب مرحوم درہنگوی کو اپنا وصی بنا کر یہ مال مستحقین کو تقسیم کردین انھون نے ایک فہرست مستحقین کی مرتب کی جسمین متوکلین کے نام لکھے اور مشورہ کی غرض سے حضرت صاحب کی خدمت مین اوسکو پیش کیا بعض آدمیون کے نام لیے جو اہل حاجت تہے مگر متوکل نہ تہے اور ادھر اودھرسے کچھ پھرکے اپنا کام نکال لیتے تہے اور دریافت فرمایا کہ ان لوگونکے نام آپنے کیون نہین لکھے انھون نے عرض کیا کہ حضرت یہہ لوگ تو دنیا دارون سے مل ملاکر اپنا کام چلا لیتے ہین مینے ایسے لوگون کے نام لکھے ہین جو کسی سے تعلق نہین رکھتے آپنے تبسم فرمایا اور بعنوان لطیف ارشاد فرمایا کہ واہ صاحب خوب سمجھے۔ میان چیز دیا کرتے ہین ایسے شخص کو جو اوسکی قدر کرے اور اوسکو ضرورت ہو یہہ متوکلین جنکی آنکھ مین اسکی کچھ قدر نہین اور نیز اللہ تعالیٰ اونکے کفیل ہین اونکو تو تم دیتے ہو اور جن بیچارون کے لئے کفایت خاصہ بھی نہین اور وہ اوسکے قدردان بھی ہین اونکو محروم کرتے ہو اس حیثیت خاص سے وہ لوگ زیادہ مستحق ہین۔ ف اس سے حضرت کا قوت یقین ثابت ہوتا ہے کہ متوکلین کے باب مین اصلا خدشہ نہین ہوا کہ خدا جانے پہر کب ملیگا اور رحمت عامہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ حریصان دنیا کی رعایت فرمائی اور اسمین نکتہ خفیہ یہہ ہے کہ اونکو سوال عن الناس سے عفیف اور محفوظ کرنا چاہا اور ظاہر ہے کہ کسی معصیت سے بچانا کسقدر فضل عظیم ہے جیسا حدیث مین قصہ آیا ہے کہ ایک شخص نے نادانستگی مین سارق و زانیہ اور غنی بخیل پر تصدق کردیا اور بعد تحقیق متاسف ہوا اوسکو بشارت ہوئی کہ یہہ ضائع نہین ہوا شاید سارق و زانیہ اس مال کیوجہ سے اپنے معاصی سے بچ جاوین اور بخیل عبرت حاصل کرکے بخل چھوڑ دے۔

کمال حضرت صاحب کے پاس بکثرت سائل آتے اور کوئی محروم نہ جاتا آپ سیکڑ

ضمیمہ الاحسان

ہمارے بعض کرمفرماؤن نے چند کتابین اسلئے بھیجی ہین کہ الاحسان مین انکا ریویو کیا جاے اگرچہ الاحسان مثل اور معمولی رسالون کے کوئی اخباری رسالہ نہین ہے بلکہ وہ ایک ایسا علمی رسالہ ہے جسی مستقل کتاب کہنا بیجا نہین فرق ہے تو صرف اسقدر کہ کتابین ایک ہی مرتبہ مین چھپکر ناظرین کے خدمات مین پیش کیجاتی ہین اور یہہ حسبِ جزو جزو اور دو دو جزو اور اسمین یہہ فائدہ مدنظر رکھا گیا ہی کہ ناظرین کے خریدنے اور دیکھنے مین بھی آسانی ہوا ور مصنفین اور مولفین کو تصنیف اور تالیف مین بھی دوسرے یہہ کہ ایک ہی قسم کے مضامین کے دیکھنے سے اکثر طبیعتین اوکتا جاتی ہین اور اسی صورت مین مختلف طرز مین مختلف الخیال حضرات کے تصنیفات مختلف طبائع کو اوکتانے نہین دیتین اور دلچسپی اول سے آخر تک برابر قائم رہتی ہے - لیکن الاحسان کے شان سے بعید ہوگا اگر وہ احسان کا بدلہ احسان ہی سے نکرے اور ان کرمفرماون کے عطیہ کتب پر کچھ نہ لکھے ہان یہ ضرور ہے کہ اول تو وہ اپنی قلیل الحجم جسم مین اتنی گنجایش نہین پاتا کہ ریویو کا جو حق ہے وہ پوری طور سے ادا کرسکے کیونکہ کسی چیز پر ریویو لکھنا درحقیقت نہایت اہم کام ہے ریویونولیس کا سب سے پہلا فرض ہے کہ جس چیز پر ریویو ہو اوسکے تمام روشن اور تاریک پہلو دکھلائے جاوین اور بے رو رعایت اوسکے خوبیون اور برائیون کو نقادی اور نکتہ سنجی کے ساتھ ظاہر کردیا جاے کسی چیز پر ریو لکھنا فی الحقیقت اوسے پبلک کے خدمت مین انٹرڈیوس کرنا ہے پھر کیسے کچھہ گناہ کی بات ہوگی اگر ہم شیطان کو فرشتہ اور فرشتہ کو شیطان ٹھہرا وسکے سامنے پیش کرین کیا یہ صریح دھوکہ بازی اور فریب دہی نہین ہے بیشک ہے اور ضرور ہے مگر مشکل اور سخت مشکل ہے کہ معزز کرمفرماون کا ریویو سے ہمیشہ یہہ منشا ہوا کرتا ہے کہ اوسے زیر ریویو کی تعریف اور صرف تعریف کیجاے اور اوسکے خلاف اگر ایک لفظ بھی قلم سے

نکلا تو رنجیدگی کا سبب ہوا ان سب مشکلات کو دیکھکر اڈیٹر الاحسان اون مختلف ہدیون کی
صرف کسیقدر مفصل رسید دیدینا اور یہ بتا دینا کہ یہہ کیا چیز ہے اور کیونکر ہاتھ آتی ہے۔
مناسب اور کافی سمجہتا ہے

غایت المقصود حصہ چہارم بزبان فارسی یہ کتاب مولوی سید علی صابری صاحب کی مصنفہ ہے آپ فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کے بہت بڑے مجتہدین اور آپکا قیام مبارک حویلی لاہور مین ہے اس کتاب کا یہہ حصہ جو مرزا غلام احمد صاحب کے دعاوی باطلہ تردید کے متعلق ہے اکثر افراد امامیہ کے راے مین قابل تعریف ہے لیکن ہمیں دوست مولوی انشاء اللہ خانصاحب اڈیٹر اخبار وطن کی راے ہے کہ اگر حوالونکے اقتباس مین زیادہ احتیاط برتی جاتی تو مناسب تھا بعض کے عبارات سے مسلمانونکے چند دیگر فرقون کو ضرور رنج پہونچیگا جسکا خیال سید علی صاحب صابری جیسے صلح کل اور فاضل عالم کو ضرور رکھنا چاہئے تھا۔ جن حضرات کو ایسے مباحث سے دلچسپی ہو وہ متذکرہ بالا پتہ سے طلب فرماکر اسے ضرور دیکھین کیونکہ صابری صاحب اپنی فرقہ کے مستند عالم ہین اور ایک مستند عالم کی تصنیفات کسی نکسی پہلو سے ضرور ہی قابل دید ہوتی ہین۔

حرز العینین فی تضمین وردالمریدین یہہ کتاب درحقیقت نظم مین ہے اور ایک متبرک قصیدہ کی تضمین ہے اور یہہ متبرک قصیدہ مجمع الفضائل والکمالات حضرت شیخ بابا داؤد خاکی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا مصنفہ ہے حضرت شیخ بابا داؤد صاحب کشمیر اور اطراف کشمیر مین ایک مشہور و معروف شیخ ہوگذرے ہین اور آپکو علوم صوری اور معنوی مین کامل دستگاہ تھی اور اوائل زمانہ مین آپ باحشمت عالم اور دولتمند فاضل تھے اور اپنے علمی منزلت اور وجاہت کیوجہ سے کشمیری شاہزادون کے اوستاد بھی تھے لیکن دفعۃً جذب محبت الٰہی نے جوش مارا اور آپ تمام ساز و سامان ظاہری

سے علیحدہ ہوکر حضرت سلطان شیخ حمزہ مخدوم کشمیری قدس اللہ تعالیٰ سرہ کے عقیدت
مندون اور سادات مندون مین شامل ہوکر مجاہدات شاقہ مین معروف ہوئے اور
آپکی یہہ حالت ہوگئی کہ حضرت مخدوم کے سواری کے آگے آگے کمترین خدام کے
مثل دوڑتے چلتے تھے آخرش کار باتمام رسید وہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد کا
قصہ پیش آیا اور حضرت مخدوم نے آپکو خلعت ارشاد پہناکر سجادہ شیخیت پر بٹھایا اور آپ
ایک کثیر التعداد جماعت کو فیض باطنی پہونچا منجملہ ان حضرات کے حضرت میر نازک نیازی
اور حضرت بابا نقیب الدین غازی بہت مشہور اور معروف ہین۔ آپکے پیر صحبت
میر سید احمد کرمانی اور حاجی احمد قاری اور بابا ہردی ریشی بھی تھے اور حضرت میر سید
اسمٰعیل شامی نے آپکو سلسلہ علیہ قادریہ کی سند عطا فرمائی اور آپنے سلسلہ سہروردیہ کی
سند اونکو دی آپ شاہ جلال الدین اکبر کے زمانہ مین تھے چنانچہ وصال آپکا دوم صفر ۱۰۴۷ھ
مین ہوا اول آپکا تابوت قصبہ اسلام آباد مین امانتاً رکھا گیا پھر آپ خاص شہر مین اپنے
پیر بزرگوار کے مقبرۂ مبارک مین آرام گزین ہوئے آپکی تاریخ رحلت یہہ ہے ؎
سال و تاریخ او نوشت قلم ٭ روے جنت بدید شیخ امم ۔ قادری نیز شیخ ہادی دین
بہر تاریخ او نمود رقم۔ آپکے تصنیفات مین سے دستور السالکین۔ قصیدہ جلالیہ ۔
حضرت مخدوم جہانیان جہانگشت کے منقبت مین اور قصیدہ لامیہ حضرت شیخ بابا ہردی
ریشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات مین اور قصیدہ علیہ اور رسالہ ضروریہ اور اسکی شرح مجموعۃ
الفوائد وغیرہ ہین ۔ اس قصیدہ کی تضمین جناب عبد القادر صاحب متخلص بہ قادری نے
بہت خوبی سے کی ہے اور مولوی عبد السلام صاحب رفیقی سہروردی پیش امام مسجد
کوہ دلہوری و ممبر میونسپل کمشنر نور پورا اور آپکے بھائی صاحب نے خاص اہتمام سے
طبع کرایا ہے کاغذ او خط بھی شایان شان رسالہ ہے اور قیمت صرف آٹھ آنہ ہے
ظاہر ہے کہ ایسے شیخ کامل مکمل کے کلام جو نصائح اور مناقب اولیاء اللہ اور ذوق شوق

سکے متعلق ہون کیسے مفید اور قابل قدر ہو سکتے ہین لہذا جن ارباب علم کو اوسکا ذوق
ہو وہ ضرور اسے طلب فرما کر مستفید ہون پتہ یہ ہے مولوی عبد السّلام صاحب رفیقی معوّل
کمشنر نور پور ضلع کانگڑہ۔

انجمن نعمانیہ لاہور اور اسکا سالانہ جلسہ | ہمارے پاس ہمارے معزز دوست منشی محرم علی چشتی صاحب اڈیٹر و مالک اخبار رفیق ہند لاہور اور جناب مولوی تاج الدین احمد صاحب
مختار چیف کورٹ پنجاب و جنٹ سکریٹری انجمن نعمانیہ کے قلمی اور مطبوعہ عنایت نامے
اس غرض سے آے ہین کہ اوس اسلامی دینی جلسہ مین شریک ہونے کے لئے اپنے
معزز دوستون کو آمادہ کرین اور الاحسان کے ذریعہ سے خدا پرست مسلمانون مین بھی
ایک حرکت پیدا کرین کہ وہ اس خالص دینی جلسہ مین شریک ہو کر خود بھی مستفید ہون
اور جلسہ کو زینت اور رونق بخشین اور انجمن اوسکے قدوم میمنت لزوم سے فائدہ اٹھلے
ہم اس جلسہ کے نسبت یہ کہنے سے باز نہین آسکتے کہ وہ خالص دینی خادمون اور اسلامی
پیشواؤن کا جلسہ ہے اور اوسکی غایت تمام تر علوم دینیہ اسلامیہ کو ترقی دینا اور شریعت محمدیہ
کے برکات سے ہندوستان کو مالا مال رکھنا ہے یہ ظاہر ہے کہ اخلاق تصوف احسان
یہ تمام مدارج علوم شرعیہ کے ساتھ وابستہ ہین اور سب سے پہلا درجہ اسی کا ہے۔
اور یہ بالکل ناممکن امر ہے کہ کوئی شخص بدون شرعی پابندی اور علوم دینیہ سے مستفید
ہوے کیسے مہذب اور صوفی اور محسن ہو سکے بانیوجہ اس رسالہ کو جو تصوف اور اخلاق کے
لئے خاص ہے ایسے مجالس کے ساتھ بھی خصوصیت کے ساتھ تعلق ہے اور وہ اپنے
تمام ناظرین کی خدمت مین عرض پرداز ہے کہ ایسے اسلامی جلسہ مین ضرور شریک ہون
اور ایسے ضروری اسلامی خدمات مین دل و جان سے حصہ لین اور اسپر یقین رکھین
کہ ہماری حقیقی بہبودی اور اصلی فلاح ایسے ہی چیزون مین ہے اور سب نمایشی باتین نمایشی
بنکر مٹ جانے والی ہین اب مین اوس اعلان کو بلفظہٖ نذر ناظرین کرتا ہون جو اشتہار

لکھے دفتر الاحسان مین بھیجا گیا ہے

لاہور مین مسلمانون کے ایک مذہبی جلسے کی تیاریان

ہم اس امر کو کمال مسرت سے شائع کرتے ہین کہ انجمن نعمانیہ لاہور کا سولھوان سالانہ جلسہ ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ دسمبر ۱۹۱۳ء کو (جمعہ - ہفتہ - اتوار کے دن) بمقام لاہور بڑے تزک و احتشام سے منعقد ہوگا جسکے لئے ابھی سے دھوم دھام کی تیاریان ہو رہی ہین -
اس انجمن کا مقصد خاص مذہبی ہے - پولٹیکل معاملات وغیرہ سے اسکو کوئی سروکار نہین اور سب سے بڑی خصوصیت اس انجمن کی یہ ہے - کہ نہ صرف مختلف اسلامی فرقون کے متعلق بلکہ غیر مذہب والون کے مقابل بھی اسکی پالیسی بالکل صلح پسندی کی ہے -
نہ صرف پنجاب بلکہ ہندوستان کے دیگر حصون کے بڑے بڑے نامی علما اور مشاہیر اور سپیکر اور ناظم اسکے سالانہ جلسہ مین شامل ہوتے ہین اور اپنے فصیح و بلیغ وعظون اور تقریرون اور اشعار آبدار سے سامعین کو محظوظ فرماتے ہین -
گذشتہ جلسہ مین علاوہ لاہور کے علما و فضلا اور سپیکرون اور شعرا نامدار کے پشاور گوجرانوالہ گجرات - سیالکوٹ - لدھیانہ - گانگڑہ - پٹیالہ - بٹالہ - بہاولپور - دہلی - لکھنؤ - ملتان - جالندھر - ہوشیارپور - جہلم - راولپنڈی - الہ آباد - سرہند وغیرہ مختلف مقامات سے بڑے بڑے معززین اور بزرگان قوم شریک جلسہ ہوئے تھے - اور وعظ اور تقریرون اور نظمون نے جو سمان باندھا تھا وہ ابھی تک ہماری آنکھون کے سامنے ہے - غرضکہ پنجاب مین انجمن نعمانیہ کا سالانہ جلسہ گویا ایک اسلامی تیوہار ہوتا ہے - کہ لاہور کی رونق دوبالا ہو جاتی ہے اور مختلف اقطاع ہند کے مسلمانون کو باہم میل جول اور ملاقات بڑھانیکا موقع بھی ملتا ہے اس دفعہ کے سالانہ جلسے مین بالخصوص بہت ہی زیادہ رونق ہونیکی امید ہے - کیونکہ ہندوستان کے بہت سے سربرآوردہ مشاہیر کی طرف سے تشریف

آوری کے وعدے ہین - غرضکہ یہہ جلسہ اپنی وضع کا بالکل نرالا اور بے نظیر ہوتا ہے۔
اور اہل اسلام کے ملنے والے مسلمان اس انجمن پر شیدا اور فریفتہ ہین - کیونکہ جلسہ کی
غرض محض تبلیغ احکام الہی اور تحریص وتشویق علوم دین ہے -

جو صاحب اس جلسہ مین کوئی مضمون یا نظم پیش کرنا چاہین اُن کے لئے ضرور ہے کہ ۱۵ دسمبر
۱۹۰۳ء سے پہلے پہلے جناب خلیفہ مولوی تاج الدین احمد صاحب پلیڈر
وسکرٹیری انجمن نعمانیہ لاہور کے ساتھ خط وکتابت کرین -

بیرون جات کے معاونون کے لئے انجمن کی طرف سے اونکی رہایش اور مہمانداری کا
انتظام بلاکسی قسم کی فیس کے ہر سال کیا جاتا ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ جو صاحب
تشریف لانا چاہین تاریخ و وقت تشریف آوری سے ۲۰ - دسمبر ۱۹۰۳ء تک مطلع فرمائین
تاکہ ریلوے اسٹیشن پر اُن کے استقبال اور شہر مین فرودگاہ کرنے کا انتظام سہولت
سے ہوسکے - البتہ اتنی عرض گزارش ہے کہ بستر اپنے ہمراہ لائین تاکہ تکلیف نہو -

حکام ریلوے کے ساتھ انجمن جو کچھ خط وکتابت کر رہی ہے اوسکے متعلق امید ہے کہ
گذشتہ سال کی طرح اسدفعہ کے سالانہ جلسہ انجمن مین بھی جو صاحبان شمولیت کیلئے
تشریف لائینگے اُن کو نصف کرایہ پر ٹکٹ مل سکینگے اور چونکہ ایسی رعایت کے
حاصل کرنے کے لئے سکرٹیری انجمن کی تصدیق کی ضرورت ہوگی - اسلئے
جو صاحبان اس رعایت سے مستفید ہونا چاہین وہ براہِ عنایت بہت جلد سکرٹیری
صاحب انجمن کی خدمت مین اپنے عزم تشریف آوری کی اطلاع دیکر تصدیق کی سند
سکرٹیری صاحب سے منگوالین اور ترسیل سارٹیفکٹ کے لئے آدھ آنہ کا ٹکٹ
ارسال فرماوین - حکام پنجاب نارتھ وسٹرن ریلوے نے مسافرون کو معہ عیال
وملازمین درجہ دوم - میانہ - سوم مین سفر کرنے کی نصف کرایہ پر اجازت دیدی ہے
لیکن لاہور سے پچاس میل سے زائد مسافت والے اصحاب فائدہ اٹھا سکینگے فقط

[illegible] کیا جاتا ہے۔

[illegible] و مکرمی اور با برکت ذات آج کے رسالہ مین مخصوص کی گئی ہے جسکی ہمت افزائی
[illegible] سے رسالہ الاحسان کا اجرا عمل مین آمادہ کرون ہمارے مخدوم ہمارے کرمفرما
[illegible] ہمدرد جامع الفضائل و الکمالات منبع الاخلاق والحسنات مولنا مولوی سید شاہ
[illegible] علیصاحب نقشبندی مجددی سجادہ نشین خانقاہ علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ۔
[illegible] ہمارے سراپا برکت معزز مخدوم نے کمال دردمندی سے توجہ فرمائی اور اپنے اکثر معزز
[illegible] دوستون اور ارادتمندون کو الاحسان کے اعانت اور خریداری کے لئے امادہ
[illegible] فرمایا ہے چنانچہ ۵۰ آدمیونکی فہرست اس خادم کے پاس حضرت نے بھیجی ہے اور ابھی
[illegible] جانے کو ہے۔ یہہ تو خیال مین بھی نہین آ سکتا کہ اونمین سے کوئی بزرگ الاحسان کے قبول فرمانے
[illegible] فرمائین یہہ وہ اصلی و سچی ہمدردی ہے جسپر الاحسان کی ہر طرحکی ترقی اور کامیابی موقوف ہے
[illegible] اسی طرح سے تمام با اثر بزرگان اسلام توجہ فرماوین تو اونکا الاحسان جلد تر کامیاب
ہو جاوے۔

رسید زر قیمت جو ماہ شعبان تک وصول ہوئی

جناب سید اظہر حسن صاحب رضوی سوہانی موضع [illegible] کہونٹا ڈاکخانہ جعفر گنج فتحپور۔ عما،

جناب مولوی عبدالرحمن صاحب رئیس کونچ تحصیل کونچ ضلع جالون عما،

جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب محلہ کندہ بولی مظفرپور عما،

جناب مولوی حافظ عبدالوحید صاحب رئیس و سکرٹری [illegible] فیض موضع ململ ڈاکخانہ کجولی ضلع دربھنگہ عما،

حضرت مولوی ابوالفتح محمد عبدالقادر صاحب سجادہ نشین خانقاہ اسلامپور ڈاکخانہ عطا سرا ضلع پٹنہ عما،

جناب مولوی سید حافظ عنایت حسین صاحب رضوی مخزہ جو دیشل تحصیل کراولی ضلع آگرہ عما،

جناب منشی نیاز علیصاحب پیشکار اجلاس مولوی نظیر علیصاحب ڈپٹی کلکٹر اوری ضلع جالون [illegible]

جناب منشی علی حسین ہیڈ محرر تھانہ گورسرائے ضلع جھانسی اسٹیشن ریلوے پونچ عما،

جناب منشی شیخ علی حسین صاحب انسپکٹر [illegible] ضلع [illegible] عما،

جناب رحیم خان سیل لائیم مرچنٹ ہین کیمپ بنگلور عما،

جناب حکیم ابوالحسن صاحب اسلامپور ڈاکخانہ عطا سرائے ضلع پٹنہ عما،

جناب مولوی سید انعام حسین صاحب تحصیلدار کراولی ضلع آگرہ عما،

قواعد ضروری رسالہ ہٰذا

۱۔ یہہ رسالہ ہر اسلامی مہینہ مین ایکبار قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے شائع ہوا کرے گا۔

۲۔ رسالہ کا حجم ۳۲ صفحہ سے کم نہوگا۔ خط و چھپائی و کاغذ و تقطیع کیلئے یہہ نمونہ کافی ہے۔

۳۔ قیمت ہر حالت مین عہ دو روپیہ سالانہ پیشگی لی جائیگی ما بعد کا کوئی حساب نہوگا

۴۔ تمام خط و کتابت و ترسیل و منی آرڈر وغیرہ بنام تہال احمد علوی حمیدی اڈیٹر و مالک رسالہ ہونا چاہیئے۔

۵۔ امور دریافت طلب کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے نہین تو جواب سے معذوری ہوگی اور بیرنگ خطوغیرہ واپس کردیئے جائینگے۔

۶۔ قابل و لائق مضامین نگار کی خدمات گرامی مین اور اخبارات اور رسالون کے معاوضہ مین یہہ رسالہ مفت بھیجا جاوے گا۔

۷۔ اس رسالہ مین ہمیشہ تصوف اور اخلاق اور اوسکے متعلقات پر مضامین مندرج ہونگے مثلاً تصوف کی تعریف اور اوسکے برکات و فوائد و ضرورت و نتائج اور تاریخ اور شریعت سے تعلق و اکابر صوفیہ کے حالات اور انکے قیمتی ملفوظات اور اسرار شریعت و مکارم اخلاق و معائب اخلاقی وغیرہ وغیرہ۔

۸۔ یہہ رسالہ جن بزرگون کی خدمت مین بلا قیمت و بلا طلب بھیجا جائیگا اونکے نام رسالہ کا جاری رہنا ادائے قیمت و منظوری پر موقوف ہوگا۔

۹۔ جملہ مضامین و مراسلات صاف و واضح خط مین اور پتہ و نام کامل اور واضح ہونا چاہیئے تاکہ کوئی دقت و شکایت پیدا نہو۔

مشتہر

مالک و اڈیٹر الاحسان

بابت ماہ شوال سنہ ۱۳۲۱ھ نمبر [illegible]

رسالہ ماہوار مسمے بہ

الاحسان

تصوف اور اخلاق کے بیان مین +

قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے باہتمام نہال احمد علوی حمیدی مالک و اڈیٹر رسالہ شایع ہوا

فہرست مضامین

مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد مین طبع ہوا

خاص خادم شکریہ

(۱) [illegible] ہے کہ فرما اوضا الاحسان کے خاص معاون فخر وطن ہمدرد قوم مولوی سید محمد [illegible] [illegible] صاحب [illegible] حیدریہ وانسپکٹر کرورگیری اندور سرکار نظام جو مشہور و معروف مضمون نگار و مصنف ہین [illegible] [illegible] اور اہل ملک حسن جیسے معزز پرچہ مین دیکھ چکے ہین الاحسان کے ابتدا ہی سے سچے معاون [illegible] جیسے پرزور الفاظ مین ہمارے معزز دوست نے الاحسان کی تائید فرمائی وہ ناظرین اخبار نیر آصفی سے پوشیدہ نہین ہے آپ نے کوئی موقع الاحسان کے امداد کا خالی نہین دیا اور اسوقت تک ایسے اصحاب آپکی کوشش سے خریداری منظور فرما چکے ہین جو ہر حیثیت سے قابل عزت ہین علی الخصوص جناب فخامت انتساب مولانا مولوی حکیم سید علی صاحب صدر مصنف بمبئی جیسے علم تصوف کے محقق کا جنھین اس اعتبار سے تاج المتصوفین کہا جائے تو بیجا نہوگا الاحسان کو قبول فرمانا نہایت عزت اور مسرت بخش ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ ناظرین الاحسان جناب ممدوح کے افادات سے بھی زیادہ دنون تک محروم نہ رہینگے

(۲) ہمدرد سرمنبع الاخلاق شیخ محمد یوسف صاحب منصرم عدالت دیوانی لکھیم پور ضلع کھیری کے توجہ سے معزز تعلیم اصحاب خریدار ہوئے۔

(۳) فہرست مرسلہ حضرت مولانا سید جماعت علی شاہ صاحب میں سے و اشخاص خریدار ہو چکے ہیں اور برابر ہو رہے ہین

(۴) مولوی محمد عثمان صاحب اسلام پوری سابق طالبعلم دار العلوم ندوۃ العلما کی کوشش سے [۲] جنھین سب سے زیادہ قابل فخر حضرت شیخ المشایخ مولوی سید شاہ ابو الفتح محمد عبد القادر صاحب سجادہ نشین خانقاہ اسلام پور ڈاکخانہ عطا سرائے ضلع پٹنہ ہین حضرت ممدوح کے غلامون اور ارادت مندون کی تعداد بہار و بنگال مین بہت کثیر ہے الحمد للہ کہ ہمارے جناب نے الاحسان کو نہایت پسندیدہ نگاہون سے دیکھا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ رسالہ اچھا اور بہت اچھا ہے خدا کرے کہ اسکو ترقی ہو اور عام مسلمانو نکے مطالعہ مین آئے اور حضرات صوفیائے کرام اسکی قدر فرمائین۔

رسید زر قیمت جو ماہ رمضان تک وصول ہوئے

جناب حکیم محمد اویس رسول صاحب قادری پھلواری معصوم پور ضلع بلیا . . .

الاحسان کے نسبت معززلین

(۱) مجمع الحسنات منبع الاخلاق جناب محمد اویس رسول صاحب قادری پھلواروی کا عنایت نامہ جو رمضان مبارک مین موصول ہوا اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ بعدد القائمین باللیل والصائمین بالنہار والمستغفرین بالاسحار۔

لا الہ الا اللہ المعروف بکل احسان

مخدومی - ہدیہ سلام سنت اسلام ۲۵ شعبان کو بصیغہ ویلو چار نسخے الاحسان کے پہونچے اور غرہ شہر رمضان کو نامہ گرامی وارد ہوا ہم چار من اولہ الی آخرہ دیکھے گئے جس حالت مین صدہا مقدس نفوس جناب کی جامعیت پر داد دے رہے ہین اور ہر چند در چند پاک زبانین الاحسان کے خوبی کی مدح کر رہی ہین تو مجھ کو خامہ فرسائی کرنیکی ضرورت نہین ہے لیکن جناب کی اولوالعزمی ہو کہ الاحسان ایسے رسالہ کی اشاعت اور متبرک کتاب ارادمریدکے تفحص وتلاش مین مبذول ہو تی اوسی نے مجھے اس امر پر جرأت بخشی کہ مین مجیب الدعوات سے خشوع وخضوع کے ساتھ افزونی ہمت گرامی اور ترقی عمر الاحسان کے لئے دعا کرون - اے مولیٰ میرے تو ہمارے ظاہر وباطن سے خوب آگاہ ہے

؎ فسق است وفساد کار ہر روزہ ما ✤ ہم پر زگناہ کاسۂ وکوزۂ ما ✤ میخند د روزگار میگرید عمر ✤ بر طاعت وبر نماز وبر روزہ ما ✤ خداوندا ہمارے پاس تو کوئی ایسا عمل بھی نہین ہے جو تیرے سرکار مین وسیلہ لاؤن پس اے مولیٰ مین تیرے حبیب رؤف الرحیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑتا ہون اور اون ہی پیارے کو درمیان لاکر نہایت عاجزی سے عرض کرتا ہون کہ ہمارے مکرم کی ہمت عالیہ کو روز افزون کر اور الاحسان (کہ کہین تیرے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ارشاد کو بیان کر رہا ہے اور کہین تصوف واخلاق کے بھولے ہوئے سبق کو یاد کرا رہا ہے) کو عمر طبعی عطا فرما کہ تیرے وہ بندے جو تصوف اور اخلاق سے کچھ بھی مذاق رکھتے ہین مستفید ہوتے رہین ؎ این دعا از من واز جملہ جہان آمین باد ✤ مین حتی الوسع الاحسان کی اشاعت مین کوشش کرونگا انشاء اللہ تعالیٰ - والسلام۔

(۲) جامع الفضائل والکمالات حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی سید شاہ جماعت علی صاحب نقشبندی مجددی سجادہ نشین علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ کا الطاف نامہ۔

یہ آپکا رسالہ ہندوستان بھر مین واقعی تصوف کا پہلا رسالہ ہے۔ فقیر کا ارادہ مدت سے تھا کہ اس طرز کا کوئی رسالہ جاری کیا جائے۔ مگر تقدیر نے چونکہ میری کوشش کو آپ کے ہاتھ سے پورا کرنا تھا۔ اسواسطے فقیر بچند وجوہ اس رسالہ کے جاری کرنے سے معذور رہا۔ خیر الحمد للہ کہ خداوند تعالیٰ نے اس فقیر کی مراد کو پورا کر دیا۔ فقیر اس رسالہ کو اپنا رسالہ سمجھتا ہے۔ اور اعلان کرتا ہے کہ فقیر کے دوستون مین جس جس کو یہ رسالہ مطالعہ کرنیکا اتفاق ہوا وسکا فرض ہے کہ وہ پانچ خریدار الاحسان کے مہیا کرے۔ باقی اصحاب جنکے ساتھ فقیر کو ابھی نیاز حاصل نہین وہ بھی اگر فقیر کے اس مشورہ پر عمل فرماوین تو الاحسان کی سرپرستی کا حق ادا ہو جاوے۔ کیونکہ الاحسان ایک پرچہ ہے جسکی سرپرستی عام مسلمانون کا عموماً اور صوفیائے کرام کا خصوصاً حق ہے۔ الاحسان کیا ہے۔ اخلاق صوفیانہ۔ مذہبی مضامین کا ایک بے بہا ذخیرہ ہے۔ اسلامی کتب خانہ مین ہزارون بلکہ لاکھون کتابین علم تصوف کی موجود ہین مگر مشکل یہ ہے کہ عربی مین یا فارسی مین اور ہمارے افراد قوم ان دونون زبانون مین اُمّی نہین تو کم علم ضرور اور جو اصحاب کسی قدر واقف بھی ہین انکو کتاب بینی کا شوق نہین اور اگر شوق ہے تو فرصت نہین۔ غرض ایسے وقت مین ایک رسالہ کا ہندوستانی لباس مین جلوہ افروز ہونا ایک نہائت ضروری امر تھا اور اخباری دنیا مین اسکی کمی تھی۔ سو الحمد للہ خداوند نے وہ کمی بھی پوری کر دی۔ دیکھئے صوفیائے کرام اس رسالہ کا کس خوش اسلوبی سے خیر مقدم کرتے ہین۔ پانچ ماہ سے ہم بھی چشم براہ ہین کہ اس مقدس گروہ کی شاہانہ امداد دیکھین۔ آپ خداوند کریم کی ذات پر توکل کرین فقیر بھی اس الاحسان کی سرسبزی کے واسطے دعا کرتا ہے۔ این دعا از من و از جملہ جہان آمین آباد۔ فقیر بھی الاحسان مین مضامین کبھی نہ کبھی دیا کریگا۔

قاضی ظہور الدین احمد صاحب اکمل رئیس گولیکی ضلع گجرات کا مضمون بعنوان تصوف کی ضرورت

تصوف کی ضرورت

قدرت نے یہ امر انسانی فطرت مین ودیعت رکہا ہے کہ اپنی ضرورتین پوری کرنیکے لئے موجودہ اسباب کیطرف متوجہ ہو
اور جب تک اپنی قریب بیسر الوصول سامان سے کام لے سکے دور دست اور متعسر الحصول اشیا کے درپے نہو نیز یہ
اولاً وہی محسوس کرے جو بدنی ہون یعنی خورد و نوش گرمی اور سردی سے بچاؤ کے سامان اثاث البیت کی فکر اسوقت
دامنگیر ہوگی جب خانہ داری کی ضرورت پیش آئیگی اور عمر جوانی و کامرانی کا وقت نزدیک آجائے - ایسا ہی اطبا
و ادویات کی تجسس تفتیش بیماری یا بیمارداری کے ایام مین کرنے لگتا ہے لیکن روحانی امراض کی دفعیہ کا فکر و
تردد قلبی بیماریونکی خطرناک مضرتون کے دریافت ہونیکے ماسوا کبہی اسکے دلمین گذرتا ہی نہین جیسے دیوانے مخبوط
الحواسون کو اپنے مرض کا پتہ نہین لگتا ویسے ہی روحانی مریض اپنی نفسانی خباثتون اور شیطانی حالتون
سے بے خبر محض ہین مگر خداوند کریم نے ان خواب غفلت کے متوالونکو جگانے کے واسطے حضرات
انبیاء و اولیاء اور صوفیاے اصفیا کا سلسلہ مخلوقات مین جاری رکہا ہے جو وقتاً فوقتاً ہر ملک و
دیار مین موجود رہتے ہین اور سیر و سفر سے بہی اپنے انفاس طیبات اور توجہات سے مستعد طبایع
کو اپنی طرف کہینچتے ہین اور اونکے دلون کی کشت زار کو ابر بہار کی طرح سینچتے ہین - بعض طبائع تو
فطرةً ہی ایسے پیدا ہوئی ہین کہ تصفیہ اور تزکیہ کے درپے رہتے ہین اور مزکیان روح و روان
کو کہین نہ کہین سے ڈہونڈ نکالتے ہین - چنانچہ جب کوئی بندہ خدا انہین ملجاتا ہے تو اپنا بہی خدا
جوئی کا مطلب پیش کر کے طریقت اور باطن کی شریعت کا سبق حاصل کر لیتے ہین - اور لابدی
ضرورتین یعنی قوت لایموت کی فکر بقدر حاجت کر کے اسی کام مین لگے رہتے ہین - آخر ایک دن
ایسا آتا ہے کہ وہ منتہی ہو کر ہدایت کی گدی پر اپنے مرشد کی طرح بیٹہ جاتے ہین - اور بعض لوگ
اپنے حل مشکلات کیواسطے جب ظاہری اسباب سے مایوس ہوجاتے ہین تو ان لوگون کی خدمت
بابرکت مین آکر حاضر ہوتے ہین - غربا چہوڑ دولتمند لوگ بہی بفحواے آنانکہ غنی تر اند محتاج تر اند حضرات
اولیائے کرام کو وسیلہ حل مشکلات بناتے ہین اور یہی ان کی ہدایت یابی کا بہی وسیلہ ہو
جاتا ہے - اکثر دنیاوی حاجتین ہی نفس [illegible] کو عارفون اور کاملون کی خدمت مین لا کر

خدارسیدہ بنا دیتی ہین یعنی گو کہ یہ لوگ اوائل مین اس ایمانی فلسفے اور روحانی حکمت سے
بے خبر ہوتے ہین۔ مگر آخر کار جب اولیاء اللہ کی کشف و کرامت اور یمن و برکت کو مشاہدہ کرتے
ہین۔ اور اونکی صحبت سے فیضیاب ہوتے ہین تو ان کو اپنے گندے خیالات اور نفسانی سئیات
کی بدبو اندر سے آنے لگتی ہے اُسوقت سمجھتے ہین کہ ہم غلطی پر تھے اور ہمین کوئی نجات کا راستہ
بھی تلاش کرنا چاہئے۔ چونکہ تصدیق بالقلب جو ارکان ایمان سے معتد بہ جزو ہے بجز صحبت صالحین
حاصل نہین ہوسکتی اور صفائی قلبی اخلاص و احسان کے درجات تصحیح نیات اور عزائم حسنات
انھین حضرات کی تعلیم کے نتائج ہین اور لذت عبادات حضور القلب فی الصلواۃ حقیقت فہمی
صوم و صلواۃ۔ حج و زکواۃ وغیرہ اسرار و معارف صرف اسی فرقہ طیبہ کے حصہ مین آئے ہین۔
اسلئے ان کے طفیل مین یہ غافل بھی شوق ذکر الٰہی مین دست در کار۔ دل بایار کی منزل پر پہنچ جاتے
ہین حتے کہ انھین طالبین مین سے بعض سعید فطرتونکی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ دنیا و مافیہا سے قطع
تعلق کرکے ابراہیم ادہم و بشر حافی کی یاد دلاتے ہین۔ گو نادان لوگ جو اسرار محبت سے
ناواقف ہین اس طریقے کو رہبانیت کے نام سے پکار کر ایسے تارکان دنیا کو بھی رہبان تصور کرلیتے
ہین مگر دانشمند خوب سمجھتے ہین کہ طالب علم زمانہ طلب علمی مین کوئی دنیاوی کام سرانجام نہین
دے سکتا بلکہ وہ تو اسی شوق تعلیم مین تمام غیر متعلق کامونکو چھوڑ کر ایک علم ہی سے اپنی لو لگا لیتا ہے
اور جب تک اپنا علم کامل حاصل نہ کرلے کہین مشغول نہین ہوتا۔ کوئی اُسے رہبان یا بیکار نہین
کہتا۔ ہان یہ کہتے ہین کہ یہ طالب علم اپنے کام کی تیاری کر رہا ہے۔ کسی دن صاحب کمال ہوکر اپنی
معاش تو درکنار بہت سے اور لوگونکی وجہ معاش کا بھی کفیل ہوجائیگا ٹھیک اسی طرح یہ تارک الدنیا
(تصوف کا طالب) جو اپنے کام کی تیاری کر رہا ہے اور یہ کام بھی کوئی معمولی کام نہین۔ بلکہ اہم
کیونکہ سعادت آخروی بلکہ صلاح دنیاوی بھی اسی سے وابستہ ہے کیونکہ تصحیح نیات و ارادت
خیرات بدون صحبت فقرا و تربیت صلحا حاصل ہونی محال ہے علاوہ ازین ایمان کا اصل الاصول یعنے
یقین تو تحقیق بدون تصوف [illegible] توجہ ناممکن ہے۔ الحاصل علم تصوف یا علم باطن کی ضرورت

عام خاص ہر قسم کے آدمی کو اپنی اپنی استعداد کے مطابق محسوس ہوسکتی ہے عوام الطبع پر کہ آدمی بمقتضائے
خلق الانسان ھلوعا اور انتم الفقراء محتاج وحریص پیدا کیا گیا ہے اور اسکی فطرت مین یہ امر
رکھا ہوا ہے کہ جب موجودہ سامان اسے ناکافی ثابت ہون۔ تو مسبب الاسباب ہزارون کے
وکیل وکفیل خداوند جلیل کی طرف متوجہ ہو اور اس توجہ مین اپنا وسیلہ مستجاب الدعوات فقرائ
کو گردانتا ہے اور وابتغوا الیہ الوسیلۃ پر عمل کرکے ان حضرات کے حضور مین جاکر حاضر ہوتا
ہے اور اپنے حل مشکلات کے لئے یہ دعا کراتا ہے۔ اور اونکی روحانی طاقتون کو مظاہر قدرت
ربانی سمجھ کر اس استعانت کو عین استعانت من اللہ سمجھتا ہے۔ گو بعض جہلا ایسے واقعات
مین مشرک ہوجاتے ہین۔ مگر ادنی سی سمجھ بھی ہو تو انسان کی کارروائی کو آلہ جارحہ فعالہ الٰہی
سمجھے۔ اور شرک کا خیال تک نہ لائے کیونکہ یہ استعانت استعانت بالاسباب ہے جو کسی مذہب
مین ممنوع نہین ہے۔ ہان اعانت موثرہ بالاستقلال کی نسبت ماسوائے اللہ کی طرف کرنی
شرک ہے۔ اور وہ خواہ ظاہری اسباب سے وابستہ ہو چنانچہ اسی مین اکثر لوگ آجکل مبتلا ہین
کجا بودم کجا تاختم۔ جملہ معترضہ کا طول بے محل ہے۔ مگر خالی از فائدہ بھی نہین۔
اب ہم پھر اصل مطلب (ضرورت صوفیہ) کی طرف متوجہ ہوتے ہین مشاہدہ تجربہ ہر ملک و ملت یہ
شہادت دیتا ہے کہ اکثر آدمیونکو جب کوئی تکلیف محسوس ہوتی ہے فوراً صوفیائے کرام
کی طرف رجوع کرتے ہین اور انہین انجاح مرام کا وسیلہ بناتے ہین بعض معترض اصحاب
بھی مجبوراً ایسا ہی کرتے ہین اور کیون نہ کرین یہ امر انسان کی فطرت مین رکھا ہوا ہے اگرچہ
اکثر حضرات اسمین کسیقدر افراط سے بھی کام لیتے ہین۔ خاص لوگ اہل علم وفضل بھی صحبت
اولیاء اللہ سے مستفیض ہوتے ہین اور کونوا مع الصادقین پر عمل کرتے ہین۔ پاک
لوگونکی صحبت مین رہکر خوارق وکرامات وبرکات کا مشاہدہ کرکے اپنا ایمان بڑہاتے اور درجات
احسان کا فیض پاتے ہین۔ اور نماز بحضور دل ادا کرتے ہین اور تلاوت کلام اللہ وادعیہ
ماثورہ مین لذات پاتے اور معارف وحقائق سے بہرہ یاب ہوکر ایمان بالغیب سے عین الیقین

کے رتبہ پر پہونچ جاتے ہین۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مکتوبات مین مندرج ہے کہ نفس جب تک مطمئنہ نہ ہو جائے کافر ہی رہتا ہے گو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت وفضل وکرم سے وہ ایمان بھی بوجہ تصدیق قلبی کے پذیرا فرما لیتا ہے آمین سر یہ ہے کہ جن ایمانی امور کی تصدیق دل سے کی جاتی ہے۔ بحکم ظاہر عقل نفس انکی شہادت نہین دیتا۔ بلکہ انکار کرتا ہے ہان (جب مطمئنہ ہو تو) بعد مشاہدہ ومکاشفہ بالیقین ان پر ایمان لاتا ہے مثلاً برزخ کی حالت یعنی قبر کا ثواب وعذاب جو قال اللہ وقال الرسول سے ثابت ہے۔ ظاہر عقل کی دلائل پر نظر کیجائے تو کوئی بھی تصدیق نہین کرتا۔ مگر جنہین مشاہدہ ہو جائے وہ عذاب وثواب پر ایمان قلبی لے آتے ہین اور رویا سے اسکا مقابلہ کر کے کشف جنانی کو کشف عیانی کے درجہ کو پہنچا لیتے ہین۔ اس مضمون کے دوسرے نمبر مین ہم صوفیون کے اقسام بیان کرینگے۔ جن سے تصوف کی تعریف بھی معلوم ہو جائیگی۔

رکھی جائیں کوئی ایک دوسرے پر ناجائز غلبہ کرنے پائے اور ایک دوسرے کو بیجا طور پر نقصان اور ضرر نہ پہونچا سکے اور یہ درجہ اعتدال اس امر پر موقوف ہے کہ ہر قوت افراط اور تفریط یعنی زیادتی اور کمی سے باز رہکر اعتدالی حالت قبول کرے لہذا اسی اعتدالی حالت کو فضیلت انسانی اور افراط اور تفریط کو رذالت کہا جاتا ہے اور چونکہ اسی حالت اعتدالی کا نام فضیلت رکھا گیا ہے لہذا بطور کلیہ کے مطابق تعداد قوائے اربعہ کے فضائل بھی چار ہیں جو چارون قوت کے میانہ روی سے پیدا ہوتے ہیں عقل نظری سے حکمت عقل عملی سے عدالت - قوت غضبی سے شجاعت - اور قوت شہوی سے عفت اور یہی چارون قوتیں جب درجہ اعتدال پر نہونگی تو اون کے افراط اور تفریط دونون سے چونکہ رذائل پیدا ہونگے اسوجہ سے رذائل کی تعداد آٹھ ہوئی چار بحیثیت کمی اور چار بحیثیت زیادتی قوت نظری کے نقصان سے جہالت اور زیادتی سے سفاہت یا گربزی اور قوت عملی کے نقصان سے ظلم اور زیادتی سے انظلام اور قوت غضبی کے نقصان سے جبن و نامردی ہیں اور زیادتی سے تہور اور قوت شہوی کے نقصان سے خمود اور زیادتی سے شرہ یہ تمام اجناس رذالت بلا اختلاف مذموم اور مخرب سعادت اور مفسد حالت ہیں اور حکیم کامل اور انسان کامل وہی شخص ہوتا ہے جو فضائل چہارگانہ سے متصف اور رذائل ہشتگانہ سے محفوظ ہو کیونکہ ان چارون انسانی قوتونکا اسطور پر قائم رہنا کہ کسی میں بھی نقصان اور فساد اسدرجہ پر پیدا ہونے پائے کہ وہ جس کام کے لئے پیدا کیگئی ہے وہ نکرسکے صرف اونکے میانہ روی اور اعتدال پر موقوف ہے اور ظاہر ہے اگر کوئی قوت اعتدالی درجہ سے بڑھجائیگی تو ضرور دوسری قوت کو نقصان پہونچائیگی اور اوسکو مغلوب کرکے بیکار کردیگی یہ ایک ایسی بات ہے جو ہر قوت کے ساتھ متعلق ہے خواہ وہ ملکی قوت ہو یا حیوانی ملکی قوت بھی جب اعتدال سے بڑھجاتی ہے تو انسان اپنے جسم اپنی اہل و اولاد اپنے عزیز و قریب یار و احباب غرض تمام ایسے لوگون اور چیزون سے نفرت اور وحشت کرنے لگتا ہے جو اس عالم ناسوت کے ساتھ متعلق ہیں اور اسی سے رہبانیت پیدا ہوتی ہے اور یہی رہبانیت ہے جسے اسلام جائز نہیں رکھتا علی ہذا القیاس ایسے ہی اگر نفس سبعی اور بہیمی کا غلبہ ہوجاتا ہے تو شب و روز خواب و خور میں گذرتا ہے لذت طلبی اور عیش پرستی سے کام رہجاتا ہے اور بالکل اوسی قسم کی عادتیں پیدا ہوجاتی ہیں جو چرندون اور درندون میں ہیں اور ظاہر ہے کہ حیوانیت سعادت انسانی کے بالکل خلاف ہے اور ایسی حالت

ہین وہ انسانی صورت حیوان بنجاتا ہے اور باعتبار فضیلت کے حیوانون سے بدتر ہوجاتا ہے کیونکہ حیوانون مین
خداوند قدیر نے قوت ناطقہ نہین پیدا کی وہ تو صرف قوت شہوی اور قوت غضبی لیکر آئے ہین اور اسی کے کمال پر انکی
سعادت موقوف ہے اسی سے ایسے لوگونکے باب مین خداوند جلیل نے فرمایا کہ اولئک کالانعام بل ہم اضل یعنی وہ حیوانون
کے مثل بلکہ اونسے بھی زیادہ گمراہ ہین جب یہ دونون حالتین سعادت انسانی کا ٹھیک وسیلہ نہین ہین تو ضرور ہے
کہ وہ تیسری حالت جو ان دونون حالتون یعنی ملکیت اور حیوانیت کے وسط مین ہے اور جسے انسانیت کہتے ہین وہی
سچا اور رسیدہ طریقہ سعادت انسانی کے حاصل کرنیکا ہے ؎ آدمی را آدمیت لازم است * عود اگر بو نباشد ہیزم است
ظاہر ہے کہ اگر محض قدسیانہ ملکوتی زندگی شرف اور فضیلت انسانی کا سبب ہوتی تو اوسمین حیوانیت نہ پیدا
کیجاتی بلکہ سچ تو یہ ہے کہ پھر انسان کے پیدا کرنے مین کوئی خاص حکیمانہ مصلحت بھی نہوتی کیونکہ تمام عالم علوی
اور ملکوتی قدسیون اور ملکی نفسون سے بھرا ہوا تھا اور ایسے ہی تمام عالم سفلی اور ناسوتی اجسام کثیفہ اور موالید ثلاثہ سے
پُر تھا لہذا انسان دونون قسم کی قوتون اور مادون کے ساتھ متصف پیدا کیا گیا اور یہی جامعیت اوسکے شرف اور فضیلت
کا باعث قرار پائی اور اوسکے سر پر کرامت کا تاج رکھکر رب العالمین نے اپنی خلافت عطا فرمائی پھر کیونکر ممکن ہے
کہ اوسکی ایک رخی زندگی اوسکے جامعیت کو نقصان نہ پہونچائے اور وہ سعادت عظمی سے محروم نہ ہوجائے
ان تمام امور سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ کمالات انسانی صرف میانہ روی اور اعتدال اخلاقی سے حاصل
ہوتی ہین چنانچہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس باب مین لکھتے ہین کہ اس بات کی دلیل کہ اخلاق مین افراط و تفریط پسندیدہ
نہین بلکہ وسط اور اعتدال مد نظر ہے یہ ہی کہ خدا تعالی اوسط اور اعتدال ہی کی تعریف فرماتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے
کہ والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواما یعنی جب خرچ کرتے ہین نہ فضول خرچ کرتے ہین اور نہ تنگی
کرتے ہین بلکہ درمیانی درجہ اختیار کرتے ہین۔ اس سے سخاوت کیطرف اشارہ کیا گیا ہے جو فضول خرچی اور تنگدستی
کے بین بین ہے اور یہ بھی فرمایا کہ لا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط نہ کرے تو اپنا ہاتھ بندھا اپنی گردن
کے قریب اور نہ کھول دے اوسے بالکل۔ اسیطرح شہوت طعام کی نسبت فرمایا کہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا
یحب المسرفین یعنی کھاؤ اور پیو لیکن افراط مت کرو اللہ تعالی اوڑانیوالونکو دوست نہین رکھتا اور غضب کے باب مین فرمایا کہ
اشداء علی الکفار رحماء بینہم کفار پر سخت اور مومنین پر رحیم اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جیسا

اونا جائز امور مین غصہ سے کام لینا اور حق بات مین غصہ خوری کرنا بہتر ہے۔ اور حدیث
شریف مین ہے کہ خیر الامور اوسطہا سب امور مین بہتر درمیانی چیزین ہین علی ہذا القیاس
صراط مستقیم پر چلنے اور تلاش کرنے اور خواہش کرنے بلکہ اوسکے واسطے دعا کرنے کا جو
حکم دیا گیا اور یہانتک کہدیا کہ ان ربی علی صراط مستقیم یعنی خداوند جلیل صراط مستقیم پر
ہے تو اس سے بھی یہی اعتدال اور درمیانی راستہ مراد ہے کیونکہ خط مستقیم حقیقت مین
اوسی خط کو کہتے ہین جو دو نقطون کے درمیان مین ہو اور اپنی اطرافی خطوط مین سب مین
چھوٹا ہو اور ایسا خط وہی ہوتا ہے جو بالکل وسط مین ہو اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے
کہ یہ درمیانی راستہ سب راستون سے نزدیک تر بھی ہے کیونکہ وہ سب سے چھوٹا ہے۔ اعلی
اوسط درجہ کے محمود ہونے مین ایک بہید ہے اور وہ یہ ہے کہ سعادت انسانی اسمین ہے
کہ سبکا قلب دنیا کے عوارض سے سالم ہو جسکے لئے اللہ تعالی فرماتا ہے الامن اتی
اللہ بقلب سلیم مگر جو شخص خدا کے پاس قلب سلیم لیکر آیا۔ اور بخل و اسراف دونون عوارض
دنیاوی سے ہین لہذا دل کو ان دونون سے بچا رہنا چاہیئے نہ مال کے جمع کرنیکی طرف بجد
مائل ہو اور نہ اوسکے اوڑا دینے کی طرف کیونکہ جسے زیادہ خرچ کرنیکی حرص ہوگی اوسکا دل
اسمین لگا رہیگا اور جو بخیل ہوگا اور بخل کو دوست رکھتا ہوگا وہ مال کے جمع کرنے کی تدبیرون
مین اپنے دل کو مصروف رکھیگا اور قلب کا کمال اسمین ہے کہ یہ دونون وصف اوسمین
نہ ہون اور چونکہ ایک وصف کا بھی اوٹھ جانا اس دنیا مین ممکن نہین ہے لہذا ایسی ایسے وصف
کے اختیار کرنیکی ضرورت پیدا ہوئی جو دونون وصفون کے نہ ہونیکے مشابہ اور اونسے
علیحدہ ہو اور وہ درجہ اوسط کا ہے جو ان دونون کے درمیان ہے کیونکہ درجہ اوسط
مین دونون وصف نہونیکی مثل ہین مثلاً گرم پانی مین اگر اسقدر ٹھنڈا پانی ملا دیا جاوے جس سے
اوسکی حرارت نکلجائے لیکن ٹھنڈک بھی نہ آنے پائے تو اوسے نہ گرم پانی کہہ سکتے ہین اور
نہ ٹھنڈا پانی یہی حال سخاوت کا فضول خرچی اور تنگ دستی کے درمیان اور شجاعت کا تہور

اورنام ہوی کے درمیان اور عفت اور پارسائی کا حرص اور بستگی کے درمیان ہے اور تمام اخلاق کو بھی اسی پر قیاس کر لیجئے کہ دونون طرفین مذموم ہین اور صرف وسط اور درمیانی درجہ محمود اور مقصود ہے اور وہ ممکن ہے۔ اور اسکا بڑا حصہ جواب دوم امکان تغیر اخلاق مین ہے جس سے نہایت واضح طور پر یہ بحث میری مدعا کے موافق طے ہو جاتی ہے اب مین مناسب سمجھتا ہون بلکہ اس امر کی ضرورت محسوس کرتا ہون کہ اس بحث کو بھی اس موقع پر نذر ناظرین کردون تاکہ مسئلہ زیر بحث پر پوری بحث ہو جائے اور اون اشخاص کا بھی کافی تدارک ہو جائے جو اخلاقی کمالات سے یہ حیلہ بتا کر جان چھوڑانا چاہتے ہین کہ اخلاق مین تغیر ممکن نہین ہے اگرچہ اسکا ایک بڑا حصہ تحریر مین آچکا ہے اور تغیر اور عدم تغیر اخلاق کے نسبت بہت مفصل بحث ہو چکی ہے لیکن حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق ایسے امور مین سب سے زیادہ قابل وثوق ہے آپ فرماتے ہین کہ جن لوگون پر اعتقاد باطل کا غلبہ ہے ونیز مجاہدہ اور ریاضت تزکیہ نفس کے لئے شاق ہے اور اونکا نفس اسبات کو گوارا نہین کرتا کہ تزکیہ نفس باوجود نقصان اور خبث باطن کے ہم سے کیونکر ہو سکیگا لہذا اونھون نے یہ بہانہ پیدا کیا ہے کہ اخلاق مین تغیر ہو ہی نہین سکتا یہ کیون ہے اسلئے کہ طبیعت مین تبدیلی نہین ہو سکتی۔ اور اس دعوی کی وہ دو وجہین بیان کرتے ہین ایک یہ کہ خلق صورت باطنی کا نام ہے جسطرح سے کہ خلق ظاہری صورت کو کہتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی شخص یا کوئی چیز اپنی ظاہری صورت کو یا کسی کے ظاہری صورت کو بدل نہین سکتی مثلاً باونا آدمی اپنے قد کو بڑہا نہین سکتا اور نہ دراز قامت آدمی پست قد بن سکتا ہے اور نہ بدصورت خوب صورت اور نہ خوب صورت بدصورت۔ اسیطور پر باطن کے بھی برائی بھلائی کو سمجہنا اور اسی پر قیاس کرنا چاہیئے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ حسن خلق سے یہ مراد ہے کہ شہوت اور غضب کو جڑ سے اوکھاڑ کر پھینکدیا جائے۔ مگر ہم نے بہت بڑی کوشش سے امتحان کیا تو یہ معلوم ہوا کہ یہ چیزین

مزاج اور طبیعت کی تابع ہین اور انھین کے اقتضار سے پیدا ہوتی ہے اور کبھی اور کسی صورت سے منقطع نہین ہوتین لہذا اس امر کے درپے ہونا فی الحقیقت اپنی عمر کو بیفائدہ کوشش مین ضایع کرنا ہے کیونکہ تزکیہ نفس سے یہ غرض ہوا کرتی ہے کہ قلب فانی لذتون کی طرف التفات نکرے اور مائل نہو اور یہ امر محال ہے - اب ہم دونون دلیلونکا جواب دیتے ہین -

وجہ اول کے جواب مین تو ہم یہ کہتے ہین کہ اگر اخلاق مین تغیر نہو سکتا تو وعظ اور نصیحت اور تادیب اور تعلیم اور تربیت سب بیکار جاتین - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیون فرماتے کہ حسنوا اخلاقکم - یعنے اپنے اخلاق کو درست کرو اور سنو اور مین یہ کہتا ہون کہ آدمی تو درکنار یہ بات تو جانورون مین بہی ممکن ہے اور واقعہ ہے دیکھو باز کی وحشت کس طرح سے اُنس کے ساتھہ بدل جاتی ہے شکاری کتا کیسا تعلیم سے موءدب ہوجاتا ہے کہ شکار کو صرف پکڑ لیتا ہے اور کہانیکی حرص مطلق نہین کرتا سرکش سے سرکش گھوڑا کیا ہے نرم اور فرمانبردار بن جاتا ہے پہر اگر یہ اخلاق مین تغیر نہین تو اور کیا ہے اور اصل حقیقت اس باب مین یہ ہے کہ موجودات مین سے بعض چیزین تو ایسی ہین کہ جنکا وجود کامل ہے اور جن جن باتون کی اونمین ضرورت تھی وہ سب پوری ہوچکی ہین آدمی کے اختیار سے اونمین ردوبدل نہین ہوسکتا جیسے آسمان اور ستارے اور انسان اور حیوان کے ظاہری اور باطنی اعضار - اور بعض چیزین ایسی ہین کہ اونکا وجود ناقص ہے مگر کامل ہونیکی استعداد اون مین موجود ہے اگر کمال کے شرائط پائین جائین تو وہ کمال کے درجہ کو پہونچ جائین اور یہ شرائط کبھی انسان کے اختیار مین ہوتے ہین مثلاً آم کی گٹھلی کو لیجئے نہ تو وہ پہل ہے اور نہ وہ پیڑ ہے مگر اوسکی پیدائش اسطرح کی ہے کہ وہ پیڑ ہوسکتی ہے بشرطیکہ معمولی طریقہ برتا جائے اور اوسکی خدمت کیجائے اگر اس گٹھلی سے پہل بنانا چاہین تو ہرگز نہین ہوسکیگا کیونکہ اسکی استعداد او مین نہین ہے -

غور کرنا چاہئے کہ جب گٹھلی انسان کے اختیار سے متاثر ہوتی اور ایک حد

دوسرے حال مین بدل جاتی ہے تو غضب اور شہوت اگر متغیر ہوجائین توکیا بعید ہے۔
ہان اونکا اس طرح سے بدل جانا کہ جڑ سے معدوم ہوجائین اور اونکا کوئی اثر ہی نہ باقی رہے بیشک
ہمارے قابو اور قدرت سے باہر ہے مگر انکا دبا دینا اور ریاضت اور مجاہدہ سے اپنے
قابو مین رکھنا ہمارے اختیار مین ضرور ہے اور اوسیکا حکم بھی ہم کو دیا گیا ہے اور یہی ہماری
نجات اور وصول الی اللہ کا سبب اور ذریعہ ہے البتہ طبایع مختلف ہین بعض جلدی نسے
متاثر ہوجاتے ہین اور بعض دیرکو اور اونکے اختلاف کے دو سبب ہین اول اوس شئے
کے وجود کا دیرپا ہونا جسکا بدلنا مقصود ہے اور ایسی چیزین وہ ہوتی ہین جنکے ساتھ فطرت
اور جبلت کا میلان اور اقتضا شریک ہے مثلاً شہوت اور غضب اور تکبر کا مادہ ہر ایک
انسان مین موجود ہے لیکن سب سے زیادہ مشکل شہوت کا بدلنا ہے کیونکہ اسکا ظہور
شروع پیدایش سے ہوتا ہے چنانچہ لڑکپن سے بچہ کو خواہش ہوتی ہے اور غصہ اکثر سات
برس کی عمر مین پیدا ہوتا ہے اور اوسکے بعد تمیز کی قوت آتی ہے۔

اور دوسرا سبب یہ ہے کہ خُلق یعنے عادت کبھی عمل کی کثرت سے بھی مضبوط اور مستحکم
ہوجاتی ہے کیونکہ لوگ اپنی عادت کے مقتضا کے موافق کام کرتے ہین اور اوس کی
اطاعت مین سرگرم رہتے ہین اور اسی کو پسندیدہ اور عمدہ سمجھتے ہین اور اس باب مین
لوگون کے چار درجے ہین۔

پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی جیسا پیدا ہوا ہے ویسا ہی رہے حق اور باطل اچھے اور بُرے مین
تمیز نہ کرسکے ہر ایک قسم کے اعتقادات سے غافل اور خالی ہو اور اتباع لذات سے شہوت
بھی کامل نہوئی ہو تو ایسے شخص کا علاج جلد ہوسکتا ہے اسکے واسطے صرف کسی استاد
اور مرشد کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر کوئی ایک نفسانی قوت بھی مجاہدہ کی موئد ہو تو
تھوڑی ہی عرصہ مین ایسے شخص کا خُلق درست ہوسکتا ہے۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ بُرائی بھلائی کا علم ہے اور عمل کو بھی جانتا ہے مگر اچھے کامون

اور عمل صالح کا عادی نہین ہے - اوسے عمل بد بھی اچھا معلوم ہوتا ہے اور اس امر مین وہ اپنی شہوت کا تابع ہے اور رائے صواب سے پھرا ہوا ہے تاہم اپنی عمل کے قصور سے واقف ہے ایسے شخص کا درست ہونا بہ نسبت پہلے شخص کے دشوار ہے کیونکہ اس مین دو باتون کی ضرورت پڑیگی اول تو بد کامون کی عادت چھوڑانیکی دوسرے نیک کامون کی عادت پیدا کرنیکی بہرحال ایسا شخص بھی اثر قبول کرنیکی قابلیت رکھتا ہے اگر ریاضت مین خوب اچھی طرح مستعد ہو -

تیسرا درجہ یہ ہے کہ اخلاق بد برا وسے یہ اعتقاد ہو کہ یہ بہت اچھے ہین اور انکا کرنا واجب ہے اور اسی عقیدہ پر اونکی پرورش بھی ہوئی ہو تو ایسے شخص کا علاج قریب قریب محال کے ہے اور اسکے اصلاح کی توقع نہین ہے کیونکہ گمراہی کے اسباب کی کثرت ہے -

چوتھا درجہ یہ ہے کہ رائے فاسد پر نشو و نما بھی پائی اور اعمال بد پر پرورش بھی ہوا اور اوسپر یہ امر اور بھی زیادہ ہو کہ وہ شرارت مین زندگی بسر کرنے اور لوگون کو تباہ اور برباد کرنیکو فضیلت کا اور فخر کا باعث جانتا ہو اور یہ خیال کرتا ہو کہ ہماری عزت اسی مین ہے - یہ درجہ تمام درجات مین نہایت ہی سخت ہے اور اس شخص کے حق مین تربیت اور ریاضت کا اثر گویا کہ باطل ہے ان چارون مین سے اول تو جاہل محض ہے دوسرا جاہل ہی ہے اور گمراہ بھی اور تیسرا جاہل اور گمراہ اور فاسق ہے اور چوتھا جاہل اور گمراہ اور فاسق اور شریر ہے -

اب ہم دوسری وجہ کے جواب کے طرف متوجہ ہوتے ہین کہ وہ لوگ جو یہ بات کہتے ہین کہ حسن خلق سے شہوت اور غضب کا استیصال مراد ہے اور یہ آدمی کے لئے محال ہو تو حقیقت مین اونکے خیال مین یہ بات ہے کہ حسن خلق سے یہ صفات بشری بالکل ہی نیست اور نابود ہوجاتے ہین حالانکہ یہ بات ہرگز مقصود نہین ہے کیونکہ شہوت کو بھی حکیم اور قدیر خالق اکبر نے ایک فائدہ کے لئے پیدا کیا ہے اور خلقت انسانی مین اسکا ہونا بھی اوسکے تکملہ اور کسب کمال کے لئے ضروری ہے مثلاً فرض کیجئے اگر کھانیکی شہوت نہ ہو اور خواہش نہ پیدا ہو تو

آدمی ہلاک ہوجاے اور ایسے ہی اگر مباشرت کی خواہش نہ ہو تو نسل منقطع ہوجاے اسی طرح اگر غضب بالکل نابود ہوجائے تو مہلک اور مضر چیزون کو کوئی آدمی دفع نکرسکے اور اوسکے مقابلہ مین تباہ ہوجائے۔ لہذا ان اصلی قوتون کا بالکل نیست و نابود کر دینا مقصود نہین ہے بلکہ یہ منظور ہے کہ افراط اور تفریط زیادتی اور کمی کو چھوڑکر معتدل درجہ پر آجائے اور بخل اور اسراف۔ تہور اور نامردی سے بچکر حسن اعتدال کا پابند ہو اور ان قوتون پر عقل کو حاکم بنائے اور یہ سب قوتین اوسکے تابع اور زیر فرمان ہون دیکھئے صفت غضب کا اعتدال خداوند جلیل یون بیان کرتا ہے اشداء علی الکفار رحماء بینہم یعنی کفار پر وہ سخت ہین اور آپس مین مسلمانون پر بہت مہربان ہین۔ اس آیت مین صحابہ کی شدت کو جو قوت غضبی سے پیدا ہوتی ہے پسندیدگی کے نگاہ سے دیکھا اور اوسکی تعریف کی اگر قوت غضب بالکل جاتی رہتی تو قوت مقابلہ کے زائل ہوجانے سے جہاد بھی منقطع ہوجاتا اور ملک داری اور سیاست کا خاتمہ ہوجاتا۔ اسکے سوا یہ بھی تو دیکھنا لازم ہے کہ کوئی مسلمان کیونکر یہ دعوی کرسکتا ہے کہ حسن خلق کا یہ منشاء ہے کہ غضب اور شہوت کا استیصال ہوجائے کیونکہ اہل اسلام اس امر سے اچھی طرح سے واقف ہین کہ جب انبیا علیہم السلام اس سے علیحدہ نہین رہے تو پھر اورون کی کیا حقیقت ہے چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے انما انا بشر اغضب کما یغضب البشر۔ مین آدمی ہون اور آدمیون کی طرح مجھے بھی غصہ آتا ہے۔ چنانچہ خلاف امور کے پیش آجانے پر آپ غصہ ہوتے تھے یہانتک کہ اکثر اوقات آپکا چہرۂ مبارک غصہ سے سرخ ہوجاتا تھا لیکن باوجود ایسے غصہ کے آپ حق کہتے اور حق کرتے تھے آپکا غصہ بھی آپ کو حق کے دائرے سے باہر نہ لیجا سکتا تھا اور خدائے تعالی فرماتا ہے کہ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس غصہ کے پینے والے اور لوگونکے معاف کرنے والے۔ اسمین بھی ایسے ہی لوگون کی تعریف کی ہے جنہین غصہ آتا ہے لیکن وہ پی جاتے ہین اور یہ نہین فرمایا کہ اونہین غصہ بالکل ہی نہین ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ غضب اور شہوت کا اعتدال کے حد پر واسطے سے آجانا کہ اسمین سے کوئی عقل پر غالب نہونے پاوے۔

علی قدر مراتب عطا فرماتے ایک بار احقر حاضر تھا کہ ایک سائل آیا آپ نے کچھ دیکر رخصت کیا
پھر اسوقت شاید کوئی مضمون دلچسپ بیان ہو رہا تھا بعض خدام تنگدلی کے لہجہ میں کہنے
لگا اسقدر کثرت سے یہ لوگ آتے ہین اور موقع محل کچھ نہین دیکھتے حضرت صاحب نے
ارشاد فرمایا کہ بھائی سائلون سے تنگ نہونا چاہئے تمکو خبر بھی ہے کہ یہ لوگ حمال
ہین تمھارے ذخیرہ اور مال کے آخرت کی طرف اگر یہ لوگ صدقات کو قبول
نکرین تو بڑا حصہ خیرات کا آخرت مین پہونچنا محال ہو تو واقع مین یہ لوگ ہمارے
محسن ہین کہ ہمارا بوجھ اوٹھا اوٹھا کر وہان پہونچا رہے ہین اھ ف اس سے
حضرت صاحب کے چند کمالات ثابت ہوتے ہین اوّل تحمل و برداشت ہجوم و
ایذاء سائلین کا۔ دوم انکشاف حقیقت تصدق اور اس انکشاف کا ایسا غالب ہونا
کہ علم سے متجاوز ہو کر حال بنگیا۔ سوم اپنا احسان اون پر نہ سمجھنا بلکہ اونکا ممنون ہونا
کہ سخاوت کا اعلیٰ درجہ ہے

تحمل
انکشاف حال حقیقت

کمال۔ بروایت معتبرہ معلوم ہوا کہ بی امت اللہ رامپوری مرحومہ جو بوجہ معذوری
و نابینا ہو جانے حضرت پیرانی بی بی خیر النساء دامت برکاتہا کے حضرت صاحب کی
خدمت مین رہکر کھانے وغیرہ کا انتظام کرنے لگین تہی چونکہ حضرت صاحب کو ضعف
جسمانی بہت ہو گیا تھا اسلئے نشست و برخاست مین بھی تکلف ہونے لگا تھا کبھی
ایسا اتفاق ہوتا کہ حضرت صاحب اوٹھنا چاہتے اور اوٹھا نہ جاتا تو بی امت اللہ
مذکورہ کا اسقدر بازو پکڑ کر سہارا لگانا چاہتی تو حضرت نہایت نفرت و کراہت سے
فرماتے خبردار نامحرم کو ہاتھ نہین لگانا چاہئے۔ اخر اونھون نے ایکبار عرض کیا کہ
حضرت حاجت تو اس خدمت کی آپکو یقینی اور ہاتھ لگانے سے آپ منع فرماتے ہین
پھر نکاح ہی کر لیجئے تاکہ کوئی امر مانع نہ رہے آپنے قبول فرما لیا اور نکاح ہو گیا۔
ف اس سے حضرت صاحب کی غایت عفت و نہایت اتباع شریعت ثابت ہے

عفت و اتباع شریعت

باوجودیکہ حضرت صاحب غایت پیرانہ سالی کے غیر اولی الاربۃ من الرجال مین یقیناً داخل تہی اور ایسی خدمت سے کوئی مانع شرعی نہ تھا مگر پھر بھی آپنے عزیمت پر عمل فرمایا ان بی بی سنے بعد وفات حضرت صاحب کے انتقال کیا۔ اللھم اغفرلہا اللھم ارحمہا۔

کمال بار ہا دیکھنے مین آیا کہ باہر دیوان مین تشریف لائے اور طبیعت نہایت مضمحل تہی حتیٰ کہ بولنے سے بھی تکلف ہوتا ہے سیدھا بیٹھا بھی نہین جاتا اسی اثنا مین کوئی خادم کوئی کتاب تصوف کی بالخصوص مثنوی معنوی لیکر حاضر ہوا اور اجازت لیکر پڑھنا شروع کیا پس ایک دو شعر پڑھنا تھا کہ تمام بدن مین تازگی اور قوت آگئی اور تکیہ چھوڑکر سیدھے ہو بیٹھے اور اسرار وحقائق کا باآواز بلند اس طرح بیان فرمانا شروع کیا کہ گویا مطلقاً ضعف وتعب نہین ہے اور ادھر بیان ختم ہوا کہ پہر ضعف محسوس ہوا اور لیٹ کر بدن دبوانا شروع کیا کبھی پانی یا شربت تسکین کیلئے نوش فرمایا

ف منشا اسکا غلبہ محبت الٰہی تھا کہ محرک سے اوسکو حرکت ہوتی اور ضعف کو مبدل بہ قوۃ روحانیہ کردیتا یہہ حالت گویا اس شعر کی مصداق ہے ؎

ہرچند پیر وخستہ وبس ناتوان شدم ہرگہ نظر بروے تو کردم جوان شدم

کمال ایک مرتبہ حضرت صاحب کی خدمت مین ایک بوڑھا شخص آیا اور آکر رونے لگا حضرت صاحب نے حال دریافت کیا کہنے لگا کہ حضرت میری بیوی مرتی ہے حضرت صاحب فرمانے لگے کہ اچھا ہے جیلخانہ سے چھوٹتی ہے اب تم بھی چھوٹ جاؤگے ہم لوگون کو اس لطیفہ پر دلمین ہنسی آئی کہ آیا تھا اوسکے زندگی کے فکر مین خود اپنی موت کی بشارت لے چلا پہر حاضرین سے خطاب فرمانے لگے دیکھو عجب بات ہے ایک مسلمان قید خانہ سے چھوٹتا ہے اوسکو ناگوار ہے کہ کیون چھوٹتا ہے بعد اوسکے وہ کہنے لگا کہ حضرت وہ مجھکو روٹی پکا کردیتی تھی آپنے فرمایا کہ تمھارے ساتھ بہ روٹی

کمال عشق الٰہی

تکانی ہوئی پیدا ہوئی تھی پھر وہ کہنے لگا کہ حضرت فلان شخص نے وعدہ کیا تھا کہ مین
تمکو مدینہ طیبہ لیچلونگا وہ اب کچھ بے پروائی کرتاہی آپ کے جبین مبارک پر بل پڑگیا
اور حضرت امیر لہجہ مین فرمایا کہ بس ایسی شرک کی باتین مت کرو۔ ف اس حکایت سے
حضرت صاحب کے چند کمالات ثابت ہوئے۔ ایک دنیا کی حقیقت کا حسب ارشاد
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا سجن المومن پورا انکشاف دوسرے موت کو مایہ مسرت
سمجھنا کہ علامات ولایت سے ہے تیسرے کمال توکل کہ اوس شخص کی نظر سے بیوی
کی خدمت کا سبب راحت ہونا کس سہل عنوان سے نکالا۔ چوتھے کمال توحید کہ
اوس وعدہ کرنیوالے پر بالاستقلال نظر کرنے سے کیسی نفرت دلائی اور آپکے قلب
پر اسکا کسقدر بار ہوا کہ اوسکو شرک سے تعبیر فرمایا۔

کمال ۱۹ بعض دفعہ آنے جانیوالون کے ہجوم سے بالخصوص ایام حج مین حضرت صاحب کو
بہت زحمت ہوتی لیکن کبھی صراحتہً تو کیا اشارۃً و دلالۃً بھی انقباض ظاہر نہین فرمایا
ایک مرتبہ بالکل قیلولہ کا وقت آگیا اور حاضرین مجلس سے نہ اٹھے ایک خادم کو ناگوار ہوا
اور اشارہ سے حاضرین کو اٹھانا چاہا آپنے فراست سے دریافت فرمالیا کہ ایسا ارادہ ہے
آپنے فرمایا کہ خبردار کسی کو کچھ مت کہو اونھون نے عرض کیا کہ حضرت پھر آپکو تکلیف
جو ہوتی ہے ارشاد فرمایا کہ مجھکو کچھ تکلیف نہین اور اگر کچھ تکلیف بھی ہو تو کیا ہوا طالبان
حق کے لیے اوسکو برداشت کرنا چاہئے اور میرے پاس رکھا کیا ہے کوئی دنیا کی دولت
تو ہی نہین محض حسن ظن سے میرے پاس آتے ہین سو مین خواہ اچھا نہ ہون
مگر ان لوگون کے اچھے ہونے مین کوئی شبہہ نہین کہ خدا کی طلب مین قدم اٹھا کر مجھ تک
آتے ہین اسلیئے مین تو اونکی قدمون کی زیارت کو موجب نجات سمجھتا ہون۔
ف۔ اس سے حضرت صاحب کا حسن خلق و تحمل جفائے خلق اور کمال تواضع ظاہر و
و باہر ہے اور آیۃ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم پر پورا عمل ہے۔

حسن خلق
تواضع

کمال ۲۰ حضرت صاحب مین نرم خوئی اس درجہ بڑہی ہوئی تھی کہ جس امر کے دونون شق مباح ہون اور حضرت صاحب کی راے ایک شق کیطرف استحکام کی ساتھہ قائم ہو جاے اور کوئی شخص مشورۃً عرض کرے کہ حضرت یون مناسب نہین فی الفور ارشاد فرماتے کہ اچھا جیسی مرضی ہو بلکہ بعض اوقات دوسرے وقت اپنی راے کی مصلحتین بھی بیان فرماتے اور کوئی عرض کرتا کہ پہر حضرت اسیطرح کرلیا جاوے تو فرماتے نہین ہمارے دوستون کی مرضی نہین ہے جانے دو - ف حدیثون مین رفق کی بڑی فضیلت آئی ہے اللہ تعالیٰ نے یہہ صفت حضرت صاحب مین ایسی عطا فرمائی تھی کہ فطری معلوم ہوتی تھی -

کمال ۲۱ حضرت صاحب ارشاد فرمانے لگے کہ مین تین شخصون سے خدمت لینا پسند نہین کرتا عالم اور سیدؔ اور بوڑھا اھ

ف علماء اور آل رسول کا معظم ہونا ظاہر ہے اور بوڑہون کی نسبت حدیث مین ہے من لم یوقر کبیرنا او ران اللہ یستحیی من ذی الشیبۃ المسلم پس ان لوگون کی توقیر عین مطلوب شریعت ہے -

کمال ۲۲ حضرت صاحب فرماتے تہے کہ ایک بار میرے پاس ایک قادری ایک چشتی محاکمہ کے لئے آئے قادری کہتا تہا کہ سیدنا عبدالقادر جیلانی کا حضرت شیخ معین الدین چشتیؒ سے بڑا درجہ ہے اور دلیل مین بیان کرتا تہا کہ جب حضرت پیران پیرؒ نے ارشاد فرمایا قدمی علیٰ رقاب کل اولیاء اللہ تو حضرت خواجہ صاحب نے کشف سے مطلع ہو کر سر جھکا دیا اور فرمایا بل علیٰ راسی و عینی اور چشتی کہتا تہا کہ خواجہ صاحب کا بڑا رتبہ ہے - غرض یون ہی تو تو مین مین کر رہے تہے اور یہان تک نوبت پہونچی تہی کہ ایک کی کلام سے حضرت غوث کی تنقیص نکلتی تھی دوسرے کی گفتگو سے حضرت خواجہ صاحب کی حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگون کو زیبا نہین بزرگون مین ایک کو دوسرے پر راے سے ترجیح دینا ایک کو بڑھانا اور دوسرے کو گھٹانا اسمین اولیاء اللہ کی بی ادبی

اور گستاخی ہوجاتی ہے بہت بری بات ہے یہہ اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کون بڑا کون چھوٹا ہمکو چاہئے سب سے عقیدت رکھنا البتہ یہہ طبعی بات ہے کہ باپ کے ساتھ بہ نسبت چچا کے محبت زیادہ ہوتی ہے لیکن چچا کی اگر تنقیص کرین تو خود باپ کو بھی ناگوار ہوتا ہے پس چشتیون کے خواجہ صاحب باپ ہین اور حضرت غوث چچا اور قادریون کے حضرت غوث صاحب باپ ہین اور خواجہ صاحب چچا سو زیادتی محبت مین تو ہر شخص معذور ہے مگر تفضیل مین نزاع فضول و سوء ادب ہے رہا استدلال ارشاد قدمی الخ سے سو یہہ تو دلیل تفضیل مین ہے اگر یہہ قصہ تسلیم کر لیا جاوے تو ممکن ہے کہ اوسوقت حضرت غوث صاحب مقام عروج مین ہون اور حضرت خواجہ صاحب مقام نزول مین اور متفق علیہ ہے کہ نزول افضل ہے عروج سے سو اس سے تو عکس کا بھی احتمال ہوا اور یہ صرف مستدل کا جواب ہے ورنہ ہم یہی نہین کہتے۔ اس فیصلہ کو سنکر دونون راضی او ساکت ہوگئے۔ ف۔ لاتقف مالیس لک بہ علم پر پورا عمل یہی ہے کہ غیر یقینیات مین جزم نکیا جاوے اس سے حضرت صاحب کی پوری احتیاط و تورع اور بزرگونکی شان مین ادب ظاہر ہے اور تحقیق اس مسئلہ کی کہ زیادۃ فی المحبت مستلزم زیادۃ فی العقیدت کو نہین کیسی سہولت سے فرمادی جس سے بہت سے اشکالات خصوصًا بعض اکابر کو تفضیل سمجھنے کا کس خوبی سے رفع ہوگئے اور اس سے ظاہر ہوگیا کہ اکثر اہل سلاسل کے مباحثات اس باب مین منجر بسوء ادب و حرکت لایعنی ہے اسی نکتہ کیوجہ سے حضرت صاحب ہر شخص کو سب سلاسل مین داخل بیعت کر لیتے تھے تاکہ کسی سلسلہ کی تنقیص کا موقع نرہے۔

کمال ۱۲۔ ایک شخص نے ایک بہت بڑے عالم باعمل کی نسبت جو وفات فرما چکے تھے اکر خواب عرض کیا کہ مین نے اونکو بالکل برہنہ دیکھا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ خبر ہمیشہ یاد رکھو ایسا خواب مجمع مین بیان نہین کیا کرتے خدا جانے حاضرین کا ذہن کہان کہان گیا ہوگا یہ خواب بہت اچھا ہے اور معنی برہنگی کے یہہ ہین کہ وہ مرحوم دنیا سے

محض بے تعلق ہے اسیطرح ایک خادم نے احقر سے بیان کیا کہ کسی نے حضرت صاحب

سے یہ خواب بیان کیا کہ گویا وہ شخص مسجد مین فضلے حاجت کر رہا ہے آپنے فی الفور فرمایا کہ غالبًا تم کوئی وظیفہ حصول دنیا کے لیے مسجد مین پڑھتے ہو چنانچہ ایسا ہی تھا

ف اول قصہ سے حضرت صاحب کا کمال ادب و احتیاط ثابت ہے کہ آپنے اسکا اہتمام فرمایا کہ کسی کو کسی کے ساتھ گمان بد کے وسوسہ کی نوبت بھی نہ آوے اور دونون خوابون سے آپکی حقائق شناسی اور فراست صحیحہ کہ تعبیر خواب اوسکا ایک شعبہ ہے ظاہر ہے کہ معانی خاصہ کے حقائق پر اطلاع ہونے سے فورًا ذہن آپ کا اونکی صور مناسب کیطرف منتقل ہو گیا اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے نام کو حصول دنیا کا ذریعہ بنانا خلاف ادب ہے البتہ دعا مسنون ہے۔

ادب و احتیاط و حق شناسی

کمال ۲۴ حضرت صاحب نے احقر کو ایک تعویذ بتلایا اوسمین جملہ اجب یا جبرئیل تھا حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ بھائی مینے اسکو بدل دیا ہے اور جبرئیل سے پہلے لفظ رب بڑھا دیا ہے تاکہ مشابہت شرک کی نرہے ف حقیقت مین عمق علم اور اعتدال نظر اسکو کہتے ہین کہ نہ اسقدر تشدد کہ بالکل اسکو سرے ہی سے اوڑا دیا جاوے اور نہ اسقدر توسع کہ اوسکو ہیئت کذائیہ موہمہ شرک باقی رکھا جاوے کیسی مناسب اصلاح فرمادے بعینہ ایسا ہی واقعہ حدیث مین آیا ہے کہ ایک یہودی نے بعض مسلمانوں پر اعتراض کیا کہ تقولون والکعبۃ یعنی تم قسم مین والکعبۃ کہتے ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ورب الکعبۃ کہا کرو رواہ النسائی اور علاوہ اعتدال نظر و عمق علم کے اس سے حضرت صاحب کا کمال اتباع سنت بھی ثابت ہوا اور اگر امعان نظر سے کام لیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہہ اعتدال نظر و سلامت فطرت انسان کو اتباع سنت پر مضطر کرتی ہے۔

عمق علم و اعتدال نظر

طبع سلیم مقتضی اتباع سنت

کمال ۲۵ بروایت ثقہ مسموع ہوا کہ حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ طلب جاہ عند الخلق

تو سب کے نزدیک مذموم ہے مگر محققین کے نزدیک طلب جاہ عند الخالق بھی پسندیدہ
نہین کیونکہ اسمین بھی ایک گونہ نسبت ہے رفعت کی اپنی طرف کہ اپنی ایسی شان سمجھتا ہے
کہ وجیہ عند اللہ ہوسکے عبدیت کے یہہ بھی خلاف ہے عبدیت تذلل اور پستی ہے ف
احقر اکبر آپنے کسقدر گہری بات فرمائی کہ زاہدان خشک کے ذہن کو وہان تک
رسائی بھی ممکن ہوسکتی اور اس سے کوئی شبہہ نکرے کہ بزرگان خاص کے باب مین
وجیہ عند اللہ وارد ہوا ہے اصل یہہ ہے کہ حصول جاہ اور چیز ہے اور طلب جاہ اور چیز
مقصود حضرت صاحب کا یہ ہے کہ اپنے کو مستحق رفعت کا نہ سمجھے کہ سالک کے حق مین
رہزن عظیم ہے تواضع و شکستگی کے مقام مین رہے اسکی برکت سے حسب وعدہ
من تواضع للّٰہ رفعہ اللہ خود ہی رفعت و وجاہت حاصل ہوجاوے گی۔
اگر اب بھی کسی کے سمجھہ مین نہ آیا ہو تو اوسکو اس شعر سے تسلی کر لینا چاہیئے ؎
در نیابد حال پختہ ہیچ خام ٭ پس سخن کوتاہ باید والسلام۔
کمال ۲۲ حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے متعلق کچھہ اوقاف مین
جنکی آمدنی کثیر ہے اوسکے متولی کا انتقال ہوگیا تھا اور بعض مشائخ نے اوسکو
حضرت صاحب کے لئے اسلئے تجویز کیا کہ خود متولی بھی اپنے مصارف اوس سے بطریق
مباح لے سکتا ہے اور حضرت صاحب کے پاس کوئی مستقل آمدنی نہین ہے تو
اوس سے اطمینان کی صورت ہوجائیگی اور حضرت صاحب مین ایک خصوصیت یہہ
بھی تھی کہ حضرت صاحب اونکی اولاد مین ہین اور حضرت صاحب کو وہان رہنے کی
ضرورت بھی نہ تھی کوئی نائب کام کرتا اور احکام یہان سے پہونچتے رہتے غرض یہ
تجویز کر کے حضرت صاحب سے عرض کیا گیا آپنے فی البدیہ ارشاد فرمایا کہ اولاد مین
ہونے کی خصوصیت سے جو میرے لئے تولیت تجویز کی گئی ہے تو حضرت سلطان نے تو
سلطنت بلخ پر لات مار دی تھی اگر مین اس دنیا کو اختیار کرون تو اونکی اولاد خلف کیا

اوراس خدمت کے لائق ہونا ضرور ہے اور اگر خلف بننا چاہو تو ان کا اقتدا کرنا ضرور ہے۔

ف اس سے حضرت صاحب کا بغض للدنیا وحسن تفہیم جو ایک شعبہ ہے ارشاد کا بخوبی واضح ہے

کمال ایک شخص شریف صاحب کا مصاحب خاص حضرت صاحب سے کچھ کدورت رکھتا تھا اور احتمال قوی تھا کہ کچھ تمامی کر کے حضرت صاحب کو کسی قسم کا ضرر پہونچا وے اور اسلیے سب خدام کو اس سے اندیشہ عظیم رہتا تھا ایک بار وہ شخص حضرت صاحب کی مجلس مبارک مین خدا جانے کس اتفاق سے آگیا اوسوقت حاضرین کو یہ خیال تھا کہ یہ موقع ملاطفت سے باتین کرنے کا ہے مگر حضرت صاحب نے نہایت آزادی اور استغنا کے ساتھ اوس سے گفتگو فرمائی اور مین نے بچشم خود دیکھا کہ اوس شخص پر ایسی ہیبت طاری تھی کہ تملق وخوشامد کی باتین کرتا تھا اور کہتا کہ حضرت ہم تو آپکے غلام ہین اوس گفتگو کے اثنا مین حضرت صاحب نے یہ بھی ارشاد فرمایا یاد رکھو کہ مین بجز خالق سے ڈرتا ہون کسی مخلوق سے نہین ڈرتا اور اگر مخلوق مین کسی قدر کسی سے ڈرتا ہون تو اپنے نفس سے ڈرتا ہون کہ اوس کا ضرر حقیقی ضرر ہے اور کوئی مخلوق ضرر نہین پہونچا سکتی اور غالبا یہ بھی اوسی مجلس مین یا اور مجلس مین ارشاد فرمایا کہ شریف یا اور کوئی حاکم میرا کیا کر سکتے ہین بہت سے بہت اتنا کر سکتے ہین کہ مکہ معظمہ سے مجھکو جلاوطن کر دین سو یاد رکھو کہ مین جہان بیٹھ جاؤنگا میرا وہی مکہ اور وہی مدینہ ہے اور حقیقت مکہ کی فلان مقام ہے اس ظاہری مکہ اور مدینہ پر کچھ موقوف نہین یہان تک تو حضرت صاحب کو جوش تھا پھر سنبھل کر ارشاد فرمایا کہ البتہ جو لوگ جامع ہین وہ حقیقت کے ساتھ صورت کی بھی رعایت رکھتے ہین۔ اور ظاہری مکہ اور مدینہ کو بھی نہین چھوڑتے۔

میگردد دل را جذب میکند و قلب قالب را

بیت

دل وجان وتن باخیالت یکی شد
ہمین من دران جمع بیگانہ بودم

للمکاتب

چنان مستغرقم با دوست کز خود نیز بیزارم
بغیر سے گر بپردازم سزاسئے ماجرا باشم

اہم مطلوب و اعظم مقصود درین کار تجلیہ دل را از اخلاق ذمیمہ۔ **رباعی**

تا آنکہ نماز بسیار کنی * و زروزہ دہر تن نحیف و بیمار کنی
تا دل نکنی ز کینہ و غصہ تہی *
صد خرمن گل شہر یک ہر خار کنی *

للمکاتب

کینہ و غصہ ز دل ناکردہ بیرون از ریا
قصد تسبیح و مصلے میکنی بے بے مکن
اما این کار کار عاشقانست و این راہ راہ صادقانست۔ سے

کرتا ہے اسی مقام کے اقتباس سے ہے کیونکہ جب روح اپنے کمال کو پہونچ جاتی ہے تو حق تعالیٰ کی محبت اوسپر غالب ہوجاتی ہے اور وہ بے اختیار اوسکے جانب کھنچتی ہے اور ایک عجیب قسم کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ دل کو بھی اپنی جانب کھینچتی اور جذب کرتی ہے اور دل جسم کو کھینچتا ہے اور قلب و قالب سب مغلوب ہوجاتے ہیں۔ **بیت**

دل وجان وتن باخیالت یکے شد
ہمین من دران جمع بیگانہ بودم *

للمکاتب

چنان مستغرقم با دوست کز خود نیز بیزارم *
بغیر سے گر بپردازم سزاسئے ماجرا باشم *

اس مقصد کے حاصل کرنیکے لئے جو چیز سب سے زیادہ ضروری ہے اور جو اہم مطلوب اور اعظم مقصود ہے وہ دل کا اخلاق ذمیمہ سے پاک اور صاف ہونا ہے۔

رباعی تا آنکہ نماز بسیار کنی * و زروزہ دہر تن نحیف و بیمار کنی
تا دل نکنی ز کینہ و غصہ تہی * صد خرمن گل شہر یک ہر خار کنی

للمکاتب کینہ و غصہ ز دل ناکردہ بیرون از ریا *
قصد تسبیح و مصلی میکنی بے بے مکن

لیکن یہ کام فی الحقیقت عاشقوں کا کام ہے اور یہ راستہ دراصل صادقوں کا راستہ ہے۔ سے

نہ ہر تر دامنی را عشق زیبد ❊
نشان عاشقی از دور پیداست
آنرا کہ عشق این کار است از سر بیرون آمدن
جان اندیشہ نیست و تن را کہ شوق دیدار
است از رفتن سر التفات نیست مال و جاہ
خود را چہ بقاست و باغ و چاہ را چہ بہاست

للمکاتب

خواجگی را باغ رضوان دوزخ است پیر و دوست
عاشقان باغ وزر را باچنین سودا چہ کار
رباعی۔ عاشق نبود آنکہ زدر برخیزد ❊
وز گل جہان زخشک و تر برخیزد ❊
بشنو کہ شنیدہ ام ز پیری صادق ❊
عاشق کہ بود آنکہ ز سر برخیزد ❊
کہ بادیہ عشق مردم خوار است و وادی گل
اصناف مراد خار در خار است ؂
تو اے زاہد عزیز و پارسا باش ❊
کہ ما را خوار و میخوار آفریدند ❊

نہ ہر تر دامنی را عشق زیبد۔ نشان عاشقی از دور پیداست
جسے اس کام کا عشق ہے وہ جان کے بھی جاتے
رہنے کا اندیشہ نہین کرتا اور جن آنکھونکو شوق
دیدار ہے اونکو اپنے سر کٹ جانیکی بھی پرواہ
نہین پھر مال اور عزت کی کیا حقیقت ہے اور
عیش اور آرام کو کون پوچھتا ہے۔

للمکاتب

خواجگی را باغ رضوان دوزخ است پیر و دوست
عاشقان باغ وزر را باچنین سودا چہ کار ❊
رباعی۔ عاشق نبود آنکہ زدر برخیزد ❊
وز گل جہان زخشک و تر برخیزد ❊
بشنو کہ شنیدہ ام ز پیری صادق ❊
عاشق کہ بود آنکہ ز سر برخیزد ❊
عشق کا کوچہ مردم خوار ہے اور وادی گل
مراد خار در خار ہے۔ ؂
تو اے زاہد عزیز و پارسا باش ❊
کہ ما را خوار و میخوار آفریدند ❊
یہ عالم حال ہے اسمین گذشتہ اور آیندہ
کی فکر سے درویش فارغ ہوجاتا ہے اور
قال مین حال کی گنجایش نہین ہے کیونکہ
قال کا تعلق عالم عقل سے ہے اور حال کا

این عالم حال است کہ از ماضی و مستقبل
درویش فارغ گردد و حال در قال نمیگنجد کہ حال
از عالم عشق است و قال از عالم عقل ابیات

حدیث عشق باخبار در نمی گنجد +
بیان شوق بگفتار در نمی گنجد +
سماع انس کہ دیوانگان ازان مستند +
بسمع مردم ہوشیار در نمی گنجد +
بنالہائے حزین گوئے قصۂ محبوب +
چو یار آمد اغیار در نمی گنجد +

تعلق عالم عشق سے۔

ابیات

حدیث عشق باخبار در نمی گنجد +
بیان شوق بگفتار در نمی گنجد +
سماع انس کہ دیوانگان ازان مستند +
بسمع مردم ہوشیار در نمی گنجد +
بنالہائے حزین گوئے قصہ محبوب +
چو یار آمد اغیار در نمی گنجد +

نوٹ ۴۔ اس باب میں چند باتوں کا واضح کر دینا بہت مفید بلکہ ضروری ہے اول یہ کہ اسپر تمام محققین صوفیہ کا اتفاق ہے کہ حضور اور شہود باری تعالے کے لئے اخلاق کا شستہ اور پاکیزہ ہونا ناگزیر ہے اسی سے ظاہر ہے کہ ایسے بابرکت حضرات کے ذات مبارک اخلاقی زندگی کے لئے کیسے زبردست رہنما اور اخلاق کا مجسم نمونہ ہوتی ہے اور اس امر پر تمام حکما نے اتفاق کیا ہے کہ انسان کی سعادت اور اوسکا کمال در اصل تہذیب اخلاق کے ساتھ وابستہ ہے اور جس انسان کو تہذیب اخلاق سے بہرہ نہین ہے فی الحقیقت وہ انسان نہین ہے بلکہ حیوان بصورت انسان بلکہ حیوان سے بھی بدتر اور ذلیل تر ہے اور اس زمانہ مین جیسی کچھ بے پروائی تہذیب اخلاق کیجانب سے کیجاتی ہے وہ ظاہر ہے پھر ایسی بے پروائی کے ساتھ انسانیت کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔ ؎ آدمی را آدمیت لازم است + عود را گر بو نباشد ہیزم است +
لہذا جنہین انسان بننے کی خواہش اور تمنا ہو انہین چاہیے کہ حضرات صوفیہ کے حلقہ درس مین حاضر ہون اور اونکے اقوال کو ضابطہ اور افعال کو رہنمائے زندگی بنائین اسمین فلاح اور بہبودی ہے نہین تو نہین دوسرے یہ کہ تصوف کا سارا دار و مدار اخلاص اور یکسوئی اور محبت الٰہی پر ہے اور کمالات تصوف کا طالب اگر اس سے بہرہ یاب نہین ہوتا تو صرف نماز اور روزہ اور عبادت ظاہری سے کامیابی اور مقصد رسی ممکن نہین ہوتی اور طالبین کمال پر فرض ہے کہ حور اور قصور اور دیگر لذات

فصل ششم بدانکہ حضرت رسالت پناہ

صلے اللہ علیہ وسلم میفرمایند الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ این حدیث در مرصاد العباد است اگرچہ خبر احاد ست و آن معنی کہ گفتیم بے سعادت ارادت دست ندہد للکاتب

شارع شرع گیر و دامن پیر ✣
بلکہ تا دامن قیامت گیر ✣
فتراک یکے از عاشقان گیر ✣
بس تیغ برآور جہان گیر ✣
از ہر چہ کہ بے می است کوتاہی بہ ✣
و آنکہ زکف بتان خرگاہ ہے بہ ✣

چھٹی فصل۔ جاننا چاہئے کہ حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ یعنے شیخ اپنی قوم مین ایسا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت مین۔ یہ حدیث مرصاد العباد مین ہے اگرچہ خبر احاد مین سے ہے لیکن یہ بات جو مین نے بیان کی بدون عقیدت مندی اور سعادت ارادت کے حاصل نہین ہوتی للکاتب

شارعِ شرع گیر و دامن پیر ✣
بلکہ تا دامن قیامت گیر ✣
فتراک یکے از عاشقان گیر ✣
بس تیغ برآور و جہان گیر ✣
از ہر چہ کہ بے می است کوتاہی بہ ✣
و آنکہ زکف بتان خرگاہ ہے بہ ✣

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۔ جنت کی آرزو مین زندگی نہ بسر کرین بلکہ صرف جمال الٰہی کے طالب اور آرزومند ہون اور اوسیکا عشق رگ و ریشہ مین سرایت کرگیا ہو اور رونگٹے رونگٹے سے رنگ اور بو ہوکر پھوٹ نکلا ہو۔ چونکہ یہ مرتبہ تمام مرتبون سے بلند ہے اور ہر شخص کا اسقدر حوصلہ نہین کہ وہ ایسے بلند اور رفیع الشان مرتبہ کا طالب ہو سکے اسیوجہ سے اسکی تعلیم بھی عام طور پر نہین دیگئی اور اسکا حاصل کرنا فرض اور واجب نہین قرار دیا گیا تاکہ تکلیف مالا یطاق نہو جائے لیکن اسکے ساتھہ ہی یہ پوری طور پر ظاہر کردیا گیا ہے کہ عبادت کی لذت اوسوقت تک کبھی حاصل نہین ہوتی جب تک یہ وصف نہ حاصل کیا جاوے نماز کا معراج ثابت ہونا اور نمازی کا حضرت حق سے وہ بدومنت اور لجاجت کے ساتھ عرض و معروض کرنا اور نماز سے اوسکی آنکھین ٹھنڈی ہونا اور اوسکے اثر اور برکت سے منہیات اور فواحشات سے بچ جانا ممکن ہی نہین اور انہین کمالات اور اوصاف کے حاصل کرنیکے لئے احسان اور تصوف کی تعلیم دی گئی ہے اور وہ طریقے بتائے گئے ہین جن سے اخلاص اور یکسوئی اور محبت بھی پیدا ہو جاسے اور

می محبت حق است کہ مسکرات وبستان خرگاہے اولیا اند اولیائے تحت قبائے لا یعرفہم غیرے ومراد اہل خلوت ہم باشند

للمکاتب

گرمرد نہ حدیث مردان میکش +
ورمست نہ سبوی مستان میکش +

سبوی مستان کشیدن عبارت از خدمت کردن اولیا است کہ مست محبت حق اند۔

اکنون بدانکہ سالک را از پیری پختہ وشیخی راہ رفتہ چارہ نیست کہ اورا رہنمائی کند وبتربیت اخلاق ذمیمہ از و دور کند و اخلاق حمیدہ بجائے آن نہد و آنکہ گفتہ اند الشیخ یحی ویمیت ہم درین معنی است کہ اخلاق کہ مردہ است زندہ کند واخلاق ذمیمہ کہ زندہ است بمیرد وگفتہ اند کہ شیخ بمثال برزگریست کہ غلہ را تربیت کند و

شراب سے مراد حضرت حق کی محبت ہے نہ نشہ والی چیزین اور بتان خرگاہ سے مراد اولیا اللہ ہین جو حضرت حق کی محبت مین مست ہین اولیائے تحت قبائے لا یعرفہم غیری (یعنی میرے اولیا میرے قبا کے نیچے ہین جنہین سوائے میرے کوئی غیر نہین پہچانتا) اور اہل خلوت سے بھی مراد ہوسکتی ہے للمکاتب۔ گرمرد نہ حدیث مردان میکش +

ورمست نہ سبوی مستان میکش +

مستون کی صراحی کھینچنا عبارت ہے خدمت اولیا اللہ سے کیونکہ وہ خدا کی محبت مین مست ہین اب اس امر کو خوب سمجھ لینا چاہئے کہ اس راستہ پر جو لوگ چلنا چاہتے ہین اونہین بغیر کسی ایسے پیر کے جو تجربہ کار ہو اور بغیر کسی ایسے شیخ کے جو اس راستہ کو طے کر چکا ہو کوئی چارہ کار نہین ہے تاکہ وہ اوسکو راہ دکھلائے اور اپنی تربیت سے بری عادات کو اوس سے دور کرکے اچھی خصلتون سے اوسے آراستہ کرے چنانچہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ الشیخ یحی ویمیت۔ یعنی شیخ مارتا اور جلاتا ہے اسی سے عبارت ہے کیونکہ جو اخلاق حمیدہ مردہ ہوتے ہین اونہین وہ زندہ کرتا ہے اور برے زندہ اخلاق

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۰۔ جمال اور کمال الہی کی رویت بھی نصیب ہوا ور وہ حضور اور شہود باریتعالی سے بہرہ یاب ہوکر عبادات مین وہ لذت اور حظ پائین جس سے دل کو سرور اور آنکھون کو نور حاصل ہوتا ہے۔ من مترجم

ہر گیا ہے کہ با غلہ بہ آمدہ باشد از میان بر کند
سنگی وکلوخی کہ درمیان غلہ وکشت باشد دور
کند وبوقت حاجت کشت را آب دہد تا غلہ
نیکو بر آید وبکمال رسد وحق سبحانہ تعالیٰ کہ پیغامبر
صلی اللہ علیہ وسلم را بخلق فرستاد برائے آن
فرستاد تا دلیل راہ خدا باشد وخلق را راہ بنماید
چون او رحلت فرمود نائبان خود بگذاشت
کہ خلق را براہ حق دعوت تا قیام قیامت
کنند چنانچہ روزی میفرمود علیہ التحیۃ والسلام
کہ اللّٰھم ارحم خلفاء من بعدی یاران پرسیدند
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلفائے تو
کیانند قال قوم یاتون بعدی یطلبون احادیثی
وسنتی ویعلمون بہا الناس گفت قومی بعد از
من پیدا شوند احادیث وسنت من بطلبند ودر
عمل آرند وخلق را بیاموزند وتعلیم کنند پس سالک
را از پیر چارہ نیست کہ آن پیر نائب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم باشد در دلالت۔

کو نیست و نابود کرتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ
شیخ کی مثال کاشتکارون کی سی ہے جو غلہ کی
پرورش کرتا ہے اور اوسمین جو فضول گھاس وغیرہ
اوگتی ہے اوسے نکال ڈالتا ہے اور کھیت اور غلہ کو
ہر ایک قسم کے کنکر اور پتھر اور کوڑا کرکٹ سے پاک
صاف کرتا ہے اور ضرورت کے وقت سینچتا اور
پانی دیتا ہے تا کہ غلہ اچھی طرح تیار ہو اور اپنے کمال
کو پہونچے اور کوئی نقص اور خرابی نہ آنے پائے
اور خداوند کریم نے حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و
سلم کو مخلوقات پر اسواسطے بھیجا کہ وہ خدا کی راہ
مین راستہ دکھلانے والے ہون اور جب آپ نے
رحلت فرمائی اپنے نائبون کو اپنا قایم مقام چھوڑا
تا کہ وہ خدا کے جانب لوگونکو بلائین اور اوسکی
رہبری قیام قیامت تک کرتے رہین چنانچہ آپ
نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ اللّٰھم ارحم خلفائی من
بعدی۔ اے خداوند میرے نائبون اور خلیفون پر
جو میرے بعد ہونگے رحم فرما اصحاب نے پوچھا
کہ یا رسول اللہ آپ کے خلفا کون ہین۔ قال قوم
یاتون بعدی یطلبون احادیثی وسنتی ویعلمونہا
الناس آپ نے فرمایا کہ ایک قوم میرے بعد ایسی
پیدا ہوگی جو میری احادیث اور سنتونکو تلاش کریگی

بیت۔ ارادت نداری سعادت مجوے ٭
بچوگان خدمت توان برد گوے ٭
وشرط پیر آنست کہ عالم باشد امانہ ہر عالمے
پیری را شاید و نہ از ہر دانشمندے این کار
برآید بلکہ این را شرائط دیگری باید بیت
عیدے کہ ہزار جان درو قربان است ٭
چہ جائے دہل زنان بے سامان است ٭
آنکس کہ لائق این کار است و در خور این
بازار است نور او پوشیدہ نمی ماند
گریہ چشم و زردے رخ من ٭
دعوی عشق را گواہ بس است ٭

دیگر

نہ ہر تر دامنے را عشق زیبد ٭
نشانے عاشقی از دو پیداست ٭
یکے از علامتہائے او آنست کہ از حب
جاہ اعراض کردہ باشد۔ دوم آنکہ متابعت
و مبایعت او با پیر کامل و شیخی واصل بودہ

اور سیر عمل کریگی اور لوگونکو تعلیم اور تربیت کریگی لہذا
سالک کو بغیر کسی پیر کے چارہ نہین ہے تاکہ وہ پیر
رہبری اور رہنمائی مین حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کا قائم مقام اور نائب ہو۔ شعر
ارادت نداری سعادت مجوے ٭
بچوگان خدمت توان برد گوے
پیر کیلئے شرط ہے کہ وہ عالم ہو لیکن ہر ایک عالم پیر
بننے کی قابلیت نہین رکھتا اور ہر ایک دانشمند
سے یہ کام نہین نکلتا بلکہ اسکے لئے اور شرایط
بھی ہین۔ شعر
عیدے کہ ہزار جان درو قربان است ٭
چہ جائے دہل زنان بے سامان است ٭
اور جو شخص اس قابل ہوتا ہے اوسکا نور پوشیدہ
نہین رہتا کیونکہ خدا کا عشق اور درویشی کا درد
کبھی نہین چھپتا۔ جو لوگ اہل فراست اور کیاست
ہین خوب جانتے ہین سے گریہ چشم و زردی رخ من ٭
دعوے عشق را گواہ بس است ٭ دیگر
نہ ہر تر دامنے را عشق زیبد ٭ نشانے عاشقی از دو پیداست ٭
پہلی علامت یہ ہے کہ دنیا کی شہرت اور
عزت سے پرہیز رکھتا ہو دوسرے یہ کہ
کسی ایسے پیر کامل اور شیخ واصل کا پیرو اور

باشد کہ مبایعت و متابعت او مسلسل باشد
تا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم - سیوم آنکہ
بحکم پیر از ہر نوع ریاضت کشیدہ و مجاہدہ
دیدہ باشد از کم خوردن و کم خفتن و انفاق
کردن و صدقہ دادن و مکارم اخلاق سیرت
او گشتہ باشد از علم و حلم و صبر و شکر و توکل و
سخاوت و قناعت و امانت و تواضع و
صدق و حیا و وقار و تانی و امثال این و
نوری از انوار پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم
اقتباس کردہ کہ اخلاق ذمیمہ دران ناچیز
شدہ باشد از کبر و بخل و حقد و حسد و حرص و
امل و غرور و سبکی و سرکشی اقتدا بدین چنین
کس کردن طریق صواب باشد و اینچنین
پیر نادر توان یافت و اگر اینچنین پیری دریافتہ
شود خاک قدم او در چشم میباید کشید و مال و
جان در راہ او فدا باید ساخت زیراکہ
نظر اینچنین پیر کیمیاست امادرین عصر اینچنین

مرید ہو جسکی پیری اور پیروی اور متابعت اور
مبایعت کا سلسلہ برابر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم تک پہونچتا ہو تیسرے یہ کہ اپنے پیر کے
حکم کی مطابق ہر قسم کی باطنی اور ظاہری ریاضت
اور محنت کر چکا ہو مثلاً کم کہانا و کم سونا اور زر داد
دہش کرنا اور صدقہ دینا اور علم اور حلم اور صبر اور
شکر اور توکل اور سخاوت اور قناعت اور امانت
اور تواضع اور صدق اور حیا اور وفا اور تانی اور
مثل اوسکے تمام اچہی عادتوں اور قابل تعریف
اخلاق سے آراستہ ہوا اور مکارم اخلاق اوسکی
سیرت مین داخل ہون - اور ایک ایسا نور حضور
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کے
نور سے حاصل کر چکا ہو جس سے اخلاق ذمیمہ
اور بُری اور خراب عادتین مثل کبر اور بخل اور
کینہ اور حسد اور حرص اور طول امل اور غرور
اور سبکی اور سرکشی وغیرہ وغیرہ بالکل زائل اور نیست
اور نابود ہو گئے ہون - ایسے بزرگ کی پیروی
کرنا ٹہیک راستہ پر چلنا ہے لیکن ایسے پیر
نادر ہین اور بہت ہی کم نصیب ہوتے ہین اور
اگر کوئی ایسا پیر ملجائے تو اوسکے خاک قدم کو اپنی
آنکہونمین لگانا چاہئے اور مال اور جان کو اوسکے

جناب [illegible] احمد صاحب انسپکٹر [illegible]
[illegible]ن .. .. عہ

جناب مولوی محمد شفیع صاحب اکسٹرا اڈیشنل
سیشن جج علیگڈھ .. .. عہ

جناب سربلند خانصاحب جوڈیشل ریڈر وزارت
[illegible] لداخ .. .. عہ

جناب منشی محبوب رضا صاحب چشتی صابری
گوپال گنج سارن .. .. .. عہ

جناب مولوی عبد الرزاق صاحب سربراہکار
ریاست کچیرہ ضلع کھیری .. .. عہ

جناب خان غلام نبی خانصاحب بی۔ ڈپٹی
[illegible] سیالکوٹ .. .. عہ

جناب فخامت انتساب مولانا مولوی شجاعت اللہ
صاحب صدر منصف ناندیڑ حیدر آباد دکن عہ

جناب ڈپٹی رکن دین صاحب ضلع کرنال عہ

جناب حکیم فتح علیصاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس
جموں .. .. .. عہ

جناب منشی حسن دین صاحب سیالکوٹ عہ

جناب منشی سید افضل حسین صاحب افسون
خیرآبادی اہلمد کورٹ آف وارڈس کھیری عہ

جناب منشی شیخ عماد الحسن صاحب وکیل فتحپور
ورئیس شاہپور .. .. .. عہ

جناب منشی رمضان خانصاحب مسلطوان ججی
ضلع رہتک .. .. .. عہ

جناب مولوی سخاوت علیصاحب سربراہکار
معظم آباد ریاست اوپال ضلع کھیری .. عہ

جناب مستری نور دین صاحب سیالکوٹ عہ

جناب شیخ حسین بخش صاحب سوداگر سیالکوٹ .. عہ

جناب ڈاکٹر مولوی سید احمد صاحب مددگار ڈاکٹر
کیرل صاحب مڈیکل اسٹور کیپر سرکار عالی حیدرآباد عہ

جناب مولانا حکیم سید علیصاحب تاج المتصوفین
صدر منصف پربھنی حیدر آباد دکن .. عہ

جناب مولوی محمد دین صاحب مدرس بورڈ
اسکول قصبہ قصور عہ

جناب منشی عزیز دین صاحب تحصیلدار کشتوار
جموں .. .. عہ

قواعد ضروری رسالہ ہذا

۱۔ یہ رسالہ ہر اسلامی مہینہ مین ایکبار قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے شایع ہوا کریگا۔

۲۔ رسالہ کا حجم ۳۲ صفحہ سے کم نہوگا خط و چھپوائی و کاغذ و تقطیع کیلئے یہ نمونہ کافی ہے۔

۳۔ قیمت ہر حالت مین ۲ روپیہ سالانہ پیشگی لیجائیگی مابعد کا کوئی حساب نہوگا۔

۴۔ تمام خط و کتابت و ترسیل و منی آرڈر وغیرہ بنام نہال احمد علوی حمیدی اڈیٹر و مالک رسالہ ہونا چاہیئے۔

۵۔ امور دریافت طلب کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے نہین تو جواب سے معذوری ہوگی اور بیرنگ خط وغیرہ واپس کردیئے جائنگے

۶۔ قابل و لائق مضامین نگار کی خدمات گرامی مین اور اخبارات اور رسالون کے معاوضہ مین یہ رسالہ مفت بھیجا جاویگا

۷۔ اس رسالہ مین ہمیشہ تصوف اور اخلاق اور اوسکے متعلقات پر مضامین مندرج ہونگے مثلاً تصوف کی تعریف اور اسکے برکات و فوائد و ضرورت و نتایج اور تاریخ اور شریعت سے تعلق و اکابر صوفیہ کے حالات اور انکے قیمتی ملفوظات اور اسرار شریعت و مکارم اخلاق و معائب اخلاقی وغیرہ وغیرہ

یہ رسالہ جن بزرگونکی خدمت مین بلا قیمت و بلا طلب بھیجا جائیگا اونکے نام رسالہ کا جاری رہنا ادائے قیمت و منظوری پر موقوف ہوگا

۸۔ جملہ مضامین و مراسلات صاف و واضح خط مین اور پتہ و نام کامل اور واضح ہونا چاہیئے تاکہ کوئی دقت و شکایت پیدا نہو۔

ملتمس

مالک و اڈیٹر الاحسان

بابت ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۱ھ

رسالہ ماہوار مسمے بہ

الاحسان

تصوف اور اخلاق کے بیان مین

قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے باہتمام نہال احمد علوی حمیدی مالک و اڈیٹر رسالہ شائع ہوا

فہرست مضامین

مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد مین طبع ہوا

اعلان نغمہ قدوسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علے نبیہ الکریم

رباعی۔ اے قبلہ ہر کہ مقبل آمد کوئت امروز کسے کز تو بگرداند روئے	جان و دل جملہ مختیاران سوئت فردا بکدام دیدہ بیند روئت

دیگر

از لطف تو ہیچ بندہ نومید نشد لطفت بکدام ذرہ پیوست دمے	مقبول تو جز مقبل جاوید نشد کان ذرہ بہ از ہزار خورشید نشد

یہ دونون رباعیاں نوید معراج مین حضرت مولانا المکرم حافظ حاجی مولوی شاہ محمد حسین صاحب چشتی صابری محب اللہی الہ آبادی مدظلہ العالی نے مندرجہ عنوان فرمائی ہین اسی مناسبت سے نغمۂ قدوسی کے نسبت کچھ عرض کرنے سے پہلے اس عاجز نے بھی مندرجہ عنوان الاحسان کر دیا ہے۔ نغمہ قدوسی وہ رسالہ ہے جو حضرت مولانا نے الاحسان کے لئے لکھنا شروع فرمایا ہے اور جسکے ۲۶ صفحہ دو نمبر مین ناظرین الاحسان مطالعہ بھی فرما چکے ہین اسکے نسبت کچھ لکھنا چھوٹے منہ بڑی بات کا مصداق بنتا ہے۔ ناظرین خود ہی ملاحظہ فرما چکے اور اوسکے فیوض سے فیضیاب ہو چکے ہین اسکے متعلق صرف اسقدر اطلاع دینا البتہ ضروری ہے کہ پچھلے چار نمبر وںمین جو یہ سلسلہ جاری نرہ سکا اسکی وجہ خود حضرت مولانا نے بوقت روانگی بیت اللہ شریف (جو ۸ شوال روز دوشنبہ کو ہوئی) ایک بہت بڑے مجمع کے سامنے ارشاد فرمایا۔ کہ مین اس عرصہ مین بہت ہی عدیم الفرصت رہا اور دوسرے ہم تمہارا جمع تمہارا...

جانے کا بہی اتفاق ہوا رجبی تشریف کے اہتمام مین بہی مصروفیت رہی پہر ماہ مبارکسا رمضان اور تہیہ سفر حج کے وجہ سے کوئی وقت نہ مل سکا جسکا مجہے خود افسوس ہے لیکن انشاءاللہ اگر تفسیر اور احادیث کا درس شروع نہو گیا تو مین قرنطینہ اور جہاز پر مضمون لکہونگا اور بذریعہ ڈاک دفتر الاحسان مین بہیجدونگا۔ اور یہ بہی ارشاد ہوا کہ اسکا اعلان کردیا جائے کیونکہ بذریعہ خط اکثر اشخاص نے دریافت کیا ہے کہ یہ سلسلہ کیون بند ہے"۔ ایسے وقت مین حضرت مولانا کی ایسی خاص توجہ الاحسان اور معاونین اور محبین الاحسان کے لئے بہت کچہہ قابل فخر و مسرت اور باعث اطمینان اور تقویت ہے اور یہ الاحسان کی محض خوش قسمتی ہے کہ ایسے مبارک اور اہم سفر مین بہی مولانا جیسے ذیکمال عارف باللہ اوسے اپنے پاک دل مین جگہ دے رہے ہین جس سے توی امید ہوتی ہے کہ انشاءاللہ العزیز الاحسان کو پوری کامیابی ہوگی ہمارے مولانا کے سوا جناب مولوی سید شاہ وارث حسین صاحب بہی جو ایک نہایت پرجوش اور مغلوب الحال اور فرخندہ خصال بزرگ اور حضرت مولانا الاعظم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مدظلہ العالی کے خلفاء مین سے ہین اور امثال مصر و شام و بیت المقدس اور حجاز اور عراق کو بعزم زیارت اور حج بمبی سے روانہ ہوئے ہین ایک عنایت نامہ کے ذریعے جو بمبی سے آپ نے لکہا ہے اطلاع دیتے ہین کہ انشاءاللہ اس سفر مین الاحسان کے متعلق بسیط مضمون طیار کرکے ناظرین الاحسان کے خدمات مین پیش کرونگا الحمد للہ بیشک یہ الاحسان کی مقبولیت کی کافی اور نمایان علامت ہے۔

اس نمبر مین اڈیٹر الاحسان اپنے مخلص اور معظم کرم فرما جناب مولوی سید شاہ شفاء الصمد صاحب الہ آبادی کا الطاف نامہ اور نہایت پرلطف خمسہ جو تصوف کے رنگ مین اول سے آخر تک ڈوبا ہوا ہے ناظرین کے خدمت مین پیش کرتا ہے۔

لیکن قبل اسکے کہ یہ عنایت نامہ اور خمسہ نذر ناظرین کیا جائے مختصر الفاظ مین کچہہ عرض

کرنا بھی مناسب اور ضروری ہے اول تو یہ کہ ہمارے معزز ذیعلم کرمفرما الہ آباد کے نہایت معزز اور ممتاز علمی خاندان حکیم بادشاہ صاحب سے تعلق رکھتے ہین اور آپ کے والد ماجد حضرت مولوی سید شاہ عبدالقادر صاحب نہایت ہی پاک طینت اور فرشتہ خصال خلق مجسم اور صاحب دل بزرگ تھے اور ہمارے ممدوح بھی بہت ہی قابل اور خلیق اور دردمند عالم اور ناظم اور ناثرین عالم فاضل کی ڈگری بھی حاصل ہے اور حضرت مولانا الکرم مولوی شاہ محمد حسین صاحب قبلہ کے ارشد تلامذہ مین سے ہین اور آپکا الاحسان کے جانب توجہ فرمانا کچھ کم مسرت خیز نہین ہے دوسرے یہ کہ اس عاجز کے باب مین جسقدر ہمارے مخدوم نے تحریر فرمایا ہے وہ صرف حسن ظن اور اخلاقی برتاؤ پر محمول ہے ورنہ میری حالت تو یہ ہے۔ شعر

بے گنہ نگذشت بر ما ساعتے	با حضوری دل نکردم طاعتے

دیگر

بزمین کہ سجدہ کردم ززمین ندا بر آمد	کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی
بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند	کہ برون درچہ کردی کہ درون خانہ آئی

بلکہ مجھہ مین تو اتنی بھی صلاحیت اور قابلیت نہین کہ مین یہ بھی کہہ سکون۔ ؎

کہ وقتے من گل ناچیز بودم	ولیکن مدتے باگل نشستم
جمال ہمنشین درمن اثر کرد	وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

مگر اس امید پر یہ خدمت ضرور اختیار کی ہے کہ اگر قسمت نے یاوری کی اور فضل الہی شامل حال ہوا تو عجب نہین اگر الاحسان کی خدمت میرے لئے ذریعہ سعادت اور وسیلہ نجات ہو جائے کیونکہ بزرگان دین اور اہل اللہ کے ملفوظات اور حالات اور تعلیمات کے پڑھنے اور سننے اور دیکھنے اور سننے مین ہر وقت حواس ظاہری کا مشغول رہنا اور نازک اور دقیق مسائل کے سمجھنے مین عقل کا مصروف ہونا حافظہ

[illegible] حال سے کام لیا کہ یہ کم نفع رسان نہیں ہے اور اس مین کچھ شبہ نہین کہ [illegible] کی
مشغولیت اور مصروفیت مین فیض صحبت حاصل ہوتا ہے اس سے توانکار ہی نہین
ہوسکتا کہ علماے ربانی اور عارفان الہی کے ہر شے مین دائمی زندگی ہوتی ہے اور حضور
وغیبت مین اونکا فیض برابر جاری رہتا ہے۔ ع

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق — ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

لہذا ایسے ہی فیض اگر اپنا کام کر جاے اور الشقی جلیسہم کا قصہ پیش آ لے تو کچھ عجب
نہین حضرات ناظرین مین بھی دعا کرتا ہون اور آپ بھی دعا فرمائین کہ اللہ عز وجل
نفس خونخوار بدکیش اور بداطوار کے پنجۂ غضب سے جلد تر رہائی بخشے اور اپنے
دوستون اور دلیونکے طفیل و برکت سے میری دستگیری فرمائے۔ رباعی

شاہا زکرم بر من درویش نگر — بر حال من خستہ و دلریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو — بر من منگر بر کرم خویش نگر

الطاف نامہ معہ خمسہ مخدومی معظمی مولوی حکیم سید شاہ شفاء الصمد صاحب حسینی الہ آبادی علیشیری نسب و قادری نقشبندی مشرب

بسمہ سبحانہ۔ حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ نہال باغ نبوی و دوحۂ حدیقۂ علوی لازالت
اشجار آمالکم مثمرہ۔ و وجوہ افضالکم ضاحکۃ مستبشرہ پس از سلام سنت الاسلام المرام
آنکہ۔ الاحسان کے چند پرچے میرے پاس پہنچے بعض ضروری عوائق سے اب تک
اونکی رسید کی اطلاع کا بھی موقع نہ مل سکا چہ جائیکہ کوئی مضمون بھیجون۔ یہ تو ظاہر ہے
کہ مین ایک فقیر گوشہ نشین تہیدست بے بضاعت اوسکے مالی امداد کیا کرتا ہان
لااقل بمفواے گر فہم گر سیم و زر ت چیز نیست۔ چو سعدی زبان خوشت نیز نیست
رسالہ اور اوسکے مہتمم کے اصلی محامد و محاسن کا اظہار ضرور تھا مگر افسوس اور سخت

افسوس ہے کہ اسمین بہی اضطراراً میرے جانب سے بے حد تاخیر واقع ہوئی۔ فاسئلکم العفو واعتذر کم والمسئول منکم ان تقبلوہ والعذر عند کرام الناس مقبول ایسے پرآشوب وقت مین کہ ابنائے زمانہ عموماً زینت حیوۃ دنیا۔ یعنی اموال وبنین کی محبت مین منہمک اور تمام وقت عزیز اپنے ایسے ہی لاطائل مشاغل مین صرف کر رہے ہین باقیات صالحات کے جانب توجہ کرنا نہایت قابل قدر اور لائق تحسین ہے اللہ جل شانہ آپ کی سعی مشکور فرماکر آپ کے معزز معاصرین اور ہم عصاۃ ومذنبین کو بہی اسکی توفیق عطا فرمائے کہ عمر گرامیت حسن درکار خوبان صرف کن۔ بیہودہ کہہ گل میکنی زیوار بے بنیاد ناکہ مقدس اور پاکیزہ مضمون کے عامل نہین۔

مبارک ہو کہ ماشاء اللہ اب تو آپ آیہ شریفہ ویزید اللہ الذین اہتدوا ہدے والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثوابا وخیر مردا کے مصداق کامل بنے جاتے ہین اسکے مافوق اور کونسی بشارت ہوسکتی ہے۔ فافرحوا وکونوا من الشاکرین ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ ہجوم افکار اور بعض اشد ضروری مشاغل سے تصنیف وتالیف کا سلسلہ ایک مدت مدید سے مسدود ہے۔ ہان نظم ونثر سابق کے مسودے کچہ منتشر اور پریشان پڑے ہین۔ بعض احباب نے اللہ تعالیٰ اونہین جزائے خیر دے وعدہ کیا ہے کہ صاف کر کے بہیجدیا کرینگے۔ ہان ایفاے وعدہ کرسکے تو انشاء اللہ تعالےٰ بضاعت مزجاۃ بہی وقتاً فوقتاً آپ کے خدمت مین پہنچتی رہیگی بالفعل آپکی فرمایش روانہ کرتا ہون اخوان طریقت پسند فرمائین تو زہے سعادت والاحضرت فیخ طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ کے کلام معجز نظام کے ساتہہ میرے خرفات کو کیا نسبت کما قال الشیخ فی ذالک المعنی ہٰذا شعر

سعدیا گفتار شیرین پیش آن کام ودہان ۔۔۔ دُر بدریا میفرستی زر بمعدن میبری

والسلام

خمسہ بر غزل حضرت شیخ شیرازی روح اللہ روحہ وافاض علینا فتوحہ

گشت ز نور بر جہان شاہ فلک ضیا فشان — رونق مہ شکستہ شد رفت فروغ کہکشان
مژدۂ بادہ صبوح می شنوند میکشان — بخت بذوق میدہد باد ز بوستان نشان
صبح دمید و روز شد خیز چراغ وا نشان

ناظر چشم مست را بادہ پرست میکنی — شارب جام عشق را مست الست میکنی
از بر زاہدان چرا ترک نشست میکنی — گر ہمہ خلق را چو من بیدل و دست میکنی
روی بصالحان نما حسن بزاہدان چشان

مطرب بزم عارفان چند ز صوت مختفی — جامۂ عاشقان دری توبہ قلندران بری
بہ اثر سریع او پی نبرد مگر زکے + — طائفۂ سماع را مدعی اند و متقی
زمزمۂ بیار خوش تا بروند ناخوشان

بیخبری ز سوز دل نزد تو زان عجب بود — رخت وجود عارفان ہمچو ہوا می شود
بسکہ بہر رگ درون شعلۂ شوق می دود — سوختگان عشق را دود بسقف میرود
وقع نہ دارد این سخن پیش فسردہ آتشان

از قدح فلک نما رونق جام جم ببر — نقش وجود ما بکن محو و سوی عدم ببر
مستی و بیخودی فروش کیسہ ستان درم ببر — خرقہ بگیر و می بدہ بادہ بیار و غم ببر
بیخبر اند و غافل از لذت عیش ہوشیان

صوت حسن شنیدن است مقصد خلقت اذن — رقص و سماع و وجد و حال ہست طریقۂ کہن
متقیان نمی کنند فہم رموز این سخن — گر بطریق عارفان رقص کنی بضرب کن
دنیا بزیر پای نہ دست بآخرت فشان

تا نشود بکس عیان تیغ نہفتہ می زند + — ہست چنانکہ او نہان تیغ نہفتہ می زند
گاہ بدل گہی بجان تیغ نہفتہ می زند — ساعد دوست جاودان تیغ نہفتہ می زند

گوش کجا که بشنود نالهٔ زار ناسشان

حسن وجمال دلفریب طرز کلام نو بنو
صبر وسکون ربوده است کرده بعاشقی گرو
گوش نمی نهم به پند خرده مگیر دو ورشو
چند نصیحتم کنی کز پے نیکوان مرو

چون نه روم که بیخودی شوق همی برد کشان

از نظر شررفشان سوز جگر فزوده ام
خواب ز چشم خونچکان تاب زجان ربوده ام
شیخ سفید مو شدم زانچه بیان نموده ام
من نه بوقت خویشتن پیر وشکسته بوده ام

موے سفید میکند چشم سیاه مهوشان

نغمهٔ انس می وزد ما بعذاب درگرو
بانگ ز عرش می رسد ما بعذاب درگرو
طائر سدره می پرد ما بعذاب درگرو
بوئے بهشت می دمد ما بعذاب درگرو

آب حیات می رود ما تن خویشتن کشان

مختلفان هر سبل متفق اند سعدیا
ساقی وجام وخم مل متفق اند سعدیا
مجلسیان زجزو وکل متفق اند سعدیا
باد بهار بوے گل متفق اند سعدیا

چون تو فصیح بلبلے حیف بود زخامشان

فقط

اس بارہ مین حضرت شاہ صاحب کا ایک ایسا بیان اپنی تائید مین پیش کرتا ہون جسے دیکھ
پھر کسی منصف مزاج اہل حق کو کوئی شبہ باقی نرہیگا اور تمام مطلع شکوک کا غبار سے
پاک وصاف ہوجائیگا دیکھئے آپ خود فرماتے ہین۔
کہ فاروق اعظم علوم احسان اور یقین مین جسے فی زمانہ علم تصوف اور علم سلوک کہتے
ہین ایسے کامل اور وسیع العلم تھے کہ سب کا جمع کرنا قریب ناممکن کے ہے لہذا
مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض مباحث اس فن کے ایک علحدہ رسالہ مین
لکھون تاکہ اس سے دو فائدے حاصل ہون ایک تو حضرت فاروق اعظم کی قدر
معلوم ہو دوسرے یہ معلوم ہو کہ یہ علوم خلفاء سے ثابت ہین اور یہ کوئی ایسی بدعت
نہین ہے جو بعد کو پیدا ہوئی ہے جیسا کہ بعض ایسے لوگون نے جنہین علم حدیث
سے کچھ بھی حصہ نہین ملا گمان کیا ہے چنانچہ آپ کے آخری فقرہ کے الفاظ یہ ہین۔
تا موجب ترتب دو فائدہ باشد معرفت قدر فاروق اعظم ومعرفت آنکہ این علوم
از خلفا ثابت شدہ نہ بدعتے است کہ من بعد پدید آمدہ کما ظن من لیس لہ نصیب
فی علوم الحدیث جس حد تک اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے اگرچہ وہ اس باب
مین ایک منصف طبیعت اہل سنت والجماعت کے اطمینان خاطر کے لئے بہت
کافی ہے کہ تصوف بدعت نہین بلکہ عین سنت ہے علی الخصوص جبکہ حضرت مولانا
شاہ ولی اللہ صاحب جیسے متبع سنت عارف باللہ اسکی شہادت علی روس الاشہاد
دے رہے ہون اور بآواز بلند فرما رہے ہون کہ جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ
تصوف بدعت ہے اوسے فی الحقیقت کتاب اور سنت سے بہرہ نہین ہے تو
پھر اب کسی متبع سنت کو اسمین کیا کلام اور شبہ ہوسکتا ہے لیکن مزید اطمینان کے لئے
ابھی اور ایسی شہادتین پیش کیجاتی ہین جو تصوف کی تائید مین ہین مولانا اسمعیل صاحب
شہید کا پایہ اس باب (یعنی علم حدیث) مین جیسا بلند ہے وہ پوشیدہ نہین ہے لیکن

آپ بھی حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کے تحقیق اور کمالات کے قائل ہین اور
آپ کو مستند سمجھتے ہین جیسا کہ آپ خود اپنی کتاب صراط مستقیم مین (جو کہ احسان اور
اور تصوف مین آپ کی مستقل تصنیف ہے) باین الفاظ ظاہر فرماتے ہین۔ کہ قطب
المحققین فخر العرفاء الکملین اعلم باللہ الشیخ ولی اللہ قدس سرہ۔ ایسی حالت مین ضرور
ہے کہ حضرت شاہ صاحب ممدوح کے تحقیق آپ کے نزدیک بھی قابل تسلیم ہو اور
آپ کی تحریر سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر کمالات تصوف کے آپ قائل
نہوتے تو یہ کبھی نہ فرماتے کہ ثمرہ شریعت اور طریقت اور بنیاد حقیقت و معرفت
حضرت حق کی محبت حاصل کرنا ہے چنانچہ مین کان اللہ و رسولہ احب الیہ مما[۱]
سواہما اسی کی تصریح مین ہے اور والذین آمنوا اشد حباً للہ[۲] بھی اسی کے جانب
اشارہ ہے اور اس مسئلہ پر تمام صوفیائے کرام کا اجماع ہے بلکہ بنی آدم کی
جماعتوں کا اسپر اتفاق ہے۔" اب آگے چلکر جناب مولانا کو عشق کے تسلیم کرنے مین
البتہ بہت تامل ہوتا ہے اور آپ یون فرماتے ہین کہ اگرچہ اس مسئلہ پر ایسا اجماع
اور اتفاق ہے لیکن اسمین ایک باریک بات ہے جسے اس زمانہ کے اکثر لوگ
بہولے ہوئے ہین اور وہ تمیز کرنا ہے درمیان حب نفسانی اور حب ایمانی کے
جس مین سے اول کو عشق اور دوسرے کو حب عقلی کہتے ہین۔ اول آغاز سلوک کے
واردات مین سے ہے اور دوسرا کمالات انبیائے کرام اور مقامات اولیائے عظام

نوٹ۔ [۱] کیا مطلب یعنی جو شخص اللہ جل شانہ اور اوسکے رسول اعظم کے ساتھ ایسی محبت رکھے کہ دنیا اور عقبی کی
کسی چیز کے ساتھ ایسی محبت نہو یا یہ کہ فی الحقیقت اور کسیکی محبت ہی نہو۔

[۲]۔ یعنی ایمان والے لوگ بہت بڑی محبت اللہ ہی سے رکھتے ہین اور اس آیہ شریف مین حب الہی کے نسبت جو لفظ اشد آیا ہے
اوسے حضرات ناظرین یاد رکھین کیونکہ اسی لفظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انتہائے محبت ادمنین خدا کے ساتھ
تہی یہ ظاہر ہے کہ ہر چیز کے تین درجہ ہین ادنی اوسط اعلے ایسے ہی محبت۔ محبت شدید۔ محبت اشد
لہذا محبت اشد درجہ اوسط نہین بلکہ اعلی ہے اور یہی عشق ہی سے ہے (علوی)

ن سے۔ عوام صوفیہ نے اول کو بجائے ثانی کے قرار دے رکھا ہے اور اسی کو
اشارات شرعیہ کا مشار الیہ سمجھا ہے حالانکہ ایسا نہین ہے۔
کیونکہ عشق سے ایک ایسی سوزش اور قلق مراد ہے جو انسان کے باطن مین مقصود
کے موجود نہونے سے پیدا ہوتی ہے اور تمام اندرونی قوتون مین سرایت کرجاتی
ہے اور اسکی غایت مقصود کا پانا اور محبوب کا وصال نصیب ہوتا ہے اور یہ اول اول
دل مین پیدا ہوتا ہے اور قلب ہی تمام کیفیات نفسانیہ کا محل ہے اور پھر باطنی قوتون پر غلبہ
کرلیتا ہے اور اسکی غایت کیا ہے دم طالب کا اضمحلال اور ازخود رفتگی مطلوب کے
حاصل کرنے میں ... جب یہ غایت حاصل ہوجاتی ہے تو وہ سوزش اور وہ
قلق اور وہ اضطراب جاتا رہتا ہے اور وہ کیفیت جو کہ عشق کے نام سے موسوم
ہے زائل ہوجاتی ہے۔
حضرت مولانا کا مطلب اگر اس تحریر سے یہ ہے کہ عشق ایک ناپائیدار چیز ہے اور
فانی ہے اسی صفت محمودہ انسانی اور فضیلت انسانی کا سبب نہ سمجھنا چاہیئے تو
اسکے نسبت بہت ادب سے التماس ہے کہ محققین صوفیہ کا قول ہے کہ یہ عشق
روز بروز ترقی کرتا ہے اور وجہ اسکی یہ ہے ؎ نہ شود ختم انتہا دارد حسنش راست
پایانی ✤ بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنان باقی ✤ خدا کی ذات اور صفات اور کمالات
جب بے پایان ہین تو اوسکے تمام صفات اور کمالات اور ذات کے
طالب کیونکر کسی مقام پر ٹھہر سکتے ہین بلکہ وہ تو ہر مقام پر پہونچکر دوسرے مقام کے
طالب ہوجاتے ہین اور اونکا ذوق اور شوق برابر ترقی کرتا جاتا ہے یہ مثال تو
عشق مجازی اور نفسانی کی ہوسکتی ہے عشق حقیقی کا اسپر قیاس کرنا بیشک قیاس
مع الفارق ہے۔ اس امر کے ثبوت مین کہ ہر مقام کے بعد ایک دوسرا مقام
اوس سے بھی زیادہ افضل اور اعلی ہے قرآن پاک اور حدیث شریف کافی ہے چنانچہ

حضرت خاتم المفسرین تاج المحدثین شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ العزیز آیہ
مبارک اھدنا الصراط المستقیم ۔ کی تفسیر مین لکہتے ہین کہ اگرچہ کوئی شخص بعض اعتبار
سے راہ راست پر ہو لیکن جب بہی راہ راست کے طلب کرنے سے اوسے چارہ
نہین ہے کیونکہ ہر مرتبہ کمال کے بعد دوسرا مرتبہ ہے جو پہلے سے بالاتر ہے لہذا جو
شخص نیچے کے مرتبہ مین ہے وہ اوپر کے مرتبہ تک پہونچنے کے لئے راہ راست
کا طالب ہے (فوق کل ذیعلم علیم) اور اون مراتب کو ایسے ہی الی غیر النہایۃ سمجہہ
لیجئے ۔ پہر آپ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہین کہ یہ امر ظاہر ہے کہ حضرت حق کا مشاہدہ تمام
ہوگا مگر قیامت کے روز اور یہان کے مشاہدہ کو اوس مشاہدہ کے ساتہہ کوئی نسبت
ہی نہین ہے ۔ پہر وہ بیتاب دل جو ہزار جان سے اوسکا طالب ہے اور جسکے تمام
تمنا یہ ہی ہے کہ جمال باکمال حضرت حق کو بے پردہ و بے حجاب دیکہے وہ کیونکر قرار
پکڑ سکتا ہے اور ایسے عاشق جان سوختہ کی تشنہ لبی کیونکر مٹ سکتی ہے وہ تو
ہمیشہ یہ ہی کہیگا کہ ؎ ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات ٭ رحم فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی
عاشق صادق تو ہمیشہ یہ ہی چاہتا ہے کہ اپنے محبوب کو ہر لباس اور ہر ادا مین
دیکہے یہان حال یہ ہے کہ اوس معشوق ازلی اور محبوب حقیقی کے صفات کمالیہ
بیحد اور بے حساب اور ایک ایک صفت سے حسن ازل کا دریائے بے پایان
جاری جیسے وہ خود ہی ظاہر فرما رہا ہے ۔ قل لوکان البحر مدادا لکلمات ربی
لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی و لو جئنا بمثلہ مددا ۔ کیا مطلب ہے یعنی اگر بحر روشنائی
بنجائے اور اوس سے کلام رب العالمین لکہے جائین تو بہی یہ نتیجہ ہوگا کہ بحر ختم ہوجائیگا
قبل اسکے کہ اوسکے کلام ختم ہون اگرچہ ایک دریا اور بہی اوسی کے مثل کام آجائے
جب ایک ایک صفت کی یہ حالت ہو تو تمام صفات اور کلمات کی کون کہے ہمین
کچہہ شبہہ نہین روز ازل سے ابدالآباد تک وہ ایک نئی شان سے جلوہ افروز ہے اور

ہے وہ خود کل یوم ہو فی شان کہکر ظاہر کر رہا ہے پہر تشنہ لبان بادہ عشق محبت ہو کیونکر سیری ہو سکتی ہے یہ بہی اوسیکا فضل عظیم اور محض اوسیکا جذب محبت ہے کہ وہ عارف کو دریائے اسماء اور صفات سے نکالکر مشاہدہ ذات تک پہونچا دیتا ہے سینکڑون تو ایک ایک اسم اور صفت کے سیر مین عمرین تمام ہو جائین اور کہین اوسکا کنارہ نظر نہ آئے
اب آپ اس طلب اور شوق کا معائنہ ان برگزیدگان الہی کے احوال سے بہی کر لیجئے انمین سے دو واقعے سب سے زیادہ مشہور ہوئے ہین ایک واقعہ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے جبکہ آپ نے بارگاہ رب العزت مین یہ عرض کیا کہ حضور مردہ کو کیونکر زندہ کرتے ہین ذرا اس شان مین بہی مجہے اگر دکہائین وہان سے حکم ہوتا ہے کہ کیا تم میری صفت احیائے موتے پر ایمان نہین رکہتے تو آپ کیا فرماتے ہین ایمان کیون نہین رکہتے لیکن دل کو راحت تسکین یعنی اطمینان انہین ہے کہ مین اس شان کے ساتہہ ہی حضور کو دیکہہ لون پہر کیا ہوا خود حضرت حق نے اس شان مین آکر وجود ابراہیمی پر تجلی فرمائی اور اوسے ہر طرف سے ایسا گہیرا کہ جیسا آگ لوہے کو گہیرتی ہے اور لوہا آگ مین پڑکر آگ کے مانند ہو جاتا ہے اور اس سے سوزندگی اور درخشندگی وغیرہ صفات ناریہ ظاہر ہوتے ہین اسطرح سے خود حضرت ابراہیم کے ہاتہہ سے مردہ چڑیان زندہ کرائی گئین حضرات یہ مرتبہ حق الیقین کا ہے اور سب سے اعلی مرتبہ ہے (پارہ ۳ رکوع ۳۵ سورہ البقرہ) اور دوسرا قصہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے آپکا رب ارنی کہنا صاف اس اضطراب کو ثابت کرتا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ اس سے قبل کسی قسم کی روئت الہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حاصل نہوئی تہی آپ نبی اور نبیون مین رسول اور رسولون مین الوالعزم رسول تہے جب اولیاے امت کو مقام ولایت مین رویت الہی نصیب ہو جاتی ہے تو پہر باوجود الوالعزم رسول ہونے کے روئت الٰہی کا نصیب نہونا کیونکر ہو سکتا ہے پہر کیا اس سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ یون تو معلوم نہین

کتنے بار روئت الٰہی کن کن شانون مین ہوچکی ہوگی بیان اور ہی روئت جو بالکل بے پردہ و بے حجاب ہو مطلوب تہی جسکی نسبت حکم ہوا لن ترانی یعنی اسے موسےٰ تم لباس بشری مین اسطرح نہین دیکہہ سکتے کیونکہ بشریت تاب نہ لائیگی۔ اور آخر ہوا بہی ایسا ہی آپکا وجود بشری مغلوب ہوکر کالمعدوم ہوگیا اور پہاڑ کے ٹکڑے اوڑ گئے پہر کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نصیب نہ ہوئی ؟ ہوئی اور بیشک ہوئی لیکن آپ کی بشریت تاب نہ لاسکی اور بشری صفت یعنی ہوش و حواس ظاہری کے ساتہہ دیکہہ نہ سکے اور یہی ارشاد بہی تہا گو اس مقام پر اہل تحقیق کی تحقیق اور ہی ہے جو حقیقت ربوبیت کے سمجہنے پر موقوف ہے یہ موقع اوسکے بیان کا نہین اپنے موقع مناسب پر آجائیگا اسکے سوا آپ کل واقعۂ معراج شریف پر عرفانی نظر ڈالی اور اوسکو حقیقت کی نگاہون سے دیکہئے تو یہ امر اور بہی صاف ہوجاتا ہے کہ رویت الٰہی اور مشاہدہ نامتناہی کے مراتب اور مدارج کسقدر ہین کیا کوئی قلب سلیم اس امر کو باور کرسکتا ہے کہ حضور سرور کائنات خلاصہ موجودات سید المرسلین اور محبوب رب العالمین باوجود اس رفعت اور شان کے جو عنداللہ آپ کی تہی اوسوقت تک دیدار جمال باکمال حضرت حق سے بالکلیہ محروم تہے حاشا وکلا۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ ہمارے حضور رو نہین معلوم نہین کتنے بار اس شرف سے مشرف ہوتے تہے یا یہ کہ ہر وقت حضور ہی رہتی تہی پہر وہ کیسی رویت تہی جسکے لئے اسقدر اہتمام عمل مین آیا عرش پر بلائے گئے ہزارون پردے حجاب کے طے فرمائے تب کہین رویت نصیب ہوئی۔ اور آپ دیدار جمال باکمال دیکہکر محظوظ اور مسرور ہوئے بیشک منصف مزاج ذیعلم یہی فرمائینگے کہ یہ روئت اور روئیتون سے کہین اعلیٰ اور برتر اور اسی مقام خاص کے لئے مخصوص تہی جو صرف محبوب رب العالمین کے لئے مخصوص تہا بس اسی سے ثابت ہوگیا کہ مقامات روئت بہت متفاوت اور ایک دوسرے سے ارفع اور اعظم ہین پہر کوئی عاشق صادق

کیونکر آپ نے آپ کو فائز المرام سمجھکر مطمئن ہو سکتا ہے جنکا مذہب ہے کہ جسکے دو دن بھی ایک حالت پر بغیر ترقی کے گذرین وہ خسارہ مین ہے لہذا ایسون کا شوق دیدار کبھی نہین بجھ سکتا۔ بمیر د تشنہ مستقی و دریا ہمچنان باقی کا یہی مطلب ہے۔ اب اس پہلو سے تو عشق کا نقصان ثابت نہین ہوتا۔ ہمارے مولانا نے اسے حب نفسانی کے نام سے بھی یاد فرمایا ہے اگر نفس سے مراد نفس الٰہی اور روح ربانی ہے تو کچھ کلام نہین اور اگر نفس سے مراد وہ نفس ہے جو امارہ کے لقب سے ملقب ہے اور جسکے نسبت قرآن پاک مین ان النفس لامارۃ بالسوء (تحقیق نفس تو برائیان سکھاتا ہی) آگیا ہے تو بہت کچھ محل تامل اور تردد ہے کیونکہ اس نفس کے اقتضاء سے جو خواہش اور داعیہ پیدا ہو وہ وصول الی اللہ کا ذریعہ نہین ہو سکتا ہان عشق مجازی بیشک اس نفس کے متعلق ہو سکتا ہے جو حقیقت مین فساد مادۂ عشقی یعنے میلان غیر صحیح سے پیدا ہوتا ہے اور عشق الٰہی نفس ربانی کے میلان صحیح سے پیدا ہوتا ہے جو سلیم الفطرت انسان کے میلان فطری مین داخل ہے ؎

پی تھی ازل مین تم نے شراب الست خوب		ابتک بلا کا آنکھون مین میرے خمار ہے

جہانتک دیکھا جاتا ہے آپ کا تمام قیاس اس باب مین عشق مجازی ہی پر معلوم ہوتا ہو اور جناب مولانا کے سیاق کلام سے خود ہی معلوم ہوتا ہے کہ صرف تنازع لفظی ہے کیونکہ آپ جسے حب نفسانی قرار دیتے ہین وہ عشق حقیقی کی تعریف مین بھی نہین آتا آپ ایک مقام پر لکھتے ہین کہ حب نفسانی کا غلبہ تمام باطن پر نہین ہو سکتا کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی ایسی چیز کا عشق پیدا ہو جاتا ہے جس سے عقل بعض سکنے کو تجویز کرتی ہے لہذا ایسا عشق بعض عقل کے ساتھ جمع ہو جائیگا علی الخصوص ایسی حالت مین جبکہ دو محبوبونکے درمیان مین تعارض ہو مثلاً کوئی نوجوان دیندار کسی ایسی عورت پر عاشق ہو جائے جسے اوسکے والدین ناپسند کرتی ہین یا شرع اجازت نہ دیتی ہو لہذا یہ عشق عقل کے نزدیک مبغوض اور مذموم ہوگا

ظاہر ہے کہ ایسے عشق کے محمود ہونیکے خود محققین صوفیا بھی قائل نہین ہین ~

نہ ہر تر دامنے را عشق زیبد	نشان عاشقی از دور پیداست

اونکے نزدیک یہ عشق نہین خواہش پرستی ہے جو فساد میلان فطری سے پیدا ہوتی ہے اور عشق حقیقی تو وہی ہے جو میلان صحیح نفس ربانی سے پیدا ہوا اور ایسا عشق بالذات صرف ذات مجمع کمالات کا ہوسکتا ہے اور بالنسبت اور بالاضافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کے ساتھہ اور ظاہر ہے کہ کوئی عقل سلیم ایسے عشق کے خلاف نہین ہوسکتی ہمارے مولانا ایسے عشق کو حب ایمانی کے نام سے موسوم کرتے ہین اور اکثر وہ آثارات اور امتیازات جو عشق حقیقی کے ساتھہ وابستہ ہین حب ایمانی کیطرف منصوب فرماتے ہین۔ ظاہر ہے یہ کہ جو اسباب حب ایمانی کے آپ نے بیان فرمائے ہین اونپر اگر نظر انصاف ڈالی جاے تو وہ نسے خود بغیر کسی خاص قلبی کیفیت اور بصیرت کے شریک حال ہونیکے کوئی اطمینان بخش اثر نہین پیدا ہوتا اور یہ امر کثرت تجربہ سے ثابت ہے کیونکہ اسکا مرکز عقل ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گو عقل کسی امر کو دوست اور بہت دوست رکھتی ہو اور اوس امر کے فوائد اور برکات کو پورے طور سے تسلیم کر چکی ہو لیکن قواے غضبی اور شہوانی اس امر مین اوسکی تائید نہین کرتے بلکہ صراحتاً مخالفت کرتے ہین اگر ایسا نہو تو تمام افعال مذمومہ اور بری عادتون اور کامون کو وہ انسان اچھا ہی سمجھے جو اونکا مرتکب ہو حالانکہ بکثرت ایسے اشخاص ہین جو ایک یا اکثر بری عادتون اور کامون کے مرتکب ہوتے ہین لیکن اونکے برے اور خراب ہونے مین اونھین کچھہ شبہہ نہین ہوتا اونکا علم اونکی عقل اور انکا تجربہ اونکی برائی اونپر واضح کردیتا ہے لیکن وہ باز نہین آتے اس زمرہ مین تمام اخلاقی برائیان داخل ہین جنپر تمام حکما اور انبیا اور علما کا اتفاق ہے محبت عقلی کی یہ حالت بالکل ظاہر ہو لیکن عشق حقیقی کے اثر اور اطاعت سے کوئی قوت باہر نہین ہوسکتی اور اوسکا غلبہ جب ہوتا ہے

ف۔ اس قصہ سے حضرت صاحب کا کمال توحید و توکل کہ لا یخشون احداً الا اللہ اوسکے لوازم سے ہے ثابت ہوتا ہے اور نیز کمال معرفت مکائد عدو نفس کی ثابت ہوتا ہے اور واقع مین بالکل صحیح ارشاد فرمایا کہ بجز نفس یا اوسکے دوست یکجان دو پوست یعنے شیطان کے جو مخلوق ضرر پہونچاتی ہے مثلاً مال تلف کر دیا جان تلف کر دی وہ واقع مین ضرر نہین بلکہ باعتبار مال کے عین منفعت ہے اور نفس و شیطان جو ضرر پہونچاتے ہین وہ دینی ضرر اور نقصان واقعی ہے اور انمین بھی چونکہ فاعل قریب نفس ہی ہے اسلئے آپ نے شیطان کے مقابلہ مین بھی نفس ہی کی عداوت کو معتد بہ سمجھا اور نیز اس سے حضرت صاحب کا محقق اور جامع ہونا ظاہر ہوتا ہے کہ اولاً حقائق مکہ اور مدینہ کی بیان فرمائی اور اشارہ فرمادیا کہ مقصود بالتحصیل وہ حقائق ہین حتیٰ کہ اگر ظاہراً کوئی شخص مکہ و مدینہ مین رہے لیکن اصلاح باطن کی نکرے تو اوسکا وہان رہنا ہیچ ہے جیسا حدیث مین ہے المجاہد من جاہد نفسہ والمہاجر من ہاجر مانہی اللہ عنہ و رسولہ اور بوجہ جامعیت کے اس تحقیق کے بعد اس ظاہری صورت مکہ و مدینہ کا بیکار نہ ہونا بھی ظاہر فرما دیا تاکہ ملاحدہ کی طرح کوئی شخص ابطال شرائع کا نکر سکے۔

کمال۔ حضرت صاحب نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ بعض درویش امرا کی جوکہ اونکے پاس آتے ہین بہت تحقیر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم امیر دنیا دار کی کیون تعظیم کرین اور اسکو استغنا سمجھتے ہین اور یہ سخت غلطی ہے یہ استغنا نہین ہے بلکہ تکبر ہے کیونکہ وہ شخص تمہارے پاس امیر اور دنیا دار ہوکر نہین آیا جب بلکہ اللہ کے واسطے آیا تو وہ بیندار طالب حق ہوگیا اور بزرگون کا قول ہے نعم الامیر علی باب الفقیر و بئس الفقیر علی باب الامیر تو جب وہ فقیر کے دروازے پر آیا تو نرا امیر نرہا بلکہ نعم الامیر ہوگیا تو اوسکی مدارات و تکریم کرنا اوسکے امیر ہونیکی وجہ سے نہین بلکہ نعم الامیر اور طالب حق ہونیسے ہے اھ **ف** سبحان اللہ عوام کے مکائد نفس کو تو ہر سالک سمجھ لیتا ہے مگر سالکون کی مکائد خفیہ کو سمجھنا یہ کام بڑے عارف کامل کا ہے اکثر درویش آج کل اس

بلا مین مبتلا ہین اور واقعی حضرت صاحب کے ارشاد کے بعد اونکی غلطی یقینی معلوم ہوتی
ہے اور اس سے حضرت صاحب کا خلوص اور قوت نسبت مع اللہ و کمال محبت الٰہی
ثابت ہے کہ امراء کی مداواۃ مین کیسی اچھی نیت تھی اور حق تعالیٰ کے ساتھ جو اونکو ایک
گونہ نسبت طلب کی ہو گئی اوسکے وجہ سے کیونکر اونکو مورد عنایت سمجھا واقعی کمال محبت
کے یہی آثار ہین کہ محبوب کا منتسب بھی محبوب ہوجاتا ہے اور نیز کمال تواضع بھی اس سے
ظاہر ہے کہ گو یہ امر ظاہراً شان وضع درویشی کے خلاف ہے مگر آپ نے حفظ وضع و شان ہی کو
ضروری نہین سمجھا۔

کمال - بروایۂ ثقہ معلوم ہوا کہ ایک شخص پیرزادون مین سے حضرت صاحب کی خدمت
مین حاضر ہوئے مگر وہ پابند تقلید مجتہدین نہ تھے حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ آپ
خاندان مشایخ سے ہین حزب البحر آپ کی خاندانی چیز ہے اور بڑی برکت کی ہے اگر
اسکو ذکر اللہ سمجھ کر پڑھ لیا کرین تو بہت خوب ہے اونھون نے عرض کیا کہ وہ تو بدعت
ہے حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اوسمین تو جابجا آیات کے ٹکڑے اور احادیث کی
دعائین ہین اور دوسرے کلمات بھی خلاف شریعت نہین ہین وہ کہنے لگے کہ ایک تو
اوسمین جابجا اشارات ہین کہ یہان اونگلی بند کرے یہان کھولے یہ محض مخترع ہے دوسرے
جو کلمات علاوہ آیات و احادیث کے ہین آخر سنت سے زائد ہین آپ نے ارشاد فرمایا
اچھا اون اشارات اور اون کلمات کو حذف کر کے بقیہ کو بلا اشارات پڑھ لیا کرو اونھون نے
قبول کیا چندہی روز پڑھا تھا کہ اونکا وہ تشدد اور انکار اور غلو بالکل جاتا رہا اور طبیعت مین
ایک گونہ اعتدال و انصاف پیدا ہو گیا جو شخص حج کو آتا وہ صاحب اوسکو ترغیب دیتے
کہ دیکھو حضرت صاحب کی زیارت سے ضرور مشرف ہونا۔ ف اس سے حضرت صاحب
کی حسن تعلیم و خوبی تربیت ظاہر ہے کہ اون صاحب کے ساتھ کچھہ رد و کد نہین کی جسقدر
مین اونھون نے موافقت کی اوسی پر اکتفا فرمایا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اونھون نے آپ کے

فرمانے سے اوسکا پڑہنا شروع کردیا اور بزرگونکی اجازت کے اور ارشاد کی برکت سے
کسی چیز کے پڑہنے سے جو تاثیر و برکت ہوا کرتی ہے وہ صاحب اوس سے محروم نرہے
ورنہ وہ قیود کے ساتھہ اوسکو ہر گز نہ پڑہتے اور نہ اون برکات سے منتفع ہوتے نیز اس سے
کمال شفقت بھی ثابت ہے کہ اونکو نفع پہونچانے کے لئے اون پر اصرار نہین کیا کہ آپ
کے ساتھہ موافقت کرین بلکہ خود اونکے ساتھہ موافقت کرلی نیز اس سے آپ کا فیضان
اور قوت تصرف بھی ثابت ہے کہ چند روز مین اونکی اصلاح ہونے لگی۔

کمال بروایت ثقہ معلوم ہوا کہ حضرت صاحب کے ایک منتسب نے عرض کیا کہ مین نے
چلہ کیا تھا جسمین سوالاکھہ بار اسم ذات ہر روز پڑہتا تھا مگر کچہہ نفع نہین ہوا شاید حضرت
صاحب مجھہ سے ناراض ہین ورنہ ضرور نفع ہوتا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر مین ناراض
ہوتا تو سوالاکھہ بار روزانہ اسم ذات کیسے پڑھ سکتے تھے اھ ف حضرت صاحب
نے اسمین اونکے قلب کو کس خوبی سے تسلی فرمادی اور ضمن مین ایک مسئلہ بھی بتلادیا
کہ بدون رضا شیخ کے مرید کو توفیق ذکر و عبادت کی نہین ہوتی ؎
بے عنایات حق و خاصان حق * گر ملک باشد سیہ ہستش ورق *

کمال۔ جو شخص عرض کرتا کہ حضرت ذکر سے کچہہ نفع نہین ہوتا آپ ارشاد فرماتے بندۂ
خدا کیا ذکر خود نفع نہین ہے اللہ کا نام لیتے ہو کیا یہ تھوڑی بات ہے۔ ف اس سے
حضرت صاحب کی شان تحقیق اور نیز حسن تربیت ظاہر ہے تحقیق تو یہ کہ تبلادیا کہ ذکر خود مقصود
ہے اور اسکو حقیر سمجھنا بڑی غلطی ہے ؎ گفت آن اللہ تو لبیک ماست *
وین نیاز و سوز و دردت پیک ماست * اور تربیت یہ کہ تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ
حالات اور کیفیات کو مقصود سمجھنے سے ساری عمر تشویش مین گذر جاتی ہے اور ذکر سے
کچھہ نفع نہین ہوتا اور خود ذکر کو مقصود سمجھنے سے یکسوئی میسر ہوتی ہے جس سے حالات
و واردات سب کچہہ بتدریج نصیب ہوجاتے ہین اور مقصودیت ذکر مین حضرت صاحب

حاشیہ: کمال شفقت — قوت فیضان — کمال قلب — کمال تحقیق و تربیت

اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۔ یابم او را یا نیابم جستجوئے میکنم ۔ حاصل آید یا نیاید آرزوئے میکنم ۔

کمال ۔ ایک روز ظہر کے بعد یہ احقر رباط سے جسمین مقیم تھا او رحضرت صاحب کے دولتخانہ سے تھوڑے فاصلہ پر ہے نکلا تو دیکھتا کیا ہون کہ حضرت صاحب رباط کی طرف تنہا تشریف لا رہے ہین مین نے دوڑکر استقبال کیا اور وجہ تکلیف فرمانے کی دریافت کی ارشاد فرمایا کہ بھائی تم لوگ اللہ کے واسطے ہر روز میرے پاس آنیکی تکلیف اوٹھاتے ہو کیا مجکو ایک بار بہی تم لوگون کے پاس قصد کرکے نہ آنا چاہئے مجکو حضرت صاحب کی وسعت اخلاق سے کمال تاثر ہوا غرض رباط مین تشریف لاکر نیچے کے درجہ مین بیٹھ گئے اور سب اوپر کے درجون کے لوگ اوترا وترکر حضرت صاحب کے پاس جمع ہوگئے مین اپنے دل مین یہی سمجھتا تہا کہ بس یہان ہی سے دولتخانہ واپس تشریف لیجاوینگے لیکن تھوڑی دیر مین زینہ کی طرف چلے اور اوپر کے درجہ مین پہونچے مین نے عرض بہی کیا کہ کیا ضرور تکلیف فرمائی جاوے ارشاد فرمایا کہ بھائی سب ہی کا حق ہے غرض اسی طرح اوسکے سب درجون مین جو کہ پانچ یا چھہ تھے تشریف لے گئے اور بوجہ کمال ضعف جسمانی کے نہایت تعب ہوا لیکن محض سب کی دلداری کے غرض سے اوسکا تحمل فرمایا

ف ۔ اس سے حضرت صاحب کا کمال وسعت اخلاق و اہتمام اداے حقوق رفقا و مکافات کا اعلیٰ درجہ کہ آنے جانے تک مین اوسکا لحاظ فرمایا خصوص خادمون کے ساتھہ جسقدر جہ ثابت ہے ظاہر ہے اور یہ عین سنت ہے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کے گھر و نیز محض ملنے کے لئے تشریف لیجانا احادیث مین بکثرت وارد ہے اور اتباع سنت کا بے تکلف ہونے لگنا یہ اعلیٰ درجہ کی درویشی ہے ورنہ اکثر منسوبین اسلے الکمال مین ایک قسم کی خودداری و ترفع کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے جو قلب کے لئے سخت مضر و تباہ کن ہے ۔

کمال ۔ میرے گہر کے لوگون نے بیان کیا کہ ایک بار حضرت صاحب ایک مریدنی کو کوئی

پہر انہین تبرکا دینے لگے حاضرین مین سے ایک بی بی نے عرض کیا کہ حضرت فلان عورت کو بہی جو کہ آپ کے خاندان مین سے ہے کوئی تبرک بہجوا دیجئے آخر وہ بہی تو آپ کی اولاد ہے آپ نے نہایت ترش ہو کر فرمایا کہ کیا اولاد و ولاد لئے پہرتی ہو میری کوئی اولاد نہین میری اولاد وہی ہے جو اللہ کا طالب ہے **ف**۔ دین کو دنیا پر ترجیح دینا جیسا کچہہ اس حکایت سے ثابت ہے ظاہر ہے۔

کمال۔ ارشاد فرماتے تھے کہ جو شیخ خود مجاہدہ نہین کرتا اوسکے تعلیم مین برکت نہین ہوتی۔ **ف** حقیقت مین کیسی سچی تحقیق ہے تجربہ و مشاہدہ اسکا شاہد صدق ہے اور اسمین تعلیم ہے شیوخ و ناصحین کو کہ جسکا دوسرونکو امر کرین اول خود اوسکی عامل نہین بلکہ اکثر اوقات عامل کی صحبت بلا تعلیم سے وہ برکت ہوتی ہے جو غیر عامل کی تعلیم مین بہی نہین ہوتی اور چونکہ حضرت صاحب کی تعلیم کا بابرکت ہونا ظاہر و باہر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب باوجود اس کمال باطنی و اضمحلال جسمانی کے مجاہدہ شدیدہ فرماتے تہے کمال پر پہونچکر عمل مین کمی نکرنا عین اتباع سنت ہے جیسا کہ حدیث مین ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ورم کر جاتے تہے صحابہ نے جو پوچہا کہ آپکو باوجود عطاے خلعت لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر کے اسکی کیا حاجت ہے حضور نے ارشاد فرمایا افلا اکون عبدا شکورا اور قطع نظر اس استدلال کے حضرت صاحب کا کمال مجاہدہ ویسے بہی مشاہدہ مین آتا تہا اب یہ حال ہے کہ کمال تو درکنار ذرا قلب مین کسی کامل کی صحبت سے یا ذکر سے حرارت پیدا ہوئی اور اپنے کو کامل سمجہکر تعطل و بطالت و آرام طلبی پر کمر باندہی نعوذ باللہ من شرور الانفس والشیاطین۔

کمال۔ ارشاد فرماتے تہے ریاء الشیخ خیر من اخلاص المرید یعنی شیخ کی ریا مرید کی اخلاص سے بہتر ہے۔ **ف**۔ سبحان اللہ حضرت صاحب کی مجلس مین کیسے کیسے فوائد جلیلہ و تحقیقات عالیہ کان مین پڑتی ہے اب یہی بات جو حضرت صاحب نے ارشاد فرمائی

ایسی عجیب اور مفید ہے شرح اس کلام کی یہ ہے کہ شیخ اگر کوئی عمل اسی قصد سے کرے کہ مریدین دیکھین اور تقلید کرین اور سمجھین کہ جب یہ کامل ہوکر اتنی عبادت کرتا ہے تو ہم ناقص ہین ہمکو بدرجہ اولی کرنا ضرور ہے تو یہ گو صورت ریاء کی ہے اسی لئے ریاء مجازًا کہدیا لیکن چونکہ واقع مین یہ ریاء نہین بلکہ تعلیم فعلی ہے جیسا احادیث مین بکثرت وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یا صحابہ نے نماز و وضو ادا کر کے فرمایا کہ ہم نے اسی واسطے کیا ہے کہ تم اقتدار کرو ہم نے اس لئے کیا ہے تاکہ تم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل دکھلائین اور نفع اسکا متعدی ہے لہذا مرید کے عمل مخفی سے جو کہ معنًے اور صورۃً خلوص کے ساتھہ موصوف ہے افضل ہے کیونکہ اوسکا نفع لازمی ہے اور اس ارشاد مین یہ بھی اشارہ ہے کہ شیخ کامل کا کوئی فعل ظاہر مین اگر موہم ریاء وغیرہ ہو تو بدگمان نہو اوسمین کوئی حکمت و مصلحت ہوگی۔

کمالؔ۔ ایک بزرگ[عہ] سے سنا گیا کہ مین حضرت صاحب کی خدمت مین بیٹھا تھا تھوڑی دیر کے بعد مین نے عرض کیا کہ اب مین جاتا ہون آپکی عبادت مین حرج ہوتا ہے ارشاد فرمایا کہ میان دوستون سے باتین کرنا کیا عبادت نہین اسی کی مناسب احقر کو ایک بار واقعہ پیش آیا کہ مین بالکل خلوت کے وقت حضرت صاحب کی حضور مین چلا گیا اور معذرۃً عرض کیا کہ یہ وقت حضرت کے خلوت کا ہے مجکو حاضر نہونا چاہئے تہا مگر شدت اشتیاق مین چلا آیا ارشاد فرمایا خلوت از اغیار نہ از یار اور فرمایا کہ بہائی طالبان حق کا پاس بیٹھنا مخل خلوت نہین۔ **ف**۔ سبحان اللہ کیا جامعیت کی شان تہی اور مختصر ارشادات مین کیسا ضروری مسئلہ تبلادیا کہ کاملین کے افعال مباحہ بہی چونکہ مبنی ہوتے ہین صدق نیتہ و خلوص طویت پر لہذا حسب ارشاد انما الاعمال بالنیات سب عبادت ہے پس کاملین کو مباحات مین مشغول دیکہکر ناقصین کو چاہئے کہ اونکو اپنے اوپر یا اپنے کو اونپر قیاس کرین

[عہ] ابہام راوی کا سبب باوجود معلوم ہونیکے اتفاقی طور پر واقع ہوا ہے ۱۲ منہ

تصحیح اغلاط کمالات امدادیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰	؟	نفضل	تفضل	۷	۲۰	عشق ادب	عشق وادب
؍؍	۱۱	ناگہ	ناکہ	۸	۳	نمائیگی	نمائیندگی
؍؍	۱۴	رنعت	رفعت	؍؍	۱۶	دنیا ہی	دین ہی
				؍؍	؍؍	بڑا	بڑی
۲	۱۹	فریدیش	مزیدیش	۹	۱	مداہنت	بداہتہ
۳	۱	تبنر	تیز	؍؍	۴	آپ نے	آپ سے
؍؍	۱۲	وہاب	ذہاب	؍؍	۱۸	نادر	نادر بھی
؍؍	۲۰	آکابر	اکابر	۱۰	۲	بن جاتا	بن جانا
۴	۱۴	طورنہ	طور پر	؍؍	۴	کسقدر	اسقدر
۵	۶	امرہ	امر	؍؍	۱۶	یہ نعمت	پر نعمت
؍؍	۲۰	سعی کو	سعی کی	؍؍	؍؍	حضرت	حضرات
۶	۵	معین	معید	؍؍	۱۷	الواح	امواج
؍؍	۱۸	انقیاض	انقباض	؍؍	۱۸	متعلقات	مغلقات
۷	۳	موقع	رفع	؍؍	۲۱	تعالیٰ نے	تعالیٰ
؍؍	؍؍	اور	×	؍؍	؍؍	نبدی	نبدون
؍؍	۴	عظم	عظیم	؍؍	؍؍	نشان	لسان
؍؍	۱۸	روضۃ	روضہ	۱۱	۱	نشان	لسان
؍؍	۱۹	پانوئین	پاؤئین	؍؍	۲	نشان	لسان
؍؍	۲۰	صحاف	صحاب	؍؍	۱۹	استنارہ	استشارہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱	۲۱	ہوگی	ہوگئی	۱۴	۱۱	کفائیت	کفالت
۱۳	۲	اورامر	اوراو	"	۱۶	کسی معصیت	کسی کو معصیت
"	۱۷	یقین	یقین ہوا	"	حاشیہ سطر ۳	تعصب	معصیت
"	۱۸	رقم کو	رقم کہ				

پیر سیماست

ابیات

آنہاکہ کیمیائے دلِ خلق بودہ اند ✤
رفتند زیر خاک وہمہ سیمیا شدند ✤
یاران کہ بودہ اند ندانم کجا شدند ✤
یارب چہ وقت بود کہ از ما جدا شدند ✤
ایشان کجا شدند بگفتم ز گنبدش ✤
داد از صدا جواب کہ ایشان کجا شدند ✤
؎
یاران ہمہ در کعبۂ مقصود رسیدند ✤
ما ہمچو مغان بر سر بتخانہ بماندم ✤
واصلان در پردۂ غیب پنہان شدند و
کاملان عنقاء مغرب و کبریت احمر گشتند ع
رفتند زیر خاک کز ایشان نشان نماند ✤
سالکان راہ ارادت وناسکان روئے
عبادت بے اعلام سعادت ایشان پریشان
شدہ ومردان صادق در اشتیاق ایشان
رنجور گشتہ عاشق از افتراق آن درویشان

راستہ میں فدا کر دینا چاہئے کیونکہ ایسے پیر کی نظر کیمیا اثر
ہے (اس زمانہ میں تو ایسے پیر ڈھونڈھنے سے بھی نہیں
ملتے) ابیات - آنہاکہ کیمیائے دل خلق بودہ اند ✤
رفتند زیر خاک وہمہ سیمیا شدند ✤ یاران کہ بودہ اند ندانم کجا
شدند ✤ یارب چہ وقت بود کہ از ما جدا شدند ✤
ایشان کجا شدند بگفتم ز گنبدش ✤ داد از صدا جواب
کہ ایشان کجا شدند ؎ یاران ہمہ در کعبۂ مقصود رسیدند ✤
ما ہمچو مغان بر سر بتخانہ بماندم ✤
واصلان جمال الوہیت پردۂ غیب میں چھپ گئے
اور کاملان علم ومعرفت عنقاء مغرب اور کبریت
احمر بن گئے ع
رفتند زیر خاک کز ایشان نشان نماند ✤
اونکے پتہ اور نشان نہ ملنے کے وجہ سے اس
راستہ کے چلنے والے اور اس عبادت
میں مصروف رہنے والے پریشان ہو گئے اور
سچے طالب اون کے اشتیاق میں رنجور ہو گئے
اور عاشقان بیدل اون درویشوں کی جدائی
سے مخمور رہینگے ؎
رفتند رقیبان دل صدپارہ ببردند ✤
کردند رہا دامن صدپارۂ ما را ✤
توحید کے مدرسے ویران ہو گئے اور گوشہ

مخمور مانده سه

رفتند رقیبان دل صد پاره ببردند *

کردند رها دامن صد پارهٔ ما را *

مدارس توحید مندرس شده و صوامع تفرید
منطمس گشته طائفه پیدا شده و قومی ظاهر
آمده که درون بتخانه و برون پر از مناجات سه

آنجا که بود آن دلستان با دوستان در بوستان *
شد شیر و روبه را مکان شد کرگس و کرگس را وطن *
بر جائے رطل و جام و می گوران نهادستند پی *
بر جائے چنگ و نای و نی آواز زاغست و زغن *
ابر است بر جائے قمر زهر است بر جائے شکر *
سنگ است بر جائے گهر خار است بر جائے سمن *

سر سنگ لطیف خوب گفتار *
بهتر ز فقیه مردم آزار *
گر فقیه است لیک شور انگیز *
در توخیزد بروز رستاخیز *

کما قال علیه التحیة والسلام العلماء امناء الرسل ما لم

گزینی کے حجرے خاک مین ملگئے اور ایک ایسا
گروہ پیدا ہوا اور ایک ایسی قوم ظاہر ہوئی
جنکے زبان پر مناجات اور دلون مین بتخانے
ہین سه آنجا که بود آن دلستان با دوستان در بوستان
شد شیر و روبه را مکان شد کرگس و کرگس را وطن
بر جائے رطل و جام و می گوران نهادستند پی *
بر جائے چنگ و نای و نی آواز زاغست و زغن *
ابر است بر جائے قمر زهر است بر جائے شکر *
سنگ است بر جائے گهر خار است بر جائے سمن *
سر سنگ لطیف خوب گفتار *
بهتر ز فقیه مردم آزار *
گر فقیه است لیک شور انگیز *
در توخیزد بروز رستاخیز *

جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ارشاد فرماتے ہین کہ العلماء امناء الرسل ما لم
یدخلوا ابواب الملوک فان دخلوهم فاحذرهم
فانهم لصوص الدین وقطاع الطریق۔ یعنی علماء
انبیاء کے امانت دار ہین لیکن اوسیوقت تک
جہانتک کہ وہ بادشاہ ہونیکے دروازے پر نجائین
اور جب وہ اونکے دربار مین جائین تو بس اونسے
بچنا اور ڈرنا چاہیئے کیونکہ ایسے علما دین کے چور

یدخلوا ابواب الملوک فان دخلوهم فاخذوهم فانهم
لصوص الدین وقطاع الطریق سلطان انبیاء
صلی اللہ علیہ وسلم میفرماید علما امینان پیغامبر
[illegible]
[illegible]
... مدور ... ن اسلام اند چنین صحبت اختیار
... ست — للمکاتب

روزی نشد کہ جلوہ طاؤس بنگرد +
این دیدہ را کہ روزی زاغ وکلاغ بود +
رفتم بسوے باغ وبیادش گریستم +
بر ہر گلے وگرنہ کرا یاد باغ بود +
وغیرہ — در مجلس عشق اہل ہوس می بینم +
در قافلہ غوغاے جرس می بینم +
در بیشہ شیر بانگ جرس می شنوم +
در مسکن طاؤس مگس می بینم +

اما این درویش شاہی را دریافتہ است و
درگاہے را خدمت کردہ پرواے مجالست وسوداے

اور ٹھگ ہوتے ہین لہذا ایسے علما کی
سے دور ہی رہنا مفید اور مناسب ہے

للمکاتب

رنجے نشد کہ جلوہ طاؤس بنگرد +
این دیدہ را کہ روزی زاغ وکلاغ بود +
رفتم بسوے باغ وبیادش گریستم +
بر ہر گلے وگرنہ کرا یاد باغ بود +

وغیرہ

در مجلس عشق اہل ہوس می بینم +
در قافلہ غوغاے جرس می بینم +
در بیشہ شیر بانگ جرس می شنوم +
در مسکن طاؤس مگس می بینم +

لیکن اس فقیر نے ایک ایسے سلطان کو پایا
اور ایک ایسے بارگاہ کی خدمت کی ہے کہ
اب دوسرے کی محبت اور صحبت اور
تربیت کی پرواہ نہین رکھتا ہے

ہواے دیگرے در ما نگنجد +
درین سر بیش ازین سودا نگنجد +
اگر با دگری مجلس میسازم و باغ +
ہرگز نہم ز مہر کس بر دل داغ +

واں نیست غیرے ندارد ؎

ھوائے دیگرے در ما نگنجد

درین سر بیش ازین سودا نگنجد

گر باد گرے مجلس میسازم و باغ

ہرگز ننہم ز مہر کس بر دل داغ

لیکن چو فرو شود کسے را خورشید

در پیش نہد بجائے خورشید چراغ

اما درویشان کہ آن شاہ را ندیدہ اند و مریدانی

کہ آن مراد در نیافتند چہ کنند ؎

مرغے کہ خبر ندارد از آب زلال

منقار در آب شور دارد ہمہ سال

کسے کو بدکان انگوزہ زیست

چہ داند بدکان عطار چیست

لیکن چو فرو شود کسے را خورشید

در پیش نہد بجائے خورشید چراغ

لیکن جن درویشون نے کاوس بادشاہ کو

نہین دیکھا اور جن مریدون نے کہ ایسے پیر

اور مراد کو نہین پایا وہ بیچارے کیا کرین ؎

مرغے کہ خبر ندارد از آب زلال

منقار در آب شور دارد ہمہ سال

کسے کو بدکان انگوزہ زیست

چہ داند بدکان عطار چیست +

نوٹ[۵]۔ اس فصل مین حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے
پیر کی ضرورت اور اوسکی محبت اور متابعت کے
فوائد اور برکات اور پیری اور پیرونکی شرایط اور علامات
اور بنے ہوئے صوفیون اور مشائخ اور علماے سوء
کی بُرائیان جو بیان کی ہین اوسمین کسی واقف کار
اور منصف مزاج اہل علم کو کوئی کلام نہین ہوسکتا

کیونکہ اسمین کوئی شبہ نہین کہ اصلاح حال اور مال کے لئے سب سے زیادہ جو چیز ضروری اور مفید ہے اور
جسکا اثر نہایت تیزی سے بڑہتا اور پختہ ہوتا ہے وہ تربیت ظاہری اور باطنی ہے اور اثر انداز مفید تربیت
کے لئے سب سے پہلی شرط یہی ہے کہ خود تربیت کرنے والا اوسکا نمونہ ہو تاکہ اوسکی صورت اور شکل
اور عادات اور اخلاق اور قول اور فعل سے ہدایت اور رہنمائی ہو اور کبھی اس بات کا وہم اور گمان بہی۔
پیدا ہونے پاسئے کہ بیان خود را فضیحت دیگرے را نصیحت کا یا ؎ واعظان کین جلوہ بر محراب منبر میکنند؂
چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند ؂ کا مضمون ہے کیونکہ ایسی حالت مین تصرف یہی نہیں ہوتا ہے کہ تعلیم
اور تربیت بے اثر ہوجاتی ہے بلکہ اکثر اوقات اور بہی خرابی اور ابتری پیدا ہوجاتی ہے اور طالب اور
سالک کے نفس پر اسکا نہایت ہی خراب اثر پڑتا ہے۔ تمام تجربہ کار حکما اور عقلا کا اسپر اتفاق ہے کہ طبیعت

بقیہ نوٹ صفحہ ۳۴۶ - انسانی صحبت کے اثر کے قبول کرنے مین ایک نہایت عیار اور چالاک آدمی
کے مثل ہے جسکا علم خود قبول کرنے والے کو بھی یک بیک نہین ہوتا اور وہ رفتہ رفتہ اثر صحبت سے
کثیر مادہ پیدا اور قائم کر لیتی ہے اور جو صحبت علم اور تربیت کے ساتھہ ہو پھر اوسکا کیا کہنا اور پوچھنا ہے
دیکھئے یہ صرف تربیت اور صحبت کا شرف تھا اور برکت تھی کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کمالات
ظاہری اور باطنی سے آراستہ اور پیراستہ ہو رہے تھے اور اسوقت صرف اسی کے معدوم ہو جانے
سے اسقدر بے حد اور بے شمار ظاہری اور باطنی خرابیان اور عیوب پیدا ہو گئے ہین کہ ہر کس و ناکس
اسکا اعتراف کر رہا ہے اور تمام اشخاص جو کچھہ بھی جزئیات انسانی پر غور و فکر کرنے کے عادی ہین اسے
بالاتفاق تسلیم کر رہے ہین کہ اچھی صحبتون اور مفید تربیتون کے نہونیکی وجہ سے یہ ساری خرابی اخلاقی اور
علمی دنیا مین پیدا ہو رہی ہے باوجود اس امر کے کہ علوم بہ نسبت پیشتر کے اسوقت زیادہ تر عام طور
پر شائع ہین لیکن باعتبار اصلی نتیجہ کے بالکل ہی بیکار ہین لہذا اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف علم جسکے ساتھہ
پورا پورا عمل نہو کمالات انسانی اور اخلاقی کے لئے کافی نہین ہے اور پورا پورا عمل علم کے ساتھہ جب ہی
جمع ہو سکتا ہے کہ باعمل اور باکمال علما کے زیر اقتدار اور زیر نگرانی اعلی درجہ کی تربیت بھی کیجاے چونکہ
تربیت عملی حالت کا نام ہے اور عمل کے لئے بہ نسبت علم کے زیادہ محنت اور جفاکشی درکار ہے اور
بسا اوقات اپنے نفسانی حظوظ اور حیوانی خواہشون اور ضرر رسان لذات کے خلاف کرنے اور اونہین
ترک کرنے اور اون سے قطعی پرہیز کرنے کی سخت ضرورت پیدا ہوتی ہے اور ایسی صورت مین ہر طالب اور
ہر سالک اول اول برضا و رغبت اسپر قادر نہین ہوتا جیساکہ ہم بچون کو دیکھتے ہین کہ تحصیل علم سے بھاگتے
اور اوسے بہت مشکل اور مصیبت ناک سمجھتے ہین لہذا اسی لئے ضروری ہے کہ طالب اور سالک اپنے
اختیار اور خواہش سے کوئی کام نکرے بلکہ جو کچھہ کرے اپنی تربیت کنندہ کے تعلیم اور حکم کے موافق ہو اور
اوسی کی پیروی اور متابعت مین ہو اور اسلئے تاکہ پیروی اور متابعت اور اوسکے تمام احکام کی بجا آوری سخت اور
گران نہ معلوم ہو ایسے آدمیون اور تربیت کنندون کے ساتھہ عقیدت اور ارادت اور محبت رکھنا فرض
اور واجب قرار دیا کیونکہ عقیدت اور ارادت یعنے دل و جان سے کسی کی بزرگی اور عظمت اور اوسکی
ربوبیت کو مان لینا اور اوسکے ساتھہ محبت دلی رکھنا یہ ایسی قوتین اور صفتین ہین جو تمام اطاعت اور
متابعت کو آسان کر دیتی ہین اور کوئی مشکل مشکل اور کوئی دقت دقت نہین معلوم ہوتی یہ ایک ایسا کھلا ہوا معاملہ
ہے جسکے لاکھون اور کرورون نظیرین تمہاری نظرون کے سامنے موجود ہین جس سے کسی طرح سے انکار
نہین ہو سکتا اور یہی وجہ ہے جو حضور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عن انس قال قال رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم لا یومن احدکم حتے اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین متفق علیہ یعنی تم مین سے کوئی شخص مومن کامل نہین ہوسکتا جب تک وہ مجھے اپنی جان اور مال اور اہل اور اولاد غرض تمام چیزون سے زیادہ دوست اور محبوب نہ رکھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین آپ کو اپنی جان کے سوا اور تمام چیزون سے زیادہ دوست رکھتا ہون آپ نے فرمایا کہ اے عمر تمہارا ایمان ابھی کامل نہین ہے آپ کے اس فرمانے کے ساتھ وہ پردہ بھی کھل گیا اور مقام فاروقی بھی طے ہوگیا اور آپ فی الفور بول اوٹھے کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قسم ہے خدا کی اب مین آپ کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہون ارشاد ہوا کہ اے عمر (رضی اللہ عنہ) اب تمہارا ایمان کامل ہوگیا اور خود خداوند عالم اس لئے فرماتا ہے کہ والذین آمنوا اشد حبا للہ یعنی مومنین بہت سخت محبت اللہ ہی سے رکھتے ہین اور اسی حب اشد کو اصطلاح فقرا اور صوفیہ مین عشق سے تعبیر کرتے ہین۔ پھر حکم ہوتا ہے کہ جو شخص میرے ساتھ محبت رکھتا ہو وہ میرے محبوب رسول اکرم کی متابعت اور پیروی اختیار کرے اور آپ فرماتے ہین کہ تم پر میری سنت اور میرے بعد اور میرے باکمال خلفا کی سنت کی پیروی واجب ہے اور تمکو چاہیے کہ اوسے بہت مضبوطی سے تھامے ہو اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے باکمال علماے ربانی جو خلائق کی تربیت اور تعلیم مین مصروف ہون فی الحقیقت آپ کے باکمال خلفا ہین لہذا انکی محبت اور پیروی بھی واجب اور لازم قرار پائی اسقدر تفصیل کے بعد اس امر کے بیان کرنے کی ضرورت نہین باقی رہی کہ صوفیہ کرام نے اپنے مرشدون اور پیرون کی محبت اور متابعت کو کیون اسقدر ضروری قرار دیا اور اوسپر نہایت زور دیا ہے لیکن وہ مرشد اور پیر جو فی الحقیقت ارشاد اور پیری کے قابل ہو جیسا کہ حضرت مخدوم خواجگی رح نے خود واضح کردیا ہے اور جاہل اور بے عمل اور بدتہذیب اشخاص کو ہرگز ہرگز مرشد اور پیر بنانا جائز اور مفید نہین کیونکہ جس طرح سے عالم بے عمل رہزن اسلام ہین ایسے ہی پیران بے علم وتہذیب شیطان الانس اور گمراہ کنندہ ہین اور یہ اصول بالکل غلط اور نہایت ہی مضر ہے کہ پیر من خس است واعتقاد من بس است دیکھیے خود حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ جو سرآمد صوفیائے کرام ہین فرماتے ہین سے اے بسا ابلیس آدم روے ہست ✤ پس بہر دستی نباید داد دست ✤ لیکن بقول ہمارے مخدوم کے کہ ایسے باکمال پیر نادر الوجود ہین کہ پھر اب چودہوین صدی مین تو اور بھی معدوم ہورہے ہین جب پیرونکا قحط پڑ گیا تو کام کیونکر چلے اور تربیت ظاہری و باطنی کس سے حاصل کیجائے تو واقعی یہ ہے کہ گو قحط الرجال بہت دنون سے چلا آتا ہے اور ایسے بزرگان باکمال روز بروز کم

ہوستے جاتے ہین لیکن یہ ممکن نہین ہے کہ زمانہ بالکل ہی خالی ہوجائے اور کوئی امتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تربیت کنندہ اور رہبر اور رہنما نہ باقی رہے لا واللہ لا واللہ ایسا کبھی ممکن نہین ہے خداوند کریم ورحیم امت مرحومہ کی حفاظت اپنے ذمہ لے چکا ہے اور دین محمدی کو قیامت تک باقی رکھیگا اور ایسے سچے تربیت کنندوان اور رہنماؤن کو ہمیشہ اور ہر وقت پیدا کرتا رہیگا اگرچہ وہ کتنے ہی کم ہون اور بہت تجسس اور تلاش سے اونکی زیارت نصیب ہو ایسی حالت مین طالبین بارگاہ الوہیت اور سالکین راہ سعادت کو لازم ہے کہ کم از کم ایسے مرشد ورہبر کے دست مبارک پر بیعت کرین جنکا سلسلہ مسلسل ہو اور جو علم دین بقدر ضرورت دینی رکھتے ہون اور کبائر سے متنفر ہون اور صغائر پر اصرار نکرتے ہون اخلاقی پاکیزگی کے اعتبار سے اس زمانہ مین بہترین خلائق ہون دنیا طلبی اور زر پرستی اور خود دستائی اور کرامت نمائی اونکا شیوہ نہو اتباع شریعت کو ضروری سمجھتے ہون بدعات سیئہ کو جائز نرکھتے ہون اور اوسکے مرتکب نہون خلوص اور محبت کی تعلیم مختلف طریقون سے دیسکتے ہون اور اپنے پیرون اور مریدون کو طاعت الٰہی اور پرہیزگاری کیجانب رغبت دلاتے ہون غرض یہ لوگ اون سے کہ صحبت مین خدا یاد آتا ہو اور دنیا بھولتی ہو۔

اس باب مین اون علما کو جو دربار رس ہون اور سلاطین کی صحبت مین آمد و رفت رکھتے ہون جو قطاع الطریق اور لصوص الدین یعنی چور اور ٹھگ کہا گیا ہے یہ حقیقت مین کثرت وقوع کے اعتبار سے ہے کیونکہ بکثرت سلاطین اور امرا متبع شریعت اور دیندار نہین ہوتے اور اکثر محرمات اور بدعات کے مرتکب ہوتے رہتے ہین ایسی حالت مین علما کا اونکے دربار مین موجود ہونا اور اسپر ساکت رہنا گویا بصورت سکوت اظہار رضامندی کرنا ہے بلکہ اس سے بڑھکر بعض اوقات علما کو اون کے ناجائز اور بیجا خواہشات کی تائید کرنی پڑتی ہے۔ اور یہ امر نہایت ہی ناممکن ہے اور صرف مردان خدا کا کام ہے کہ وہ ایسے سلاطین کے مقابل ہوجائین اور امر حق کو کہدین اور ظاہر کردین اور جن بزرگان دین نے ایسی جرات اور عالی ہمتی سے کام لیا ہے اونکے جانین تک کام آگئین ہین اسی سبب سے ایسے دربارون سے بچنے اور گریز کرنے کی تاکید کیگئی تاکہ خلائق پر حجت قائم رہے اور سلاطین کا فعل اونکے سند نہ بنجائے اگر یہ اسباب مانع نہون اور علما کو یقین غالب ہو کہ وہ اپنے علم و کمال سے سلاطین اور اہل دربار کو فائدہ پہونچا سکتے ہین تو اونکا بہترین فرض یہ ہی ہے کہ اونکی صلاح اور فلاح کی تدبیرین کرین کیونکہ سلاطین اور اہل دربار کے صلاح اور فلاح کے ساتھہ خلقت کثیر کی صلاح اور فلاح وابستہ ہے۔ (من مترجم)

فصل ہفتم - بدانکہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میفرمایدان اللہ لایقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من الناس ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یترک عالماً اتخذ الناس رؤساجہالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا حدیث مشارق است واتفاقی راوی عبداللہ ابن عمر است کہ از عبادلہ ثلاثہ است ومعنی حدیث آنست کہ حق تعالی علم را قبض نخواہد کرد کہ از دلہا فراموش شود یا کتابہا رفع گردد یا علم از کاغذ محو شود این نخواہد بود اما علم را کہ قبض خواہد کرد بقبض علما نخواہد کرد تا کار بجاے خواہد رسید کہ مردمان جہال را سر قوم خواہند ساخت و از علم سوال خواہند کرد کہ خلق بر فتوی ایشان عمل خواہند کرد - ع

غرقاب گذشتن زدم ہیچ نیابی ✤

فصل ساتوین - جاننا چاہئے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ ان اللہ لایقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من الناس ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یترک عالماً اتخذ الناس رؤساء جہالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔ یہ حدیث مشارق مین ہے اور اتفاقی ہے اور اوسکے راوی حضرت عبداللہ بن عمرؓ ہین جو کہ عبادلہ ثلاثہ مین سے ہین اور معنے حدیث کے یہ ہین کہ حق تعالٰے علم کو کچھ اس طرح سے نہ اوٹھا لیگا کہ دلونمین اوسکے یاد نرہے یا کتابین دنیا سے ناپید ہوجائین یا علم (یعنی حروف) کاغذ پر سے مٹ جائے بلکہ علم اس طرح سے اوٹھایا جائیگا کہ علماء نہ باقی رہینگے اور یہانتک نوبت پہونچ جائیگی کہ سب لوگ جاہلونکو اپنا مقتدا اور پیشوا بنائینگے اور علمی مسائل کو اونسے دریافت کرینگے اور وہ بغیر علم کے فتوے دینگے اور اسیوجہ سے وہ فتوی دینے مین گمراہی کرینگے اور اون کے فتاوے جادۂ صواب پر نہونگے اور خلق کو بھی گمراہ کرینگے

۱ۃ (عبادلہ حضرات محدثین کی مراد ان تین شخصون سے ہوا کرتی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ - اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ سب صحابی ہین اور کثرت سے حدیثین روایت کرتے ہین)۔

شکریہ کے ساتھ رسید زر بابت ماہ شوال پیش کیجاتی ہے

جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب لاہور اسلامیہ کالج عا

جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ایجنٹ ریلی برادرس کمپنی امرتسر .. .. عا

جناب شیخ محمد ابراہیم صاحب حنفی عثمانی رئیس قصبہ کڑا ضلع الہ آباد .. .. .. عہ

جناب سید اسد اللہ شاہ صاحب وکیل جموں عا

جناب ڈاکٹر خیر الدین صاحب سلوتری ضلع جموں عا

جناب میر ہدایت اللہ صاحب اسسٹنٹ سپرجن جہلم .. .. .. عا

جناب مولوی محمد عظیم صاحب اسلامیہ کالج لاہور عا

جناب محمد ہاشم صاحب کاکوری ضلع لکھنؤ عا

جناب مولوی ایوب خانصاحب گرداور جنگلات ضلع جموں .. .. .. عا

جناب مولوی غلام احمد صاحب اخگر کلکتہ کلوٹولہ .. .. عا

جناب مولوی عبد الستار صاحب بی۔اے اسسٹنٹ انسپکٹر ملتان .. .. .. عا

۹۹ جناب میر احمد شاہ صاحب اپیل نویس امرتسر عا

جناب مستری غلام رسول صاحب امرتسر عا

جناب شیخ ولی اشرف صاحب رئیس قصبہ کڑا محلہ چوک ضلع الہ آباد .. .. .. عا

جناب مولوی حسام الدین صاحب مدرس لاہور برانچ اسلامیہ کالج .. .. .. عا

جناب قاضی امیر الدین صاحب ملازم رزیڈنسی جموں .. .. .. عا

۱۰۹ جناب علم دین صاحب اسلامیہ کالج لاہور عا

۱۱۱ جناب چودھری جلال الدین صاحب بی اے انسپکٹر ڈاکخانہ جات کوہاٹ .. .. عا

جناب حشمت علی صاحب ڈاکٹر کمپوڈر شفاخانہ کلاں جموں .. .. .. عا

۱۱۶ جناب میر حبیب اللہ صاحب بی۔اے امرتسر کٹرہ دہلو والیہ .. .. عا

جناب منشی سید ناظر حسین صاحب بی اے اہلمد عدالت منصفی لکھیم پور کھیری .. عا

قواعد ضروری رسالہ ہذا

۱۔ یہہ رسالہ ہر اسلامی مہینہ مین ایکبار قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے شایع ہوا کریگا۔

۲۔ رسالہ کا حجم ۳۲ صفحہ سے کم نہوگا۔ خط و چھپوائی و کاغذ و تقطیع کیلئے یہ نمونہ کافی ہو

۳۔ قیمت ہر حالت مین عہ دو روپیہ سالانہ پیشگی لیجائیگی مابعد کا کوئی حساب نہوگا۔

۴۔ تمام خط و کتابت و ترسیل و منی آرڈر وغیرہ بنام نہال احمد علوی حمیدی اڈیٹر و مالک رسالہ ہونا چاہئے۔

۵۔ امور دریافت طلب کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے نہین تو جواب سے معذوری ہوگی اور بیرنگ خط وغیرہ واپس کردیئے جائینگے۔

۶۔ قابل و لائق مضامین نگار کی خدمات گرامی مین اور اخبارات اور رسالون کے معاوضہ مین یہ رسالہ مفت بھیجا جاویگا۔

۷۔ اس رسالہ مین ہمیشہ تصوف اور اخلاق اور اوسکے متعلقات پر مضامین مندرج ہونگے مثلاً تصوف کی تعریف اور اوسکے برکات و فوائد و ضرورت و نتائج اور تاریخ اور شریعت سے تعلق و اکابر صوفیہ کے حالات اور انکے قیمتی ملفوظات اور اسرار شریعت و مکارم اخلاق و معائب اخلاقی وغیرہ وغیرہ۔

۸۔ یہہ رسالہ جن بزرگون کی خدمت مین بلا قیمت و بلا طلب بھیجا جائیگا اونکے نام رسالہ کا جاری رہنا اداۓ قیمت و منظوری پر موقوف ہوگا۔

۹۔ جملہ مضامین و مراسلات صاف و واضح خط مین اور پتہ و نام کامل اور واضح ہونا چاہیئے تاکہ کوئی دقت و شکایت پیدا نہو۔

ملتمس

مالک و اڈیٹر الاحسان

جلد ماہ ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ نمبر

رسالہ ماہوار مسمے بہ

الاحسان

تصوف اور اخلاق کے بیان میں

قصبہ کرا ضلع الہ آباد سے باہتمام نہال احمد علوی حمیدی مالک و اڈیٹر رسالہ شایع ہوا

فہرست مضامین

مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد میں طبع ہوا

شکریہ اور رسید زر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی النبی الکریم

محسنین اور معاونین الاحسان کا شکریہ خادم الاحسان تہہ دل سے ادا کرتا ہے اور اوسکی ترقی خواہ دوستونکو یہ تازہ نوید مسرت سناتا ہون کہ علاوہ زرقیمت کے زرعطیہ بہی معاونین ومحسنین الاحسان نے اب عطا فرمانا شروع کیا ہے چنانچہ فخر قوم عالی ہمم والاشیم جناب مولوی عبدالغفور صاحب بہادر مدارالمہام ریاست رامپور نے سر دست مبلغ پانچ روپیہ عطا فرماکر سبقت کا ثواب لے لیا ابہی جناب محتشم الیہ سے بہت کچھ امید وابستہ ہین یہ توحقیقت مین بسم اللہ کیگئی ہے جزاکم اللہ فی الدارین خیرا

۱۱۰ جناب حکیم محمد اسمعیل صاحب کشمیر عار

۱۱۱ جناب سید شیر محمد صاحب شمسی عریضی جعفری پنجاب .. .. عا

۱۱۲ جناب مولوی اصغر علی صاحب حیدرآباد دکن عار

۱۱۳ جناب نظام الدین صاحب ٹھیکہ دار امرتسر عا

۱۱۴ جناب مولوی عبدالعزیز صاحب کلرک سالی برادرس ہانسی .. .. .. عار

۱۱۵ جناب مرزا واحد بیگ صاحب منصور گنج گورکھپور .. .. .. عصر

۱۱۶ جناب برکت علی شاہ صاحب امام مسجد کوئٹہ بلوچستان .. .. .. عا

۱۱۷ جناب بابو محمد امین صاحب کوہاٹ عار

۱۲۰ جناب شیخ مہتاب دین صاحب سیالکوٹ عا

۱۲۲ جناب خورشید احمد صاحب انسپکٹر مدراس غازی خان .. .. .. عا

۱۲۳ جناب میر عبداللہ شاہ صاحب کلکتہ عا

۱۲۴ جناب مولوی محمد محبوب عالم صاحب چشتی نظامی سلیمانی گوجرہ ضلع جہنگ .. .. .. عار

۱۲۸ جناب محمد اسمعیل صاحب سب اوورسیر پنشنر بجنور .. .. .. عصر

۱۳۰ جناب سید عمر شاہ صاحب دویم نقشہ نویس پولیس جمون کشمیر .. .. عا

۱۳۲ جناب پیر نیک عالم صاحب مدرس جہلم عا

۱۳۴ جناب ڈاکٹر عبدالرحمن خانصاحب کوہاٹ عا

عرضداشت بحضرت نبوی علیہ و علی آلہ و اصحابہ الصلوٰۃ والسلام

از مولوی شاہ سید شفاء الصمد صاحب المتخلص بشافی حسینی علی شیری قادری نقشبندی الہ آبادی

گر از سعادت اے صبا سوئے مدینہ بگذری | از بہر عاصی عرض کن در حضرت پیغمبری

کاے بادشاہ دو جہان مضطر فقیر از بیزری | حاضر بدرگاہ ست چسان گردد بمیمون اختری

صد حیف دست او تہی از زاد و خیر زادہا | دارد امید ہر دو زاد از لطف امت پروری

بہر نظر بر چہرۂ نور اسے نسبت خدا | کے عینک دیدہ شود روشن نقاب عنبری

کے باشد از شور و طرب بر نغمہ و لحن عرب | گہ گریہ و گہ خندہ و گہ شغل پیراہن دری

مابین قبر و منبرت زان روضۂ باغ جنان | کے بر مشام او وزد خوشبوے گلبرگ تری

از آب پاک زمزم و ماء معین طیبہ | در کام جانش کے رسد ذوق شراب کوثری

زاب حیات مکہ و دلکش ہواے یثربی | کے آید اے ابر کرم در کشت خشکا و تری

تا از طفیل نیکوان با شفقت پیغمبری | این جنس کاسد را شود آن شاہ عالم مشتری

شافی بہ عجز و بندگی با اضطراب خسروی | در بارگاہش عرض کن کاے جامع ہر برتری

عاصی غریب ست گدا مجبور از شہر شما | باشد کہ از بہر خدا سوئے غریبان بنگری

باقی مورخہ ۲۷ شوال ۱۳۲۱ھ

ترکیب بند از جناب ممدوح الصدر

شوی در حریم حرم گرچہ واصل | ز قطع فیافی و طے مراحل

نہ باشی منور ز نور معارف | بغیر از سجود در کعبۂ دل

بدست آر سوز درون گدازی | چو پروانہ مضطر و شمع محفل

زبستان دران متقل ہونا کے — بیفتی کہ آنجا بجز آہ بسمل
نہ آواز طاؤس نے بانگ قمری — نہ سجع حمام ونہ شور عنادل
فلاطون وشیخ الرئیس ابن سینا — نہ امرار القیس وسحبان وائل
بآن عقل ودانش باین علم وانشا — بمردند لب تشنہ دوراز سواحل
مگر آنکہ شد غرق در بحر عرفان — چو منصور وشبلی ودیگر افاضل
مئے لایموتون کشید از مشارب — چشید آب لا بحر نون از مناہل
الاتا نباشی بہ عہدِ جوانی — زعیار سیئے نفس امارہ غافل
کہ شاخ جنونش بغیر مود اورا — شفیع البرایا جمیل الشمائل

نبیِ مکرم رسولِ معظم — امام مسیح ومسیحائے آدم

ہو الغیث وقت الندے للحزین — ہو الغوث حین الندا بالیقین
تجلٰے علینا سراجاً منیراً — بانوار علمٍ وعقلٍ و دین
وطرفٍ کحیلٍ و وجہٍ جمیلٍ — وابھی اجبین وخدٍ حسین
واعطاہ ربی لفضلٍ جزیلٍ — کلاماً مبیناً گدُرٍ ثمین
لہ صار فی الغار نسج العناکب — واحفاظ طیر لحصن حصین
بجوان شافیا ہم زحالات ہجران — کہ دوراز درِ سید المرسلینی
دم القلب والغم فی کل حین — ودمعی بعشق الرسول الامین
لتفریح قلبی السقیم الحزین — کمنٍ وسلوے وما رمعین
صلوٰۃ علیکم سلامٌ علیکم — من اللہ یا سیدی یا معینی
ویا رحمۃ اللہ افدے علیکم — براسے وسے نفسے وملک الیمین

خدارا نگاہے براحوال زارم
کہ از دردِ ہجران ضعیف ونزارم

(باقی)

معاونین الاحسان کے خطوط

مولانا[۱] مولوی حکیم حاجی قاری شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری پھلواروی ارقام فرماتے ہین کہ مین عرصہ سے سفر مین ہون اور ایسے مشاغل ضروریہ مین مصروف ہون کہ مضمون نگاری کو کون کہے خط وکتابت بھی ممکن نہین لہذا معاف فرمائیگا۔ بیشک الاحسان کا مین معاون ہون اور انشاء اللہ تعالی میری تحریرین آپ کو ملینگی۔ جناب شاہ بدرالدین احمد صاحب سجادہ نشین پھلواری شریف بھی ہر طرح سے معاون الاحسان ہین۔

حضرت[۲] مولانا شاہ حسن نظامی صاحب دہلوی خواہرزادہ حضرت سلطان الاولیاو مہتمم توشہ خانۂ درگاہ شریف۔

الاحسان ملا۔ احسان کا شکریہ۔ مفید اور فاضلانہ تحریرین وکیل وغیرہ مین دیکھکر شناسائی تو پہلے سے تھی اب یہ دوسرا موقع حصول نیاز کا بھی میسر ہوا۔ خدا آپ کے نونہال کو سرسبز اور بار آور کرے مجھے اس رنگ مین خاص دلچسپی ہے مدت سے ایک تصوفانہ رسالہ کے جاری ہونیکی تمنا تھی۔ سو وہ ایک حد تک ایک پہلو کے لحاظ سے پوری ہوئی تکمیل بھی جب اوسکو منظور ہوگا ہو رہیگی۔ اپنے احباب کو تا امکان خریداری پر آمادہ کرونگا۔ اخبار مین ریویو لکھونگا۔ الاحسان کو مین اپنا پرچہ سمجھتا ہون علالت اور سفر کیوجہ سے ابتک مجبور رہا۔

جناب[۳] شاہ محمد محبوب عالم صاحب چشتی نظامی سلیمانی رئیس ستراہ ضلع جھنگ

ماہ رجب مین فقیر سید جماعت علی شاہ صاحب سے ملا اور آپ کے رسالہ الاحسان کو دیکھا بے اختیار زبان سے نکلا۔ للہ الحمد ہر آنچیز کہ خاطر میخواست آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید۔ رسالہ الاحسان کا جو احسان اسلامی دنیا پر ہے

اوسکا شکریہ ادا ہونا قریب بمحال ہے بحکم ہل جزاء الاحسان الا الاحسان
آپ کے الاحسان کا معاوضہ کسی طرح ممکن نہین - جناب من در کار خیر حاجت ہیچ
استخارہ نیست آپ بمجرد ملاحظہ رقیمہ ہذا الاحسان کے کل نسخے بذریعہ وی پی
مرحمت فرماوین - دیگر خریدار حتی الامکان رسالہ کے پہونچنے پر مہیا کیے جاینگے
مولوی سید احمد صاحب نقوی گلشن آبادی مدرس فارسی گورنمنٹ ہائی اسکول
شہر ناسک -

رسالہ الاحسان پہونچا - مطالعہ کیا - موافق شریعت اور طریقت کے پایا - آئندہ
رسالہ وی پی ارسال ہو اگرچہ اسرار و رموز حقیقت و طریقت تحریر و تقریر مین نہین
آتے مگر اوسکو نہایت عمدگی سے دائرہ تحریر مین لائے آپ کو خدا اسکا اجر
دے اور اسکو قبولیت عطا فرمائے بندہ کو ایک دعا گو الاحسان تصور
فرمائین - اور آئندہ اسکی سعی اور کوشش مین بجان و دل حاضر ہے -

اور جب تک یہہ محبت محبت ایمانی یا عقلی کے ساتہہ جمع نہین ہو تی تو لئے شہوانی اور غضبی پوری طور سے مطیع اور فرمانبردار نہین ہوتے اسیوجہ سے حضرت مولانا شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ؎ تپ شہوت برآوردی دمار از مار تاب خود ٭ اگر از تابش عشقش نبودی تاب و تپ مارا ٭ ہان عشق حقیقی جب سالک کو بالکل یکسو کر دیتا ہے اور اوسکا قبلۂ ہمت اور مرکز توجہ بجز حضرت حق کے کوئی باقی نہین رہتا تو بحکم والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا و ان اللہ لمع المحسنین (جنہون نے جہاد فی اللہ کیا ہم سجہا دینگے اونہین اپنی راہین اور بیشک اللہ محسنین کے ساتہہ ہے) اس جہاد فی اللہ کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ خود حضرت حق کا ازلی اور ابدی جذب محبت بفحوائی اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور اوسے باطل کے ظلمتون اور تاریکیون سے (خواہ وہ نفس کی خباثتین اور گندگیان ہون یا ماسوائے اللہ کے امکانی تاریکیان) نکالکر حق کی روشنی مین لاتا اور اپنی جانب کہینچ لیتا ہے اور جاء الحق وزہق الباطل (حق آیا اور باطل بہاگا) کا ثبوت اوسکے رگ وریشہ اور افعال اور عادات سے پہوٹ نکلتا ہے اور اوسکی چشم بصیرت باقتضائے فہو علی نور من ربہ (پس وہ نور مین ہے اپنے رب کیطرف سے) نور الٰہی سے منور ہو کر ہر چیز کو عرفانی نظر سے دیکہنے لگتی ہے اوسوقت چونکہ وہمیات اور خیالات فاسدہ کے ظلمت سے وہ پاک صاف ہوتا ہے اور کوئی چیز حقائق امور کے کامل معرفت مین سد راہ نہین رہجاتی اسلئے دعاے ارنا الحق حقا و ارنا الباطل باطلا (یعنی دیکہا حق کو حق اور باطل کو باطل) پائے اجابت کو پہونچتی ہے اور وہ تمام باتین جو جوہر ایمان غیبی تہا منکشف اور ظاہر ہو جاتی ہین اور ہر چیز کی حقیقت کہلجانے سے قوت مدرکہ یا عقل انسان اسطور پر اوسے قبول کرتی ہے جسپر دل کو بہی اطمینان کامل ہوتا ہے اور ایمان تقلیدی مبدل بہ ایمان حقیقی ہو جاتا ہے اوسوقت وہ تمام

یعنی اللہ ایمان والون کا ولی ہے وہ نکالتا ہے انکو اندہیرون سے روشنی مین

امور بہی کمال محبت ایمانی کا سبب ہوتے ہین جنہین ہمارے مولٰنا نے بیان فرمایا ہے اور محبت ایمانی اور عشق دونو باہم ملکر شیر و شکر بنجاتے ہین آپ انصاف تو فرمائین اول اول تو خود محبت ایمانی بہی تقلیدی ہوا کرتی ہے پہر وہ نفس سالک کو بہمہ وجوہ کیونکر اپنے قابو مین کر سکتی ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ خود محبت ایمانی کا بہی تحقیقی محبت ایمانی ہو جانا عشق حقیقی پر مبنی ہے بعض ایسے بزرگون سے ہم کو بحث نہین جنہین واہب مطلق نے کمالات وہبی عطا فرماکر اپنے لئے چن لیا ہو کیونکہ ایسی نظیرین شاذ اور الشاذ کالمعدوم ہین اب مین اون اسباب کو بہی ناظرین کے خدمتمین پیش کرنا چاہتا ہون جن سے حب ایمانی کا پیدا ہونا بیان کیا جاتا ہے تاکہ منصف مزاج ناظرین خود ہی فیصلہ کرلین کہ یہہ اسباب بجائے خود بغیر کسی خاص قوت کے کہانتک حقیقی محبت الٰہی پیدا کر سکتے ہین کیونکہ ان مین کوئی ایک سبب بہی ایسا نہ پائیگا جس سے کوئی عقلمند یا کوئی مسلمان انکار کر سکتا ہو پہر محبت کا جو حال ہے وہ بہی ظاہر ہے۔ وہ اسباب محبت جو فطرت انسانی مین داخل ہین یہہ ہین۔

اول منعم اور محسن کے ساتہہ محبت اور اوسکی تعظیم اور اوسے دوسرونپر ترجیح دینا اور اوسکے نعمتونکا شکریہ ادا کرنا اور اوسکے حکم کے بجالانے مین ہر قسم کی مشقتون اور تکلیفونکو برداشت کرنا یہہ ظاہر ہے کہ خدا سے بڑہکر منعم اور محسن نہین ہے

دوئم جواد کے ساتہہ محبت کا ہونا جواد اوسے کہتے ہین جو بغیر کسی غرض کے نفع بخش چیزونکو بخشے۔ یہہ بہی خاص صفت خدا کی ہے۔

سوئم صمد کی تعظیم صمد سے ایسی ذات مراد ہے جو خود بے نیاز ہو اور دوسرے اوسکے محتاج ہون یہہ بہی علی الاطلاق غنی عن العٰلمین کیلئے ہے۔

چہارم اہل کمال کی محبت اور اونکی تعظیم۔ خواہ وہ باکمال عالم ہو یا عادل ہو یا سخی

ہو یا خلیق ہو علی ہذا القیاس۔ خدا سے بڑھکر کوئی باکمال نہین یہہ وہ اسباب
محبت ہین جنسے محبت ایمانی پیدا ہوتی ہے لیکن کن مین آپ خود فرماتے ہین
کہ امور مذکورہ سلیم الفطرت انسان کی باطن ہین عقلی محبت پیدا کرنے کے لئے
کافی ہین۔ سلیم الفطرت کے قید نے نصرف اعتراض ورو کا بلکہ اہل محبت کی
جماعت کے دائرہ کو بھی بہت ہی تنگ کر دیا جس سے یہہ بھی معلوم ہو گیا کہ
ہر طالب کے لئے یہہ کافی نہین ہے۔ عشق کے نقصانات مین سے ایک نقصان
آپ یہہ بھی ارقام فرماتے ہین کہ اس قسم کی محبت کا یہہ ذاتی اقتضا ہے کہ روح
الہی حجاب بشری کو پہاڑ کر اپنی اصل ہین ملجانا چاہتی ہے اور بس یہی اوسکی غایت
ہوتی ہے اس غایت کے حاصل کرنیکے لئے کسی قانون کی مطابقت خواہ وہ قانون
شرع ہو یا قانون ادب اوسے ملحوظ نہین ہوتی اور نہ کسی کی رضاجوئی خواہ یہہ رضائے
محبوب ہو یا غیر محبوب اور نہ التزام متابعت محبوب بلکہ اوسکی تمامتر یہہ ہی خواہش
ہوتی ہے کہ جمال حضرت ذوالجلال کے مشاہدہ مین اپنی ہستی کو مضمحل اور محو کر دے
خواہ یہہ اضمحلال او محویت جس طریقہ سے ہاتھہ آئے لہذا اسکے اقتضا مین کسی طریق
کی خصوصیت کو دخل نہین ہے مثلاً اگر سالک راہ عشق کو اپنے مقصود تک
پہونچ جانیکا گمان امور ممنوعہ شرعیہ کے ذریعہ سے ہو جائے تو وہ بیشک تہہ دل
سے اوسکے جانب مائل ہو جائیگا اگرچہ وہ ازراہ دینداری اور پابندی شرعی اس
دلی میلان کے آثار کو ظاہر ہونے دے بلکہ اوسکے ازالہ کیلئے جہد بلیغ کرے دوسرے
اسکا اقتضا یہہ ہے کہ سو محبوب کے سب سے علحدگی چاہتا ہے اور تفرد اور انقطاع
کو پسند کرتا ہے جس سے اکثر شرعی خرابیان ظہور پذیر ہوتی ہین تیسرے بالاستقلال
مرشد کے ساتھہ قلب کو تعلق ہو جاتا ہے نہ اس جہت سے کہ وہ واسطۂ ہدایت
اور ذریعہ فیض الہی ہے چوتھے علوم اور طاعات ظاہری کی پرواہ نہین رہجاتی

پانچوین طاعات ظاہری اور باطنی کے درمیان مین جو علاقہ ہے اوس علاقہ تک اونکی نظر نہین پہونچتی اگر پہونچتی تو حب عقلی کے ذریعہ سے۔

امورات بالا کے نسبت اس عاجز کے خیال مین جو آتا ہے اوسکا عرض کر دینا بے موقع ہنوگا۔ اول یہہ کہ نفس ربانی کے میلان صحیح کا نام جب آپ عشق حقیقی رکہینگے تو یہہ ہرگز ممکن نہین ہے کہ وہ کسی ایسے جانب مائل ہو جو فی الحقیقت تقرب الہی کا ذریعہ نہین ہے بشرطیکہ اوس مین حوادث نفسانی کی شرکت نہو جس سے فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ یہہ امر محتاج ثبوت نہین کہ نفس ربانی کے فطرت مین سواحق جوئی اور حق پرستی کے کسی اور چیز کی گنجایش ہی نہین ہے اور اسی لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ ہر شخص یعنی ہر نفس فطرت اسلامی پر پیدا ہوتا ہے اور یہی اوسکا مضبوط اور مستحکم دین ہے۔ یہہ تمام مشکل مسئلے ان احکام پر غور کرنیسے حل ہو جاتے ہین خداوند عالم فرماتا ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لاتبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لایعلمون (اسکا مطلب یہہ ہے کہ یہہ اللہ کی فطرت ہے جسپر اوسنے انسان کو پیدا کیا ہے اور اللہ کی پیدایش مین تبدیلی ناممکن ہے اور یہی مضبوط دین ہے لیکن اکثر لوگ نہین جانتے) اور حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ کل مولود یولد علی فطرۃ

الاسلام (یعنی ہر ایک لڑکا فطرت اسلامی پر پیدا ہوتا ہے) اور یہی الست بربکم قالوا بلی سے بھی ثابت ہے لہذا عشق حقیقی کے اصلی اقتضا مین بھی داخل ہے کہ وہ اوس جانب مائل ہو جو وصول الی اللہ اور تقرب الہی کا صحیح ذریعہ ہو لیکن نفس کی شرارتون اور فریبون سے بچنا اور محفوظ رہنا چونکہ بہت مشکل ہے اور سوائے انبیائے کرام کے اور کوئی اس سے بےخوف نہین ہے اسلئے ہر صوفی کامل نے اتباع شریعت کو لازم قرار دیا ہے ؎ محال است سعدی کہ راہ صفا ٭ توان رفت جز در پئے

مصطفیٰ ؏ با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار ؏ اور کسی عارف نے اس امر کی تعلیم نہین دی کہ صرف عشق کو رہنما بناکر اوسیکے میلان پر چلنا چاہیئے بلکہ اونہون نے بآواز بلند نہایت تاکید سے بتادیا ہے کہ ایسے شیخ کامل و مکمل کی رہنمائی کی اشد ضرورت ہے جو سلسلہ بسلسلہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیم یافتہ ہوا ور سالک پر فرض ہے کہ وہ اپنی وجود کو بالکل شیخ کے ہاتھ مین دیدے تاکہ وہ جسطرح سے چاہے تصرف کرے اور کسی حال مین اوسکی مرضی کے خلاف ہونے پائے ایسے شیخ کی تعلیم اور تربیت اور نگہبانی اور مراقبت کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ نفس ربانی کا فطری میلان اپنے ٹھیک مرکز پر قائم رہتا ہے اور نفس امارہ کے تصرف سے اومین فساد اور کجی نہین پیدا ہونے پاتی - کیونکہ وہ نفس زکی کتاب وحکمت الٰہی کا عالم اور نفوس اور قلوب انسانی کا طبیب ہوتا ہے اور ان عبادی لیس لک علیہم سلطان[1] کے حکم سے ایک بہت بڑی حد تک محفوظ ہوتا ہے یہ سلسلہ حضور سید المرسلین حبیب رب العالمین سے اسیطرح چلا آتا ہے اور انشاء اللہ العزیز تا قیام قیامت چلا جائیگا اور اسی کیجانب اسی آیتہ مبارک مین بھی اشارہ ہے ہو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین[2] وجعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا[3] - لہذا جو خرابیان عشق مین بوجہ مخالفت امور شرعیہ متصور ہین وہ حقیقت مین عشق کے عوارض ذاتی مین نہین ہین بلکہ وہ نفس امارہ کی وجہ

[1] کیا مطلب یعنی جو میری بندہ ہین اونپر (اے شیطان) تجھے غلبہ نہین ہوسکتا وہ تیرے زیر حکومت نہین آسکتے

[2] وہی ہے جسنے ان پڑھون مین انہین مین سے ایک ایسا رسول بھیجا جو پڑھتا ہے اونکے سامنے آیات اور پاک کرتا ہے اونکے (قلب) کو اور سیکھاتا ہے اونہین علم اور حکمت اور اس سے پہلے وہ صریح گمراہی مین پڑے ہوئے تھے

[3] تمہین ہمنے ایک گروہ معتدل بنایا تاکہ تم رہنما اور نمونہ ہو لوگون کیلئے اور ہمارا رسول تمہارے لئے رہنما اور نمونہ ہو (یعنی وہ ہمارے اور تمہارے مابین واسطہ ہو اور تم اور لوگون کے اور اونکے مابین سلسلہ طریقت ہے)

سے مثل بیماریون کے پیدا ہو جاتی ہین جیسے اسباب مختلف ہین کبھی تو احکام شرعی
کی عدم واقفیت اسکا سبب ہوتی ہے کبھی شیخ کامل کی توجہ اور نظر سے علحدہ
پڑ جانا اسکا باعث ہوتا ہے اور کبھی تزکیہ باطن سے پہلے عشق مین مبتلا ہو جانیسے
اخلاق کدورت اور خباثت کی آمیزش کمی اور فساد اور سوء المزاجی پیدا کر دیتی ہے
اور کبھی ظرف کے تنگ اور قابلیت او فطرت کے کمزور ہونیکی وجہ سے بھی ایسی
مغلوبیت اور مدہوشی ضرور پیدا ہو جاتی ہے کہ ہوش وحواس درست نہین
رہتے لیکن اس سے یہہ نتیجہ نکالنا درحقیقت انصاف کا خون کرنا ہے کہ عشق محمود
نہین ہے۔ اور الحمد للہ کہ ہمارے مولنا بھی اسکے مذمت اور قباحت کے
قائل نہین ہین بلکہ آپ کا صرف یہہ منشاء ہے کہ محبت ایمانی یا محبت عقلی
محبت نفسانی یا عشق سے افضل اور بہتر ہے عشق کے نسبت آپ خود تحریر
فرماتے ہین۔ کہ میری تحریر کا یہہ مطلب نہ سمجھنا کہ ارباب عشق قیود شرعیہ
سے مقید اور آداب عرفیہ سے متادب اور رضاے مولی کے طالب اور
متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملزوم نہین ہوتے حاشا وکلا
پھر دوسرے مقام پر ہے کہ اس تحریر سے یہہ مقصود نہین ہے کہ حب عشق
کی اہانت کیجائے حاشا وکلا۔ بلکہ درمیان حب عشقی اور حب عقلی کے جو
فرق ہے وہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسکے سوا ثمرات حب عشقی کے بیان مین آپ
تحریر فرماتے ہین کہ کیفیت عشقیہ کی حدت اور شدت اور جذب تجلی
کی قوت اور روح الہی کے کمال کشش سے شہادت اور مثال کا غبار منکشف
ہو جاتا ہے اور نورانی اور ظلمانی حجابات پاش پاش ہو جاتی ہین اور بیشک
ایفاے وعدے کیلئے جو کہ کلام صداقت التیام والذین جاہدوا فینا لنہدینہم
سبلنا اور فاذکرونی اذکرکم سے ثابت ہے حضرت ذوالجلال نے کیا

ساف یعنی تم مجھے یاد کرو مین تمھین یاد کرونگا۔

جمال لایزال کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے اور قرب او معیت کے معنی جو کہ حدیث
قدسی عا انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی واحفظ اللہ تجدہ تجاہک کے
مضمون سے معبر بوصال ہے ظاہر ہوجاتے ہین اور اوس تب وتاب اور قلق
واضطراب کے صلہ مین جسے ہجر اور فراق کے وقت برداشت کرنا پڑا تھا سرور
اور خوشی اور تسکین اور اطمینان اور خلعت مکالمہ عطا ہوتا ہے اور پریشانی اور
سراسیگی مبدل بہ جمعیت والفت اور وحشت مبدل بہ انسیت ہوجاتی ہے بعد
ازین توفیق الہی ان مدہوشان سرور مشاہدہ کا ہاتھ تھام کر اس سے بھی
زیادہ بلند مقام پر پہنچتی ہے اور مقام فنا اور بقا کا پردہ غیب سے ظہور ہوتا ہے
اور اوسکا بیان اجمالی یون کیا جاسکتا ہے کہ جسطرح سے ایک لوہے کے ٹکڑے
کو جب آگ مین ڈالتے ہین تو آگ کی درخشندگی اوسے ہر طرف سے احاطہ کرلیتی ہے
بلکہ اوسکے لطیف اجزا اوس لوہے کے نفس جوہر مین بھی مداخلت کرکے اوسکے
شکل اور رنگ کو اپنی ہمشکل اور ہمرنگ کرلیتے ہین اور گرمی اور جلانا جو کہ آگ کی خواص
مین سے ہے اوسکو بھی بخشتے ہین اور وہ لوہے کا ٹکڑہ احکام اور صفات کے وسے
نار کے شمار مین آجاتا ہے لیکن ایسا نہین ہے کہ فی الحقیقت آہن پارہ اپنی اصلیت
کو چھوڑکر بالکل آگ ہوگیا اور اوسکے مادۂ آہنی کی تحویل ناریت کے جانب ہوگئی کیونکہ
یہہ امر بدیہی البطلان ہے اور وہ آہن پارہ اپنی اصلی حقیقت کے اعتبار سے
پھر بھی لوہا ہے لیکن شعلہاے آتش کے فوجون نے ہجوم کرکے حدیدیت کو معہ اوسکے
آثار اور احکام کے بھگا دیا ہے اور وہ بھاگ کر زاویۂ گمنامی مین جاچھپے ہین لہذا جو
آثار اور احکام نار پر مترتب ہوتے ہین وہی آثار اور احکام تمامہا بی زیادتی اور کمی اس آہن

عا یعنی خدا فرماتا ہے کہ مین اپنے بندہ کے گمان کے نزدیک ہون اور مین اوسکے ساتھ ہون جب
وہ مجھے یاد کرے اور تو اللہ کے حقوق محفوظ رکھہ تو اوسکو اپنے سامنے پائیگا

پارہ پر بھی مترتب ہو سکتے ہین۔ نہین نہین بلکہ وہ آثار اور احکام ایسے حالت مین بھی اوس تار پر مترتب ہین جسنے آہن پارہ کا ہر طرفسے احاطہ کر لیا ہے لیکن چونکہ اوس آگ سنے لوہے کے ٹکڑہ کو اپنا مرکب بنایا اور اپنی سلطنت کا تخت اور عرش قرار دیا ہے اوس وجہ سے ان آثار اور احکام کو اوس لوہے کے ٹکڑہ کے طرف بھی منسوب کر سکتے ہین چنانچہ وما فعلتہ عن امری (اور مین نے نہین کیا اوسکو اپنے حکم سے) اسیکی ایک تصریح ہے اور فاراد ربک (تیرے رب نے ارادہ کیا) بھی اسیکے جانب اشارہ کرتا ہے حاصل کلام اگر اوس آہن پارہ کو ایسی حالت مین گویائی ملتی تو وہ ضرور ستو زبان سے اپنی اور آگ کی ایک ہونیکا آوازہ بلند کرتا اور لوہے اور آگ کے متحد ہونیکا غلغلہ گنبد افلاک مین ڈالتا۔ اور ضرور ضرور ایک ساعت کیلئے بیخود ہو کر اور اپنی حقیقت کو بھولکر اس کلمہ کے ساتھہ کلام کرتا کہ من اخگری از آتش سوزانم۔ اور مین ہی وہ ہون کہ جسپر باورچیون اور لوہارون بلکہ تمام صناعونکا کاروبار مبنی ہے۔ ایسے ہی جب رحمانی جذب وکشش کی موجین اس طالب کے نفس کاملہ کو گرداب بحر احدیت کی تہہ مین کھینچ لیتی ہین تو انا الحق ولیس فی جبتی سوی اللہ (مین بھی حق ہون اور میرے جبہ مین سوا اللہ کے اور کوئی نہین ہے) کا زمزمہ اوس سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ کلام ہدایت التیام کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ دیدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا۔ اور ایک روایت مین ولسانہ الذی یتکلم بہ اسیکی ایک حکایت ہے اور جب کہا اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے نبی کی زبانسے سمع اللہ لمن حمدہ (سنا اللہ نے جس نے حمد بیان کی اوسکی) تو بس فیصلہ کر دیا اوسے اللہ نے اپنے نبی کی زبان سے جو چاہا۔ یہہ کلام بہت باریک ہے اور یہ مسئلہ نہایت نازک ہے اور لازم ہے کہ اسمین خوب غور اور تامل سے کام لیا جاوے اور اسکی تفصیل کو دوسرے مقام کیلئے اوٹھا رکھا جاوے اور ہرگز ہرگز اس معاملہ مین تعجب نکیجئے اور انکار سے پیش نہ آئیے کیونکہ جب وادی مقدس کے نار سے ندا انی انا اللہ رب العلمین (یعنی تحقیق کہ مین وہ اللہ ہون جو رب العلمین ہے) بلند ہوئی تو اگر نفس کاملہ سے جو کہ اشرف موجودات اور نمونہ حضرت ذات ہے آواز انا الحق کی آئی تو کیا جائے تعجب ہے

؎ کار پاکان را قیاس از خود مگیر ✦ ✦ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر ✦ ✦ چنانچہ حدیث مین ہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات صحابہ کے پاس بیٹھے ہوے مباح باتین قصون کی حکایتونکی سنا کرتے اور تبسم فرمایا کرتے ف اور نیز خلوت کا مقصود بالذات ہونا ظاہر فرمایا کہ مقصود اصلی توجہ الی الحق ہے مگر چونکہ مبتدی کو بدون خلوت وہ میسر نہین ہوتی اسیطرح غیر جنس کے صحبت سے اوسمین نقصان آجاتا ہے اسلئے خلوت اختیار کی جاتی ہے پس وہ مقصود بالعرض ٹہری سو اگر طالب حق آبیٹھے اور اوسکی ساتھ یہی تذکرہ ہو تو جو خلوت کا مقصود تہا وہ اس جلوت مین بہی بلکہ بعض اوقات اوس سے بہی زیادہ حاصل ہے اور اس ارشاد سے تطبیق ہوگئی احادیث نہی عن العزلت اور اذن عزلت مین اور اکابر کے فعل پر شبہہ مخالفت حدیث کا بہی نرہا اور خود یہی یہ مضمون گویا اس حدیث کا ترجمہ ہے الجلیس الصالح خیر من الوحدۃ والوحدۃ خیر من جلیس السوء۔

کمال ایک بار اہل علم سے خطاب فرمایا کہ قرآن مجید مین ارشاد ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون حالانکہ سب مخلوقات عبادت مین مشغول ہین پہر ان دو کی کیا تخصیص ہے جب کسی سے کوئی شافی جواب نہ بن پڑا تو ارشاد فرمایا کہ عبادت کے معنی عبد شدن کے ہین اور عبد غلام کو کہتے ہین اور غلام کی یہ شان ہوتی ہے کہ اوسکی خدمت متعین نہین ہوتی ایک وقت اوس سے قلمدان و بستہ اوٹہواتے ہین ایک وقت پائخانہ اٹہواتے ہین بخلاف اجیر و نوکر کے کہ اکثر اوسکی خدمت متعین ہوتی ہے پس اور مخلوقات کی عبادت تو متعین ہے کیسیکو تسبیح مین مشغول کردیا ہے کسیکو سجود مین علی ہذا القیاس پس اونکی شان تو اجیر کی سی ہے بخلاف جن و انس کے کہ اونکی عبادت کے ہزارون طریقے ہین ایک وقت ان کے لئے نماز پڑہنا عبادت ہے دوسرے وقت جب تقاضاے حاجت بشری ہو اور بدون اوسکی قضا کی نماز مین پریشان رہنے کا احتمال ہو پائخانہ مین جا کر قضاے حاجت کرنا عبادت ہے ایک وقت سونا عبادت ہے پس اونکی شان غلام کی سی ہے

اس لئے لیعبدون مین اونکی تخصیص فرمائی

ف ابتک کتابین بھی تھوڑی بہت دیکھنے مین آئین علمار کی بھی صحبت نصیب ہوئی مگر یہ عجیب وغریب تحقیق اور تحقق تو کیا یہ سوال بھی کبھی سمع اور قلب تک نہین گذرا علم لدنی کی یہ شان ہے اور پہر لطف یہ کہ سوال بھی نہایت قریب جواب بھی بہت سہل او لطیف اور نہ قواعد شرعیہ کے خلاف نہ قواعد عربیہ کے خلاف بلکہ عرف وعادۃ کی بھی مطابق اور یہی مطابقات ہین جنکے بدولت سلف کی تفاسیر خلف کی تفاسیر پر مرجح وفائق ہین اور علاوہ خوبی تفسیر کے اسمین اوس مسئلہ کی تفصیل ہے جو اس سے اوپر کی حکایت مین مجملا مذکور تہا اور اسمین اوس سے عموم بھی ہے کیونکہ وہ خاص تہا کاملین کے ساتہہ اور یہ عام ہے جمیع ثقلین کو لیکن اوسکا خصوص اون امور کے اعتبار سے ہے جو بالفعل مامور بہ نہین ہین اور اسکا عموم امور مامور بہا کے اعتبار سے ہے گو مامور بہ بالغیر ہون پس تعارض نہین رہا۔

کمال ایک بار ارشاد فرمایا کہ جس درویش کی طرف طالبان دنیا کا زیادہ ہجوم معلوم ہوتا ہے کہ خود اوسمین ابہی شعبہ دنیا کا موجود ہے اس لئے ایسے لوگون کا اوسکی طرف زیادہ میلان ہے کیونکہ الجنس یمیل الی الجنس پہر بطور تحدث بالنعمۃ کے ارشاد فرمایا کہ بحمد اللہ تعالی کا شکر ہے ہمارے یہان تو زیادہ تعداد غربار اور مساکین اور صلحار اور طالبعلمو نکی ہے دنیا کے بڑے آدمی ہمارے یہان کم ہین۔

ف اسمین حضرت صاحب نے شیخ کامل کی ایک علامت تبلادی کہ اہل دین وطالبان حق کا اوسکی طرف زیادہ میلان ورجحان ہو یہ ایسا امر ہے جسکی حاجت ہر طالب راہ حق وجویاے مرشد کو واقع ہوتی ہے آجکل اکثر عوام اسکے عکس کو علامت کمال کی سمجھتے ہین کہ فلان درویش کی طرف بڑے بڑے امرار اور عہدہ دار رجوع ہین معلوم ہوتا ہے بڑا کامل ہے کہ ایسے ایسے لوگ مسخر ہین اللہ تعالے اغلطی فہم سے محفوظ رکہے اور بحرمت

باطنیہ کا عبادت ہونا خود قرآن مجید سے ثابت ہے اور اگر کسیکو اِسمین دہوسے کا دسوسہ ہو تو وہ کمال ۳۶ کو مکرر دیکھ لے معرف کے ۵ بگذار ظن خطائے بدگمان ÷ ان بعض الظن اثم را بخوان ÷

کمال ایک بار حضرت بعض مقامات متبرکہ کی زیارت کے واسطے چلا گیا اسلیے حاضری خدمت مین قدرے دیر ہو گئی حضرت صاحب پوچھنے لگے مین نے وجہ عرض کر دی ارشاد فرمایا بہت اچھا کیا ان مقامات پر ہو آئے جائے بزرگان بجائے بزرگان ان جگہونمین بھی برکت ہوتی ہے۔

ف کیسے کام کی بات بتلائی اسی لئے بہت بزرگون نے اپنے بزرگون کی جگہ بیٹھکر مجاہدہ و ریاضت کی ہے اور بڑے بڑے نفع پائے ہین چنانچہ مین نے اپنے ایک بزرگ سے سنا کہ جب حضرت صاحب تہانہ بہون سے حج کو تشریف لیگئے تو حضرت صاحب کے ایک پیر بہائی فرماتے تہے کہ مجھکو حضرت صاحب کی جگہ بیٹھنے سے بہت نفع محسوس ہوتا تہا

کمال حضرت صاحب کی خدمت مین جو کوئی ہدیہ لاتا تو ارشاد فرماتے کہ ہدیہ شاہد محبت ہے اگر اوس مجلس مین کوئی ایسا خادم حاضر ہوتا جو اس خدمت سے محروم ہوتا تو فرماتے لیکن جب محبت کمال کو پہونچ جاتی ہے خود ہی اوسکا ظہور ہونے لگتا ہے پھر شاہد کی حاجت نہین رہتی۔

ف سبحان اللہ کیا جامع اقوال اور سلیم طبیعت اور معتدل اخلاق حق تعالی نے عطا فرمائی تہی کہ اگر ہدیہ پیش کرنیوالے کے حق مین کچھ نہ فرماتے اوسکی ثنا جو حدیث مین مامور ہے صحیح الفاظ مین کیسے ظاہر ہوتی اور فرمانے مین احتمال ہدیہ پیش نہ کرنیوالے کے دلشکنی کا تہا آپ نے دونون امر کی کیسے خوبی اور سلامت سے رعایت فرمائی ہے اور اہل ذوق و بصیرت سمجھ سکتے ہین کہ ایسے اقوال جامعہ استعداد علمی یا مذاق فطری کی قوت سے خارج ہین اسکے لئے سلامت فطرۃ و نورانیت قلب کی حاجت ہے آگے

مسئلہ اشتغال بزرگان بغیر

بعض ہدایا کا ذکر

ایسے لطیف کمالات کو دیکھکر بے اختیار یون کہنے کو جی چاہتا ہے ؎ آفاقہا
گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام ٭ بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری ٭

کمال حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میری نیت لوگونکے بیعت کرنے مین صرف یہہ ہے کہ بیعت ایک قسم کا مصافحہ ہے جسمین ایکدوسریکا ہاتھہ پکڑنا ہے سو قیامت کے روز دونون پیر و مریدین مین سے جو شخص زورآور ہوگا وہ دوسریکا ہاتھہ پکڑ کر اپنے ساتھہ کھینچ لیجاویگا اور ظاہر ہے کہ بموجب حدیث سبقت رحمتی علی غضبی زورآور وہی ہوگا جو مرحوم ہو پس مرحوم اپنے ساتھہ مغضوب کو رحمت کیطرف لیجاویگا۔

ف اس سے حضرت صاحب کے چند کمالات ثابت ہین اول اخلاص کہ بیعت مین کیسی اچھی نیت تھی دوم تواضع کہ اپنے کو مرید پر ترجیح نہین دی بلکہ اسکا احتمال بھی برابر درجہ مین پیش نظر تھا کہ شاید اوسکی وجہہ سے ہماری مغفرت ہوجاوے اور یہی وجہہ ہے کہ حضرت صاحب کے یہان مریدونکی بڑی قدر و منزلت تھی کیونکہ ظاہر ہے جس شخص پر کسیکو یہہ احتمال ہو کہ یہہ ہمارے لئے وسیلۂ نجات ہوجاویگا تو بالطبع والاضطرار اوسکی قدر کریگا سوم عمق علمی کہ حدیث موصوف سے کیسی دقیق بات مستنبط فرمائی اہل علم اسکی قدر سمجھہ سکتے ہین۔

(اخلاص) (تواضع) (دقت علمی)

کمال حافظ عبدالرحیم صاحب تھانوی شاگرد و مرید خاص حضرت صاحب کا ارشاد فرماتے تھے کہ مین بیعت سے اسلئے انکار نہین کرتا ہون کہ کہین یہہ شخص کسی مبتدع کے پنجہ مین گرفتار ہوجاوے پھر اللہ تعالے مجھسے مواخذہ فرمادین کہ تمہارے پاس آیا تھا تمنے کیون رد کیا جس سے یہہ ایسی جگہہ پھنسا

ف اس سے علاوہ اخلاص کے کمال شفقت بندگان خدا کے حال پر اور کمال خشیت حق تعالے سے ثابت ہے

کمال ایک بار حضرت صاحب فرمانے لگے کہ حضرت سید احمد صاحب رح نے ایک

تعویذ منقول ہے جو تمام حاجات کے لئے وہ یہ ہے خداوندا اگر منظور داری حاجتم
را برآری اسکو لکھکر دیدیا جاوے اوسوقت حضرت صاحب کے خدمت مین ایک
مولوی صاحب جو زمرہ خدام مین بھی نہین حاضر تھے عرض کرنے لگے کہ حضرت پہلا
فقرہ تو بالکل موزون مصرعہ ہے اگر دوسرے فقرہ کو یون بدل دیا جاوے ع
بفضلت حاجت اور ابرآری تو وہ بھی مصرعہ بنکر پورا شعر ہوجاوے حضرت صاحب فرمانے
لگے ہان بھائی تم شاعر ہو تم یون ہی کر لو ہمکو تو جسطرح بزرگونسے پہونچا ہے اوسکو نہین بدلتے
مولوی صاحب سنکر شرمندہ ہوکر خاموش ہوگئے۔

ف اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کو اپنے مشایخ اور بزرگونکا بہت ہی
ادب تھا کہ اون کے کلام مین اتنی تبدل و تغیر کو بھی گوارا نہین فرمایا اور حضرت صاحب
کا یہ فرمانا کہ ہان بھائی تم شاعر ہو تم یون ہی کر لو یہ ایک رد لطیف ہے کہ منشا اس
رائے کا کوئی مصلحت محمودہ نہین ہے محض فن شاعری ہے جو محض غیر معتد بہ ہے
اور حضرت صاحب کی یہی عادت تھی کہ کبھی کسی پر بشکل اعتراض یا خشونت کے ساتھ
رد نہین فرماتے تھے اور نہ حضرت کے مزاج مین تغیر پیدا ہوتا تھا جیسے آجکل مجادلین
کی عادت ہے بلکہ نہایت لطافت و متانت سے اوسکی منشار غلطی پر متنبہ فرمادیتے
تھے جسمین اوسکو ناگوار بھی نہو نہ اوسکی ذلت ہو اور حق اوسکو واضح ہوجاوے جدال
بالتی ہی احسن یہی ہے اور نیز دلیل ہے کمال استقامت کی۔

کمال ایک بار حضرت صاحب کی خدمت مین پیش کرنے کے لئے کسی نے ہندوستان
سے کچھ روپیہ ایک دوکان کے ذریعہ سے مکہ معظمہ بھیجا اوس دوکاندار نے حضرت صاحب
کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ آپ کے لئے کچھ روپیہ ہندوستان سے آیا ہے کسی خادم
کو بھیجکر دوکان سے منگا لیجئے حضرت صاحب نے نہایت استغنا سے جواب دیا
کہ مین نے نہ ہندوستان سے روپیہ منگایا ہے نہ دوکان سے منگاؤن جس خدا تعالیٰ

استغنا و قوت توکل

نے ہندوستان سے مکہ معظمہ پہونچا دیا ہے وہ دوکان سے میرے پاس بھی پہونچا ہے یہاں سے کوئی روپیہ لینے نہ آویگا وہ شخص یہہ سنکر نہایت منفعل ہوا اور فورا روپیہ حضرت صاحب کی خدمت مین بھیجدیا۔ ف اس سے حضرت صاحب کا کمال استغنا و قوت توکل ثابت ہے جیسا ظاہر ہے۔

کمال ۱۵ جب نواب محمود علیخان صاحب رئیس چہتاری جنکا باخیر و باہمت ہونا مشہور ہے اور حضرت صاحب سے کمال عقیدت رکھتے تھے ہندوستان بعض مہمات ریاست انتظام کے لئے آئے تھے تو اپنا کچھہ روپیہ مکہ معظمہ حضرت صاحب کی برادرزادہ حافظ احمد حسین صاحب مرحوم امین الحجاج کے پاس امانت رکھہ آئے تھے نواب صاحب نے ہندوستان سے ایک عریضہ حضرت صاحب کے خدمت مین لکھا کہ میرا روپیہ آپ ہی کا ہے میری عین خوشی ہے کہ ضرورت کیوقت اوسمین سے جسقدر چاہین صرف فرمالین حضرت صاحب نے جواب ارشاد فرمایا کہ ہملوگونکا یہہ طریقہ نہین ہے اگر کوئی اپنے ہاتھہ سے ایک پیسہ بھی پیش کرے سر آنکھون سے قبول ہے اور امانت مین سے صرف کرنا گو باذن ہو پسند نہین۔

ورع و علو ہمت

ف اس سے حضرت صاحب کا کمال ورع و علو ہمت ظاہر ہے کیونکہ ایسے اذن مبہم مین ممکن ہے کہ ماذون بہ کی مقدار مزعوم محل تصرف کی مقدار سے کم ہو تو اوسمین شائبہ عدم اذن کا باقی ہے حدیث دع ما یریبک الی ما لا یریبک مین ایسے ہی مواقع مین احتیاط کرنیکا امر ہے اور ایسے اذن عام کے لینے مین نفس مین ایک قسم کا اشراف بھی پیدا ہو سکتا ہے جو علو ہمت کے خلاف سے حدیث مین قبول اموال کی یہہ شرط بھی فرمائی گئی ہے کہ اوسمین اشراف اور نگرانی نہو سبحان اللہ سنت نبویہ مقبولان حق کی طبیعت بن جاتی ہے ان دقائق اتباع سنت تک اہل ظاہر کی نظر بھی نہین جا سکتی۔

کمال حضرت صاحب خود قصہ بیان فرماتے تھے کہ مین ایک رباط مین رہا کرتا تھا ایک شخص آیا اور ہر خلوۃ مین ہر درویش کو ایک ایک دوانی تقسیم کرنے لگا جب میری خلوۃ کی طرف آیا تو یہان سب سامان نفیس اور مکلف دیکھا (کیونکہ حضرت صاحب کے مزاج مین لطافت و نفاست نہایت درجہ تھی اور بہت صاف اور ستھرے رہتے تھے) یہہ دیکھکر جھجکا واپس ہونے لگا مین نے پکارا کہ بھائی کیون آئے تھے اور کیون چلے اوس نے دبی زبان سے سب قصہ بیان کیا اور کہا آپکی خدمت مین اس حالت مین دوانی پیش کرنیکی جرأت و ہمت نہوئی حضرت صاحب نے فرمایا کہ بھائی کیا مین اس گروہ سے خارج ہون مین ضرور اپنا حصہ لونگا اور یہہ کہکر اوس سے دوانی لی۔

ف اہل ظاہر کو حیرت ہوگی کہ پہلے دو قصون مین کس درجہ استغنا ظاہر ہوتا ہے اور اس قصہ مین اسیطرح قصہ آیندہ مین بھی جو ابھی مذکور ہوگا ظاہرا نہایت درجہ کی حرص کا شبہ ہوتا ہے اصل یہہ ہے کہ اکابر کے کمالات کو عوام کیا بعض خواص بھی نہین سمجھہ سکتے بجز اوسکے جسکو وہ حضرت خود ہی عنایت کرکے کلمۂ باخبر بنا سمجھا وین اس قصہ مین اسیطرح قصہ آئندہ مین طلب فرمانا براہ حرص نہ تھا اول تو یہہ پیسے تھے کیا چیز جسکی حرص ہوتی دوسرے جو شخص ہزارون پر نظر نہ کرے عقل کب تجویز کرسکتی ہے کہ وہ پیسو نپر گرے بات یہہ ہے کہ اس قصہ مین اوس شخص کے حجاب و انفعال کو رفع کرنا اور اوسکے دل کا خوش کرنا اور اوسکی انقباض کو مبدل بہ انبساط فرمانا تھا جو اعلی درجہ کا کرم اور حسن خلق ہے نیز اسمین تعلیم تواضع ہی ہے کیونکہ اکثر مشایخ ایسے ہدایا کے قبول کرنیکو موجب کسر شان سمجھتے ہین چہ جائے کہ خود طلب کرنا رہا ایسے سوال کا جواز خود حدیث مین قصہ وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو الہیثم صحابی کے گھر از خود رونق افروز ہوئے اور وہان طعام و تمر نوش فرمایا حالانکہ بلا دعوت

کے کرنے کے کہرجانیکی ممانعت آئی ہے اس سے ثابت ہوا کہ جہان یقین ہو کہ اس
زیادہ مسرور ہوگا وہان یہہ ممانعت نہین۔

کمال جناب مولوی محمد منیر صاحب نانوتوی بیان فرماتے تہے کہ ایک بار مکہ معظمہ
مین کسی شخص نے کوئی مقدار کثیر روپیہ کی بغرض تقسیم مستحقین وہان کے کسی
ذی منصب کے پاس بہیجی حضرت صاحب نے اون کے پاس آدمی بہیجا کہ
کہ ہمارا حصہ دیجئے چنانچہ شاید چار پیسے حصہ مین آئے پہر حضرت صاحب فرمانے
لگے کہ بہلا تم گمان کرسکتے ہو کہ مین ان پیسونکا بہوکا ہون لیکن مصلحت اسمین
یہہ ہے کہ یہان جس شخص کو نعمت کی حالت مین دیکہتے ہین اوس سے حسد کرنے
لگتے ہین اور مجکو یہان قیام منظور ہے اسلئے اپنی حاجتمندی اور پستی شان ظاہر
کرتا ہون کہ کوئی حسد نکرے۔

ف اس قصہ مین شبہہ حرص کا خود حضرت صاحب کی تقریر سے مرتفع ہے
اور اس مصلحت کی رعایت سے حضرت صاحب کا کمال تعشق مجاورت مکہ معظمہ
سے ظاہر ہوتا ہے کہ جسکی بدولت یہہ کلفتین طبیعت کے خلاف برداشت کرنا
پڑین حقیقت مین عشاق کی ایسی ہی حالت ہے ؎ بہ نداز برائے دلی بارہا
خورند از برائے گلی خارہا۔

کمال ایک بار ارشاد فرمایا کہ جو شخص طالب دنیا ہو وہ تارک دنیا بن جاوے

ف مطلب یہہ ہے کہ دنیا طلب سے حاصل نہین ہوتی ہے جسکو دنیا کا طلب
کرنا مقصود ہو اوسکا طریقہ یہہ ہے کہ وہ اوسکو ترک کردے پس اوسکو حاصل ہونے لگی کی مقصود حضرت صاحب کا
یہہ ہے کہ حلاوت و طمانیت سے حصول مخصوص ہے تارکین کے ساتھ اس سے حضرت صاحب کا کمال علمی ظاہر ہے کہ کیسے
بڑے مضمونکو کیسے مختصر الفاظ مین بہر سلاست کے ساتھ جمع فرما دیا جوامع الکلم کی شان یہی ہے جو حضرات انبیاء علیہم السلام
سے بطور میراث روحانی کے اہل اللہ کو پہونچتی ہے حدیث مین یہہ مضمون جا بجا آیا ہے اور اوسکا مشاہدہ بہی ہوتا ہے

سہ رفتم ببوے باغ بیادش گریستم ✤
بر ہر گلے وگرنہ کرا یا د باغ بود ✤

قطعہ۔ یاران عزیز پند گویند ✤
گو نید و لے شنید نتوان ✤
دل می طپید از ہواے اندوست ✤
بے سوزش دل طپید نتوان ✤

وگر جائے صاحب صفائی در عالم است
بر حکم قرات آنکہ اولیاے تحت قبائی
لایعرفہم غیری اما چہ سود دارد۔

کیونکہ وہ اونکے فتوے پر عمل کرینگے۔

مصرعہ۔ غرقاب گذشتن زدم پیش نیابی ✤

سہ رفتم ببوے باغ بیادش گریستم ✤
بر ہر گلے وگرنہ کرا یا د باغ بود ✤

قطعہ

یاران عزیز پند گویند ✤
گو نید و لے شنید نتوان ✤
دل می طپید از ہوائے آندوست ✤
بے سوزش دل طپید نتوان ✤

اور اگر کہین کوئی پاک باطن عالم مین ہے تو اوسکا حال بالکل اس قول کے موافق ہوکہ اولیائی تحت قبائی لایعرفہم غیری۔ (میرے دوست میرے دامن لطف و عظمت مین پوشیدہ ہین میرے سوا اونہین کوئی نہین پہچانتا) پھر کیا فائدہ اوس سے پہونچ سکتا ہے۔

نوٹ نمبر ۲۔ ہمارے حضور سرور کائنات علیہ الصلواۃ والتحیات کے اس پیشین گوئی کی صداقت آج کل بہت کثرت سے ہو رہی ہے اور ایسے ایسے اشخاص سردار قوم بن بیٹھے ہین جنکی صورت اور سیرت اور قول اور فعل سے شریعت اسلامیہ اور سنت نبویہ اور سیرت صحابہ اور تربیت آئمہ کی مخالفت صاف صاف نمایان ہے لیکن اللہ رے جہل کہ خلائق اوہنین پر گری پڑتی ہے اور اونہین کو اپنا ہادی اور پیشوا جانتی ہے جسکے وجہ واقعی زیادہ تر یہی ہے کہ علماے ربانی معدوم یا کالمعدوم ہو رہے ہین جو ہین بھی اونکا وہی حال ہے جو حضرت مولانا خواجگی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ عنقا صفت اور نایاب ہین لیکن اسے خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اوسوقت حضرت مولانا کا رونا تمامتر کمالات باطنی اور اہل اللہ کے لئے تھا ورنہ ایسے علما بہت موجود تھے جو ایمان اور اسلام اور ضروریات دین کے تعلیم دیتے اور اوسپر

المکاتب

دجلہ در بغداد و در کوفہ فرات +
وازعطش یادست سیدازجناب +

سعدی

در بادیہ تشنگان بمیرند +
وازدجلہ بکوفہ میرود آب +
اے صبا کعبہ را بوسی در +
مابمردیم در بیابانش +
اگرچہ بفقدان درویشان ماغلطانیم
ودرہجران آن درویشان والہ وسر
گردانیم باچشمے پرآب ودلے کباب
وجان خراب عمر میگذاریم سہ
وصال اہل ہوس جویند خسروراہمین دولت +
کلاودر کوی تو بدنام وخلقے بدگمان باشد +
بہرکنجے روم رسوا کند عشق
چومن عاشق شدم نیکی ندارم
ہمین قدر مارابس است کہ دریاد ایشانیم

المکاتب

دجلہ در بغداد و در کوفہ فرات +
وازعطش یادست سیدازجناب +

سعدی

در بادیہ تشنگان بمیرند +
وازدجلہ بکوفہ میرود آب +
اے صبا کعبہ را بوسی در +
مابمردیم در بیابانش +
اور ہماری یہ حالت ہے اگرچہ ہم ان درویشون
کے گم ہوجانے سے غلطان اور پیچان اور ان کے
ہجر وفراق مین بدحواس وسرگردان اور باچشم
گریان اور بادل بریان اور باجان سوزان عمر
بسر کرتے ہین لیکن سہ
وصال اہل ہوس جویند خسروراہمین دولت +
کلاودر کوئی تو بدنام وخلقے بدگمان باشد +
دیگر۔ بہرکنجے روم رسوا کند عشق
چومن عاشق شدم نیکی ندارم
بس ہمارے لئے اتنا ہی بہت ہے کہ ان

نوٹ بقیہ صفحہ ۴۱۔ خود ہی عامل ہوتے تھے اور
اور اب اس زمانہ مین تو ایسے علما کی بھی روز بروز قلت ہوتی جاتی ہے اور فی الحقیقت جہل عام ہوتا جاتا ہے اور یہ
ایسا خوفناک تنزل ہے جس سے نفس اسلام کے باقی رہنے کے نسبت خوفناک مایوسی پیدا ہوتی ہے

و مستغرق دریافت آن درویشانیم

بیت

بیابن سلطان فلکِ حسن ما درسلکِ درویشان
ولادامے فراہم کن کجا ماؤ کجا ایشان ✤
یالیتنی کنت معہم فافوز فوزاً عظیماً۔ حدیث
المرءُ مع من احبَّ ۔ رباعی
آنجا کہ نصیب خوب کیشان بخشند ✤
قسمے بمن رند پریشان بخشند ✤
گر نیک زیم مرا زیشان گیرند ✤
ور بد باشم مرا بدیشان بخشند ✤
بیک بار نومید نمیتوان شد لا تقنطوا
من رحمۃ اللہ۔ لا تاییسوا من روح اللہ۔
رباعی۔ باعشق تبان بخرمی میسازم ✤
باغم بامید بیغمے میسازم ✤
در من اثر ہلاک پیدا است ولیک ✤
میدانم وخود را بجمی میسازم ✤
دنبال کاری مہتر میباید بود و از خدا
بجز خدا نمیباید خواست رباعی
در کار غریبان نظر آید روزی ✤

درویشون کی یاد مین رہتے ہین اور اونکی
تلاش مین ڈوبے ہین ہم بیت
بیابن سلطانِ فلکِ حسن ما درسلکِ درویشان
دلادامی فراہم کن کجا ماؤ کجا ایشان ✤
یالیتنی کنت معہم فافوز فوزاً عظیما ۔ حدیث
المرء مع من احب دکاش مین بھی اونہین کے
ساتھ ہوتا تاکہ مجھ کو بھی اللہ کے جناب مین بڑا
درجہ نصیب ہوتا کیونکہ حدیث شریف مین ہے
کہ جو شخص جسکے ساتھ محبت رکھتا ہے اوسی کے
ساتھ ہوگا) رباعی
آنجا کہ نصیب خوب کیشان بخشند ✤
قسمے بمن رند پریشان بخشند ✤
گر نیک زیم مرا زیشان گیرند ✤
ور بد باشم مرا بدیشان بخشند ✤
بالکل ناامید نہ ہوجانا چاہیے۔ لا تقنطوا من
رحمۃ اللہ۔ لا تاییسوا من روح اللہ (اللہ کی رحمت
سے ناامید مت ہو۔ خدا کے لطف وعنایت
سے مایوس نہو) رباعی
باعشق تبان بخرمی میسازم ✤
باغم بامید بیغمے میسازم ✤
در من اثر ہلاک پیدا است ولیک ✤

اندوه غریبان بسر آید روزی +
این دوتی که در جهان انداخته ام +
امید نهم که بر آید روزی +
بر صبح شام با نیاز تمام بدرگاه ربانی
وحضرت سبحانی مناجات میکنیم مناجات
لرزنده زبیم ہیچو بید آمده ایم +
روئے سیاه موئے سفید آمده ایم +
اے بردر تو امید دلها حاصل +
من بنده بدین در بامید آمده ایم +
ہرکس ز در تو حاجت خود میخواہد +
من آمده ام از تو ترا میخواہیم +
فصل ہشتم۔ بدانکه رسالت پناه صلی الله
علیه وسلم می فرمایند فی آخر الزمان
لا یبقے صاحب موافق الا فی
اطراف الارض لکل واحد منهم
اجر ثلاثة شهید - این حدیث
خواجه احمد طبرانی قدس الله روحه در
بعضے از تصانیف خود آورده
است یعنی در آخر زمان یار موافق

میدانم وخود را ہمے مینازم +
یعنی کام کا اچھا ہونا چاہیے اور خدا سے بجز خدا
کے کوئی اور چیز نہ مانگنا چاہیے رباعی
درکار غریبان نظر آید روزی +
اندوه غریبان بسر آید روزی +
این دوتی که در جهان انداخته ام +
امید نهم که بر آید روزی ++
ہر صبح اور شام با نیاز تمام درگاه ربانی اور بارگاه
سبحانی مین یہ مناجات کرتا ہون مناجات
لرزنده زبیم ہیچو بید آمده ایم +
روئے سیاه وموئے سفید آمده ایم
اے بر در تو امید دلها حاصل +
من بنده بدین در بامید آمده ایم +
ہرکس ز در تو حاجتِ خود میخواہد +
من آمده ام از تو ترا میخواہیم +
فصل آٹھوین جاننا چاہیے کہ رسول اکرم
صلی الله علیه وسلم ارشاد فرماتے ہین
فی آخر الزمان لا یبقی صاحب موافق الا
فی اطراف الارض لکل واحد منهم اجر
ثلاثة شهید۔ اس حدیث کو خواجہ احمد
طبرانی نے اپنی بعض تصانیف مین نقل کیا

نماند مگر در اطراف زمین حاصل شود
هر یکی را هر روز اجر صد شهید بر حکم
این حدیث در همه ایام و هر صبح و
شام از مسافران استطلاع میکنم و
از سیاحان استخبار مینمایم که
هست جائے صاحب صفائی درویشی
دلریشی راضی بزاری سوخته
افروخته عاشقی صادقی سراندازی
جانبازی فرسوده آزموده اگر میشنوم
که هست شادی شوم ذوقی و
شوقی و انشراحی و افراحی
در دل پیدا میشود که عند
ذکر الصالحین تنزل الرحمة نام او را
ورد خاطر میکنم زیرا که دل بیاد او
منور میشود و جان بنام او معطر میشود

ہے اور معنی اس حدیث کے یہ ہین کہ
آخری زمانہ مین یار موافق[1] نرہینگے مگر
اطراف زمین مین یعنی منتشر اور خال خال
اور زمین سے ہر ایک کو سو شہیدون کا
ثواب ملیگا - اس حدیث کے موافق مین
ہمیشہ اور ہر وقت رات و دن مسافرون
اور سیاحون سے دریافت کیا کرتا
ہون کہ آیا کسی مقام مین کوئی ایسا پاک باطن
درویش دلریش ہے جو گریہ و زاری فراق
یار مین خورسند اور نار عشق صادق سے
سوختہ اور افروختہ اور اوسکے طلب مین
سر بکف اور جانباز اور ریاضت اور مجاہدہ
مین فرسودہ اور پختہ ہو اور ان امور مین
کامل اور تجربہ رکھتا ہو - اگر سنتا ہون کہ
ہان کوئی ایسا شخص ہے تو نہایت خوشی
حاصل ہوتی ہے اور ذوق و شوق اور

نوٹ [1] یار موافق سے یا تو اشارہ اوس حدیث کے طرف ہے جسمین آیا ہے کہ سات قسم کے لوگ میدان حشر مین عرش اعظم کے سایہ مین ہونگے منجملہ انکے ایک وہ ہین جو دین کے کامون کیلئے باہم متفق اور ایک دل ہین مصرعہ سعدی - دگر دو یار موافق بکار دین یک دل - یا موافق سے مراد اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ ہر امر مین بہمہ وجوہ موافق ہونیکے ہین یعنی اونکے موافقت ظاہری اور باطنی اور قولی اور فعلی ہو اور یہ ہی کمالات تصوف کا ٹھیک نتیجہ ہے اور حضرت مولانا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ کے منظور نظر بھی یہ ہی ہے -

وقت بذکرا وطیب میگرد دواسباب
روح مرتب وبدل یاد ل اومیگویم

بیت

نیست آن دولت کہ بوسم پائے نیوشت لیک
پائے وے بوسم کہ در کوئے تو گاہے بگذرد
القصہ وزمانہ پیش آمدہ وروزگارے
پیدا شدہ کہ شغل عشق منصب
فقر بمروماں مختصر ہمت نہ صوفیان
معتبر از اہل وہمت بہمت رسید
مات الکرام جمیعاً والقضوا وضوا
مات فی اثرہم ملک الکرامات رایت
فی زمنی قوماً ذو لمصفتہ والبصر لطیف
صنف فی الکرامات۔

مسرت دلی اور فرحت قلبی پیدا ہوتی ہے
کیونکہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ (صالحین
کے ذکر کے وقت رحمت الٰہی نازل ہوتی
ہے) اور اوسکے نام کو دل کا وظیفہ بنا
لیتا ہون کیونکہ اون کے یاد سے دل
منور اور اونکے نام سے روح معطر ہوجاتی ہے
اور وقت اون کے تذکرہ سے بہت اچھا
کٹتا اور سامان راحت مہیا ہوجاتا ہے اور
دل ہی دل مین اونکے طرف مخاطب ہوکر
کہتا ہون بیت

نیست آن دولت کہ بوسم پائے نیونت ولیک
پائے وے بوسم کہ درکوئے تو گاہے بگذرد
حاصل کلام اب ایک ایسا وقت پیش آیا
اور زمانہ پیدا ہوا ہے کہ عشق کا شغل اور فقر کا
منصب آگاہ اور معتبر صوفیون سے بہت کچھ
جدا ہوکر کم ہمت اشخاص مین پہونچ گیا ہے۔
مات الکرام جمیعاً والقضوا ومضوا ومات فی
اثرہم ملک الکرامات رائت فی زمنی قوماً

حب للہ

نوٹ سلہ درحقیقت یہ کمال عشق ومحبت الٰہی
اور ذوق وشوق معرفت ودیدار خداوندی سے
کہ خدا پرست اور خداشناس اہل اللہ کی ایسی
تلاش اور جستجو اور اونکے ساتھ ایسی سچی عقیدت
اور ارادت اسوجہ سے ہو کہ وہ ہادی مراحل طریقت اور رہبر کامل مقام حقیقت ہین حب للہ
اسی کو کہتے ہین اور یہی وہ محبت ہے جو کیمیائے سعادت اور اکسیر ہدایت ہے اور یہی وہ
محبت ہے جو صحابہ مین پوری طور سے نمودار تھی اور یہی وہ محبت ہے جسکی مدح اور ثنا سے

ذو منفتہ وا لبصر وطیت صنف فی الکرامات

ع صنمے کہ بادشاہان ہمہ سر بباد دادہ
زبرائے آن صنم را بچو من گدا رساندہ

ع صنمے کہ بادشاہان ہمہ سر بباد دادہ
زبرائے آن صنم را بچو من گدا رساندہ

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۶۹ - کتاب اللہ اور کتاب رسول اللہ

بھری ہوئی ہے اور یہی وہ محبت ہے جس سے معیت روحانی نصیب ہوتی ہے اور باوجود بعد مکانی کے قرب حقیقی ہاتھ آتا ہے اور اسمین بھی کوئی شبہہ نہین کہ یہ محبت حضرات صوفیائے کرام کے حصہ مین ہے اسکی قدر وہی خوب جانتے اور پہچانتے ہین اور اونکے نگاہ مین تو کسی بڑے سے بڑے دنیاوی بادشاہ کی بھی وہ وقعت نہین ہوتی جو ان برگزیدگان الہی کے ایک ادنی خادم کی ہوتی ہے اور اسکی وجہ صاف ظاہر ہے کہ یہ ان بزرگون کے ساتھ صرف اسوجہ سے ایسی عقیدت رکھتے ہن کہ وہ خدا وند جلیل کے دوستدار بندے اور اسکے جانب رہنمائی کرنے والے ہین۔ آپ غور تو فرمائین جنکے دل مین خادمان دوستداران الہی کی ایسی محبت اور وقعت ہو اونکے دل مین خود خدا وند اکبر جل شانہ وعم نوالہ کی کسقدر اور کسدرجہ کی محبت ہوگی علی ہذا القیاس اوسکے سب سے پیارے اور برگزیدہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اسی وجہ سے ہمارے حضور نے یہ ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص کامل اور سچا مسلمان اوسوقت تک نہین ہوسکتا جبتک وہ مجھے اپنی ہر چیز میہانتک کہ اپنی جان سے بھی زیادہ دوست نرکھے روحی فداک یا رسول اللہ ع

بدہ ساقی کہ نفس دون مکدر کرد محفلہا ٭ مگر دست سبو شوید غبار خاطر دلہا ٭ ساقیامی دہ کہ امروزم سر دیوانگیست ٭ دور برگردان کہ گم از تہی پیمانگیست ٭ باہمہ می رسد نعمت قسمت بندہ ہم بدہ ٭ خاص بدیگران مکن رحمت عام خویش را ٭ شد بہ غلامی درت صرف جوانیم ہمہ ٭ بہر خدا نقفدی پیر غلام خویش را ٭ اللہ اللہ حضرات اگر حضور کے غلامی کا مرتبہ کسیکو نصیب ہوجائے تو پھر اس سے بڑھکر اور کون سی دولت ہوسکتی ہے ع نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم ٭ زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی ٭ لیکن محبت اور عقیدت کے یہ معنی نہین کہ صرف محبت کا دعوی زبانی سے کیاجاے اور محبت کے امتحان کے وقت بالکل بیدلیل ثابت ہو بلکہ سچی اور حقیقی محبت کے یہ معنی ہین کہ اوسکے قول اور فعل کی کمال عظمت اور متابعت کیجاسئے اور اگر ایک کام بہی اوسکے مطابق ہوجائے تو اوسے سرمایہ نجات و سعادت جانئن کسی برگزیدہ بزرگ کے ساتھ عقیدت اور محبت ظاہر کرنا اور پھر اوسکے حکم و فرمان کی تعمیل مین سستی اور

قال علیه السلام الفقر فخری وقال اللهم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرة المساکین اگر حضرت رسالت فرمودی کہ واحشر المساکین فی زمرتی معلوم است کہ این مسکین راچہ شرف بودی علے الخصوص میفرمایند واحشرنی فی زمرة المساکین این شرف راحد کجاست

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فقر میرے لئے فخر کا سبب ہے اور فرمایا (اے اللہ میرے مجھے مسکینون کی زندگی جلا اور مسکینون کی موت مار اور میرا حشر بھی مسکینون کے زمرہ مین کر) اگر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے کہ واحشر المساکین فی زمرتی (یعنی مساکین کا حشر میرے زمرہ مین کرنا) جب بھی ظاہر ہے کہ اس مسکین کو کسقدر بزرگی حاصل ہوتی نہ کہ پھر آپ یہ فرمائین واحشرنی فی زمرة المساکین (مجھے مسکینون کے زمرہ مین محشور کرنا) غور تو فرمائے اس شرف کی بھی کوئی حد ہے۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۸۳۔ اور کاہلی کو دخل دینا بجوے کمی ارزو کا مصداق بنتا ہے حضرت مولانا خواجگی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے یہ امر بھی پورے طور سے ثابت ہوتا ہے کہ بزرگان سلف کو ایک دوسرے کے احوال سے باخبر رہنے اور اولیاء اللہ کے حالات معلوم کرنیکی کسقدر فکر رہتی تھی اور وہ اپنے کمال کو ہمیشہ ناقص اور اپنی ترقیات کو نامکمل سمجھکر ایسے کاملین کی تلاش مین رہتے تھے اور کمال طلبی کا شوق کبھی اونمین کم نہ ہوتا تھا یہ نہین کہین ایک ذرہ برابر نسبت پیدا ہوئی اور شیخ کامل ومکمل بن بیٹھے خود بھی ڈوبے دوسرونکو بھی لے ڈوبے اون بزرگان سلف کو دیکھئے کیسے ذوق شوق مین فرما رہے ہین ؎ نہ شود فہم انتہا دارد نہ حسنش راست پایانے ٭ بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچنین باقی۔ ۱۲۔ علوی

فقر وغنی

نوٹ۔ ؎ یہ مسئلہ اگرچہ بہت دنون سے معرکۃ الآرا بنا ہوا ہے کہ آیا فقر بہتر ہے یا غنا لیکن ہمارے زمانہ مین یہ مسئلہ بہت زیادہ قابل توجہ ہے کیونکہ جو لوگ فقر کو اچھا کہتے ہین

جناب[۱۳۵] مقبول احمد صاحب پشاور کچہری ضلع ۶/
جناب[۱۳۷] بابو مختار احمد صاحب کوہاٹ ۶/
جناب[۱۳۹] بڈھے شاہ صاحب امرتسر ۶/
جناب[۱۴۱] فیض ماب مولوی عبد الغفور صاحب بہادر مدار المہام ریاست رامپور .. عہ

جناب[۱۳۶] محمد زرین صاحب اپیل نویس پشاور ۶/
جناب[۱۳۸] مولوی محمد اسلم صاحب قادری نظامی مدرس اول پوٹیرہ کلان ضلع گوجرانولہ ۶/
جناب[۱۴۰] منشی چو عظر صاحب سوداگر کوئٹہ بلوچستان ۶/

جناب[۱۴۲] محمد نبی بخش صاحب انسپکٹر پولیس چھاؤنی کوئٹہ بلوچستان ۶/

اعلان

جناب شیخ سرفراز علی صاحب رسالہ الاحسان کے آنریری منیجر قرار پائے ہین جو در صورت عدم موجودگی میرے کل امور کو سوا اڈیٹری کے انجام دینگے ۔

مالک الاحسان

قواعد ضروری رسالہ ہذا

۱۔ یہہ رسالہ ہر اسلامی مہینہ مین ایکبار قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے شایع ہوا کریگا۔

۲۔ رسالہ کا حجم ۳۲ صفحہ سے کم نہو گا۔ خط وچھپوائی وکاغذ وتقطیع کیلئے یہ نمونہ کافی ہے

۳۔ قیمت ہر حالت مین عہ دو روپیہ سالانہ پیشگی لیجائیگی مابعد کا کوئی حساب نہوگا۔

۴۔ تمام خط وکتابت وترسیل منی آرڈر وغیرہ بنام نہال احمد علوی حمیدی اڈیٹر ومالک رسالہ ہونا چاہیئے۔

۵۔ امور دریافت طلب کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے نہین توجواب سے معذوری ہوگی اور بیرنگ خط وغیرہ واپس کردئے جائینگے۔

۶۔ قابل ولائق مضامین نگار کی خدمات گرامی مین اور اخبارات اور رسالونکے معاوضہ مین یہ رسالہ مفت بھیجا جائیگا۔

۷۔ اس رسالہ مین ہمیشہ تصوف اور اخلاق اور اوسکے متعلقات پر مضامین مندرج ہونگے مثلاً تصوف کی تعریف اور اوسکے برکات اور فوائد وضرورت ونتائج اور تاریخ اور اوسکا شریعت سے تعلق واکابر صوفیہ کے حالات اور اونکے قیمتی ملفوظات اور اسرار شریعت ومکارم اخلاق ومعائب اخلاقی وغیرہ وغیرہ۔

۸۔ یہہ رسالہ جن بزرگون کی خدمت مین بلا قیمت وبلا طلب بھیجا جائیگا اونکے نام رسالہ کا جاری رہنا ادائے قیمت ومنظوری پر موقوف ہوگا۔

۹۔ جملہ مضامین ومراسلات صاف وواضح خط مین اور پتہ ونام کامل اور واضح ہونا چاہیئے تاکہ کوئی دقت وشکایت پیدا نہو۔

ملتمس

مالک واڈیٹر الاحسان

بابت ماہ محرم سنہ ۱۳۲۲ھ نمبر ۷

رسالہ ماہوار مسمے بہ

الاحسان

تصوف اور اخلاق کے بیان مین

قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے باہتمام نہال احمد علوی حمیدی مالک و اڈیٹر رسالہ شایع ہوا

فہرست مضامین

مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد مین طبع ہوا

رسید زر معہ شکریہ بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ

۱۴۳ عالی جناب صاحبزادہ عبد المجید خانصاحب برادر زادۂ حقیقی نواب صاحب بہادر والی ٹونک عہ

۱۴۶ جناب منشی محمد شفیع صاحب بی اے نائب تحصیلدار شاہ کوٹ .. .. .. عا

۱۴۷ جناب مولوی محمد علی صاحب امام مسجد ہمر لجپورہ ضلع گوجرانوالہ عا

۱۴۹ جناب ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب - گوجرہ ضلع جہنگ عا

۱۵۱ جناب حضرت سجادہ نشین صاحب چاچڑ شریف بہاولپور عا

۱۵۲ جناب بھائی برکت علی صاحب سفید پوش تحصیل لائل پور عا

۱۵۴ جناب مولوی عبد الغفور صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن عا

۱۵۶ جناب محمد عبد العزیز صاحب اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر گوجرانوالہ اسٹیشن لاہور عا

۱۵۸ جناب منشی محمد مدار صاحب خسر مولوی محمد ابراہیم صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن .. .. .. عا

۱۶۱ جناب کرنیل مظفر خانصاحب کمیدان پلٹن سفر مینا گلگت عا

۱۶۳ جناب محمد عبد اللہ صاحب اسکول ماسٹر گلگت عا

۱۶۵ جناب منشی مست علی صاحب محاسب کورٹ آف وارڈس ضلع کہیری عا

۱۶۷ جناب شیخ عبد الحی صاحب ہیڈ کلرک کوہاٹ عا

۱۶۹ جناب منشی سید عنایت حسین صاحب قرق امین تحصیل کہاگا فتحپور .. .. عا

۱۴۴ جناب منشی قدرت اللہ صاحب سنٹرل ناظر کانپور عا

۱۴۵ جناب منشی شیخ نیاز حسن صاحب منصرم عدالت منصفی فتحپور .. .. .. عا

۱۴۸ عالیجناب مولانا مولوی انوار اللہ خانصاحب استاد حضور نظام خلد اللہ ملکہ عا

۱۵۰ جناب مولوی عبد القیوم صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن .. .. .. عا

۱۵۳ جناب چودہری غلام محمد صاحب ضلع جہنگ عا

۱۵۵ جناب مولوی عبد الباقی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدرآباد دکن عا

۱۵۷ جناب مولوی محمد اشرف الدین صاحب کارکن بہگنہ گوداوری ایلور عا

۱۵۹ جناب محمد جلال الدین صاحب اکیڈو - گوداوری عا

۱۶۰ جناب یار محمد خانصاحب پسر ذیلدار صاحب فیروزپور عا

۱۶۲ جناب چودہری محمد صدیق صاحب گلگت عا

۱۶۴ جناب منشی نظام علی صاحب ناظم اہلمد کلکٹری ضلع کہیری عا

۱۶۶ جناب حکیم ہاشم علی صاحب انسپکٹر سرحدی پولیس گلگت عا

۱۶۸ جناب محمد حبیب اللہ صاحب ملازم عدالت العالیہ جوڈیشلی لکہنؤ .. .. .. عا

۱۷۰ جناب منشی حاجی محمد قاسم صاحب سب وسیر کوہاٹ عا

۱۷۱ جناب منشی علاء الدین صاحب اکیونٹنٹ محکمہ بارکماسٹری کوہاٹ .. .. عا

ا

بقیه از ترکیب بند مصنفهٔ مولوی حکیم محمد شفاء الصمد صاحب شافی حسینی علیشیری قادری نقشبندی اله آبادی

به نرگس بده سرمهٔ ماطغیٰ را — به عارض بکش غازهٔ والضحیٰ را
بدوشِ مبارک دو زلف مسلسل — بیاویز و بنما رخِ پُر ضیا را +
درین جشنِ معراج خود جلوه گر شو — منور کن این بزم فرحت فزا را
بگو شافی اکنون از اوصاف این شب — که دیدست در روے محمد خدا را
شب بست و هفتم رجب بارک الله — چه شب بود دید اهل ارض و سما را
معنبر چو گیسوئے حوران جنت — منور چو سیم و ذر و زر سما را
معطر چنان بد بمشکین ذوائب — که از نکهتش وجد می شد صبا را
دران شب شفیع امم شاهِ عالم — شد از مکه فائز مقام دنیٰ را
رسیدے دران بزم ارواح قدسی — بجز ما دمی ماکرا بود یارا
شوم بر تو قربان که از فرطِ شفقت — هم آنجا نه کردی فراموش ما را
کنی دستگیری رسانی به یثرب — اگر شافی مفلس بے نوا را
نباشد عجب زانکه آید ترحم — بحال فقیران خود اغنیا را
همین چشم دارد که از رحمت تو — کند نذر جان بر درِ دولت تو
خوش آن سرزمینے که شد منزل تو — روان شد درو ناقهٔ و محمل تو
انیش بغیر مو دایزد به قرآن — مخمر شد از وے چو آب و گل تو
ز فقد مراد و ستمهاے گردون — هویداست رنج دلم بر دلِ تو +
بنخچیرش کن انجام از تیر مژگان — که در خاک و خون می تپد بسمل تو
سوارند یاران و هستم پیاده — ببین ایکه رفرف شده حامل تو
اگر دست جودت نه باشد معینش — چسان ره برد بندهٔ راجل تو
خوش ست اینکه در هر دو عالم به هر دم — تو باشی عطاباش و من سائل تو
ز رحمت نباشد عجب گر فروزد — شب تیره ام را مه کامل تو
همان حالت ریسمان ست و یوسف — ازین جنس کالا درین محفل تو
چو گردی توسل بذات محمد — شو د شافیا جمله حل مشکل تو
مکن مرجع خود در دیگران را + — بجز روضهٔ پاک آن شاه والا

محدث اور صوفی اور طریقہ نقشبندیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہل سنت والجماعت اگرچہ اصول وعقائد مین سب متفق ہین مگر باعتبار مذاق ومشاغل انمین چار گروہ ہین محدثین جو حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتے ہین اور اسکے رجال واسناد سے بحث کرتے ہین دوسرے فقہاء جو قرآن وحدیث کے مسائل مستنبط کرتے ہین اور عمل درآمد کیلئے اسے پیش کرتے ہین تیسرے متکلمین جو اصول عقائد اسلامیہ کو دلائل وبراہین عقلیہ سے مدلل کرتے ہین اور مخالفین کے اعتراضات کا شافی جواب دیتے ہین چوتھے صوفیہ کرام جو بصحت عقیدہ حقہ کے ساتھ قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہین اور اس سے جو نتائج وثمرات پیدا ہوتے ہین وہ انپر مترتب ہوتے ہین اور وہ دوسرون کو القا کرتے ہین اور فنا وبقا وقرب واتصال وخشوع وخضوع وعشق وغیرہ کے تلقین کرتے ہین۔

مگر ان سب لوگونمین اسناد وسلسلہ کل دو ہی جماعت کے پاس ہے جسکے وہ سخت طرح سے پابند ہین اور بغیر اس سند کے انکا کام نہین چلتا اور نہ اس جماعت مین وہ داخل رہ سکتے ہین یعنی محدثین وصوفیہ اور اسیوجہ سے خاصکر ان دونون جماعت مین سلسلہ اتحاد اور رشتہ یکجہتی باعتبار اُن دونون کے زیادہ تر مستحکم ہے اور صوفیہ کرام نے جسقدر حدیث کی خدمت کی ہے فقہاء ومتکلمین نے اسکے عشر عشیر بھی نہین کی اور اکثر محدثین خود صاحب حضوری واہل ذوق ومعرفت تھے متقدمین مین دیکھئے امام الدنیا فی الحدیث محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس پایہ تصوف پر تھے کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ نے لکھا ہے کہ جامع الصحیح کی تالیف کے وقت انہون نے ہر حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عرض کرلیا یا بالہام مجاز ہونیکے بعد اپنی کتاب مین درج کیا۔ نواب صدیق حسن خان مرحوم شیخ محقق کا یہ قول نقل کرکے اتحاف النبلا مین فرماتے ہین وہ دریں جا دلیل ست بر بودن بخاری از علماء ظاہر وباطن۔ اور متاخرین مین دیکھئے علامہ جلال الدین سیوطی محدث جنھون نے تمام عمر خدمت حدیث مین بسر کیا انہین تصوف کے ساتھ

تنا عقیدت ہی نتھی بلکہ انکشاف تام بھی حاصل تھا بارہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
عالم بیداری مین مشرف ہوئے اور حدیث کی صحت بھی کی اور امام عبدالوہاب شعرانی ان کے
ان واقعات کی یواقیت وغیرہ اپنی کتاب مین تصدیق بھی کرتے ہین۔ اور صدہا بزرگ ایسے
گذرے ہین کہ جنکا نام شجرہ صوفیہ محدثین دونون ہی مین ہے۔ اور دور کیون جائے اسی سرزمین
ہندوستان ہی کو دیکھ لیجئے یہان فن حدیث کی تخم ریزی صوفیون ہی نے کی ہے کسی دوسرے
نے حضرت شیخ علی متقی صاحب کنز العمال پیرومرشد صاحب مجمع البحار اور شیخ عبدالنبی گنگوہی
چشتی شیخ عبدالحق محدث دہلوی شاہ ولی اللہ محدث شیخ محمد فاخر الہ آبادی شاہ عبدالعزیز دہلوی
یہ لوگ سب اکابر صوفیہ محدثین سے ہین دونون طریقہ کا باغ انسے شاداب رہا اور آجتک دونو
ہی شجرہ مین انکا نام ہے۔ یہان جو لوگ محدث سازج ہین ایسے صوفیونکو اس بات مین ضرور فضیلت
ہے کہ انکا اسناد ظاہری و باطنی دونون ہے اور انکو انقطاع وغیرہ کا کھٹکا ہی نہین وہ خود سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کر لیتے ہین اور کر سکتے ہین حضرت شیخ محی الدین بن عربی قدس
سرہ فرماتے ہین وقد صححت منہ (صلی اللہ علیہ وسلم) عدۃ احادیث الخ یعنی مینے خود حضور صلی اللہ علیہ
وسلم سے چند حدیثون کی صحت کو دریافت کر لیا ہے۔ اور محدثین ظاہری کی یہان فقط لقاء صوری
پر انحصار ہے اور ہمارے حضرات کے یہان لقاء معنوی یعنے استفاضہ روحانی سے ہی
کام چل سکتا ہے اور بہتیرے بزرگ ایسے گذرے ہین کہ جنکو خضر علیہ السلام یا خود سرور کائنات
یا کسی او رمتاخرین اولیا سے فیض روحانی بلا لقاء صوری پہونچا ہے اور اس طریقہ کو ان کی
اصطلاح مین اویسیہ کہتے ہین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے
مستفیض ہوئے گو انکا زمانہ نہ پایا تھا اور یہہ امر اسقدر شہرت پذیر ہوا کہ علامہ سید شریف جرجانی
رحمۃ اللہ علیہ شرح مواقف علم کلام کی کتاب مین لکھتے ہین اما ابو یزید فلم یدرک جعفراً ولکن کان
یستفیض من روحانیتہ یعنی بایزید نے اگرچہ امام کو نہ پایا مگر انکی روحانیت سے مستفیض ہوئے ہین۔ اور
ہندوستان مین جو طریق جاری ہین انمین قادریہ چشتیہ سہروردیہ سب مین اتصال صوری و معنوی ہے

اگرچہ طریقہ چشتیہ کے اسناد مین لقا حسن بصری کو امیر المومنین سے بعض محدثین نے نہ مانا مگر محققین کے نزدیک یہ لقا ثابت ہے فخر الحسن اس بارے مین نہایت ہی مدلل رسالہ ہے - ہان طریقہ علیہ نقشبندیہ مین ظاہری محدث معترض ہوتا ہے کہ اسمین اتصال نہین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے حضرت سلیمان کو بیشک لقا ہے مگر قاسم کو سلیمان سے لقا نہین - مین عرض کرتا ہون کہ یہ اعتراض کسی کا بوجہ اصطلاح وحالات نجاننے کے ہے ورنہ ہرگز شبہہ کوئی نہین ہوسکتا مین عرض کرچکا ہون کہ ہمارے یہان لقا معنوی یعنی فیضان روحی کا بھی طریقہ ہے تو اگر لقا صوری نہ سہی تو اس سے سلسلہ واسناد کو کچھ نقصان نہین اور علاوہ ازین امام جعفر صادق علیہ السلام کو حضرت قاسم اپنے نانا سے نسبت ثانیہ ہے اور نسبت اولیہ انکی اباً عن اب ہے جسمین بالکل اتصال ولقا محقق ہے پس یہ طریقہ نقشبندیہ صوری طور سے علویہ ہے اور باعتبار فیضان صدیقیہ ہے پس اور بھی زیادہ مبارک ہے - اور ہم خود تسلیم کرتے ہین کہ اس سلسلہ مین اویسیت بہت غالب ہے حضرت خواجہ خواجگان بہاء الدین نقشبند قدس سرہ نے گو اخذ طریقہ حضرت سید امیر کلال قدس سرہ سے کیا مگر کمال تربیت باطنی آپکو روح مقدس حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے ہوئی اور یہ امر ایسا شہرت پذیر ہے کہ جناب مولوی عبدالحی صاحب قبلہ لکھنوی طبقات حنفیہ کے حاشیہ مین فرماتے ہین خواجہ بہاء الدین نقشبند تعلم آداب الطریقہ والذکر من خدمۃ السید امیر کلال وترقی من روحانیۃ خواجہ عبدالخالق الغجدوانی ووصل الی ما وصل - علاوہ ازین حضرت قاسم بن محمد کی پیدایش ۳۱ھ مین ہوئی اور ستر برس عمر پاکر انھون نے ۱۰۱ھ مین انتقال کیا جیسا کہ مورخین لکھتے ہین اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ نے ۳۵ھ یا ۳۶ھ مین انتقال فرمایا جیسا کہ اصابہ واسد الغابہ واستیعاب مین ہے تو اس حساب سے عمر انکی حضرت سلمان کے زمانہ مین پانچ یا چھ برس کے تھے - اور اتنے سن مین لقا - واخذ روایت سب ممکن ہے محدثین ظاہر بھی انکو تسلیم کرتے ہین حافظ ابن حجر عسقلانی ونووی وقسطلانی اتنے کم سن کی روایت واخذ کو مقبول لکھتے ہین پس اب لقا صوری کی حیثیت سے بھی اس سلسلہ مین کچھ شبہہ نرہا -

کتبہ خادم الفقرا محمد سلیمان القادری الچشتی کان اللہ لہ پھلواری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم ظاہر و باطن

از جامع الفضائل والکمالات مولانا مولوی حاجی قاری شاہ محمد سلیمان صاحب قادری چشتی پھلواروی مدظلہ العالی

نحمدہ ونستعینہ ونصلی ونسلم علی النبی الکریم

جناب من درویشی وعرفان بغیر حصول علم ظاہری محال ہے اور جتنے اولیاء اللہ گذرے ہین سب بہت بڑے عالم وفاضل تھے معاذ اللہ کوئی انمین جاہل نہ تھا اور جو طالب درویشی بے علم ان حضرات کی خدمت مین آتا تھا اسے واپس کر دیتے یا علم ظاہر کی تعلیم کی ہدایت فرماتے اور کم سے کم عقاید دینی ومسائل ضروری کی تبلانے کے بعد اشغال واوراد کی تلقین فرماتے تھے اور جو لوگ شیخ یا سجادہ نشین وصاحب ارشاد وترشید ہوتے تھے وہ تو علم ظاہر وباطن کے بہت بڑے محقق ہوتے تھے اور بغیر اسکے انکی شیخی وسجادہ نشینی غلط اور فریب تصور کیجاتی تھی مین اپنے ان بیانات پر بزرگان قادریہ وچشتیہ وسہروردیہ ونقشبندیہ کے تصانیف واقوال سے صدہا سندین پیش کر سکتا ہون مگر ابھی چند عبارت وروایت پر کفایت کرتا ہون۔ ارباب انصاف کے لئے اسیقدر کافی ووافی ہے۔ آخر رسالہ مین جاہون کے صوفی بننے کے نقصان دینی اور دیگر مفاسد کو بھی ہم بتفصیل بیان کرینگے۔

حضرت غوث الثقلین سید الاماجد والاکابر امامنا فی الطریقۃ الشیخ عبد القادر جیلانی رضی

آپ علم ظاہر مین وہ رتبہ عالی رکھتے تھے کہ تمام علماء عراق کے شیخ الشیوخ ہوئے اور

اطراف و اکناف عالم سے آپ کے حضور مین استفتا آیا کرتا تھا۔ ملا علی قاری حنفی محدث نے آپ کو مجتہد مطلق لکھا ہے آپ اہل درس تھے اور طلبہ پڑہنے کو حضور کے یہان آتے ایک وقت علم نحو و معانی کا درس ہوتا اور دوسرے وقت تفسیر و احادیث کی کتابین پڑہائی جاتی تھین آپکا دولتکدہ مدرسہ کے نام سے مشہور تھا نہ بنام خانقاہ آپ کے شاگرد و تلامذہ ایکہزار سے زیادہ تھے تفصیل ان باتوں کی بہجۃ الاسرار۔ قلائد الجواہر تحفۃ المحبین وغیرہا مین ہے۔ اور حضور نہی عن المنکر و امر بالمعروف برابر فرماتے تھے اور وعظ آپ فرمایا کرتے تھے آپکے وعظ مین ساٹھ ستر ہزار آدمی جمع ہوتے تھے چار سو آدمی فقط دوات قلم لیکر اسکے لکھنے کو تیار رہتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت تاج الدین عبد الرزاق اور سیف الدین عبد الوہاب نے بھی درس تدریس و سلسلہ وعظ کو بحال رکہا اور یہہ حضرات بھی مشاہیر علمائے عراق سے مشہور ہوئے۔ اہل سیر نے ان حضرات کے اسم گرامی کو سلسلہ فقہا و محدثین مین ضبط کیا ہے اور اساتذہ متقین سے تسلیم کرتے ہین۔ تحفۃ المحبین ص۲۵ چھاپہ مصر مین لکھا ہے وقال رضی اللہ عنہ تفقہ ثم اعتزل من عند اللہ تعالی بغیر علم کان ما یفسدہ اکثر مما یصلحہ یعنی حضور حضرت غوث الثقلین رض نے فرمایا پہلے فقیہ ہو تب عزلت نشینی اختیار کرو جو بغیر علم عبادت مین مصروف ہو اتو فساد کی امید باعتبار اصلاح کے اوس سے زیادہ ہوگی۔ اور اسی کتاب مین ص۲۷ تحفۃ الابرار سے منقول ہے کہ ابو الفرج ابن الحمامی نے حلیہ ابونعیم شیخ نا صر سے پڑھی تھی جس سے انکے قلب مین رقت آئی اور انقطاع عن الخلق و اشتغال عبادت کے لئے مستعد ہوئے پھر حضرت کے حضور مین حاضر ہوئے نماز آپ کے پیچھے ادا کی اور سامنے بیٹھ گئے حضور نے فرمایا اے میان

نوٹ ۵۔ امام عبد الوہاب شعرانی طبقات کبری کے جلد اول صفحہ ۱۶۹ مین فرماتے ہین کہ اول وقت علم نحو۔ فقہ تفسیر حدیث مذہب خلاف اصول اور بعد نماز ظہر قرآن و علم قرأت کا درس ہوتا تھا۔

اذا اردت الانقطاع فلا تنقطع حتی تتفقہ یعنی جب گوشہ نشینی وعزلت کا تمکو ارادہ ہو تو بغیر فقیہ بنے ہوے ایسا مت کرو۔ اور سجادگی و شیخی کی شرائط حضور نے بیان فرمایا ہے جو اس زمانہ مین بالکل مفقود ہین اور قلائد الجواہر اور تحفۃ الجبین صفحہ ۲۰ مین ہے وقال رضی اللہ عنہ وصفۃ المقتدی ہ للسلوک ان یکون عارفاً بالعلوم الشرعیۃ والطبیہ ومصطلح الساوۃ الصوفیہ ولاغنی لہ عن ذالک یعنی سلوک تصوف کے مقتدا (شیخ وصاحب سجادہ) کی صفت یہ ہے کہ علوم شرعیہ اور طبیہ کا عارف (ماہر) ہو اور بزرگان صوفیہ کی مصطلحات سے خوب واقف ہو اور اس سے اسکو چھٹکارہ نہین ہو سکتا۔ ومما ینسب لحضرۃ الشیخ رضی اللہ عنہ فی ہذا المعنی [1]

اذا لم یکن فی الشیخ خمس فوائد — والا فدجال یقود الی الجہل
علیم باحکام الشریعۃ ظاہرا — ویبحث عن علم الحقیقۃ عن اصل
ویظہر للوراد بالبشر والقری — ویخضع للمسکین بالقول والفعل
فذاک ہو الشیخ المعظم قدرہ — علیم باحکام الحرام من الحل
یہذب طلاب الطریق ونفسہ — مہذبۃ من قبل ذو کرم کل

حاصل ان اشعار کا یہ ہے کہ شیخ مین پانچ باتین ضروری ہین اور اگر اسمین نہون اور پھر شیخ بنا رہے تو وہ دجال ہے لوگونکو جہالت کیطرف کھینچتا ہے اول عالم احکام شریعت ظاہری ہو دوم علم حقیقت کے اصل سے بحث کرتا ہو سوم وارد وصادر کی دعوت و مدارت کرتا ہو چہارم مساکین سے جھک کر ملے اور عاجزانہ باتین انسے کرے پنجم طالبین طریقت کی اور اپنے نفس کی تہذیب کا خیال رکھے۔

نوٹ [1] اصطلاح صوفیہ کا جاننا اسلئے ضروری ہے کہ اس سے کوائف مختلفہ وواردات کے درک کو طالب بنا سکیگا ورنہ طالب عدم تمیز سے جلال وجمال کا جب فرق نکر سکا تو خبط وو وس ہین پڑکر گمراہ ہوجائیگا۔ جیسا کہ حضرت مخدوم شرف الدین بہاری قدس سرہ لطائف المعانی مین فرماتے ہین۔ وچون اصطلاحات حیثیات ایشان را نداند از مرتبہ بمرتبہ دیگر فرق نتواند کرد و در عندیات وشطحیات وایاحات افتد وخبط وخلط گرداند انتہی۔

حاصل کلمات طیبات غوثیہ

یہ ایسی کھلی ہوئی باتین ہین جنکی تفصیل و تشریح کی ضرورت نہین مگر پھر بھی ہم اتنا بتلائے دیتے ہین کہ حضور کا مسلک یہہ ہے کہ طالب عرفان (مرید) جب تک علم فقہ یعنی مسائل دینیہ سے آگاہ نہو نے اوسکو تصوف و درویشی نہ بتانا چاہئے بلکہ اوسکو اوس سے باز رکھنا چاہیئے اور جو مرشد و شیخ صاحب اجازت و سجادہ نشین ہو اسکو ضرور ہے کہ وہ علم ظاہر کا بہت بڑا عالم ہو اور کتب و مصطلحات اہل تصوف کا بھی ماہر ہو ورنہ وہ شیخ نہین دجال ہے۔ اس زمانہ مین کیا حال ہے مجھے یہانپر سکوت کرنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ پر اس معاملہ کو حوالہ کرنا چاہیئے آخر رسالہ مین اس زمانہ کے علم و تصوف کا حال ہم کچھ بیان کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت شیخ الاسلام احمد جام و حضرت خواجہ مودود چشتی رضی اللہ عنہما

حضرات چشتیہ ہمیشہ سے علم ظاہر مین بھی شیخ العلما رہے اور شیخ الاسلام کہلایا کئے۔ مولانا جامیؒ نے نفحات الانس مین اور حضرت سید اشرف جہانگیر قدس سرہ نے لطائف اشرفی صفحہ ۱۵ مین نقل فرمایا ہے کہ جب حضرت خواجہ مودود چشتی رح سجادہ نشین ہوئے اسوقت تک علم ظاہر مین آپ کامل نہ تھے اور بوجہ سجادگی ہزارون آدمی نے آپ سے بیعت کی پھر آپ حضرت شیخ الاسلام احمد جام کے حضور مین مع جمعیت مریدان و معتقدان تشریف لیگئے اور بعد واقعات بسیار پھر تکمیل علم باطن کے خواستگار ہوئے حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا۔ اوّلاً مصلا برطاق نہ و برو و علم بخوان کہ زاہد بے علم مسخرۂ شیطان باشد و متعبد بی فقہ چو خر۔ حضرت خواجہ نے مریدان کو رخصت فرمایا اور ایک مدت تک علم ظاہر حاصل کرتے رہے۔ پھر حضرت شیخ الاسلام کے حضور مین آئے اور آپ نے انہین پسند فرما کر زیب سجادہ خاص کیا۔

یہہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اس خاندان متبرکہ چشتیہ مین علم ظاہر و باطن جیسا پشتہا پشت تک جاری رہا ہے شاید ہی اتنا مدت دراز تک کسی خاندان مین جاری رہا ہو۔ دور نجائیے اسی سرزمین ہندوستان مین دیکھ لیجئے حضرت خواجہ خواجگان معین الدین

چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم ظاہر و باطن مین یکتائے روزگار تھے۔

اس مقام کے لوازم مین سے ہے عجیب و غریب خوارق کا ظاہر ہونا اور قوی تاثیرات کا پیدا ہونا اور دعاؤن کا مستجاب ہونا اور بلاؤن کا دفع ہونا جیسا کہ لان سالنی لاعطینہ ولان استعاذ نی لاعیذنہ[1] اسکی شرح کر رہی ہے اور یہ بھی اوسی کے لوازم مین سے ہے کہ ان اہل اللہ کے دشمنون اور مخالفون پر پریشانی اور وبال کی مصیبت نازل ہوتی ہے چنانچہ من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب[2] سے یہ بخوبی ظاہر ہے۔ بعد ازین اگر دوسرا لطیفہ غیب سے ظاہر ہوتا ہے اور ایک جدید جذب اور کشش پیدا ہوتی ہے تو اوسکے ادراک مین بہت بڑی وسعت اور گنجایش پیدا ہوجاتی ہے اور اسی سبب سے تمام حقایق کونیہ اور موجودات امکانیہ ذات بیچون اور بیچگون کے مقابلہ مین مضمحل معلوم ہوتے ہین اور وہ نسبت جو کہ مابین نفس طالب اور حضرت حق کے ظاہر ہوئی تھی وہی نسبت ہر ایسے چیز کے درمیان جو کہ میدان وجود مین ظاہر ہے اور حضرت حق کے درمیان روشن ہوجاتی ہے اور حضرت حق کی قیومیت تمام بساط وجود پر منبسط معلوم ہوتی ہے اور ان سب حقایق متکثرہ کا قیام اوسی ذات واحد پر مدرک ہوتا ہے اور مضمون ہو الاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شئ محیط۔ ولو دلیتم بحبل الی الارض السابعۃ السفلی لہبط علی اللہ[3] سے ظاہر ہوتا ہے۔ سبحان اللہ زہے تاثیر حب عشقی وخہے جذب تجلی علمی کہ اوسکے یمن و برکت سے یہ مشت خاک مقام مقدس و پاک مین کس قدر

[1] یعنی جب وہ سوال کرتے ہین مین عطا کرتا ہون جب وہ پناہ چاہتے ہین مین پناہ دیتا ہون۔

[2] یعنی جو میرے ولی کا دشمن ہو اوس سے کہدو کہ وہ مجھسے لڑنے کے لئے طیار ہی کرے۔

[3] یعنی وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے اور وہی سب شے کو محیط ہے۔ اور اگر ایک رسی کے ذریعہ سے کوئی ڈول ساتوین طبقہ زمین کے تہہ تک لٹکایا جاسے تو وہ گریگا اوپر اللہ کے۔

چالاک ہوگئی اور اس عاجز تراب نے مجلس قرب رب الارباب مین کیا اچھا مقام
کرم پایا۔ شعر جسم خاک از عشق بر افلاک شد + کوہ در رقص آمد و چالاک شد +
عشق جان طور آمد عاشقان + طور مست و خر موسیٰ صاعقا + اور اسی مقام
کے لوازم مین سے وحدت وجود اور معارف الیہ کے نسبت لب کہو لنا ہی ہے۔
شعر آنچہ نے میگوید اندر زیر و بم + فاش گر گویم جہان برہم زنم + جملہ معشوق است
و عاشق پردۂ + زندہ معشوق است و عاشق مردۂ۔ اور آپ فرماتے ہین کہ حب
نفسانی کے احکام مین سے جو ضروری تہا وہ یہان بیان کیا گیا اسکی اور تفصیل اگر
منظور ہو تو خاص انہین کی کتابون سے معلوم کرنا چاہیئے ان بیانات اور تحریرات
کو دیکہہ اور سمجہکر کوئی شخص یہ رائے نہین قائم کرسکتا کہ جناب مولانا تصوف اور
صوفیاے کرام کے عظمت اور حرمت کے قایل نہین ہین یا معاذ اللہ تصوف کو
اسلام اور شریعت ربانی کے خلاف سمجھتے ہین اور اوسکے متبعین کو دائرہ اہل سنت
والجماعت سے خارج و فرقہای ضالہ مین شمار کرتے ہین حاشا و کلا ایسی رائے
قائم کرنا آپ پر بہتان عظیم لگانا اور آپ کے نسبت سخت بدگمانی سے پیش آنا ہے
جب یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ نے تصوف اور صوفیہ کو اسلامی زمرہ مین مانا اور
برحق تسلیم کیا ہے تو اب اس امر مین کسی دعویدار عمل بالحدیث کو تردد اور تامل
نہ ہونا چاہیئے کیونکہ تمام حضرات نے جناب مولنا کے تحقیق اور تعلیم کو بغیر کسی قسم کے
مخالفت اور اعتراض کے مانا اور تسلیم کیا ہے ہان اب مشتبہ امر یہان اور
باقی رہتا ہے جسے ظاہر کردینا بہی مناسب ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مولنا نے
تمامتر کوشش حب ایمانی اور محبت عقلی کی فضیلت اور بزرگی کے ثابت
کرنے کی ہے اور اسی کو بہتر اور افضل و اقرب قرار دیا ہے تو حقیقت یہہ ہے
کہ یہ اختلاف جناب کا صرف اولیت اور افضلیت پر مبنی ہے اور جناب کی

رسالے مین طریق عشق سے طریق حب عقلی اولیٰ اور افضل ہے نہ یہ کہ طریق عشق کی فی الحقیقت کوئی اصلیت ہی نہین اسمین اختلاف کے دو جنبے ہین ایک نفس مسئلہ مین یعنی محبت عقلی اور عشق کے محمود اور مذموم ہونے کے نسبت دوسری مصلحت عامہ اور جناب مولانا کی نظر برامر مین مصلحت عامہ پر بہت زیادہ ہے خواہ وہ عامتہ الناس ہون یا عوام مومنین یا عوام علما یا عوام صوفیہ کیونکہ خواص اول تو تھوڑے دوسرے ہر نفع اور ضرر سے خود ہی بخوبی واقف ہوتے ہین اور اونکا ہر قول و فعل یقینی اور تحقیقی ہوتا ہے نہ کہ مشتبہ اور تقلیدی گو بظاہر وہ مقلد ہوتے ہین لیکن یہ اونکی تقلید بہی تحقیق ہوتی ہے اور مصلحت عامہ پر نظر کرکے ہر منصف مزاج یہ بہی کہیگا کہ طریق محبت ایمانی اور حب عقلی عوام کے لئے محفوظ ترین طریقہ ہے اور یہی وجہ ہے جو شارع نے اسی طریق پر چلنے کی تکلیف دی ہے اور محققین صوفیہ کی بہی یہی رائے ہے سہ نہ ہر تردامن را عشق زیبد + نشان عاشقی از دور پیداست + ایوان مراد بس بلند است + آنجا ہوس رسید نتوان + این شربت عاشقی است خسرو + بے خون جگر چشید نتوان + یہان تک کہ حضرت مولانا خواجگی رحمتہ اللہ علیہ جیسے شیخ کامل اور عارف واصل اپنے نسبت فرماتے ہین سہ اے عشق شغل تو بمن تا کسے رسید + دانم کسے نماند جہان خراب را + اور یہ بہی کہدیا ہے کہ دور است سراب درین بادیہ ہشدار - تا غول فریبت نہ دہد بسراب + اور اسمین بہی شبہہ نہین کہ دعویداران محبت عقلی و حب ایمانی کو اگرچہ اونکا یہ دعویٰ دل سے بہی نہو جب بہی اس طریق پر چلنے کی وجہ سے اونمین کوئی ضرر نہین پہونچ سکتا لیکن طریق عشق کی یہ حالت نہین ہے اگر فی الحقیقت اونمین عشق نہین ہے بلکہ محض تصنع اور بناوٹ ہے اور عشق کا نام لیکر عشاق صادق کی وضع اور روش اختیار کی جاتی ہے تو باعتبار اکثریت کے اونکا نتیجہ خراب اور بہت ہی

مضرت رسان ہوتا ہے انہین کے نسبت یہ فیصلہ تحقیقی ہے کہ ؎ نسبت پاکان
طلب کن یا بس یا بیان ہر مغروق دریا می شود فرعون و موسیٰ پیشوا است ✢ کو عشق
کو سب ہی نے خطرناک بتایا ہے لہذا جب تک جذب الٰہی اور جوش قلبی اور سوز عشق
اور پیر کامل رہنما اور رہبر اور رفیق سفر نہون اس راستہ سے ایمان سلامت لیجانا
مشکل بلکہ ناممکن ہے یہان تو دین وایمان کی غارت گری قدم قدم پر ہوتی ہے
اور معشوق طناز باہزاران ہزار غمزہ وناز امتحان عشاق کے لئے خود ہی غارت گری پر
کمربستہ نظر آتا ہے ؎ مجنون عشق را دگرام وز حالت است۔ اسلام و دین لیلی دگر
ضلالت است ✢ پھر ایسے حالت مین اگر صدق واخلاص اور وجہ خاص بھی شریک
حال نہو تو نجات مقصود رسی کی کیا شکل ہے یہ تو صرف انہین صفات مذکورہ بالا
اور پاک نیتی کا سبب ہوتا ہے کہ چشم پوشی اور درگذر کو کون کہے بفحواے
ان الحسنات یذہبن السیات اون کے پاک نیتی کے بے مثل نیکی تمام بدی کو
مٹا دیتی ہے۔ اور یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ اغزیدن یا بر در رسیدن ضرور است اور اسی لئے
عام طور پر عرش و فرش آسمان وزمین مین یہ منادی کردیجاتی ہے کہ ؎ آج کل
جوش جنون ہے میرے ستانے کو ✢ کوئی پتھر سے نہ مارے میرے دیوانے کو ✢
اور جب سر سے مستانگی اور دیوانگی مصنوعی ہو تو پھر چشم پوشی اور درگذر کیسی پہلے
سے طور پر یہ دلی تمنا پیدا کیجئے کہ ؎ بجرم عشق توام میکشند وغوغائیست ✢ تونیز بر سر بام
آکہ خوش تماشائیست ✢ تو پھر اس فیصلہ کے مستحق بنئے کہ ؎ بنا کردند خوش رسمے
بخون وخاک غلطیدن ✢ خدا رحمت کند بر عاشقان پاک طینت را ✢ اسی مصلحت
سے مولانا نے حب ایمانی اور محبت عقلی کو افضل قرار دیا ہے اور اسی پر زور دیا ہے
اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا فی الحقیقت یہ راستہ بھی موصل الی اللہ ہے یا نہین اور
اور اس طریق پر بھی چلکر قرب اور ولایت حاصل ہوتی ہے یا نہیں۔ تو اس امر سے

کسی ذیعلم محقق کو انکار نہین ہے کہ یہ طریقہ ہی قرب اور ولایت کا وسیلہ اور ذریعہ ہے چنانچہ وہ خود اس امر کے قائل ہین کہ ولایت کی دو قسمین ہین ولایت عامہ اور ولایت خاصہ قرب ایمانی اور قرب عرفانی ولایت عامہ تو کم و بیش ہر مومن کو حاصل ہے اور جسقدر ایمان اور اسلام کے مراتب کمالیہ ترقی کرتے جاتے ہین یہی ترقی کرتی جاتی ہے زاہد عابد متقی ابرار وغیرہ وغیرہ سب اسی کے مراتب اور مدارج ہین جنکے اوصاف اور فضائل بکثرت کتاب اللہ اور کتاب الرسول مین مرقوم ہین اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب زہد اور اتقا کامل ہوجاتا ہے تو ریاضت کے وجہ سے تصفیہ اور تزکیہ قلب کا ہوجاتا ہے اور زاید از ضرورت چیزون سے ایک قسم کی نفرت پیدا ہوجاتی ہے جس سے پریشانی اور تشتت بہت کچھ اطمینان اور جمعیت سے بدل جاتی ہے اور ایک قسم کی یکسوئی پیدا ہوجاتی ہے اور دوسری طرف عبادات نافلہ کی کثرت سے مجاہدہ کا باب کہلتا ہے اور کثرت ذکر الٰہی کی برکت سے قلب مصفا مین جلا اور نورانیت پیدا ہوجاتی ہے اور یہی نور صفات اور کمالات الٰہیہ کے معرفت کا باب کھولتا ہے اور صفات اور کمالات کا تناسب اوس حسن ازل کے حضور مین پہونچاتا ہے جسے دیکھکر ممکن ہی نہین کہ کوئی انسانی دل ہزار جان سے عاشق و شیدا نہو جائے لغزیدن پا بر در میخانہ ضرورست لہذا عشق کا شعلہ بھڑک اوٹھتا ہے اور محبت ایمانی عشق کے ساتھہ ملکر شیر و شکر ہوجاتی ہے اور وہ یہ کہتی ہوئی قدم آگے بڑہاتی ہین کہ با خدا دیوانہ باشی با محمدؐ ہوشیار - اور یہی صورت دوسری جانب سے بھی پیش آتی ہے یعنی طریق عشق کے سالک مین بھی ایک مقام خاص پر پہونچکر محبت عقلی پیدا ہوجاتی ہے کیونکہ محبت ایمانی تو پہلے ہی سے اونمین ہوتی ہے جو بطور غیبی ایمان کے اونھون نے اختیار کی تہی لیکن حقایق امور کے منکشف ہوجانے سے

یہی محبت ایمانی جو پہلے تقلیدی تھی تحقیقی اور حقیقی ہوجاتی ہے اور وہ عشق سے مخاطب ہوکر
کہنے لگتی ہین کہ سہ اے جنون باحبیب من شوخی مکن ہشیار باش ہاکین گریبان جامہ
پرور دہ زہے دامان اوست + گریبان سے یہان نظام بشری اور بشریت کو مراد لیجئے
پھر کیا معنی ہوئے یعنی عشق سوزان جو یہ ارادہ کرتا ہے کہ اس لباس کو جلا کر خاکستر کردے
تاکہ دائمی وصال مین کوئی چیز سد راہ نہ باقی رہے کیونکہ حجاب عارض جان میشود غبار تنم
خوشا زمان کہ ازین رو پردہ برفگنم + اوسے حضرت مرزا مظہر جان جانان صاحب یون متنبہ
کرتے ہین کہ تیری یہ دست درازی اس لئے جائز نہین کہ یہ لباس بہی عظیم الشان
مصلحتون سے بنایا گیا ہے اور حکیم مطلق کے کسی مصلحت کا مٹانا یا مٹانے کی کوشش کرنا
خالی از ضرر نہین ہے پہر آپ رعایت بشریت اور آداب شریعت کے جانب مخاطب ہوکر
فرماتے ہین کہ سہ زخم دل منظر مبادا بشود ہشیار باش ہاکین جراحت یادگار ناوک
مژگان اوست + یعنی اسقدر رعایت بہی ہو کہ درد محبت الٰہی جاتا رہے اور آتش
عشق سرد پڑجائے ان باکمال بزرگون کا یہ رنگ ہوتا ہے کہ سہ برکفے جام شریعت
برکفے سندان عشق + ہر ہوسناکے نداند جام و سندان باختن + بیشک یہ حالت
نہایت ہی اچہی اور بہت ہی نفع بخش ہے اور ایسے ہی باکمال عرفا کے نسبت
سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ سہ عالم و عابد صوفی ہمہ طفلان رہ اند +
مرد اگر ہست بجز عالم ربانی نیست + ایسے باکمال حضرات ولایت عامہ اور
ولایت خاصہ عشق اور ادب دونون کے جامع ہوتے ہین اور جبکا قدم طریق عشق
مین نہین پڑتا اور جذب حسن الٰہی اوسے ولایت خاصہ کے جانب نہین کہینچتا وہ
ولایت عامہ کے تمام مدارج کو رفتہ رفتہ ترقی کرکے ابرار ہوجاتے ہین اور قرب ایمانی
اور ولایت عامہ کا انتہائی کمال اونہین حاصل ہوجاتا ہے کمالات ولایت عامہ
جس طریقہ سے حاصل کیجاتی ہین وہی طریقہ شریعت کے نام سے موسوم ہے اور

کمال ارشاد فرمایا کہ اتفاق باہمی کی اصل تواضع ہے جن لوگوں میں تواضع ہوگی باہم اتفاق رہیگا ف سبحان اللہ کیسی قدر و قیمت کی بات ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گو علما سیاست مدن میں کمال مہارت کے مدعی ہیں لیکن اس علم کے اصول حقیقیہ بھی انہی حضرات پر منکشف ہوتے ہیں جنکے قلوب مرآۃ حقائق ہوگئے ہیں چنانچہ آجکل قریب قریب ہر شخص اور ہر قوم اتفاق قومی کی ترغیب و تاکید کر رہے ہیں لیکن ہمنے آجتک کسی عاقل سے فلسفی سے اسکی پیدا کرنیکا طریقہ نہیں سنا حضرت صاحب کے ارشاد کے بعد واقعات میں غور کرنیسے معلوم ہوسکتا ہے کہ نااتفاقی کا اصل منشا تکبر ہے ہر شخص مال یا جاہ میں اپنے کو بڑا بنانا چاہتا ہے چونکہ علاج ہر شے کا اوسکے سبب کا ازالہ ہے جب تک تکبر کا ازالہ نہو اور تواضع اختیار نہ کیجاوے ہرگز نااتفاقی کی جگہ اتفاق پیدا نہیں ہوسکتا اور اگر سب متواضع ہوں زید اپنے کو عمرو سے کم سمجھے عمرو اپنے کو زید سے کم سمجھے ہرگز امکان نہیں کہ اونمیں تزاحم ہو اس سے بھی حضرت صاحب کا کمال عمق علم و انکشاف حقائق ظاہر ہے

کمال ایک واسطہ سے حضرت صاحب کے ایک خادم کی روایت پہونچی کہ ایک زمانہ میں حضرت صاحب علیل تھے ایک بار خلوت میں سے میں نے نغمہ کی آواز سنی تعجب ہوا کہ تنہائی میں کس بات پہ ہنسی آئی مزاج خوش پاکر دوسرے وقت دریافت کیا فرمانے لگے کہ اوس وقت مرض میں ایسی لذت آئی کہ بے اختیار ہنسی آگئی ف اس سے حضرت صاحب کی شان عاشقی ظاہر ہے کہ بلا سے متلذذ ہوتے تھے۔

کمال حضرت صاحب کی اجل خلفا حضرت مولانا رشید احمد صاحب دام فیضہم بیان فرماتے تھے کہ حضرت صاحب کے فلاں عزیز جو رشتہ قرابت سے بھائی ہوتے تھے نہایت تندخو اور تلخ مزاج تھے اور حضرت صاحب سے دو بدو گستاخانہ تحکمانہ گفتگو کرتے تھے غرض حضرت صاحب کو ایذا پہونچانے میں بیباک تھے ایکبار جس زمانہ میں مظفرنگر میں جناب مولوی نصر اللہ خانصاحب (کہ درویش اجازت یافتہ و ذی علم بھی تھے) ڈپٹی کلکٹر تھے وہی

عزیز مذکور کسی سرکاری سپاہی سے کسی بات پر اولجہ گئے اور اوسکی ساتھ سختی سے پیش آئے
اوسنے شکایت کر دی ڈپٹی صاحب نے طلب کرکے حوالات مین کر دیا اور مقدمہ کی تاریخ
مقرر کر دی یہہ خبر حضرت صاحب کو تہانہ بہون پہونچی حضرت صاحب فی الفور سوار ہوکر
مظفرنگر تشریف لیگئے اور ڈپٹی صاحب کے مہمان ہوئے ڈپٹی صاحب بڑی تعظیم سے
پیش آئے اور اپنے ایک پیر بہائیکو حضرت صاحب کے خدمت کے لیے متعین فرمایا
غرض فرصت کے وقت مین حضرت صاحب نے اوس عزیز کی سفارش فرمائی ڈپٹی صاحب
کو سخت حیرت ہوئی اور کہا کہ آپ ایسے مفسد وموذی کی سفارش کرتے ہین آپ رہنے دیجے
یہہ بدون سزا کے نہ مانیگا آپ نے ہمراہیون سے فرمایا کہ چلنے کی طیاری کرو ڈپٹی صاحب
نے قیام پر اصرار کیا آپ نے فرمایا کہ مین تو خاص اسی کام کیواسطے آیا تہا جب آپ نے
اوسکو منظور نہ فرمایا ہمارا ٹہرنا بیکار ہے ڈپٹی صاحب آخر عاجز ہوئے اور کہا کہ بہت
اچہا مین وعدہ کرتا ہون ضرور رہا کر دونگا اور رہا تو ابہی کر دیتا لیکن اسمین شبہ ہوگا
اسلئے ایک ہفتہ کے بعد چہوڑ دونگا آپ اطمینان فرمائے حضرت صاحب راضی ہوئے
سب مین چرچا تہا کہ دیکہو آکر پہر حضرت ہی کو ایذا دیگا مگر آپکو اصلا اسکا خیال نہ تہا
ف اس حکایت سے حضرت صاحب کا عفو وحلم وفراخ حوصلگی جو کچہہ معلوم ہوتی ہے
ظاہر ہے ؎ شنیدم کہ مردان راہ خدا ✦ دل دشمنان ہم نکردند تنگ ✦ ترا کے میسر
شود این مقام ✦ کہ با دوستانت خلافست وجنگ ✦

کمال ۶۰ حضرت مولانا ممدوح الذکر کا نیز بیان ہے کہ حضرت صاحب ارشاد فرماتے تھے کہ حجر اسود کی نسبت سوی
مثل کسوٹی کے ہے جسطرح کسوٹی پر رگڑنے سے چاندی سونیکا کہرا کہوٹا ظاہر ہوجاتا ہے
اسیطرح حجر اسود کے استلام او مس سے جو طینت اصلیہ ہوتی ہے منکشف ہوجاتی
ہے اگر طینت مین خبث تہا تو وہ کہل جاتا ہے اور اگر پاکی تہی وہ کہل جاتی ہے
ف اکثر عقلا کو اسمین حیران ہوتے دیکہا ہے کہ بعضے آدمی حج کرکے کیون خراب ہوجاتے

ہے باوجود یکہ جگفر ذنوب ہے حضرت صاحب کی اس تحقیق سے اس اشکال کے حل میں کیسی تشفی ہوتی ہے سبحان اللہ علم و حکمت اور فلسفۂ حقیقیہ اسکا نام ہے۔

کمال بارہا دیکھا گیا ہے کہ اگر حضرت صاحب کی مجلس میں کسیکی شکایت کیجاتی بعض دفعہ تو فرماتے کہ نہیں وہ شخص ایسا ہرگز نہیں بعض دفعہ تو اوسکے قول و فعل کی تاویل حسن فرما دیتے بعض دفعہ یہہ فرماتے کہ یہاں ایسے تذکرے مت کیا کرو اور اگر وہ شخص واقعی قابل شکایت ہی کے ہوا تب بھی گو اوسکو رد نفرماتے مگر اُسکو گوارا بھی نفرماتے فوراً ہی دوسرے مضمون کیطرف کلام کو منتقل فرما دیتے چنانچہ ایکبار کسی ظالم حاکم کی ایک شخص نے شکایت شروع کی آپ نے فوراً ہی ارشاد فرمایا کہ آج کل تجلیات قہریہ کا زیادہ ظہور رہنے اور دیر تک اس توحیدی مضمون کی تحقیق فرماتے رہے اور اوس تذکرہ ایذائیکا نام و نشان بھی نرہا۔ ف اس سے حضرت صاحب کا تقوے و ورع ظاہر ہے۔

ناقل: تقوی و ورع

کمال حضرت صاحب نے ایکبار ایک معتقد کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ بخدا میں چاہتا ہون کہ کوئی میر معتقد نرہے مجھکو سب چھوڑ دین کوئی مجھکو نہ پوچھے لوگونکے اعتقاد و تعظیم نے میری اوقات خراب کر دی ف حدیثونمیں جا بجا حب خمول کی فضیلت اور حب شہرت کی آفت آئی ہے موافقت سنت کا طبعی ہو جانا غایت درجہ کا کمال ہے اور نیز اس حکایت سے حضرت صاحب کے اُنس باللہ کی قوت ثابت ہے کیونکہ اُنس باللہ کے لوازم میں سے ہے وحشت عن الخلق گو افادۂ خلق کے لئے اختلاط کو گوارا کیا جاتا ہے

ناقل: بےنفسی و اخمال

کمال بارہا ارشاد فرمایا کرتے کہ میرے پاس بجز نامرادی کے کچھ نہین اور ایک بار ارشاد فرمایا کہ مین نے مختلف جگہہ مختلف دوکانین رکھوا دی ہین مسائل علماء کے پاس ہین تعویذ وغیرہ حاجی محمد عابد صاحب کے پاس ہین (اوسوقت کسی نے غالباً حضرت صاحب سے تعویذ مانگا تھا اور حاجی صاحب موصوف اوسوقت مکہ معظمہ

مین موجود تھے) جس چیز کی کسیکو ضرورت ہو وہان جا کرے اور جسکو نامرادی لینا ہو میری پاس آوے **ف** اس سے حضرت صاحب کی شان تواضع ظاہر ہے اور اہل فہم کے لئے اشارہ ہے کہ حضرت صاحب کی صحبت واتباع سے عشق الٰہی مین ترقی ہوتی تھی کیونکہ حضرات صوفیہ کرام عاشق کو باین معنے نامراد کہتے ہین کہ جس مقام پر پہونچتا ہے قناعت ہوتی نہین آگے کا طالب ہوتا ہے پس جو حاصل ہوا اوسکا طالب نہین رہا۔ اور جسکا طالب ہے وہ اسوقت حاصل نہین یہ مقصود ہے نامرادیسے فافہم اور نیز نامرادی مین تعلیم ہے اسکے کہ طالب طلب کو نہ چہوڑے اگرچہ مراد حاصل نہ ہوا اور یہہ ایک شرط عظیم ہے طریق سلوک کی اس مضمون کی تائید مین حضرت اکثر یہہ شعر پڑہا کرتے۔ **شعر** یابم اورا یا نہ یابم جستجوئے میکنم ؛ حاصل آید یا نیاید آرزوئے میکنم ؛

کمال جو کوئی حضرت صاحب سے عرض کرتا کہ مجھکو حضرت کی تعلیم اور توجہ کی برکت سے یہہ فائدہ ہوا ارشاد فرماتے کہ بھائی یہہ تمہارا حسن ظن ہے ورنہ فقیر تو کسی قابل نہین اللہ تعالےٰ تمہارے گمان نیک کی برکت سے فائدہ پہونچا دیتے ہین اور نسبت میری طرف کرا دیتے ہین کاہے یون فرماتے کہ مین اپنے پاس سے کچہ نہین دیتا بلکہ وہ دولت تم خود لیکر آتے ہو اوسمین سے کچہ دیدیتا ہون جیسے کوئی شخص فرستادہ سر پر خوان رکہکر کسی کے پاس کوئی چیز لاوے اور جسکے پاس لایا ہے وہ اوہی خوانین سے تہوڑا سا اوس لانیوالیکو دیدے مگر تم یون ہی سمجہو کہ مین دیتا ہون **ف** اس سے حضرت صاحب کا کمال تواضع اور کرم کہ مریدون پر اپنا احسان نہ سمجہتے تھے ظاہر ہے اور اسمین ایک مسئلہ کی بھی تحقیق فرما دی کہ قوۃ و استعداد خود طالب کے اندر ہوتی ہے مگر مرتبہ فعلیہ مین اوسکا ظہور نہین ہوتا شیخ کا کام اوسکا ظاہر کر دینا ہے نہ کہ عطا کرنا اور یہی وجہ ہے کہ جنکی استعداد فاسد تہی وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہی نفع حاصل نکر سکے جیسے ابوجہل وغیرہ اور اوس فساد استعداد ہی کو اللہ تعالےٰ نے ختم اللہ سے تعبیر فرمایا ہے اور نیز ایک ادب شیخ کا بھی جو شرط

استفادۂ طالب ہے بتلادیا کہ وہ ہر فیض کو شیخ سے سمجھے کیونکہ واسطہ تو وہی ہے چنانچہ اسکو ایک بار حضرت صاحب نے بڑی پاکیزہ مثال مین بیان فرمایا کہ شیخ کی مثال میزاب کی سی ہے گو بارش کا پانی عطار سحاب ہے لیکن اگر میزاب بند ہوجاوے تو طالب کو پانی نہ ملیگا یا اگر میزاب مین مٹی وغیرہ آجاوے تو پانی تیرہ ملیگا اسیطرح شیخ واسطہ فیض ہے اگر وہ سوء ادب یا مخالفت وغیرہ سے منقبض یا مکدر ہو تو فیض بند و تیرہ ہو جاتا ہے۔

کمال۔ ایکبار ارشاد فرمایا کہ شیخ کی مثال مشاطہ کی سی ہے گو عروسین مین مواصلت اوسیکی بدولت ہوتی ہے لیکن مواصلت و قرب کے وقت اوسکا بھی وہان گذر نہین ہوتا۔ ف اسمین حضرت صاحب نے ایک مسئلہ کی تحقیق فرمادی کہ ولایت ایک نسبت خاصہ ہے جسمین ہر شخص کا معاملہ اللہ تعالے کے ساتھ جداگانہ ہے اوسکے طرق تحصیل مین شیخ کا دخل ہوتا ہے کہ وہ تعلیم و تربیت و تصرف کرتا ہے لیکن اوسکے حصول کے بعد شیخ کا بھی اوسمین کوئی دخل نہین بلکہ ممکن ہے کہ مرید کو وہ مقام حاصل ہوجاوے کہ شیخ کو خبر بھی نہو ف اس سے علاوہ محقق ہونیکے حضرت صاحب کا صادق ہونا بھی بدرجہ کمال ظاہر ہے ورنہ ایسے مضامین سے دوکاندار مشایخ کی رونق مین خلل پڑتا ہے کہ مرید یون کہین گے کہ ہمارے بعض احوال سے پیر صاحب بھی بے خبر ہو سکتے ہین۔

کمال۔ حضرت عام فرمایا کرتے تھے کہ مین اپنے مریدونکو اجازت دیتا ہون کہ جہان اپنا مقصود دیکھین حاصل کرین اور اگر ضرورت ہو بیعت بھی کرلین میری طرف سے کوئی مخالفت اور مجھکو کوئی کدورت نہین سمجھے مین بندۂ خدا بناتا ہون اپنا بندہ نہین بناتا ف اس سے بھی حضرت صاحب کا کمال صدق ثابت ہے ورنہ اکثر مشایخ دوسری جگہ جانے سے بہت ناراض ہوتے ہین لیکن یہہ یاد رہے کہ یہہ اذن

ملفوظی
صدق
صدق

اوسوقت ہے جبکہ شیخ اول کی تربیت سے جو کامل بھی ہو فارغ ہوچکا ہو ورنہ بوالہوسی اور محرومی ہے۔

کمال جب کوئی مسئلہ علمار کے سامنے حقایق کا ارشاد فرماتے تو یہی فرمادیا کرتے کہ بھائی مین ناخواندہ آدمی ہون تم لوگ عالم ہو قلب پر جو وارد ہوا اوسکو بیان کردیا۔ اگر کتاب وسنت کے خلاف ہونے سے اسمین کوئی غلطی ہو تو تم لوگ لحاظ وحجاب مت کیا کرو مجھے اطلاع کردیا کرو ورنہ مین قیامت مین یہہ کہدونگا کہ مین نے ان لوگون سے کہدیا تھا انہون نے ظاہر نہین کیا ف اس سے حضرت صاحب کا کمال ورع اور حق پرستی اور اتباع شرع جو کچہ ثابت ہے ظاہر ہے ورنہ آجکل کے صوفی کہینچ تان کر خود شرع کو اپنی تصوف پر منطبق کرنا چاہتے ہین یا شریعت کو صاف رد کردیتے ہین مگر حضرت صاحب نے شریعت کو متبوع اور اپنے الہام و وارداتکو تابع بنایا جو کہ عین طریق محققین کا ہے اور اسمین یہہ بھی ظاہر فرمایا کہ الہام مثل وحی کے یقینی نہین کیونکہ تعینات مین باہم تعارض نہین ہوتا اور یہہ بھی ظاہر فرمادیا کہ ایسے امور مین صوفیہ محتاج ہین علمار کے بخلاف جہلۂ صوفیہ کے کہ علمار کی سخت تحقیر کرتے ہین اور اپنے مریدونکو اونسے نفرت دلاتے ہین۔

کمال جب کوئی مسئلہ حقایق کا ارشاد فرمانا چاہتے مجلس مین چارون طرف دیکھ لیتے اور زبانی بھی استفسار فرماتے کہ کوئی غیر تو نہین ہے جب اس سے مطمئن ہوجاتے تب کچہ ارشاد فرماتے ف اس سے حضرت صاحب کی احتیاط اور اسرار کے ساتہ اہل کو خاص فرمانا ظاہر ہے آجکل اسمین نہایت بد احتیاطی ہے کہ سربازار مسائل متعلقہ بیان کرکے مسلمانونکو تباہ کیا جاتا ہے۔

کمال۔ جب حضرت کو کسی مسئلہ فقہیہ کی تحقیق مقصود ہوتی تو علمار کیطرف رجوع فرماتے اور اپنی پہلی یادداشت اگر اوسکے خلاف ہوتی فورًا اوس سے

الہام کو حجت نہ سمجھنا اور علمار کی طرف رجوع کرنا

اتباع شریعت

اسرار کو غیر اہل سے چھپانا

رجوع فرماتے اور بعض امور جو علماء مین مختلف فیہ ہوتے اور حضرت ایک شق کو اختیار فرما لیتے پہر شرح صدر و نور قلب سے اگر دوسری شق کا حق ہونا واضح ہوتا تو علی الاعلان اوسکے حق ہونیکا اور اپنی غلطی پر ہونیکا اظہار فرماتے **ف** اس سے بھی حضرت صاحب کی حق پرستی ظاہر و باہر ہے۔

کمال ۲۲۔ ایکبار ارشاد فرمایا کہ عوام الناس کو ایسے اشغال نہ بتلانا چاہئے جن سے کشف ہوتا ہو صرف اوراد و اعمال کی تعلیم کردین **ف** یہ دستور العمل مشایخ کے عمل کرنیکے قابل ہے وجہ اسکی ظاہر ہے کہ کشف اگر اسرار کا ہوا تو اونکی فہم کی قوت نہین غلطی سے زندقہ و الحاد مین مبتلا ہو جاویگا اور اگر حوادث کا ہوا تو بعض اوقات معانی دوسری صورتمین متمثل ہو جاتے ہین علم نہونیکی وجہ سے اون مناسبات کو سمجھ نہ سکیگا بعض اوقات عقاید ضروریہ دینیہ کو تباہ کر بیٹھیگا۔

کمال ۲۳ روایۃً مسموع ہوا کہ ایکبار حضرت زینہ پر چڑہتے تہے غایت ضعف سے پانو مین لغزش ہوئی کوئی خادم موجود تہا فوراً ہاتہ پکڑ کر سنبہال لیا کئی جلسون تک حضرت صاحب نے حاضرین سے اس قصہ کو بیان کرکے فرمایا کہ یہ صاحب ہمارے محسن و دستگیر ہین **ف** کسی کے احسان ظاہر کرنیکا حکم حدیثون مین آیا ہے مگر ایسے مواقع کیطرف نظر جانا اتباع سنت کا غایت درجہ سرایت کرجانا ہے اور کسیکا ممنون ہونا شعبہ حسن اخلاق کا ہے

کمال ۲۴ حافظ عبد القادر صاحب تہانویکا جو کہ زمانہ قیام تہانہ بہونمین حضرت صاحب کیخدمتمین مدت دراز تک رہے ہین بیان ہے کہ حضرت نے بڑے مجاہدات کئے ہین ہر دوشنبہ پنجشنبہ اور ایام بیض کے روزے بلاناغہ حضر و سفر مین برابر رکہتے اور بعد عشاء کے ایک ہلکی سی نیند لیکر پہر صبح تک بیٹہے رہتے نماز صبح کی پڑہکر پہر حجرہ مین تشریف لیجاکر مشغول ہو جاتے اور پہر دن چڑہے باہر تشریف لاتے

اور کئی شخصون نے بیان کیا کہ غذا بہت قلیل تناول فرماتے مین نے خود حضرت
صاحب سے سُنا ہے کہ ایک سالن مین غالباً ڈیڑھ سو ضرب مین لگا لیتے تھے
ف قضیہ مسلمہ ہے **المجاہدۃ اصل المشاہدۃ** اس سے حضرت صاحب کی
صدق طلب اور سعی مین ظاہر ہے۔

مجاہدہ

کمال حضرت صاحب کبھی کبھی مشایخ عصر کے مقامات واحوال باطن کا تعین
اور شرح فرمایا کرتے چنانچہ ایکبار ایک شیخ کی نسبت فرمایا کہ وہ سیر اسمار مین
تھے اگر زندہ ہوتے تو مین اونسے یون کہتا دوسرے درویش کی نسبت فرمایا
کہ وہ تلوین مین ہین اگر یہان آجاوین تو انشاء اللہ تعالے تمکین حاصل ہوجاوے
ایک کی نسبت کہ وہ بعض اعمال شرایع کے پابند نہین فرمایا کہ اونکو مقام حق الیقین
کی معرفت مین غلطی ہوئی ایک خادم نے عرض کیا کہ اونکو ایک خط لکھدیجئے
فرمایا خطوط سے کام نہین چلا کرتا اگر یہان ہون تو اصلاح ہوجاوے ایک کی
نسبت کہ وہ بھی عقاید فاسدہ مین مبتلا ہین فرمایا کہ غلطی مین گرفتار ہین اور بھی
بعضونکو ایسی غلطی ہوئی ہے اور ایک کی نسبت یہہ فرمایا کہ اوسکی حالت یہودی
وزیر کی سی ہے جسکی حکایت مثنوی مین ہے اور حقیقت مین جس نے ان لوگونکو
دیکھا ہوگا وہ حضرت کی تشخیص کی داد دیسکتا ہے ف اس سے حضرت صاحب
کا کمال درجہ کا عارف اور عمیق النظر اور محیط وجامع نسب ہونا ظاہر ہے کیونکہ احوال
مختلفہ کو پہچاننا موقوف ہے کمال احاطہ و جامعیت اور کشف وفراست پر حضرت صاحب
نے ان صاحبونکے نام بھی لئے ہین مگر بخیال ناگواری اونکے معتقدین کے تصریح مناسب
نہین سمجھی۔

[illegible]

کمال ایکبار حضرت صاحب فرمانے لگے کہ میرے پاس ایک درویش صاحب نسبت
آکر بیٹھے اور مراقب ہوکر نسبت باطنی کی تفتیش کرنے لگے مینے کہا کہ تم یہہ کیا رہے ہو

تیسرے نوٹ ۔ ہم اوس قسم کے تمام احادیث کو جو فقر کے فضائل مین ہین سند لاتے
ہین وہ بھی حد سے زیادہ بڑھ گئی ہین اور جو لوگ اسکے خلاف عمل کو اچھا سمجھتے ہین اور اپنی اپنی
تائید مین وہ حدیثین نقل کرتے ہین جو فقر کے نقصانات کے بیان مین آئی ہین مثلاً الفقر
سواد الوجہ فی الدارین ۔ یعنی فقر دونون جہان مین روسیاہی کا سبب ہوتا ہے یا یہ کہ فقر
کفر کے قریب کر دیتا ہے اس آخری جماعت مین آج کل کی تمدنی اور قومی معاملات پر غور کرنے
والے بہت شامل ہین اور یہ لوگ باعث دلدادگی اس امر کا الزام عائد کرتے ہین کہ تمہاری تعلیم افراد
قوم کو کاہلی کی تعلیم دیتی ہے اور اونہین کسب معاش سے روک کر اون کے تمدنی حالت کو خراب
کرتی ہے اور حالانکہ تمہارا خود عمل ایسا نہین ہے انصاف یہ ہے کہ یہ جماعت اعتدال سے بہت
تجاوز کر گئی ہے ۔ یہ مسئلہ بہت وضاحت اور شرح کا محتاج ہے اور کسی مختصر نوٹ مین اسکی
گنجایش نہین انشاءاللہ تعالیٰ الاحسان کے صفحات مین اس مسئلہ پر مستقل بحث ناظرین کے
نذر کیجائیگی یہان صرف اسقدر التماس ہے کہ دونون اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک ہی کہتے ہین اور
بیشک بھی نہین کہتے ہین بات یہ ہے کہ اگر کاہلی اور بد اطواری سے کوئی شخص فقر مین مبتلا ہو گیا ہو
حالانکہ اوسکا دل دولتمندی اور غنی کا طالب ہے اور بیچینی کے ساتھ وہ اسے طلب کر رہا ہو
اور اوسکی ایمانی قوت ضعیف ہے اور مصائب فقر پر صبر و برداشت نہین کر سکتا تو بیشک
ایسے شخص کے لئے فقر بدترین بلا اور سخت ترین عذاب ہے اور اوس سے جو سی خلاف
حرکت نہ سرزد ہو جاسے تھوڑی ہے چوری دغابازی غضب ۔ خیانت بددیانتی آبرو فروشی
بلکہ ایمان فروشی بھی اوسکے نزدیک جائز اور آسان ہے اور جہانتک ممکن ہو ایسے اشخاص
کو کسب معاش کے لئے ہدایت اور رہنمائی کرنی چاہیے اور کسب حلال کے فضائل اور
فوائد اون کے ذہن نشین کرنی چاہیے تاکہ پراگندہ روزی پراگندہ دل ہو کر ۔ شب چو عقد
نماز بر بندم چہ خورد بامداد فرزندم کی کیفیت اوسمین پیدا نہونے پاسے اور اوسکے ایمان
سے تابہ امکان اطمینان رہے جن لوگونکا یہ حال نہین ہے بلکہ اونکا ایمان کامل اور اسلام
مضبوط اور دل قوی ہے اور نور ایمانی اون کے دلون کو روشن کر رہا ہے اور اس سے
اطمینان ہے کہ وہ کبھی کسی حالت مین خدا اور رسول کے مرضی کے خلاف نہین کر سکتے
چاہے کیسی ہی مصیبت نازل ہو اور عزت و آبرو خطرہ مین پڑ جاسے یہانتک کہ جان
جاتی رہے لیکن ایمان نہین جا سکتا کیونکہ وہ اس امر پر دلی یقین رکھتے ہین کہ ... عزت

تمامتر دولت صرف تقرب الہی ہے اور وہ اسی خیال سے شبانہ روز خداوند جلیل کے ذکر
و فکر مین مصروف ہین اور قرب الہی کے طلب اور کوشش مین شب و روز منہمک ہین
اور اسی انہماک اور استغراق کے وجہ سے اونہین پورے طور پر کسب معاش اور
تلافی دولت پیدا کرنے کا موقع نہین ملتا اور وہ صرف مایحتاج پر کفایت کرتے ہین اور
فقیرانہ زندگی بسر کرنے مین اونکا فقر بیشک قابل فخر اور ہزارون غنی سے بہتر ہے کیونکہ اوّل
اونکے نگاہ مین دولت دنیا کچھ قدر و قیمت نہین رکھتی اور اسی پر اونکا عمل بھی ہے
اور خوب جانتے ہین کہ توانگری بدل است نہ بمال اور بنی آدم از علم یابد کمال + نہ از
حشمت و جاہ و مال و منال + اونکے دلونمین چونکہ محبت دولت دنیاوی کی گنجایش نہین ہے
اسلئے وہ خود اسکے تارک اور فقر کے طالب مین کچھ دولت دنیا اور غنی سے اونہین ہنین
چھوڑا پھر فقر اونہین کیا نقصان پہونچا سکتا ہے اور فقر سے اونہین کیا خوف ہو سکتا ہے
لیکن حضرات یہ حالت قلبی اور عملی ہے صرف زبانی دعوے سے کام نہین چلتا جس دل کو
اس حالت پر اطمینان اور آرام نصیب نہو وہ ہرگز نفس کے دھوکے مین نہ پڑے اور صرف
زبانی ہوکر کے اپنا پیشہ اور کسب معاش کا ذریعہ نہ بنائے اور اوسپر پوری طور سے یقین
رکھے کہ پرہیزگاری اور کسب حلال اکتساب کمال کے لئے سخت ضروری شرط ہے -
اور اکثر ایسی حالت مین جبکہ صرف فتوحات ذریعہ معاش ہو اور عام خلقت کے نذرانون
اور ہدیونپر کام چلتا ہو تو مالِ طیب اور حرام کا امتیاز سخت دشوار ہو جاتا ہے اور اکثر مشتبہ
مال صرف مین آنا پڑتا ہے جس سے صفائی قلب اور روحانی نورانیت کو کسی نکسی
حد تک ضرور نقصان پہونچ جاتا ہے اسکے سوا نفس کے مکائد اور خباثت سے بالکل چھٹکارا
ہو جانا قریب ناممکن ہے اور وہ ایسی صورت مین کوئی نکوئی حیلہ اور فریب ضرور کر
جاتا ہے تاکہ بے محنت مال ہاتھ آئے اور کسب حلال کی زحمت نہ گوارا کرنی پڑے - یہ امر
مسلّم شدہ ہے کہ رزق حلال اور فراہمی سرمایہ گذر کے لئے جو محنت اور مشقت کوئی
بندۂ خدا برداشت کرتا ہے خواہ اپنے لئے خواہ اپنے اہل و عیال کے نفقے کے لئے وہ
بھی ایک قسم کا مجاہدۂ نفس ہے اور اسمین اگر زبردست شرط ہے تو صرف یہی کہ کسی حالت
اور کسی صورت مین خدا کو نہ بھولے اور احکام شرعی کی پابندی اور رضائے الہی کو مقدم
رکھے اور اوسکے اختیار کرنے مین جو اور جس قسم کی مصیبت پیش آئے اوسپر صبر کرے

ورا وسکا تحمل محض خدا کے لئے کرے یہ حالت نفس پر بہت شاق گذرتی ہے اور وہ
بہت مشکل سے اسپر قائم رہتا ہے لیکن آپ غور فرمائین تو یہ بہت بڑا مجاہدہ نفس ہے
ور اکثر اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین اسی شرف مین ممتاز تھے اور خداوند اکبر خود اونکی
تعریف مین فرماتا ہے کہ رجال لاتلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ (یعنی ایسے لوگ جنہین خرید و
فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہین کرسکتی) لہذا فقرا سے نہین کہتے کہ ضروریات زندگی
کی بھی فکر نکیجائے بلکہ فقر وہ اچھا ہے جو شرع شریف کی پابندی کرنے اور عبادت الہی
مین اکثر مصروف رہنے اور مال مشتبہ سے پرہیز کرنیکی حالت مین آمدنی کے کم ہونے
اور غریب اور بیکس اشخاص پر زیادہ خرچ کرنیکی سبب سے لاحق ہو بیشک یہی فقر
قابل فخر ہے ایسے لوگون پر لازم ہے کہ اپنی اس عسرت اور تنگ حالی کو ذلیل نہ سمجھین
اور اپنی ہمت کو بیخبر اور بے پروا امرا کے مقابلہ مین پست ہونے دین نہین تو وہ سخت
مشکل منزل پیش آجائیگی جس مین متقیانہ زندگی خطرہ مین پڑجاتی ہے یہ ایک ایسی بات
ہے جسپر اسلام کے بڑی بڑی کمالات اور برکات کا دارمدار ہے اور اسیوجہ سے اسے
مسکینونکی ہمت اور عزت افزائی یہ دعا مانگ کر فرمائی کہ میری زندگی اور موت اور حشر
سب انہین کے ساتھ ہو کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ صحابہ پر جو غربت اور مسکینت طاری
تھی وہ محنت خدا کے لئے مذکورہ بالا اسباب اور ایسے ہی صحابہ کی جماعت غالب
تھی اور یہی اسلام کے پہلے جانباز خادم تھے اور اسلام کی خدمت کے شوق
و ذوق مین یہ سب کچھ کھو بیٹھے تھے۔ خصوصاً اس زمانہ مین تو طالبان الہی پر
فرض اور واجب ہوگیا ہے کہ وہ اپنی قوت بازو سے کسب معاش بقدر
ضرورت فرمائین۔ کیونکہ آج کل عام نفوس کی حالت بد سے بدتر ہوگئی ہے نہ تو
اونکے مکسوبہ مال پر اطمینان ہے اور نہ اونکے دلونمین خود خداوند جلیل اور اہل اللہ کی
ویسے محبت اور عقیدت ہے کہ وہ اہل اللہ کی خدمت اپنے لئے دل سے سعادت
اور برکت کا موجب سمجھتے ہین بلکہ اب وہ تھوڑی خدمت بھی اگر کرتے ہین تو اپنا
احسان سمجھتے ہین اور اسی سبب سے حقارت کی نگاہون سے دیکھتے ہین کیونکہ
یہ قاعدہ کلی ہے کہ جو شخص کسیکو کسی امر مین اپنا محتاج اور دست نگر سمجھ بیٹھیگا
بجز ملیکہ اوسکے معاوضہ مین خود بھی کسی امر مین اوسکا محتاج نہو تو اس امر میں ضرور اوسکے

ہلکی نگاہون سے دیکھیگا اور ایسے ذلیل اور کمینہ نگاہون کی حقارت سے اپنے کو بچائے
رکھنا شرافت انسانی کا پہلا فرض ہے ۔
محققین صوفیائے کرام کا فیصلہ فقر اور غنی کے باب مین یہی کہ ایک فقر اور غنی حقیقی ہے اور
ایک اعتباری تو غنائے حقیقی ذات غنی عن العالمین کے لئے مخصوص ہے اور تمام مخلوقات خاص
امر مین بالکل فقیر اور محتاج ہے کیونکہ غنی شان واجب ہے اور صرف واجب ہی ایک ایسا وجود
ہے جو تمام صفات کمالیہ سے متصف اور تمام نقائص سے مبرا اور پاک ہے اور کمال اوسکا
وصف ذاتی ہے بغیرہ یعنی دوسرے کے وجہ سے نہین ہے اور فقر اور محتاجگی شان ممکن
ہے جسکے تمام صفات اور کمالات ذاتی نہین بلکہ بغیرہ ہین یعنی واجب کے عطا کردہ ہین لہذا
تمام ممکن الوجود مخلوقات جسمین انسان داخل ہے فی الحقیقت ہر امر مین واجب الوجود
کے محتاج ٹھہرے اور فقر اونکا وصف ذاتی قرار پایا اسی وجہ سے جناب باری کا ارشاد ہوتا
ہے کہ واللہ الغنی و انتم الفقراء (یعنی صرف اللہ غنی ہے اور تم سب فقیر اور محتاج ہو) لاریب
آمنا [illegible] سعدی ۞ شاہا کرم بمن درویش نکرد ۞ برحال من خستہ ودلریش نکرد ۞ ہر چند نیم قابل بخشایش تو
برمن منگر بکرم خویش نگر ۞ خدایا ۞ چو یک عمر بدر رحمت زنیم ۞ گدائے در تو ایم گیستیم ۞ غنی مطلق ۞
[illegible] جز تو در ہمین کمال است ۞ کہ تو [illegible] مسکین و غریبم ۞ [illegible] ۔ دست کمتا جانب زنبیل
۞ آفرین بردست و برباز وے تو ۞ اور سنئے کہ عبدیت اور بندہ ہونیکی شان ہی یہی
ہے کیونکہ بندہ اور بندہ کا تمام مال درحقیقت مولی اور آقا کا ہوا کرتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ
خداوند اکبر نے مسلمانون کے جان اور مال کو خود خرید کر لیا ہے جیسا کہ وہ اپنے کلام پاک
مین خود ہی فرماتا ہے لہذا اب وہ اپنی کسی چیز کے مالک اور متصرف مستقل نہ رہے اب
اونکا تصرف اونہین مولی اور آقا کے حکم اور اجازت کے موافق ہونا چاہیے اس سے
بڑھکر اور کیا فقر ہو سکتا چونکہ یہ مقام اور مرتبہ عبدیت کا کمال ہے [illegible] حضور سرور کائنات
کو عطا ہوا تھا اسوجہ سے آپ نے الفقر فخری ارشاد فرمایا نعم الغنی و
نعم الفقیر اب باقی رہا اعتباری غنی اور اعتباری فقر سے بحث تو یہی فیصلہ سب نے
کیا ہے کہ رضائے مولی از ہمہ اولی وہ جس حالت مین رکھے وہی بہتر ہے اگر فقیر بنائے
تو فقیر بنو اور اگر غنی بنائے تو غنی ۔ ووجدک عائلا فاغنی واما بنعمۃ ربک فحدث یعنی خدا نے
تمکو تنگ دست پایا غنی کردیا پھر [illegible] چاہتا ہے کہ اس خدا کی دی ہوئی نعمت کو ظاہر کرو اب رہا ظاہر کرنا

ف شاہ عشقم خاک کویش مسند جمشید یم +
دولت و اقبال من حال پریشان من است +
خسرو عاشقان منم دو ردلم ہوائے اوست
گرد شدہ است بر سرم چتر سیاہ من نگرد
اے عشق شغل تو بمن تا کے رسید +
دائم کسے نماند جہان خراب را +
با اینکہ بخدمت آن مقتدائے عالمیان
پیشوائے جہانیان عرضداشت کردہ
شد کہ بوئے وصال درخور این نگاہ
نیست۔ مصرعہ
ضایع مکن بدبو گدایان گلاب را
عذر مسموع نیفتاد یاران گفتند مصرعہ
عذر میار اے حسن چیزیکہ فرمان رسید
ضرور قبول کردہ شد کہ طاعت المرید

ف۔ شاہ عشقم خاک کویش مسند جمشید یم +
دولت و اقبال من حال پریشان من است +
خسرو عاشقان منم دو ردلم ہوائے اوست
گرد شدہ است بر سرم چتر سیاہ من نگر +
اے عشق شغل تو بمن تا کسے رسید +
دائم کسے نماند جہان خراب را +
با وجود اسکے کہ اوس مقتدائے عالمیان
اور پیشوائے جہانیان کے خدمت مین
عرض کیا گیا کہ مرتبہ وصال اس زمانہ کے
بے شایان نہین ہے۔ مصرعہ
ضایع مکن بدبو گدایان گلاب را
لیکن عذر قبول نہوا اور یارون نے
مشورہ دیا کہ مصرعہ
عذر میار اے حسن چیزیکہ فرمان رسید
بضرورت قبول کیا گیا کیونکہ طاعت مرید کی یہی
ہے کہ پیر کی اطاعت کرے مین نے کہا کہ

بقیہ نوٹ صفحہ ۵۲ - کیونکر معلوم ہو کہ وہ کس مین راضی ہے تو حضرات اہل معرفت تو اسے معلوم ہی کر لیتے ہین اور ایک عمدہ اور آسان ذریعہ مرضی الہی معلوم کرنیکا یہی ہے کہ امکانی اور جائز کوششونکے ساتھہ بغیر اسکے کہ پابندی شریعت اور متقیانہ اور عارفانہ زندگی مین کچھہ بھی خلل آئے جو امر آسان ہو بس وہی عین مرضی الہی کے مطابق ہے مگر کاہلی اور سستی اور نفس پروری اور حرص و طمع شریک حال نہونی چاہیئے ورنہ اسکا امتیاز بھی مشکل ہو جائیگا اور نفس اپنا کام کر جائیگا۔ ۱۲ علوی۔

امامت الفراد کتم ۵

یاران کنند بہر وسے ازخنجری شہید
واز بہر شہر گشت سرم برسنان کنید
تحقیق شد زرب حسن چون گشتما و قربان تو
گرہیچ کرامت یافت او شرمندہ ماند ازلاغری

فصل ششم بدانکہ حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم میفرمایند لا یساوی
دینکم حصاۃ لو بقیتم بغیر امام یعنی دین
شما برابر سنگ ریزہ نباشد اگر شما بے امام
بمانید یعنی بے شیخ دین شما برابر سنگ ریزہ
نیرزد مراد ازین مقتداے طریقت است
یعنی پیروی دین عبارت از دو چیز است

۵

یاران کنند بہر سرے ازخنجرے شہید
واز بہر شہر گشت سرم برسنان کنند
تحقیق شد زرب حسن چون گشتما و قربان تو
گرہیچ کرامت یافت او شرمندہ ماند ازلاغری

فصل نوین۔ جاننا چاہیے کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد
فرماتے ہین کہ لا یساوی دینکم حصاۃ لو
بقیتم بغیر امام یعنی تمہارے دین کے
ایک کنکر کے برابر وقعت نہ ہوگی اگر تم
بے امام کے رہجاوگے یعنی بے شیخ کے تمہارا
دین سنگریزہ کے برابر بھی قیمت نہ رکھیگا
اور مراد اس سے پیشواے طریقت ہے
کیونکہ دین کی پیروی دو چیزون سے عبارت
ہے عقاید اور اعمال اور ان دونوین

امامت و خلافت

سلہ نوٹ۔ یہ حکم کہ بغیر امام کے تمہارا دین بالکل بیوقعت ہوجائیگا ست سے دینی اور دنیاوی
مصلحتون پر مبنی ہے اور یہ ایسا امر ہے جسکا تجربہ بھی مسلمانونکو ہوچکا ہے اور وہ بچشم خود دیکھ چکے
ہین کہ امامت کے امور پر نہ ماننے اور اماموں کے ناقص ہونے سے کیسی کیسی خرابیان دینی اور
دنیاوی امور مین پیدا ہوگئین اور اونکی ظاہری اور تمدنی اور علمی اور اخلاقی اور قلبی اور باطنی
حالت خراب ہوتے ہوتے کس درجہ کو پہونچ گئی لیکن اس امامت کو صرف مشایخ عظام اور پیران
کرام کے لئے مخصوص کردینا اس عاجز کے راے مین ایک نہایت وسیع دائرہ کو بہت تنگ

ثت کردینا ہے ۔ مین ضرورت سمجھتا ہون کہ اس موقع پر کسیقدر تفصیلی نظر ڈالی جاسے ۔
عامہ وقت کا رسلمان علما کا اسپر اتفاق ہے کہ ہمارے حضور سرور کائنات انسان کامل ہونے کے
سبب سے مسند نشین خلافت کبری تھے اور حضرت حق تمام کمالات وجودیہ اور اوصاف
محمودہ کے جامع ہونے کی وجہ سے مختلف شانون اور اعتبارون سے مخلوقات اور موجودات
کی رہنمائی اور مربیائی اور کاربراری کرتا چاہتی ہے لہذا منصب خلافت کبری کا بھی فی الحقیقت
وہی مستحق ہے جو مختلف اعتبارات سے علی وجہ الکمال مقتدا بننے کے قابل ہو ۔ اور یہ
قابلیت کامل طور پر صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذات مبارک کو نصیب
ہوئی تھی یعنی وجہ ہمارے حضور سرور کائنات مختلف اعتبارات سے تمام مخلوقات کے
سید اور سردار تھے اور ہر اعتبار مین کوئی کوئی شان سیادت جلوہ گر تھی انمین بہت
سی شانین ایسی تھین جو سید المرسلین ہونیکے سبب سے آپکی ذات خاص کے لیے مخصوص
تھین اور انکا خاتمہ بھی بالکل ہی آپ کی ذات مبارک پر ہوگیا اور جو شانین مخصوص بذات
والا صفات نہ تھین وہ تھین حضرت والا کے بعد باقی اور قائم رہین ۔ انھین شانونکے
علی وجہ الکمال ظاہر ہونے کو امامت کہتے ہین یک بغور کرنے سے صاف طور پر معلوم
ہوتا ہے کہ اسکی دو بڑی قسمین ہین ایک تو یہ کہ ذات واحد یعنی ایک ہی شخص تمام ایسے
شعبون سیادت کا جامع ہو جو غیر نبی کے لیے ممکن الحصول ہے ایسے منصب جامعہ کو
خلافت راشدہ اور امامت کلیہ کہتے ہین اور وہ شخص واحد خلیفہ راشد اور امام
کامل ہوا کرتا ہے اور دوسری قسم یہ ہے کہ کسی خاص شان سیادت کا مظہر اتم ہو یعنی امامت
امامت جزیہ کاملہ ہے ۔ خواہ یہ شان شان حکومت وسلطنت ہو یا علم وحکمت یا ہدایت
وولایت لہذا ایک سلطان عادل ایک مجتہد مطلق ایک ولی کامل سب مختلف اعتبارات
سے امام ہین اور انکی امامت اپنی اپنے منصب اور شان کے اعتبار سے کامل ہے
اور یہ ممکن ہے کسی ایک کا بھی ہونا دین متین کو اوتنا ہی نقصان پہونچا سکتا ہے جسقدر دین
متین کو اوسکے ساتھ تعلق ہے اور اہل تحقیق کے نزدیک یہ امر پوشیدہ نہین ہے کہ قلب
کی اصلاح اور ترقیات باطنی اور معرفت الہی جس سے خلوص اور یقین کے مراتب پیدا ہوتے اور بڑھتے
ہین زیادہ تر شان ولایت کے ساتھ وابستہ ہین حضرات اولیاء اللہ کے نہونیسے خلوص
اور یقین بھی نہ رہیگا اور جب خلوص اور یقین نہ رہا تو محض ظاہری پابندی عقائد و اعمال کی

عقائد و اعمال و استقامت این ہر دو
از برکت صحبت پیر حاصل شود بیت
دست در دامن پیری زن و اندیشہ مدار
ہر کہ با نوح نشیند چہ غم از طوفانش
علم اعتقاد آنست کہ معنی کلمۂ لا الہ
الا اللہ بداند کہ جز او معبودے نیست
کہ آفریدگار ہمہ عالم او و قادر است
و حی است و مرید است و سمیع
است و بصیر است و متکلم است
و پیغامبر را تصدیق کند بدانچہ
اختیار کردہ است از امور دنیاوی
و عقباوی و بداند کہ رویت حق
است و قرآن غیر مخلوق است
و خیر و شر بقضاء خدا است و
ہیچ آفریدہ را بر خداے حق نیست
بلکہ حق او بر ہمہ واجب است
و تصدیق کند امور آخرت را

استواری اور پائیداری پیر کی صحبت اور
تربیت کی برکت سے حاصل ہوتی ہے

بیت

دست در دامن پیری زن و اندیشہ مدار
ہر کہ با نوح نشیند چہ غم از طوفانش

علم اعتقاد اسے کہتے ہین کہ معنی کلمہ
لا الہ الا اللہ کے سمجھے اور اسپر یقین
لائے کہ اوسکے سوا کوئی معبود نہین ہے
اور وہ خالق یعنی تمام عالم کا پیدا کرنے
والا اور قادر سب پر قدرت رکھنے والا
اور عالم ہر چیز کا جاننے والا اور حی اپنی
ذات سے زندہ اور مرید اپنے ارادہ
سے سب کام کرنے والا اور سمیع سب
باتونکا سننے والا اور بصیر ہر ایک چیز کا
دیکھنے والا اور متکلم کلام کرنے والا ہے
اور پیغمبرون اور رسولون کی تصدیق
کرے کہ وہ بیشک خدا کے جانب سے
ہماری رہنمائی کیلئے بھیجے گئے ہین اور جو کچھ دینی اور
دنیاوی امور اور معاملات مین وہ فرماوین وہ تسلیم کرین

بقیہ نوٹ صفحہ ٥٥ - بیشک فی الحقیقت اور
عند اللہ سنگ ریزہ سے بھی قدر و قیمت مین کمتر ہو جائیگی - ١٢ علوی

ضمیمۂ الاحسان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی نبیہ الکریم

اون معزز معاونین الاحسان کا شکریہ خاص طور پر ادا کیا جاتا ہے جنکے خاص توجہات اور عنایات سے الاحسان کے خریداروں مین ترقی ہوے (۱) ہمارے مخدوم اور الاحسان کے سچے محسن جناب مولوی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب مجددی نقشبندی سجادہ نشین خانقاہ شریف علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ کا نام نامی محسنین الاحسان مین آب زر سے لکھنے کے قابل ہے جناب کی بیہ ادنی توجہ کا اثر ہے کہ آپکے دوستون اور ارادتمندون مین سے سائتھ معزز اشخاص خریدار ہو چکے ہین اور ارقام فرماتے ہین کہ جبتک سئو کی تعداد پورہ نہوگی فقیر کو آرام نہ آئیگا جزاکم اللہ

اینکار از تو آید و مردان چنین کنند۔ اتنا ہی نہین آپنے اپنے مطبوعہ خط کے ذریعہ سے اپنے دوستون اور ارادتمندونکو بہی توجہ دلائی ہے کہ انمین سے ہر ایک کم از کم پانچ اشخاص کو خریدار بنائین چنانچہ اکثر اصحاب نے اس حکم کی تعمیل بہی کی ہے جنکے نام نامی کسی آیندہ پرچہ مین ترتیب وار نذر ناظرین کئے جائینگے۔ ان بزرگون کے سوا منشی عبد القیوم صاحب محرر مولوی فدا حسین صاحب وکیل عدالت عالیہ حیدرآباد کی کوشش سے ۴ معزز اصحاب اور مولوی سید فخر الدین صاحب انسپکٹر کروڑگیری سرکار نظام کی توجہ سے ایک جلد سات منشی سید فضل حسین صاحب افسون خیرابادی اہلمد کورٹ آف وارڈ ضلع کہیری کی کوشش سے دو خریدار ہوئے۔

سب سے زیادہ معاونین الاحسان اس امر کو معلوم کرکے مسرور ہونگے کہ اسکے معزز سرپرست خریدارون مین جامع الاوصاف منبع الاخلاق حضرت سجادہ نشین صاحب چاچڑ شریف ریاست بہاولپور مدظلہ العالی اور جامع الفضائل والکمالات اعلی حضرت مولانا مولوی انوار اللہ خانصاحب مدظلہ العالی استاد حضور نظام خلد اللہ ملکہ و اتالیق ولیعہد صاحب بہادر اطال اللہ عمرہ کا نام نامی بہی شامل ہوا ہے اور عالیجناب رفیع الالقاب صاحبزادہ عبد المجید خانصاحب برادر زادہ اعلیحضرت نواب صاحب بہادر والی ٹونک نے مبلغ پانچ روپیہ بطور عطیہ مرحمت فرمائی ہین یہ تینون نام نامی معاونین و محسنین کی پوٹ ہی ہے اون محسنین کا نام نامی نہایت مسرت اور اظہار شکریہ کے ساتہہ پیش کیا جاتا ہے جنکے مضامین کی آمد کا آغاز ہوا۔

ہمارے مشہور و معروف مخدوم مولوی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب نے مندرجہ ذیل شعر بھیجا ہے جو اصول تصوف مین ہے اور آیندہ اسکی شرح کا وعدہ فرمایا ہے

شعر

وحدت و ذکر و محو و نفی خواطر ہیں قلب — ہمت و تقلیل و توکل کردن اندر کل حال

(۲) آج وہ مدت کا انتظار جو ہر ایک ناظرین الاحسان کو آغاز اشاعت رسالہ سے تا ایں دم ہوتا ہے اور ہمارے مخدوم ہمارے کرمفرما واجب التعظیم باعظا جاودہیان حضرت مولانا مولوی حکیم حاجی قاری شاہ محمد سلیمان صاحب قادری چشتی پھلواروی مدظلہ العالی کے ایک نہایت مفید اور مستقل مضمون کا جو ہمارے مولانا نے علم ظاہر و علم باطن کے عنوان سے بہت ہی بسیط اور محققانہ لکھا ہے اس نمبر سے آغاز کیا جاتا ہے اس مضمون یا حضرت مولانا کے گرامی شان میں کچھہ تعریفی الفاظ کا لکھنا درحقیقت آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ آپکی قابلیت عالمانہ آپکے اوصاف فقیرانہ مشہور خاص و عام ہیں۔ یہہ مضمون درحقیقت نہایت ضروری اور مفید ہے اور مجھے امید ہے کہ جن حضرات کے مزاج گرامی میں اس سے کسی قسم کی ناخوشی پیدا ہو وہ یہہ سمجھکر گوارا فرمائینگے کہ حق ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے لیکن سکون و اطمینان کے ساتھہ سننا صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد کا لطف پیدا کرتا ہے۔

(۳) دفتر الاحسان میں دو رسالہ جناب مولوی حسن میان صاحب طال اللہ عمرہ کے مصنفہ و مولفہ پہونچے ہیں جنمیں سے ایک کا نام حب رسول اور دوسرے کا العشق ہے جناب ممدوح حضرت مولانا مولوی قاری شاہ محمد سلیمان صاحب قبلہ کے بلند اقبال اور سعادت اطوار صاحبزادہ ہیں اور ماشاء اللہ وہ طبیعت اور دماغ پایا ہے کہ چشم بدور بہت جلد آپکا نام نامی سرزمین ہند میں آفتاب ہو کر چمکیگا انشاء اللہ دونوں رسالونپر مفصل ریویو آیندہ لکھا جائیگا اس رسالہ میں صرف رسید دیجاتی ہے۔ حب رسول کی قیمت دو آنہ اور العشق کا ڈھائی آنہ ہے پھلواری ضلع پٹنہ کے پتہ سے ملتی ہے۔

(۴) ایک مختصر التماس مرزا واحد بیگ صاحب گورکھپوری خریدار الاحسان کی پیش کیجاتی ہے اور یہہ خاکسار بھی نہایت ادب سے عرض پرداز ہے کہ اکثر ناظرین کے علمی حیثیت پر نظر رکھکر یہہ التماس ایک بڑے حد تک قابل پذیرائی ہے۔ وہو ہذا التماس ضروری بخدمت صوفیائے کرام و علمائے عالیمقام مودبانہ گذارش ہے کہ خادم بہت کم لیاقت کا آدمی ہے کسیقدر فارسی جانتا اور سمجھ لیتا ہے کمترین کو علم تصوف سے بہت ہی دلچسپی و مذاق ہے اسی خیال سے رسالہ متبرک الاحسان کو نہایت ذوق و شوق سے دیکھتا ہے مگر چونکہ عربی بالکل نہیں جانتا اور الاحسان میں بہت مقام پر عربی کی عبارت کا ترجمہ نہونے سے بڑی بے لطفی ہو جاتی ہے اور پورے مضمون پڑہنے سے جو کیفیت ہوتی ہے عربی کے ترجمہ نہونے سے اوسمیں کمی آجاتی ہے لہذا دست بستہ ملتجی ہو کر آیندہ سے آپ حضرات جب کبھی مضمون تحریر فرمائیں تو اوسمیں جہانپر عبارت عربی کی آجائے حاشیہ پر ترجمہ ضرور کر دیجئے تاکہ وہ دل کو پڑہنے سے بھر پور لطف حاصل ہو

معاونین الاحسان کے خطوط

(۱) منشی سید فضل حسین صاحب۔ افسون۔ خیر آبادی اہلکورٹ آف وارڈس ضلع لکھیم پور کھیری
میں اپنے محسن مولوی محمد یوسف صاحب منصرم کا بیحد مشکور ہون جنکے خاص توجہ سے چار نمبر رسالہ الاحسان کے میرے مطالعہ مین آئے واقعی الاحسان کے بابت کسی رائے کا قائم کرنا اور اوسکو مناسب الفاظ مین لکہنا مشکل اور سخت مشکل ہے الاحسان آپ ہی اپنا نظیر ہے اور کسی تعریفی عبارت آرائیونکا محتاج نہین۔ خدا داد حسن کیواسطے تعریف کا زیور بالکل بدنما ہی اب مین زوائد سے علیحدہ ہو کر اور اپنی کم علمی اور کم فہمی کا اقرار کر کے نہایت مودبانہ طریقہ سے اپنی ازادرائے ظاہر کرتا ہون جہانتک مین نے الاحسان کے اغراض اور مقاصد پر غور کیا میری سمجھ مین سب سے زیادہ زبردست یہہ پہلو ثابت ہوا کہ الاحسان کا اصلی مقصد عام مسلمانونکو فائدہ پہونچانا ہے۔ یہہ ظاہر ہے کہ زمانہ کے انقلابات نے علمی مذاق کو عام مسلمانون سے یکبر بالکل برباد کر دیا ہے مذہبی علوم کا نام ہی نام باقی رہگیا ہے فیصدی دو چار اصحاب روشن خیال ایسے ہین جنکو ابھی تک مذہبی خیال نے نئی روشنی کیجانب متوجہ نہین ہونے دیا ہے زیادہ تر ایسے لوگ دیکھے جاتے ہین جنکو مذہبی علوم کے جانب قطعی توجہ نہین۔ مین یہہ بھی دیکھ رہا ہون کہ جب کبھی کسی اسلامی جلسہ مین شرکت یا کسی مذہبی کتاب کے مطالعہ کا اتفاق ہو جاتا ہے تو پوری پوری دلچسپی نہین ہوتی۔ مین جہانتک خیال کرتا ہون کم علمی وہ شے ہے جو ایسے مواقع پر دلچسپی مین کوئی حصہ نہین لینے دیتی۔ آپ نے ضرور وہ انتظام کیا ہے جو خواص وعوام مین ہر شخص کے مذاق کے موافق اپنا اثر پیدا کر سکے اگر یہہ کہا جائے کہ آپ کا اشاعت الاحسان سے صرف یہہ منشا رہے کہ حضرات علم دوست کے خیالات کو اوبھار کر زور قلم دکھانا یا دکہانا۔ تو غلط اور سراسر غلط۔ مین ایسا بدعقیدہ نہین ہون۔

(۲) مولوی حسام الدین صاحب ناظم برانچ اسلامیہ سکول لاہور۔
آپ کے رسالے الاحسان بابت ماہ جمادی الاول تا رمضان المبارک تعدادی پانچ رسالے وی پی ہو پہنچ گئے ہین۔ واقعی آپکے رسالے قابل تعریف ہین۔ اور بندہ کے دلی مقصد کو حاصل کر دیا ہے یہہ خاکسار مدت سے اسی تلاش مین تہا کہ تصوف کا کوئی رسالہ اردو زبان مین شایع ہو جس سے میرے

قواعد ضروری رسالہ ہذا

۱۔ یہہ رسالہ ہر اسلامی مہینہ مین ایکبار قصبہ کرا ضلع الہ آباد سے شایع ہوا کریگا۔
۲۔ رسالہ کا حجم ۴۸ صفحہ سے کم نہو گا خط و چھپوائی و کاغذ و تقطیع کیلئے یہہ نمونہ کافی ہے۔
۳۔ قیمت ہر حالت مین عام روپیہ سالانہ پیشگی لیجائیگی مابعد کا کوئی حساب نہوگا۔
۴۔ تمام خط و کتابت و ترسیل ومنی آرڈر وغیرہ بنام نہال احمد علوی حمیدی اڈیٹر مالک رسالہ ہونا چاہیے۔
۵۔ امور دریافت طلب کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے نہین تو جواب سے معذوری ہوگی اور بیرنگ خط وغیرہ واپس کر دیئے جائینگے۔
۶۔ قابل و لائق مضامین نگار کی خدمات گرامی مین اور اخبارات اور رسالون کے معاوضہ مین یہ رسالہ مفت بھیجا جاویگا۔
۷۔ اس رسالہ مین ہمیشہ تصوف اور اخلاق اور اوسکے متعلقات پر مضامین مندرج ہونگے مثلاً تصوف کی تعریف اور اوسکے برکات و فوائد و ضرورت و نتائج اور تاریخ اور شریعت سے تعلق و اکابر صوفیہ کے حالات اور انکے قیمتی ملفوظات اور اسرار شریعت و مکارم اخلاق و معائب اخلاق وغیرہ وغیرہ۔
۸۔ یہہ رسالہ جن بزرگون کی خدمت مین بلا قیمت و بلا طلب بھیجا جایگا اونکے نام رسالہ کا جاری رہنا ادائے قیمت و منظوری پر موقوف ہوگا۔
۹۔ جملہ مضامین و مراسلات صاف و خوشخط ہوں اور پتہ و نام کامل و واضح ہونا چاہیئے تاکہ کوئی دقت و شکایت پیدا نہو۔

ملتہ

مالک و اڈیٹر الاحسان

الاحسان سے امید ہے کہ معاف فرمائینگے - مینیجر مطبع

بابت ماہ صفر سنہ ۱۳۲۲ھ [illegible]

رسالہ ماہوار مسمے بہ

الاحسان

تصوف اور اخلاق کے بیان مین

قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے باہتمام نہال احمد علوی حمیدی مالک و اڈیٹر رسالہ شایع ہوا

مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد مین طبع ہوا

رسید زرمعہ شکریہ بابت ماہ محرم سنہ ۱۳۲۲ھ

جناب منشی عمر الدین صاحب مدرس سیالکوٹ عا
جناب حکیم عبد الباسط صاحب فرید کوٹ عا
جناب شیخ نور الحسن صاحب تاجر اٹاوہ عا
جناب حاجی غلام مصطفےٰ صاحب بساطی سوداگر بیکانیر عا
جناب منشی تشفیع احمد صاحب اہلمد نظامت صدر بیکانیر عا
جناب سید طالب حسین صاحب ٹیلہ ٹامپ بیکانیر عا
جناب شیخ محمد ابراہیم صاحب وکیل بیکانیر عا
جناب بابو عبد الکریم صاحب سیالکوٹ عا
جناب حکیم عبد الرحمٰن صاحب صدیقی ہیڈ مولوی گوہانہ عا
جناب شیخ عبد المجید صاحب متعلم مشن کالج لاہور عا
جناب سید نظیر علی صاحب وکیل ہیڈ سوہنگڑہ بیکانیر عا
جناب محمد ذکریا صاحب تھانہ دار ڈاکخانہ ناگور بیکانیر عا
جناب شیخ رفیق احمد صاحب گرداور قانونگو فرید کوٹ عا
جناب حکیم ڈاکٹر غلام نبی صاحب زبدۃ الحکماء لاہور عا

جناب مولوی ولی اللہ صاحب اتالیق کنور صاحب فرید کوٹ عا
جناب شیخ عزیز احمد صاحب نائب تحصیلدار فرید کوٹ عا
جناب بابو عزیز احمد صاحب سب اوورسیر بیکانیر عا
جناب ڈاکٹر مرزا عنایت حسین صاحب بیکانیر عا
جناب مرزا عنایت علی بیگ صاحب گھڑی ساز بیکانیر عا
جناب حکیم عین الدین صاحب بیکانیر عا
جناب شیخ محمد حسین صاحب سوداگر لائل پور عا
جناب شیخ مولا بخش صاحب شہر جیون عا
جناب میاں کریم بخش صاحب گرداور قانونگو بیکانیر عا
جناب شیخ بشیر احمد صاحب اہلمد بیکانیر عا
جناب مولوی محمد عیسیٰ صاحب مدرس مڈل سکول ریاست پٹیالہ ... ... عا
جناب مولوی غلام مجتبیٰ صاحب گورنمنٹ پلیڈر ہائیکورٹ الہ آباد ... ... عا

جناب سید جماعت علی شاہ صاحب ثانی محلہ مغربی علی پور سیدان سیالکوٹ .. .. عا

زندہ دلان پنجاب

بنام آنکہ عالم مظہر اوست + نگاہ دور بینان منظر اوست + حقیقت چہرہ آرائے شہودش + شہودش معنیٔ وحدت وجودش + محیط بحر غم میخانۂ او + تلاطم گردش پیمانۂ او + جس طرح سے شخصی زندگی کا ثبوت کسی شخص کی حس و حرکت سے ملتا ہے ایسی ہی قومی زندگی کا ثبوت کسی قوم کی حس و حرکت سے۔ اور ظاہر ہے کہ اس احساس و حرکت کا اثر دفع مضرت یعنی کسی مضرت کے دفع کرنیکے لیے مفید ہوتا ہے یا جلب منفعت یعنی کسی نفع کے حاصل کرنیکے لئے۔ یہی حال قومی احساس اور حرکات کا ہے اگر کسی قوم کو قومی نفع اور ضرر کا احساس کافی ہے اور اوسکے حاصل کرنے

تم نے آیت قرآنی نہین سنی - لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم اور تمنے یہہ نہین سنا لاتجسسوا کسی کے گھر مین بلا اذن داخل ہونا اور کسیکا راز دریافت کرنا کب جائز ہے پھر یہہ ہے کہ جو چھپانے والے ہین وہ کب پتہ لگنے دیتے ہین چاہے کوئی ہزار ٹٹولا کرے وہ درویش خجل ہوا اور معذرت کرنے لگا - **ف** اس سے علاوہ صاحب کشف ہونیکے جو کہ خوارق صوریہ سے ہے حضرت صاحب کا عمق علم اور کمال اتباع شرع جو کہ کرامت معنویہ ہونیکی وجہ سے خارق صوری سے کہین افضل و اکمل ہے ثابت ہوتا ہی اور اس تقریر مین تفسیر آیات کی مقصود نہین بلکہ علت حکم کی سمجھہ کر تعدیہ علت حکم کا تعدیہ مقصود ہے جو کہ ایک شعبہ ہے اجتہاد کا یعنی جو علت لاتدخلوا اور لاتجسسوا کی ہے وہ یہان بھی موجود دیکھئے قصداً کسیکے باطنی حالت دریافت کرلینے کو لوگ بڑی ولایت سمجھتے ہین حالانکہ یہہ احیاناً معصیت ہے جیسا تقریر مذکور سے مفہوم ہوا البتہ اگر استفادہ یا افادہ مقصود ہو یا بلا قصد اطلاع ہو جاوے اوسمین علت نہی کی نہین پہنچا بی حقیقت مین بدون جامعیت ظاہر و باطن کے آدمی نہین ہوتا اور کہا یہہ شبہہ ہو کہ اول تو حضرت نے اپنا کمال کیون بیان فرمایا پھر یہہ کہ جب اسکے راوی خود حضرت ہین تو اس سے اثبات کمال پر احتجاج کب ہو سکتا ہے جواب یہہ ہے کہ حضرت صاحب کا فرمانا باذن واما بنعمة ربك فحدث ہی اور نفع اسمین یہہ ہوتا ہے کہ طالبین سامعین کو حقایق و معارف معلوم ہوتے ہین اور فطری طور پر بہ نسبت انشاء محض کے اخبار مین زیادہ اثر ہوتا ہے اور اخبار غیر کی نسبت اخبار مرشد زیادہ دلپذیر ہوتے ہین رہا احتجاج سو قراین ظاہری و باطنی سے جب متکلم کا صدق متیقن ہو تو وہ بمنزلہ اپنے مشاہدہ کے ہے منجملہ اون قرائن کے ایک قرینہ اس حدیث مین مذکور ہے الصدق طمانینة والکذب ریبة۔

کمال ایکبار حضرت صاحب ارشاد فرمانے لگے کہ بعض اہل ظاہر کثرت عبادت

کو منع کرتے ہیں اور یہ آیت دلیل میں پیش کرتے ہیں ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ اہل باطن یوں کہتے ہیں کہ چونکہ ہمارے مذاق میں قلت عبادت تہلکہ ہے ہم اسی آیت سے اوسکو منع سمجھتے ہیں ف کیا لطیف جواب ہے جس سے حضرت صاحب کی لطافت فہم ظاہر ہے باوجودیکہ ظاہری تحصیل حضرت صاحب کی صرف کافیہ تک تھی اور شرح مشکوٰۃ پڑھی تھی شیخ مقام کی یہ ہے یعنی نفس کا چھوڑنا تہلکہ نہیں بلکہ حقوق نفس کا چھوڑنا تہلکہ ہے پس جسکے قلب میں شوق نہیں ہے اوسکو زیادہ مجاہدہ میں ترک حقوق نفس لازم آتا ہے اوسکے حق میں لاریب تہلکہ ہے اور اہل شوق کو چونکہ ملال وفتور واقع نہیں ہوتا بلکہ اگر کمی کریں تو تنگی اور کلفت ہوتی ہے انکے حق میں تکثیر تہلکہ نہیں بلکہ تقلیل تہلکہ ہے پس اہل باطن جسطرح اہل ظاہر پر ملامت نہیں کرتے اسیطرح اہل ظاہر کو اہل باطن پر حق ملامت نہیں۔

کمال ایکبار اس حدیث کا تذکرہ ہوا الغیبۃ اشد من الزنا ارشاد فرمایا اسکی وجہ یہ ہے کہ زنا گناہ باہی ہے اور غیبت گناہ جاہی ہے اسلئے یہ اشد ہے میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ لفظ تو ہم قافیہ بھی ہیں ایسا فرمایا کہ ہاں ہے تو ایسے ہی جیسے ہیں ف باہ کہتے ہیں شہوت کو اور جاہ کا منشا قوۃ غضبیہ ہے قوۃ شہویہ میں آدمی خود اپنی نظر میں ذلیل وبیقدر ہوتا ہے اور غلبہ غضب میں اپنی نظر میں معزز ومترفع ہوتا ہے اور مسلم ہے کہ ترفع زیادہ بری چیز ہے سبحان اللہ کیسے مختصر الفاظ میں کیا جامع اور بلیغ حکمت بیان فرمائی ہے جس سے وسعت علم ودقت فہم ظاہر ہے اور مقصود حصر نہیں ہے اس حکمت میں اسلئے حکمت منقولہ سے کہ اوسمیں بھی حصر مقصود نہیں معارضہ لازم نہیں آتا اور یہ اخیر کا ارشاد فرمانا تھا جو کہ خود ایک سنت اور دلیل ہے زندہ دلی کی اور حکمت اسمیں تطییب قلب مسلم اور طالب حق کو اپنے سے بے تکلف کرلینا ہے تاکہ کوئی امر مانع استفادہ نہ ہے کیونکہ اکثر اہل اللہ کی ہیبت مانع استفادہ وابتداء بالسوال ہوجاتی ہے وہذہ الحکمۃ کما القی فی روعی فی المنام واللہ اعلم بحکمۃ الاحکام۔

کمال ؏ ایکبار اس حدیث کا تذکرہ ہوا کہ سجدہ مین دعا بہت قبول ہوتی ہے کئی اہل علم مجتمع تھے سب اسکے معنی مین گفتگو کرنے لگے وجہ اشکال یہہ تھی کہ سجدہ مین تو دعا نہین کیجاتی بلکہ تسبیح کیجاتی ہے آخر جواب یہہ تھا کہ تسبیح کو مجازاً دعا کہا گیا کیونکہ کریم کی ثنا کرنا بزبان حال اوس سے سوال کرنا ہے حضرت خاموش بیٹھے سنتے رہے جب سب اپنی اپنی کہہ چکے حضرت صاحب نے فرمایا کہ سجدہ حالت قرب کی ہے جب عارف کو قرب کا شوف ہوتا ہے وہ اوسوقت دعا کرتا ہے اس دلپذیر جواب کو سنکر سب نے قبول کرلیا **ف** شرح اسکی یہہ ہے کہ حدیث مین نہ دعا کا امر ہے نہ کوئی کلمہ اوسمین کلیت پر دلالت کرتا ہے محض ایک فضیلت مذکور ہے پس ممکن ہے کہ بعض الناس کے اعتبار سے ہو یعنی جسکو قرب کا شوف ہو اوسکی حالت کا مقتضا حقیقتہً

دعا کرنا ہے جیسے حدیث جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ مین نماز کی ایک فضیلت خاص اپنے اعتبار سے ارشاد فرمائی ہے پس اسمین کسیطرح کا استبعاد نہین رہا اس سے بھی حضرت کی شان علم و سلامت طبع و اختیار معنی ایسر کہ عین سنت اور شان علم سلف ہے ظاہر ہے۔

کمال ؏ میری سامنے ایک عامل بالحدیث جو کہ علوم مین فاضل تھے حضرت صاحب کی خدمتمین حاضر ہوئے شاید حضرت کو کسی قرینہ ظاہری یا باطنی سے اونکا مسلک معلوم ہوگیا ہوگا اونسے استفسار فرمایا کہ آپ مدینہ طیبہ جاوینگے فاضل مذکور نے کہا کہ میرے پاس وہان جانیکا خرچ نہین حضرت نے فرمایا کہ یہہ تو کوئی عذر نہین جو اہل محبت ہین وہ پانون چھوڑ کر کے بہل جاتے ہین اسپر فاضل مذکور نے کسیقدر طیش مین آکر کہا کہ آپ تو ایسی طرح فرماتے ہین کہ جیسے وہانکا جانا فرض ہو بلکہ جو فرض ہے یعنی حج اوسمین بھی زاد و راحلہ شرط ہے حضرت نے فرمایا کہ بروے فتوے تو بیشک وہان جانا فرض نہین لیکن طریق محبت مین تو بلاشک فرض ہی کے مثل ہے اور رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم مین شان عبدیت غالب تھی ورنہ اگر آپ درخواست کرتے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اخلاص ابراہیمی کے اثر سے تو کعبہ سجدہ گاہ خلایق بنے اور اخلاص داودی وسلیمانی کی برکت سے بیت المقدس قبلہ ہوا ور اخلاص محمدی کے اثر سے مسجد نبوی قبلہ نہ ہوجاتی اسپر فاضل مذکور کہنے لگے کہ قبر شریف کی زیارت کی نیت سے جانا جائز بھی نہین چنانچہ حدیث مین آیا ہے لاتشد والرحال الا الی ثلثۃ مساجد الی آخرہ۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اگر اس حدیث مین مستثنی منہ ایسا عام ہے کہ بجز ان تین مسجدونکے سب نہی مین داخل ہوگئے تو زیارت ابوین وتحصیل علم کے لئے بھی سفر کرنا ناجائز ہوگا۔ حالانکہ یہہ محض باطل ہے پس ضرور مستثنی منہ خاص مسجد ہوگا یعنی بجز ان تین مسجدونکے چوتھی مسجد کو مقصود سمجھکر سفر کرنا غیر مشروع ہے اور قبور ومزارات تو اسمین مذکور ہی نہین اونکی ممانعت کو اس سے کیا تعلق فاضل مذکور نے کہا کہ خیر مسجد نبوی کی نیت کرے حضرت صاحب نے فرمایا کہ سبحان اللہ عجیب بات ہے جس ذات کی بدولت وہ مسجد اس فضیلت سے موصوف ہوگئی ورنہ پہلے اوسمین یہہ فضیلت کب تھی پس وہ ذات جسکی فضیلت بالذات ہے اوسکا قصد تو جائز نہوا اور جسکی فضیلت بالعرض ہے اوسکا قصد جائز ہوا اسپر فاضل مذکور سے کوئی جواب نہین پڑا حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ لوگونکے ایسے ہی عقاید ہوتے ہین چنانچہ ایک شخص کو دیکھا کہ وہ یہہ سمجھتا تھا کہ اللہ تعالے مثل اجسام کے عرش پر متمکن ہین اور الرحمن علی العرش استوی سے استدلال کرتا تھا مین نے کہا کہ یہہ تو خیال کرو کہ اس جگہہ اگر ذات کا حکم بیان کرنا مقصود ہوتا تو بجاے الرحمن کے لفظ اللہ کا کہ اسم ذات ہے زیادہ مناسب تھا الرحمن کی تخصیص خود مشیر ہے کہ مقصود تجلی رحمانیت کو بتلانا ہے کہ عرش جو کہ اعظم ومنتہی عالم اجسام کا ہے وہ اول رحمت تامہ کا مظہر اور مہبط ہے وہان سے پھر باقی اجزاء عالم پر نزول رحمت ہوتا ہے اللہ تعالی آپکو ہدایت کرے فاضل مذکور نے کہا خدا کے واسطے مجھکو ہدایت نکرے

آپ نے فرمایا کہ یون مت کہو ممکن ہے کہ آپ غلطی پر ہون ہم تو اپنے لئے دعا کرتے
ہین کہ اگر غلطی پر ہون تو اللہ تعالے ہمکو ہدایت کرین اور ہم سبکو چاہیئے کہ نماز مین
اہدنا کو بہت حضور قلب سے پڑہا کرین کہ ہدایت صراط مستقیم کی ہو کیونکہ ایسے
امور خفیہ مین اللہ ہی کو معلوم ہے کون ہدایت پر ہے اسلئے ہمیشہ ہدایت طلب
کرتا رہے **ف** اس حکایت کے تمام اجزا سے حضرت کی معرفت اسرار احکام
و اخبار ظاہر ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ تو فاضل مذکور کے تقریر مین ہین
اور اون الفاظ کے معانے حضرت کی تقریر مین ہین اور واقع مین تارکین تقلید کے مسلک
کا ملخص یہی ہے کہ صورت بلا معنی ہے جیسے دوغ کہ صورت دودہ کی سی ہے
اور معنی کہ روغن ہے ندارد چنانچہ راقم کو منام مین اسی مثال سے اسمین شفا ہوی
اور آیۃ استوا کی تقریر بنابر مذہب متاخرین کے ہے جسکو اہل تجسیم کے مقابلہ مین
اختیار کیا ہے اور گو بعض آیات مین الرحمن مذکور نہین لیکن القران یفسر بعضہ بعضا کے
اعتبار سے اونکو بھی اسی پر محمول کرنا ممکن ہے اور جزو اخیر مشورہ سوال ہدایت سے
حضرت کا کمال تقوے او خشیت ظاہر ہے کہ اچھے حالین بھی خایف ستے اور
اپنے علم و عمل پر ناز و عجب نہتھا۔

کمال حضرت صاحب علمار کی گو وہ حضرت کے خادم ہی ہون باسقدر توقیر فرماتے
تہے کہ اکثر اونکی طرف سے جو ہدایا حضور مین پیش ہوتے اونکو یہہ کہکر کہ مولویصاحب
کا تبرک ہے اپنے سر پر رکھہ لیتے چنانچہ میرے روبرو بھی ایسا واقعہ ہوا **ف**
اکثر مشایخ علمار سے منقبض رہا کرتے ہین حضرت کی یہہ توقیر دلیل ہے کہ شریعت
کی قلب مین نہایت ہی عظمت تھی اور اسکے کمال عظیم ہونیمین کوئی کلام نہین۔

کمال جب حضرت صاحب کے پاس کوئی کہانے پینے کی چیز ہدیۃً آتی تو سب
حاضرین کو تقسیم فرما کر ارشاد فرماتے کہ کہاؤ اسمین نور ہے کیونکہ محض خالصاً للہ

محبت لائی گئی ہے اور خود بھی اوسمین سے تناول فرمانے لگو قلیل ہی ہی **ف** یہہ علاقہ
پیری مریدیکا یا پیری مریدیکے مثل اعتقاد کا یقیناً حب فی اللہ ہے اور حب فی اللہ کا افضل
اعمال ہونا حدیثون مین وارد ہے آپکی نظر مین یہہ فضائل کیسے مجھی اور غالب تھے کہ اوسکو
موجب انوار باطنی سمجھتے تھے شریعت کا طبیعت بنجانا اعظم الکمالات ہے۔

کمال ایکبار حکایت فرمائی کہ مین ایک شیخ سے ملا جو مریدون سے بھی بہت ہی کم
یعنے ضرورت سے بھی کم گفتگو کرتے تھے مین نے امنے کہا کہ آپ شیخ ہوکر اسقدر
تقلیل کلام مین کرتے ہین آپکو معلوم ہے کہ شیخ زبان ہوتا ہے اور مرید کان اونکو یہہ
بات بہت پسند آئی اور افادات مین کلام کرنے لگے **ف** مریدونکی اصلاح اور تربیت
توسب کہتے ہین پیرونکی غلطیان سمجھنا یہہ پیران پیر کا کام ہے اس سے حضرت کی کمال
شان معرفت وارشاد ثابت ہے اور یہہ حضرت کا بتلایا ہوا قاعدہ کیسا مفید ہے آجکل اکثر وہ
لوگ جو ابھی محتاج استفادہ ہین زباندرازی کرنے لگتے ہین جو سخت مضر ہے بعضے جو
احتیاط پر آتے ہین تو کامل ہونے پر بھی افادہ ضروریہ سے سکوت کرتے ہین
اسمین دونون کی تعدیل ہے کہ لایعنی سے سکوت ضروری ہے اور کلام مفید کے ساتھ
نطق ضروری ہے حقیقت مین اعتدال سہل بات نہین عمل کرنے سے حقیقت نظر
آتی ہے۔

کمال حضرت کی خدمتمین ایک شخص حاضر ہوکر قصیدہ مدحیہ جو حضرت کی شان مین لکھا تھا
پڑھنے لگے کہ حضرت خوش ہونگے مگر آپ بہت منقبض ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ میان
کیون جوتیان مارا کرتے ہو وہ مداح صاحب بہت ہی خجل ہوئے **ف** مدح سے
خوش نہوتا اور مداح کی بیقدری کرنا خود حدیث مین ماموربہ ہے اس سے آپکا اتباع
سنت ظاہر ہے اور اس عنوان سے اس کراہت کا طبعی ہونا اور عین
ملامت مین بھی انکسار کی رعایت رکھنا یہہ مزید بران ہے جو دلیل ہے غایت

سلامت طبع کی۔

کمال حضرت کے ایک خادم کہ ذی علم بھی تھے حضرت کے لئے مختلف ہدایا ہمراہ لاتے تھے اور کئی روز تک ایک ایک چیز پیش کیا کرتے ایکبار حضرت نے فرمایا کہ بھائی یہہ مولوی لوگ ہوتے ہین بڑے ہوشیار دیکھو ہر روز دل خوش کرنیکی کیسے اچھی تدبیر نکالی ہے وہ مولوی صاحب شرمندہ ہو کر عذرت کرنے لگے اور یہہ سب ہدایا ایک دفعہ لاکر پیش کردے **ف** اس سے حضرت صاحب کی کمال فراست اور اونکی اس چال پر تنبیہ کو شعبہ ارشاد ہے اور اوسمین لطافت عنوان کرشعبہ حسن خلق ہے سب کمالات ظاہر و باہر ہین اور حضرت کے اس ارشاد مین تعلیم ہے سادگی اور اخلاص کی خصوصا اہل اللہ کے ساتھہ اور مانعیت ہے تکلف اور خداع سے

کمال ایکبار حضرت صاحب کی خدمتمین ایک شیخ قسطنطنیہ سے کہ جو مولانا روم کے خاندان سلسلہ کے شیخ کامل تھے اور ملقب بہ لقب ددو تھے یہ لقب اوس خاندان مین ایسے شخص کو ملتا ہے جو غالبا بارہ سال تک نہایت مجاہدات شاقہ اور امتحانات صعبہ مین کامل ثابت ہو جاوے حاضر ہوئے اوسوقت مثنوی کا درس ہو رہا تھا وہ شیخ بھی مثنوی کے عالم تھے کیونکہ اوس خاندان مین اسکا درس التزام سے ہوتا ہے حضرت حقائق معارف بیان فرماتے رہتے تھے اور وہ خاموش بیٹھے متلذذ ہوتے تھے چونکہ حضرت کی زبان اردو تھی اور وہ شیخ اردو نہ سمجھتے تھے عربی فارسی البتہ جانتے تھے اسلئے حضرت کے ایک خادم مولوی نیاز احمد صاحب حیدرآبادی نے جو اوسوقت حاضر تھے عرض کیا کہ اگر یہہ شیخ اردو سمجھتے تو اونکو بڑا لطف ہوتا حضرت نے فرمایا کہ اس لطف کے لئے اس زبان کی کوئی ضرورت نہین اور برجستہ مثنوی کے یہہ دو شعر ارشاد ہوئے جسپر سننے والونپر ایک حالت غالب ہوگئی

س۔ پارسی گو گرچہ تازی خوشتر ست ٭ عشق را خود صد زبان دیگر است ٭ بوی آن دلبر چو پران میشود ٭ این زبانہا جملہ حیران میشود ٭ پھر اون شیخ نے حضرت سے اشغال کی اجازت حاصل کی اور ایک عبا پیش کرکے درخواست کی کہ آپ اسکو پہنکر مجھکو تبرکًا دیدیجیے چنانچہ آپ نے منظور فرمایا ف باوجود زبان نہ سمجھنے کے اونکا متاثر ہونا اور پھر درخواست اشغال و خرقہ کی کرنا جو علامت ہے فیضیاب ہونے کی صریح دلیل ہے حضرت کی کمال شان افاضہ کی کہ وسایط عادیہ پر بھی موقوف نہین رہا اور ایک شیخ صاحب سلسلہ کا اجازت لینا اور زیادہ موید ہے آپکے اکمل الشیوخ ہونیکا جیسا کہ اون شیخ کے منصف ہونیکا بھی مثبت ہے اور پھر تبرک لینے کا طریق قابل تقلید ہے کہ تبرک بھی حاصل ہو جاوے اور بزرگونکو تردد بھی نہو کہ موجودات کا جایزہ لینا پڑے اور حضرت کا فی البدیہہ یہ اشعار پڑہنا جیسا کہ اکثر مواقع پر مثنوی کے اشعار پڑھ دیتے تھے مناسبت مثنوی پر مبنی ہے۔

کمال فرماتے تھے کہ مجھکو طریق باطن کے متعلق جو شبہہ واقع ہوتا ہے مثنوی سے حل ہوجاتا ہے ف مثنوی کا طرز جیسا نرالا اور دقیق ہے مطالعہ کرنے والے پر ظاہر ہے اوسمین سب کچھ ہے لیکن استنباط کرنا کوئی آسان کام نہین بلا تشبیہ جیسے قرآن مین سے باوجود اوسکے جامع ہونیکے استخراج سہل نہین پس ایسی کتاب سے کسی مسئلہ کا فیصلہ سمجھ جانا نہایت ہے لطافت فہم و دقت نظر و جامعیت و مناسبت روحانی حضرت مصنف کے دلیل ہے چنانچہ ایکبار ایک شعر کے متعلق عالم روحانی مین مولانا سے دریافت کرنا اور مولانا کا جواب دینا بھی بیان فرماتے تھے۔

کمال مسئلہ وحدت الوجود کی تقریر اکثر ارشاد فرمایا کرتے لیکن ہر بار مین جدا عنوان ہوتا تھا اور اس حسن سے بیان فرماتے کہ اوسمین نہ شرعی خلجان ہوتا تھا نہ عقلی اشکال ہوتا تھا

از مولوی محمد احسن صاحب بلگرامی المتخلص بوحشی

حق حق حق

محبت!!!

آہ! اے دل تو کیون تڑپ رہا ہے۔ سینہ مین کھٹک کس لئے ہوتی ہے کلیجہ کیون پھونکا جاتا ہے۔ رہ رہ کر ٹیس کیون ہوتی ہے۔ الہی! یہہ کیسی حرارت ہے جسنے تن بدن مین ایک آگ لگادی ہے۔ دماغ کیون قابو مین نہین ہے۔ آنکھون نے کیون ساون بھادون کی سی جھڑی لگا رکھی ہے۔

ہائے اکسی پہلو دلِ بے چین کو قرار کیون نہین آتا۔ اے زبان! تو چپ کیون نہین ہوجاتی۔ او نالہ و آہ! تم کب تک سائے کیطرح میرے پیچھے پڑے رہوگے۔ اُف! بینائی نے کیون جواب دیدیا۔ پروردگار! یہہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد پہلو مین کون چرکا دیتا ہے اے صبر و ضبط تم کیون رخصت ہوگئے۔ اور اے حسرت و اندوہ کی گھٹا تو کب دفان ہوگی۔ امید کے آفتاب! تو کب چمکیگا اور اے آرزون کے باغ تو کب پھولے پھلیگا؟

بادی النظر مین ہمارے قلم سے نکلے ہوے الفاظ جنکو ناظرین نے اوپر ملاحظہ کیا ہے محض خیالی باتین یا مجذوب کی بڑ معلوم ہوتی ہین اور سرسری طور پر پڑھنے والے اسپر قہقہہ اڑائین تو عجب نہین لیکن ہر وہ شخص جسکو خدا نے دلکی سی نعمت مرحمت فرمائی ہے اور اوس دل مین درد کا چراغ روشن کیا ہے یقین کریگا کہ یہہ لفظین بظاہر جتنی شاندار نہین ہین اوس سے کہین بڑھا ہوا دردانگیز مضمون اونمین چھپا ہے۔ اور جس جوش کے

اظہار کیواسطے یہہ الفاظ وضع کیے گئے ہین فی الحقیقت اوسکو کما حقہ کیا بلکہ اوسکا عشر عشیر بہی ادا نہین کر سکتے اور ان لفظون پر کیا منحصر ہے عالم ناسوت مین کوئی ذریعہ تحریری یا تقریری ایسا موجود نہین ہے کہ اوس مفہوم کو ادا کر سکے جو مندرجہ بالا الفاظ کو منہ سے نکالنے والے کا منشا رہے ؎ حدیثے دارم اندر دل اگر گویم زبان سوزد ☆ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد۔ تاہم اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ جو کچھہ بہی انسان زبان سے بیان کر سکتا ہے اوسی کیواسطے اس سے زیادہ زوردار لفظین نہین ملسکتی ہین۔ اور اگر ذرا بہی غور و تامل سے کام لیا جاے تو ان چند حرفونکی ترکیب دی ہوئی تصویرون کی تہہ مین وہ نور نظر آئے جس سے آنکہوںمین چکاچوند ہو جاے اور وہ شعلہ بہڑکتا دکہائی دے جسکی تیزی خرمن عقل و ہوش کو خاک سیاہ کیے بغیر نہ چہوڑے۔ البتہ بیدردون کو اسکا سمجہنا دشوار ہے اور اون کیواسطے ظفر کا یہہ شعر کافی ہے ؎ جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر ☆ جو دل کہ ہو بیداغ وہ جل جاے تو اچہا۔

اس مختصر تقریر سے ہمارا یہہ منشا نہین ہے کہ ہم ناظرین کے سامنے کوئی حل طلب معما پیش کرین یا چیستان بجہائین بلکہ ہمارا مقصود صرف یہہ ہے کہ اونکو اون جذبات کیطرف متوجہ کرین جنکو کارکنان قضا و قدر نے انسان کے دل مین ودیعت رکہا ہے اور حضرت انسان کے فیض صحبت سے خدا کی تمام وہ مخلوق جو حیوان کے نام سے پکاری جاتی ہے اس رنگ مین رنگی نظر آتی ہے اور چار دانگ عالم مین اس کا سکہ اسطرح بیٹہا ہے کہ کوئی ذی عقل ہمارے قول سے اختلاف نہین کر سکتا۔ اگر ہم چند منٹ تک اپنے سمند خیال کو میدان فکر مین تگ و دو کرنیکی تکلیف اوٹہائین تو عجیب نہین کہ قانون قدرت کے انتظامات پر غور کرنیکے بعد بلا پس و پیش یہہ بات زبان پر لائین کہ حیوانات ہی پر کیا منحصر ہے۔ نباتات و جمادات بہی اسکے اثر سے خالی

نہین اور عالم خلق کے جتنے مشاہدات ہمین ہو رہے ہین اون مین سے کوئی ایک بھی
اس سے مبرا و مستثنیٰ نہین - بلکہ پاس ادب کو ترک کرکے اگر بلند پروازی پسند کیجائے
تو عالم ملکوت مین بھی یہی کارخانہ نظر آئیگا - اور بڑھتے بڑھتے اشہب تیز گام دور کی
خبر لائیگا عرش و کرسی چکر مین آئینگے مرغان روضۂ قدس مین بیساختہ حافظ رح کا یہ
شعر زبان پر لائینگے ؎ صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را * کہ سر بکوہ و بیابان
تو دادہ مارا -

چونکہ عموماً لوگ سیدہی سادی بات سے کوئی خاص اور دقیق نتیجہ اخذ کرنیکے عادی
نہین ہوتے اسلئے ہمارا یہہ توقع کرنا کہ ہماری اتنی ذراسی تحریر کو دیکھکر ناظرین کی عنان
فکر ٹہیک ٹہیک معہود ذہنی کیطرف منعطف ہوجائیگی محض فضول ہوگا لہذا ہم استعارات
سے قطع نظر کرکے صاف صاف الفاظ مین اپنے مفہوم کو بیان کرتے ہین اور اس
مضمون کے ملاحظہ کرنیوالون کو آگاہ کرتے ہین کہ جس جذب کے متعلق ہمنے ابتک خامہ
فرسائی کی ہے اوسکا پیارا اور شیرین نام محبت ہے اور جو لوگوں کو بیتاب اور کلیجون کو
کباب کر دیتی ہے جو انسان کو اپنون سے بیگانہ اور ہوشیار سے دیوانہ بنا دیتی
ہے جسکے کرشمون کے آگے ارسطو کی عقل اور افلاطون کی حکمت بیکار ہے اور جسکے
ہر ہر ادا مین نئی شان آشکارا ہے ؎ ۲ ہ من العشق وحالاتہ * احرق
قلبی بحرارتہ - عام خیال اور روزمرہ کا تجربہ ہے کہ محبت کا اظہار حسن کے
مقابلہ مین ہوتا ہے -

(وحشی)

اے حسن عجیب چیز ہے تو	ہر دل کو بہت عزیز ہے تو
عشاق کے دل پہ تیر انشتر	مجنون کے دماغ مین تیرا گھر
لیلی کی نگاہ تجھ سے مخمور	یوسف کے جمال مین ترا نور

گلزار مین سرو تجھ پہ نازان ‌‌ ‌ قمری تیری یاد مین پریشان
میخانے مین ہے مچی تری دہوم ‌ ‌ سرو رہو تجکو دیکھ مغموم
آباد ہے تجھ سے ہر خرابات ‌ ‌ تیرا ہی ہے بول بالا دن رات
وہ سینہ جو ہے فراق سے چاک ‌ ‌ تیرے ہی تلاش مین ہے غمناک

کسی گلزار سراپا بہار مین جا کر دیکھو تو قمری کو سرو کے قد موزون کے گرد کوکو کی پھیری لگاتے پائے گے۔ بلبل کا شور ورق گل کی رعنائی پر معلوم ہوگا۔ باغبان قدرت کے لگائے ہوئے چمن اسکی سیکڑون زندہ مثالین نظر آتی ہین۔ وہ گلی جسمین ذرات مشتاقان جمال کا ایک بازار لگا رہتا ہے اسکی آبادی کسی معشوقہ دلفریب کی سکونت ہی کے سبب سے ہے وہ چلمن جس پہ ہزار ہا نگاہین نثار ہوتی رہتی ہین کسی حور وش ہی کے حجاب عصمت ہونیکے باعث سے ممتاز ہے۔ کسی گورے گورے مکھڑے والے کی آتش رخسار کسی دلدادہ کے خرمن صبر و قرار مین آگ لگاتی ہے تو دانتون کی چمک اور لعل لب کی مسکراہٹ کی ادا اوس لگی کو بھڑکاتی ہے۔ سیب غبغب کی آرزو مین خدا جانے کتنون نے بیٹھے بٹھائے بیماری مول لی اور چاہ ذقن کی چاہ مین نہ معلوم کس کس نے اقصائے عالم کی خاک چھانی اور اطراف جہان کے کنوین جہان کے

ع عشق را نازم کہ یوسف را بہ بازار آورد ٭ ہم چو صنعا زاہدے را زیر زنار آورد

قد کی موزونی عاشق جانباز کے لئے ایک آفت ہے تو اٹھلائی ہوئی چال کشتگان محبت کے حق مین شور قیامت۔ حسن کی مجسم تصویر مین صناع قدرت نے عجیب سحر آفرینی سے کام لیا ہے۔ کہ شوخی و دلربائی کا جادو گویا کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ سرو روان یا دلبر طناز کے جس عضو پر نظر ڈالو ایک نئی ادا نظر آتی ہے۔ ہر ہر ادائے مستانہ نت نیا ستم ڈھاتی ہے۔ ہنسنا۔ مسکرانا۔ تیوری چڑھانا طاؤس طناز کی طرح چلنے مین کمر کا بل کھانا اور چشم آہو کا ناز سے اشارہ کرنا ایک حالت ہے کہ سوائے

چوٹ کہائے ہوئے دل کے کسی کو اوسکے مقناطیسی اثر کا اندازہ کرنیکی کیا طاقت ہے
س ۔ دارد آن آفت جان حسن وجمالی عجب + چشم مستی عجب دارد وخالی عجب ÷ اور
اچھی صورت پر کیا منحصر ہے باطنی جذبات کی مناسبت کبھی کبھی انسان کو ایسی جاندار
تصویرون پر والہ وشیفتہ کردیتی ہے کہ جنکو غیرون کی نگاہین نہایت ہی مکروہ
سمجھتی ہین ۔

مولانا روم

گفت لیلی را خلیفہ کان توئی	کز تو مجنون شد پریشان وغوی
از دگر خوبان تو افزون نیستی	گفت خامش چون تو مجنون نیستی
دیدہ مجنون اگر بودی ترا	ہر دو عالم بے خطر بودی ترا
باخودی تو لیک مجنون بیخود است	در طریق عشق بیداری بداست

مجنون ولیلی کے محبت کے کارنامے جسطرح زبان زد خاص وعام ہین محتاج بیان
نہین اور یہہ ممکن نہین کہ دنیا مین کسی جگہہ محبت وعشق کا چرچا ہو اوران دونون شہیدان
محبت کا ذکر خیر تمثیلاً نہ آوے اسلئے غالباً بلکہ یقیناً ہمارے اس خیال کی ناظرین بے چون
وچرا تائید کرینگے کہ حسن سے وہی تناسب اعضا یا صورت ونقشہ مقصود ہے جس پر
دل مائل ہوجائے ۔ گورے ۔ کالے ۔ ایسے ویسے کی تخصیص شیخی رسے یا درد عشق کے
ذائقہ سے محرومی کی دلیل ہے س ۔ تب دارم کہ گرد گل ز سنبل سائبان دارد +
بہار عارضش خطے زخون ارغوان دارد ÷ یہہ بھی نہین کہ صرف نسوانی حسن ہی انسان
کو لبہا لیتا ہے بلکہ اچھی صورت کا کچھہ خاصہ ہی قدرت نے یہہ رکہا ہے کہ بے اختیار
ایکمرتبہ اوسطرف نگاہ اوٹھہ جاتی ہے س ۔ دل خرابی میکند دلدار را آگہ کنید +
زینہار اے دوستان جان من وجان شما ÷ بلکہ اگر یہہ جذب عورتون کے ساتہہ مخصوص
ہوتا تو بے تکلف ہر شخص یہہ کہہ سکتا کہ خواہشات حیوانی کے بخارات کی برقی قوت کو

اوسکے نفسانی لذات پر ابھار کر دیوانہ و سودائی بنا دیتی ہے کیونکہ مخبر صادق نے الحب
شعبۃ من الجنون (جو اتی ایک حصہ جنون کا ہے) فرما دیا ہے ورنہ کوئی محبت کا نام
بھی نہ لیتا کہ کیا چیز ہے۔

اس جرح کو پیش نظر رکھ کر حسن کے پہلے پہولے چمن پر ایک سرسری نگاہ ڈالنے
سے اوہی عجیب و غریب سبزیان آنکھون مین پہر جاتی ہین کہ جن سے لطف حاصل کرتے
وقت بے ساختہ زبانین یسبح للہ مافی السموات ومافی الارض زمین و آسمان کی
تمام چیزین تسبیح پڑہتی ہین) پڑہ پڑہ کر وجد مین آتی ہین۔ البتہ اس سے ہمکو بھی انکار نہین
کہ حسن و صباحت کی ایسی ذی روح تصویرون کا البم بیشتر ایسی نگاہون مین گھر
کر لیتا ہے جنکی حسن پرستی کے پردہ مین بہیمی خواہشات کا لشکر آمادہ شر و فساد ہوتا ہے
اور نیازمندی و ناز آفرینی کے اوٹ مین دشمن بنی آدم شکار کھیلتا ہے سے فغان
کاین لولیان شوخ شیرین کار شہر آشوب ٭ چنان برند صبر از دل کہ ترکان خوان یغمارا ٭
لیکن جب ہم عجیب و غریب خدائی صناعی کا دوسرا ورق اوٹلتے ہین تو یقین کا سرمہ ہماری
آنکھون کو روشن کر دیتا ہے اور بے تامل ماننا پڑتا ہے کہ ایک خداشناس کی وہ نظر
جو ذرہ ذرہ کے ملاحظہ سے خداوند عالم کی قدرتی کارفرمائیون کا اعتقاد کرتی ہے گھاس
پھوس اور بیل پتے مین بھی وہی مزہ پاتی ہے جو عام طور پر پیاری پیاری حسین صورتون
کے دیکھنے سے دلون کو حاصل ہوتا ہے (وحشی) ذرہ ذرہ مین عارف ہشیار ٭ پاتے
ہین شان داور داوار ٭ اور کیون نہو کہ یہہ ہوسناکو نکا مرغوب حسن ظاہری چند روز بعد
تغیر زمانہ کی نذر ہو کر بالآخر مٹ جاتا ہے اور مقدس حق آگاہون کا جذبہ الفت فنا کے
بعد بقا کا رتبہ پاتا ہے سے رفتم اندر تہ خاک انس تبا نم باقیست ٭ عشق جانم
بر بود آفت جانم باقیست ٭

وہ چٹیل میدان جسمین کوسون بالو کا دریا لہراتا نظر آتا ہے۔ وہ ہرسے بھرسے

پہاڑ جنمین طرح طرح کی گھاسون کی بھرمار ہوتی ہے وہ اونچے اونچے پہاڑ جنکی چوٹیان برف سے ڈہکی رہتی ہے۔ وہ زور شور سے بہنے والے دریائے زخار جنکو دیکھکر خوف سے انسان کا زہرہ آب ہوتا ہے۔ وہ آدمیون سے معمور بستیان جنکو شام کے وقت دہوئین کا آسمان اپنی آغوش مین لے لیتا ہے۔ وہ ٹوٹے ہوے کھنڈر جنمین الو بولتا ہے۔ وہ کھیت جنمین غلے کی بالیان ہوا سے حرکت کرتی ہین۔ وہ ڈہاک کا بن جسمین ٹیسو پہولتا ہے وہ نرکل کا جنگل جسمین شیر چنگھاڑ مارتا ہے۔ وہ چمن کا تختہ جسمین بلبل چہکتی ہے۔ اور ان سب سے بڑہکر وہ شہر خاموشان جسکو عقبیٰ کی اول منزل کہتے ہین سب عارف حق بین کی نگاہ کو کسی کے کرشمہ سازی کا جلوہ دکھاتی ہین سے کہ بچشمان دل مبین جز دوست ٭ ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست ٭

رات کے وقت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کا چلنا۔ شبنم کے چھوٹے چھوٹے قطرونکا گھاس اور پتیون پر گرنا اور چاندنی کا درختون کی آڑ سے چھن چھن کر زمین پر پڑنا۔ پرندونکا گھونسلون مین بسیرا لینا۔ اور پپیہا کا پی پی لیکر شور مچانا۔ برسات کی کالی کالی راتین بادل کی گھٹائین۔ بجلی کی چمک۔ بادل کی کڑک۔ جاڑون کی سردی۔ جیٹھ بیساکھ کی تڑاقے کی دہوپ شدت کی گرمی۔ غرضکہ موجودات عالم کے تمام کرشمے یہان تک کہ زندگی و موت وصل و ہجر جو کچہ بھی اس دنیائے فانی کے اسٹیج پر موجود ہے یا جہانتک عالم ملکوت مین نگاہ باطن کی رسائی ہے ان سب کو ایک خدا شناس کا دیدہ دل معشوق حقیقی کا راز و نیاز سمجھکر دیکھتا ہے (سعدی) سے برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار۔

لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہہ سب کس قوت کی بدولت ہے اور وہ کونسا جذبہ ہے جو ان مختلف حالتون کو ایک ہی راگ مین الاپتا ہے ؟ نہین نہین یہہ کسیقدر

مشکل اور بعضون کے نزدیک مقام ادب ہے۔ مگر ہم نہایت زور و یقین سے کہتے
ہین کہ یہہ ساری کارسازیان اوسی ایک عالم محبت کی بدولت ہین سے پھر سنگے کہ
خواہی جامہ می پوش ﴿ من انداز قدت را می شناسم ﴾ کوئی شک نہین کہ یہہ بیخودی
اوسی جام ارغوانی کی می دو آتشہ کے اثر سے ہے جسکا رونا حافظ شیرازی روگئے
ہین سے آسمان بار امانت نتوانست کشید ﴿ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند ﴾
یہہ ایسی بڑی طرح گردن میں پڑی ہے۔ ۔۔۔ لگی ہے سے رشتہ در گردنم افگندہ
دوست ﴿ می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ﴾ نہ سوال کی طاقت ہے نہ انکار
کی ہمت سے ہر جا کہ رسیدیم ہمہ روئیے تو دیدیم ﴿ ہر سو کہ دویدیم اثر
کوئے تو دیدیم ﴾

وہ دل جسمین محبت کی چنگاریان بہری ہین اپنے وجدان سے اسباب
کو بلا پس و پیش تسلیم کرلیگا کہ یہہ سب محبت ہی کے کرتوت ہین البتہ ایک ظاہر بین
آدمی بلا حجت و برہان کے کبھی نہ مانیگا۔ لیکن ہم اپنے دعوے کے ثبوت مین واقعات
سے استدلال کرتے ہین اور امید ہے کہ جو چند مختصر الفاظ ہم لکہین گے وہ ناظرین کی
تسکین کے لئے کافی ہون گے۔ مگر سب سے پہلے اتنا بیان کردینا ضروری ہے
کہ ہمارے بیان مین نہ تو حسن سے مراد کوئی حادث جمال ہے اور نہ معشوق کے
کمالات مین ناز و انداز ادا و کرشمہ سے غرض ہے کیونکہ سے آنکہ میگویند آن
بہتر ز حسن ﴿ یار ما این دارد و آن نیز ہم ﴾ بلکہ اس تحریر مین ہمین اون جذبات کا
نقشہ کھینچنا منظور ہے جو معشوق حقیقی کے دلدادگان محبت کے مجمر سینہ مین مشتعل
ہوتے ہین اور وجود انسان کو جلا کر ملیامیٹ کردیتے ہین پہر بہی اپنی آب و تاب مین
جیسے کے تیسے رہتے ہین سے سر و سامان وجودم شرر عشق بسوخت ﴿ زیر
خاکستر دل سوز نہانم باقیست ﴾

اخلاق اسلامی

تہذیب اخلاق کی ضرورت اور خوبیان عقلی دلائل سے

صاحب اخوان الصفا کے مختصر بیان سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہونچگئی کہ ایسے تمام حکما جو بغیر دلائل کے کسی امر کو تسلیم نہین کرتے تہذیب اخلاق کو سب سے زیادہ ضروری اور مقدم سمجھتے ہین اور نہ صرف سعادت ابدی اور فلاح آخروی کے لئے اسے ضروری جانتے ہین بلکہ اونکے نزدیک کوئی انسان فی الحقیقت انسان ہی نہین ہوسکتا جبتک اوسکے اخلاق مہذب نہون کیونکہ انسانی نفس کا تکملہ تمام تر اسی پر مبنی ہے مین مناسب سمجھتا ہون کہ اس موقع پر حکیم افلاطون کی وہ وصیتین جو اوس نے ارسطو کو کی تہین نذر ناظرین کرون اور وہ مکالمہ بھی جو ارسطو اور سکندر کے مابین ہوا۔ ان دونون بیانات سے میرے قول کی پوری تائید ہوجائیگی۔

حکیم افلاطون کہتا ہے کہ خدا کو پہچان اور اوسکے حق کو نگاہ رکھہ۔ اور اپنی ہمت کو ہمیشہ علم کے سیکھنے اور سکھلانے مین مصروف رکھہ اور اہل علم کا کثرت علم سے امتحان نکر۔ بلکہ شر اور فساد سے مجتنب رہ۔ اور حق تعالی سے ایسی چیز طلب کر جسکے نفع مین کبھی زوال نہ آئے (یعنی باقیات صالحات) اور ہمیشہ بیدار رہ کیونکہ شر اور برائی کے اسباب بہت ہین اور جو چیز کرنیکے قابل نہو اوسکی آرزو بھی نکر۔ اور اس امر کو اچھی طرح سے جان کہ انتقام الہی بندہ سے بطور تادیب اور تہذیب کے ہے غیظ و غضب کے طریق پر نہین ہے اچھی زندگی اور حیات طیبہ کے صرف تمنا رکہنے پر قناعت نکر جبتک اچھی اور شایستہ موت نصیب نہو اور حیات کو شایستہ نہ شمار کر مگر ایسی حالت مین کہ وہ خیر اور نیکی کے حاصل کرنیکا وسیلہ ہو۔

سونے اور آرام کرنیکا ارادہ نکر جبتک اپنی نفس سے ان تین چیزونکا محاسبہ نکرلے اول یہہ کہ اس روز تجھسے کوئی خطا ہوئی ہے یا نہین۔ دوسرے یہہ کہ اس روز تونے کوئی اچھا کام کیا ہے یا نہین تیسرے یہہ کہ کسی عمل کو اپنی تقصیر سے تونے ضایع کیا ہے یا نہین تجھے ہمیشہ یاد کرنا چاہیے کہ اس جہان مین آنے سے پہلے کیا تہا اور مرنے کے بعد پہر کیا ہوجائیگا۔ کسی شخص کو ایذا مت دے کیونکہ دنیا کی سب چیزین ہمیشہ معرض تغیر اور زوال مین ہین۔ وہی شخص بدبخت ہوتا ہے جو کہ آخرت کے یاد سے غافل ہو اور گناہ سے باز نرہے۔ ایسے چیز کو اپنا سرمایہ نبنا جو تیری ذات سے خارج ہو۔ کسی مستحق کے ساتھ نیکی اور سلوک کرنیکے لئے اوسکے سوال کا انتظار نکر۔ ایسے شخص کا شمار حکیمون مین نکر جو دنیا کی کسی لذت سے خوش ہو یا مصیبت سے فریاد اور جزع کرے موت کو ہمیشہ یاد کر اور مردون سے عبرت پکڑ۔ آدمیونکی کم توقیری فضول کلامی سے ہوتی ہے اور ایسی خبرون کے بیان کرنے سے جو بغیر پوچھے وہ بیان کرے۔ جو شخص کہ کسے کے لئے برائی چاہتا ہے اوسکا نفس پہلے ہی شر کو قبول کرچکتا ہے۔ پہلے خوب سوچ سمجھ پہر زبان سے بات نکالو۔ اور جب زبان سے نکالو تو عمل بھی کرو۔ سب کا دوست رہ۔ جلدی سے غصہ نکیا کر تاکہ غضب کی عادت نپڑجائے۔ محتاج کی حاجت روائی کو دوسرے روز پر اوٹھا رکھ۔ کیونکہ معلوم نہین کہ کل کیا ہو گرفتارونکی اعانت کر مگر نہ ایسونکی جو بدخوئی مین گرفتار ہون۔ جبتک دو جھگڑنے والون کی باتون کو نہ سمجھ لے اونکے معاملہ مین فیصلہ نکر۔ نہ صرف قول کے اعتبار سے حکیم نہو بلکہ عمل اور قول دونون کے اعتبار سے حکیم بن کیونکہ حکمت قولی اسی جہان مین رہجاتی ہے اور حکمت عملی اوس عالم تک پہونچتی ہے اور وہان پہونچکر باقی رہتی ہے۔ اگر نیکی کے حاصل کرنے مین کسی قسم کا رنج اوٹھائیگا تو رنج نہ باقی رہیگا او نیکی قائم رہیگی اور اگر بدی سے کوئی لذت اوٹھائیگا تو لذت مٹ جائیگی مگر بدی باقی رہیگی۔ اوسدن کو یاد کر جب تجھے آوازدین اور تو سننے اور کلام کرنیکے آلہ سے محروم ہونیکے سبب سے نہ سن سکے اور نہ کلام کرسکے اور نہ یاد

کو سکے۔ اور یقین جان کہ تو ایسی جگہ جانے کے لئے طیار ہے کہ وہاں نہ دوست کچھ پہونچا سکیگا اور نہ دشمن کو لہذا اس جہان میں تو کسیکو نقصان سے موسوم نکر اور ایسی جگہ تو جائیگا کہ وہاں مالک اور غلام برابر ہونگے لہذا یہاں غرور سے کام نلے۔ توشہ مہیا رکہہ تو کیا جانتا ہے کہ موت کب آجائیگی۔ اور خوب سمجھ لو کہ خدا کی عطا کردہ نعمتوں میں حکمت سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے اور حکیم وہی ہے جسکے خیالات۔ اور بیانات اور اعمال سب ایک دوسرے سے موافق ہوں انکے آپسمیں کوئی خلاف نہو۔ نیکی کا بدلہ کر اور بدی کو معاف رکہہ۔ اس عالم کی باتوں میں سے کسی بات میں ملال کو دخل نہدے اور کسی وقت سستی نکر اور نیکیوں سے چشم پوشی کرنا جائز نرکہہ اور کسی برائی کو وسیلۂ اکتساب نہ بنا۔ اور جسکا ترک کرنا اولی ہے اسے کسی ضرورت کیوجہ سے اختیار نکر۔ اور ایسے شرور سے ہمیشہ اعراض رکہہ حکمت کو ہمیشہ دوست رکہہ اور حکمت کی باتیں سن اور دنیا کی خواہش کو دور کر۔ اور قابل تعریف آداب سے بے اعتنائی نکر۔ اور کوئی کام وقت سے پہلے شروع نکر۔ اور جب کسی کام میں مشغول ہو تو فہم اور بصیرت سے کام لے دولتمندی پر فخر نکر۔ اور مصیبتوں کے نازل ہونے پر اپنے نفس کو شکستہ اور ذلیل نکر۔ دوست کے ساتھہ اسطور سے معاملہ کر کہ حاکم کی ضرورت نہ پڑے اور دشمن کے ساتھہ اسطرح سے معاملہ کر کہ اگر حاکم تک معاملہ پہونچے تو کامیابی تجھی کو ہو۔ کسی شخص کے ساتھہ مسخرہ پن نکر۔ اور سبھوں کے ساتھہ تواضع اور خاکساری سے پیش آ اور کسی خاکسار کو حقیر نہ سمجھہ۔ جس امر میں تو اپنے کو معذور رکھتا ہے اوسی امر میں اپنے بھائی کو ملامت نکر۔ برائی پر شادمانی نکر۔ اقبال پر اعتماد نرکہہ۔ اچھے کاموں سے پشیمان نہو۔ کسی شخص کے ساتھہ جھگڑا نکر۔ ہمیشہ انصاف کا خواہاں اور فائدہ رسانی کا پابند رہ[1]

مکالمہ سکندر و ارسطو۔ ارسطو سکندر کا اوستاد اور وزیر تھا ایک وقت سکندر

[1] نوٹ۔ از اخلاق جلالی و ناصری وغیرہما۔

سنے یہ چند باتیں ارسطو سے پوچھیں جو بطور سوال اور جواب کے ناظرین کے خدمت میں
پیش کیجاتی ہین اس تمام گفتگو مین سوال کرنیوالا اسکندر اور جواب دینے والا ارسطو ہے
(س) خداوند جلیل سے کیا مانگنا چاہیے۔ (ج) دونون جہان کی بہتری اور نیکوئی (س)
زندگی کیونکر بسر کرنی چاہیے۔ (ج) ایسے طور پر کہ لوگون کے دل تجھسے راضی اور خوش
رہین۔ (س) عمر کس شغل مین گذاری جائے۔ (ج) علم کے حاصل کرنے مین۔ (س)
سب سے دانشمند اور ہوشیار کون ہے۔ (ج) جو شخص عاقبت کو دنیا پر فوقیت دیکر
بمقابلہ دنیا اسے قبول کرلے۔ (س) بلند ہمت کون ہے۔ (ج) جو شخص زمانہ کے
مخالفت سے رنجیدہ نہو۔ (س) کون ایسی شیرینی اور مٹھاس ہے جو اپنے کھانے والے
کو ہلاک کرتی ہے (ج) شہوت اور خواہش پرستی۔ (س) کون ایسی آگ ہے جو اپنے ہی دشمن کرنیوالے کو
جلاتی ہے (ج) حسد (س) وہ کونسی بنا ہے جو کبھی خراب و برباد نہین ہوتی۔ (ج) عدل و انصاف
(س) وہ کونسی تلخی اور کڑواہٹ ہے جو آخرکار شیرین ہوجاتی ہے (ج) صبر (س) اور وہ کونسی شیرینی اور مٹھاس ہے جو
آخرکار تلخ اور کڑوی ہوجاتی ہے۔ (ج) شباب و جوانی۔ (س) وہ کونسا پیراہن
اور لباس ہے جو کبھی پرانا نہین ہوتا (ج) نیک نامی۔ (س) وہ کون بیماری ہے
جسکے علاج سے اطبا عاجز ہین۔ (ج) بیوقوفی اور نافہمی۔ (س) آدمیون کے لئے کونسی
چیز زیبا اور نیک ہے۔ (ج) راستی اور سچائی۔ (س) راہ راست کس ذریعہ سے
اور کس چیز سے پہچانی جاتی ہے۔ (ج) علم کی روشنی سے۔ (س) دنیا کسے کہتے ہین
(ج) جو چیز آخرت مین کسی طرح سے کام نہ آئے۔ (س) وہ روش زندگی جو روشن ہو کیونکر
معلوم ہوتی ہے۔ (ج) کم کھانے سے۔ (س) حسد کسکے ساتھ کرنا چاہیے (ج)
اپنے نفس کے ساتھ۔ (س) اللہ کی رضامندی کسطرح سے حاصل ہوتی ہے (ج) ماں
باپ کے ساتھ نیکی کرنے سے۔ (س) سنجیدہ کسے کہتے ہین۔ (ج) جو شخص کم
کہے اور زیادہ سنے۔ (س) نیکبختی کسطرح سے حاصل ہوتی ہے۔ (ج) ایمانداری سے

علم حاصل کرنے اور سہو سے بخندہ روئی پیش آنے اور سخاوت کی عادت پکڑنے سے۔
(س) دلمین کس چیز سے روشنی آتی ہے (ج) موت کے یاد کرنے سے (س) دلمین تاریکی کس چیز سے پیدا ہوتی ہے۔ (ج) خشت اور درم و دینار کی محبت سے۔
ف زر پرستی میکند دل را سیاہ + آخر این صفرا بسودا میکشد۔ (س) دنیامین کسطرح سے رہنا چاہیے۔ (ج) مثل راہ چلنے والے مسافر کے (کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل) یعنی دنیامین مثل مسافر راہ چلنے والے کے رہ۔ حدیث علوی) (س) منزل پر کسطرح سے پہونچنا چاہیے۔ (ج) سبکباری سے یعنی ہلکے پھلکے ف تو رہ از کثرت اسباب بر خود تنگ میداری + سبکروحان چو بوئے گل فرو بستند محملہا۔

اور ان تمام مذکورہ بالا بیانات سے یہہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ انسانی سعادت عظمیٰ درحقیقت اخلاقی زندگی مین ہے اور جنکے اخلاق اچھے نہون وہ بدتر از حیوان ہین اسی قسم کی بہت سی تنبیہات اور نصیحتین اور اقوال دوسرے حکیمون کے بھی ہین جن سے یہہ امر پوری طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ ان حکیمون کے نزدیک بھی تہذیب اخلاق کیسی ضروری چیز تھی اور وہ اسکو کہانتک مقدم سمجھتے تھے۔

یہہ امر کسی صراحت کا محتاج نہین کہ جو امور افلاطون اور ارسطو نے بیان کئے ہین انمین سے کوئی ایک بھی ایسا نہین ہے جسکا تعلق تہذیب اخلاق کے ساتھہ نہو اور اسی تعلق کے سبب سے وہ اس موقع پر تذ ناظرین کئے گئے تاکہ ایسے لوگونکو بھی اسباب مین کوئی شبہہ نہ باقی رہے جو ہر امر مین فلسفیانہ رائے کے متلاشی ہین گو یہہ تمام بیانات بطور نتائج کے ہین اور اونکے دلیلونکی مختلف شکلین اونکے ساتھہ نہین بیان ہوئین لیکن اس سے تو انکار ہی نہین ہوسکتا کہ یہہ دونون نامی گرامی حکیم جو اپنے اپنے گروہ ہون یعنی اشراقین او مشائین کے امام ہین کسی ایک امر کو بھی بغیر معقول اور اطمینان بخش دلائل کے نہین

مان سکتے۔ اگرچہ ہمارا عقیدہ یہہ نہین ہے کہ ان حکیمون کے نزدیک جو امور مسلم ہین وہ فی الحقیقت قابل تسلیم ہین اور اونمین کوئی کجی اور غلطی نہین ہے ہم اونکو انسان سمجھتے ہین اور ایک انسان محض اپنی عقل اور تجربہ کے زور وقوت سے جس حد تک علم ومعرفت حاصل کر سکتا ہے اوتنا ہی اونکو بہی حاصل تھا پھر کیونکر ممکن ہے کہ وہ کبہی غلطی نکرین اور اونسے کوئی خطا سرزد نہو علی الخصوص ایسے معاملات اور مسائل مین جو ذات وصفات باری تعالےٰ اور عالم امر سے تعلق رکہتے ہین اور جنکا صحیح صحیح علم اوسوقت تک ناممکن ہے جبتک خود علیم مطلق اپنے فضل وعنایت سے عطا نفرماے وہ خود ہی ارشاد فرماتا ہے کہ من یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔ (یعنی جسے خدا نے حکمت عطا فرمائی اوسے خیر کثیر دیا) اور پہر ارشاد ہوتا ہے کہ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء (یعنی یہہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے) پہر عقل انسان کی کیا مجال ہے کہ وہ بغیر تائید الٰہی اور توفیق ایزدی ایسے بلند ترین مقام تک پہونچ سکے اسی وجہہ سے ان حکیمون کی عقلین بہی کہین فایز المرام ہوئین اور کہین محروم رہکر ادہر اودہر بہٹک گئین مگر جب ہم یہہ دیکہہ لیتے ہین کہ جنہین خداوند علیم وحکیم نے خود حکمت عطا فرمائی اور اونہین حکیم صادق بنایا ہے وہ بہی انسے متفق ہین تو پہر ہمکو کوئی شبہہ اور تامل اس بات مین نہین باقی رہتا کہ بیشک ان مسائل اور معاملات مین حکما کی عقلین بہی کامیاب ہوئی ہین چنانچہ مسائل مذکورۃ الصدر کا اکثر بلکہ قریب قریب تمامتر حصہ اسی زمرہ مین داخل ہے اور اسیوجہہ سے وہ بلا شبہہ قابل تسلیم ہے جن لوگون نے اس عالم مادی کے سوا بہی کوئی عالم مانا ہے اونہین تو اسمین کوئی کلام نہین کہ وہ دوسرا عالم اس عالم سے بہتر اور افضل ہے اور اوسکی تمام باتین ابدی اور دوامی ہین کسیطرحکا تغیر اور زوال اونمین نہین ہے لہذا سب کے سب وہ مذہبی اور اخلاقی احکام کو ترقیات روحانی اور باطنی کیلیے نہایت ضروری تسلیم کرتے ہین اور یہہ ظاہر ہے کہ اس روحانی اور باطنی ترقی کو

اس مادی دنیا کے لئے نہین بلکہ دوسرے عالم کے واسطے اسلئے ضروری سمجھتے ہین
تاکہ مادی دنیا کے تنگ وتاریک غارعمیق سے نکلکر ایک نہایت وسیع اور نورانی فضا
مین آجاوین اور سچے مسرت کے ساتھہ پاکیزہ دائمی زندگی نصیب ہو - ایسے لوگون
کے لئے اخلاقی فوائد کا ثبوت کچھہ زیادہ مشکل نہین ہے وہ تو خود ہی اس جانب مائل
ہین اور فی الفور تمام ایسے بیانات کو بسر وچشم قبول کر لیتے ہین - لیکن مشکل اور
سخت مشکل ہے اون لوگون کا قایل کرنا اور اخلاق کے اعلی خوبیون کا ایسون سے
اقرار لینا جو اس عالم مادی کے سوا کسی دوسرے عالم کے قایل ہی نہین اور جنکے نزدیک
اسی دنیا مین اعلی درجہ کی عیش وکامرانی کا حاصل کرنا فی الحقیقت انسان کی سعادت تامہ
ہے خواہ مظلوم روحین (جنہین وہ اسقدر بہول گئے ہین کہ انکے اصل حقیقت سے
بہی تسلیم کرتے ہین اونہین بیحد تامل ہے) کیسے ہی گندہ اور مہلک اور دردناک امراض
مین مبتلا کیون نہون - اور دراصل انہین امراض کیوجہہ سے انکی عقلین سلیم نہین باقی رہین اور
انکا روحانی ذوق فاسد ہو گیا ہے پہر وہ اسجانب کیونکر مائل ہون اور ایسی باتین اونہین
کیسے پسند آئین حاذق اطبائی روحانی کی رائے ہے کہ ایسون کا علاج ہی نہین ہو سکتا
کیونکہ جو بیمار اپنے آثار بیماری کو علامت صحت اور ضعف کو عین قوت سمجھتا ہے وہ حقیقت
مین اپنی موت کا انتظار کر رہا ہے - لیکن اس عاجز کی رائے مین ایک تدبیر ہے اگرچہ یہہ
تدبیر ناقص اور کمزور تو ضرور ہے لیکن ممکن ہے کہ کسی حد تک مفید ثابت ہو اور اپنا
کچھہ اثر دکہائے اور اگر نقطہ موہوم ہی ٹھہرے تو بہت ہے - وہ تدبیر یہہ ہے کہ
جس چیز کو اونہون نے اپنا مقصد عالی قرار دے رکہا ہے اوسی کو زیر نظر رکہکر
اونپر ثابت کر دیا جائے کہ خود یہہ مقصد عالی بہی پوری طور سے بہمہ وجوہ حاصل نہین ہو سکتا
جبتک اخلاقی اصول کی پابندی کیجائے یعنی اس عالم مادی مین صرف دنیاوی
ترقی کی تمام مدارج اور مراتب کو بالتکمیل حاصل کرنیکے لئے بہی تہذیب اخلاق ایک

نہایت قوی اور سریع الاثر آلہ ہے۔ یہہ عاجز انشاء اللہ اس امر کے ثابت کرنے کی کوشش کریگا۔

تہذیب اخلاق صرف اعلیٰ درجہ کی دنیاوی ترقی کیلئے بھی ضروری ہے

یہہ مسلمہ امر ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے۔ مدنی الطبع ہونیکا یہہ مطلب ہے کہ انسان اپنی تمام بنی نوع سے مستغنی ہوکر سب سے الگ تہلگ اسطرح زندگی نہین بسر کرسکتا کہ کسیکی امداد اور اعانت کی حاجت اوسے کبھی نہو اور وہ تمام ضروریات زندگی کو بغیر کسی ایک شخص کی امداد کے بھی خود ہی مہیا اور پورا کرلے کیونکہ اوسکی وضع فطری ایسی واقع ہوئی ہے کہ زمانہ پیدایش سے لیکر قبر مین جانے تک وہ اپنے ہم جنس بہائیون کے امداد کا کسی نہ کسی صورت سے کسی نہ کسی حد تک محتاج ہے اور اگر دوسرون سے اوسے مدد نہ پہونچے تو اوسکی زندگی دشوار ہوجائے خواہ یہہ مدد بمعاوضہ ہو یا بلا معاوضہ۔ کسیکو یہہ شبہہ نہو کہ ایک انسان تمام دنیا سے بالکل ہی الگ ہوکر راہبون اور جوگیون کے مثل کسی ایسے صحرا یا پہاڑ پر اپنی زندگی بسر کرسکتا ہے جس مقام پر گہاس پات کہاکر اور قدرتی چشمہ سے پانی پیکر اپنی بہوک و پیاس کو وہ بوجہاسکے اور غار و نمین رہکر اور لکڑی اور آگ وغیرہ سے کام لیکر گرمی سردی کی زحمت سے بچ سکے۔ کیونکہ اول تو قدرت کے تمام ایسے اسباب کا ہر آدمی کے لئے ہر ملک مین جمع ہوجانا محال ہے اور بعض دشواد سے بحث نہین کیجاتی دوسرے یہہ کہ یہہ امر بھی ایک خاص عمر تک پہونچ جانیکے بعد ممکن ہے جو سن تمیز کہلاتا ہے نہ یہہ کہ زمانہ پیدایش سے کوئی شخص ایسا کرسکتا ہے۔ تیسرے یہہ کہ ایسے زندگی فی الحقیقت انسانی زندگی کے غایت کو پورا نہین کرتی بلکہ محض بیکار و وحشیانہ زندگی ہے۔

سیر الاقطاب اور مناقب میں لکھا ہے علم بر کمال داشت و تصانیف خواجہ در اطراف و نواح خراسان بسیار است پھر آپ کے خلیفہ راستین حضرت قطب الاقطاب بختیار کعکی رضی اللہ عنہ علم ظاہر و باطن سے شیخ الاسلام تھے پھر آپ کے خلیفہ جانشین حضرت بابا صاحب رضی اللہ عنہ آپ بھی علم ظاہر و باطن میں فرید عصر تھے اور شیخ الاسلام کہلائے اجودھن (پاک پٹن) میں جب آپ مقیم ہوئے تو درس و تدریس کا سلسلہ آپ کے یہان برابر جاری تھا اور آپ کے سب خلفا علامہ دہر تھے حضرت محبوب الٰہی سلطان المشائخ نظام الدین اولیا رضی اللہ عنہ آپ جیسے عرفان میں سلطان تھے علم ظاہر میں بھی امام وقت تھے علم بلاغت و اصول فقہ میں آپکو ملکۂ تامہ تھا زمانہ طالب العلمی مین کتاب مقامات حریری آپنی زبانی یاد کیا تھا درویشی کے زمانہ میں آپ نے اسکا کفارہ دیا یعنی کتاب مشارق الانوار حدیث میں حفظ کی پھر جب آپ حضرت بابا فرید صاحب رضی اللہ عنہ کے حضور میں اجودھن شریف میں حاضر ہوئے تجوید قرآن آپ سے سیکھی تمہیدات ابو شکور سالمی پڑھی اور کتاب عوارف کے تعلیم پائی۔ اور تمام علما آپ کے مریدان سے تھے۔ آپ کے خلیفہ راستین حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رضی اللہ عنہ بہت ہی بڑے عالم تھے علامہ شمس الدین یحیٰ کے رشید شاگرد تھے اور برابر درس و تدریس فرماتے تھے طلبا و علمائے دہلی اکثر مسائل مشکلہ و تحقیقات علمیہ کے لئے آپ کے یہان برابر حاضر ہوتے تھے ابتدائی سلوک میں حضرت سلطان المشائخ کی حضور میں عرض کیا کہ کیا اب پڑھانا ترک کردون اور بس اسی کام (یعنی ذکر و فکر) کو کرتا رہون حضرت نے فرمایا اینہم کن و آن ہم کن تا ہر چہ غالب آید۔ آپ کے خلفا میں بڑے بڑے علما صاحب

نوٹ نمبر ا ملفوظ راحۃ القلوب صفحہ ۳ میں ہے کہ حضرت شیخ الاسلام فریدؒ نے فرمایا کہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے عبادت بے علم رنج بیہودہ است۔

تصانیف گذرے مثل حضرت کمال الدین علامہ و زین الدین علامہ یہہ دونون حضرت
آپ کے بھانجے بھی تھے اور حضرت سید محمد گیسو دراز و سید محمد مکی و قاضی عبد المقتدر
وغیرہم رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین تذکرہ چشتیہ و سیرۃ الاولیا و خیر المجالس مین
یہہ سب احوال بہ تفصیل مذکور ہے اور مکاتیت و ملافیظ ان حضرات کی شایع و ذایع مین
اخبار الاخیار صـ۱۰۹ اور سیر الاولیا صـ۲۸۹ مین مذکور ہے کہ جب حضرت اخی سراج رحمۃ اللہ
علیہ حضور سلطان المشایخ مین فیضیاب ہوئے تو آپنے انکو فرمایا اول درجہ درین کار
علم است انہون نے بہت تھوڑے دنون مین علم وافر حاصل کیا پھر خلافت
سے ممتاز ہو کر بنگالہ تشریف لائے حضرت مخدوم علاء الحق پنڈوی قدس سرہ بہت
بڑے مشہور علامہ وقت تھے مگر حضرت کے مرید ہو کر عرفان حاصل کیا اور
پھر آپ کے خلیفہ اجل حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر امام العلما تھے اور وعظ
گوئی مین شہرہ آفاق تھے اور اکثر علوم و فنون مین آپکی تالیفات ہین علم ظاہر
کی آپ بہت تاکید فرماتے تھے لطائف اشرفی مین ہے حضرت قدوۃ الکبرا فرمودند
کہ اگر کسی بداند کہ در عمر وے بیش از یک ہفتہ نماندہ ست می باید کہ بعلم فقہ اشتغال
نماید چہ دانستن یک مسئلہ از علوم دینی بہتر از ہزار رکعت نافلہ است اور وہین مین
ہے قال الاشرف العلم بمقدار زہر او سائر الفنون ذرار یہا۔ حضرت نور العین بحضرت
قدوۃ الکبرا عرض نمودند کہ مر طالب صادق را از علوم کثیرہ و فنون کبیرہ اہم کدام
علم ست فرمودند اول چیزے کہ بر بندہ بعد دانستن توحید و معرفت ایمان واجب
و لازم میگردد علم عقیدہ و شریعت و طریقت ست و علم عبادت بر در ویش فرض
چنانچہ در اثر ست اذ بوا ثم تفقھوا ثم اعتزلوا و اعملوا انتہی اور حضرت نور قطب عالم پنڈوی
قدس سرہ بھی اکابر علما سے تھے اور آپ کے خلیفہ حضرت مخدوم حسام الحق مانکپوری
بھی اکابر علما و مدرسین سے تھے اور آپ کی تالیفات سے آپکا علم ظاہر ہے اور

حضرت مخدوم شاہ مینا چشتی قدس سرہ جو تین واسطے سے حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے خلیفہ ہین آپ بھی بڑے عالم تھے اور حصول علم و اتباع شریعت کی برابر تاکید فرماتے تھے اور آپکا بھی مسلک یہی تھا کہ جاہل کو کوچۂ درویشی مین قدم نہ رکھنا چاہیئے آپکا ملفوظ بالفعل سندیلہ مین چھپا ہے اسمین یہ اقوال مندرج ہین آپ کے خلیفۂ اجل حضرت مخدوم شیخ سعد خیرآبادی قدس سرہ بھی عالم کامل تھے اور کتب سیر پڑہایا کرتے تھے طلبا کا ہجوم آپکے خانقاہ مین رہتا تھا اور آپ کے بہت خلفا ہوئے اور سب عالم و دانشمند تھے سبع سنابل صـ۳۲ـ مین ہے مخدوم قدس اللہ سرہ خلفا بسیار داشت وجملہ خلفائے او دانشمند اند و بعضے دانشمند و حافظ ہم بودند اور مجمع السلوک آپ کے تصنیفات سے ہے جسمین علم کی بہت کچھ تاکید ہے اور شرائط الوسائط سے وہ عبارت آگے چلکر ہم نقل کرینگے اور حضرت مخدوم شیخ سعد قدس سرہ کے خلفا مین حضرت مخدوم شیخ صفی قدس سرہ بھی اکابر علمائے عصر سے تھے اور صاحب تالیفات و صاحب درس و تدریس تھے سبع سنابل کی صـ۳۲ـ مین لکھا ہے و خلفائے حضرت مخدوم شیخ صفی ہمہ اہل علم بودند و ایشان ہیچ جاہلی را خلافت ندادند۔

اور حضرت میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ حضرت مخدوم شاہ صفی صاحب کے مرید ارشد تھے سبع سنابل اپکی تالیفات سے ہے اور علم سلوک کی نہایت عمدہ کتاب ہے اوس کتاب کے صـ۴ـ مین فرماتے ہین درست نیست ہیچ یکے را رفتن راہ صوفیہ تا نشناسد عقائد مذہب ایشانرا اور شرائط پیری مریدی مین ارشاد فرماتے ہین صـ۴۲ـ مین شرط دویم از شرائط پیری آنست کہ عالم و عامل باشد بہ جملہ عبادات از فرائض و واجبات و سنن و نوافل و مستحبات و در ادائے این احکام قائم و متمادی بود چنانچہ در ہر وضو مسواک کند و شانہ در محاسن بگرداند کہ این ہر دو سنت است و ہر پنج نماز بابانگ نماز و اقامت باجماعت ادا کند و تعدیل ارکان نگاہ دارد و انچہ بدینہا ماند و اگر برانواع

عبادات عالم بود حاصل نتواند شد و از حد شرع بیفتد پس پیری را نشاید زیرا کہ ہر کہ
از مقام حقیقت بیفتد بر طریقت قرار گیرد و ہر کہ از طریقت بیفتد بر شریعت قرار گیرد و ہر کہ
از شریعت بیفتد گمراہ گردد و دوم دگمراہ پیری را نشاید۔ انتہی اور صد۴۳ مین فرماتے ہین
و اگر در پیر از این ہر سہ شرایط یکے مفقود بود بیعت با او جائز نباشد و اگر کسے از
سبب نادانی با او بیعت کردہ باشد باید کہ از آن بیعت بگردد انتہی۔

بزرگان سہروردیہ و فردوسیہ

یہہ دونون خاندان در حقیقت ایک ہی ہین سر دفتران دونون خاندانون کے
حضرت ضیاء الدین ابو نجیب عبد القاہر سہروردی رح ہین آپ بہت بڑے عالم
تھے اور درس و تدریس فرمایا کرتے تھے اور مجلس وعظ بھی منعقد فرماتے تھے آداب
المریدین اپکی تصنیفات سے ہے اوسمین جا بجا سالک کیلئے حصول علم ظاہر کی بہت
کچھہ تاکید ہے۔

اور آپ کے خلیفہ اجل شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رح فقیہ و واعظ و محدث
تھے عوارف المعارف آپکی تصنیفات سے ہے اوسمین فرماتے ہین والمشایخ کانوا یامرون
المریدین بتحصیل العلم ولا یجیزون لہم ترکہ الی ان یشغلہم الحال عن العلم۔ یعنی بزرگان مشایخ
مریدونکو برابر تحصیل علم کا حکم کرتے تھے اور ترک علم کی اجازت نہین دیتے تھے
یہانتک کہ حال اونکو علم سے مشغول کر دے۔ یہہ روایت سیر الاولیا کی صد۲۲۸ مین
بھی منقول ہے اور فرماتے تھے لا تکونوا من جہال الصوفیہ فانہم لصوص الدین و قطاع الطریق

قول حضرت شیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی

نوٹ سلہ حضرت مخدوم سعید فردوسی قدس سرہ مناقب الاصفیا مین فرماتے ہین کہ حضرت شیخ ابو النجیب در مدرسہ نظامیہ بغداد
درس فرمودی و فتوی دادے و کتابہا بسیار در علم شریعت و حقیقت تصنیف کردہ و ملقب بود بہ مفتی العراقین و قدوۃ الفریقین و
لباس علما پوشیدے و من کلامہ رضی اللہ عنہ اول تصوف علم است و اوسط او عمل و آخر او موہبت۔ انتہی
مختصراً و ملتقطاً ۱۲

یا دفع کرنیکے لئے وہ کوشش کرتی ہے تو اس حس و حرکت سے قومی زندگی کا ثبوت ملیگا نہین تو نہین کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ اسی حس و حرکت کے زائل ہوجانیکا نام مردگی رکہا ہے ۔ اور جس عضو یا مقام سے یہہ قوت جاتی رہتی ہے اوسے مردہ کہتے ہین مثلاً یہ کہتے ہین کہ یہہ ناخن مردہ ہے یا یہہ چہرہ مردہ ہے اور اسکا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اسمین حس و حرکت نہین ہے اس کلیہ کو زیر نظر رکھکر جب ہم غور کرتے ہین تو مسلمانان پنجاب مین ایک قومی زندگی معلوم ہوتی ہے کیونکہ وہ قومی نفع و ضرر کا احساس بہت آسانی سے کر لیتے ہین اور عملی کوشش کیلئے فی الفور تیار ہوجاتے ہین یہہ ایک ایسی بات ہے جسکی شہادت تمام تجربہ کار اصحاب دیتے ہین ۔ چنانچہ اس عاجز کا اپنا تجربہ بہی اسی کی شہادت دے رہا ہے ۔ جیسے ہی اس عاجز نے الاحسان کا اعلان دیا سب سے پہلے ایک پنجاب کے محترم بزرگ مولوی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب مجددی سجادہ نشین خانقاہ علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ کمر باندہکر اوسکی اعانت کے لئے کہڑے ہوگئے اور فی الفور بذریعہ ایک خاص عنایت نامہ کے اس ارادہ کی قوت دینے کیلئے ایسے عمدہ الفاظ مین تائید فرمائی جس سے بہتر الفاظ شاید مشکل سے ملسکتے ہین اور بعد مین عملی تائید سے اپنے وعدہ کو ثابت کردیا چنانچہ اسوقت پندرہ اشخاص آپکے تحریک سے الاحسان کے خریدار ہوچکے ہین اور آپکی تحریک نے معززین پنجاب مین اثر کیا ہم کہ وہ بطور خود الاحسان کی اشاعت کو ترقی دینے کی کوشش فرما رہے ہین ۔ چنانچہ مولوی عمر الدین صاحب مدرس مدرسہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ تحریر فرماتے ہین ۔

آپکے الاحسان کی آٹھ جلدین بہت انتظاری کے بعد مین اول سے آخر تک مطالعہ مین آئین ۔ بیشک مضمون کی بلند پردازی مین آپنے کمال کیا ہے اور ایسے رسالہ کا آپکی عالی ہمتی سے شایع ہوکر اہل اسلام کی نظر سے گذرنا آپکے فیض کمال و رحمۃ اخروی سے ہوا ہے اسواسطے اہل اسلام کو اس نعمت بے بہا کی بہت قدر کرنی چاہیئے ۔ اور ایڈیٹر کے حق مین دعا خیر کرنی چاہئے ۔ یہ حقیر بہی امید رکہتا ہے کہ جہانتک ہوسکیگا خریداران کی فراہمی مین کوشش کریگا ۔ اب مین اتنی بات پر ختم کرتا ہون کہ آپ نے برادران اسلام کی جو خدمت کی ہے اسکے اجر عظیم مین خداوند کریم جل جلالہ اپنی بیحد مہربانی سے آپ پر اور امداد دہندگان الاحسان پر رحم فرما ۔ مین

منشی فضل کریم صاحب سیالکوٹی نے تین خریدار دئے ہین اور تحریر فرماتے ہین کہ بندہ ہمہ تن کوشش مین ہے انشاء اللہ بہت سے خریدار ہوجاوینگے ۔

منشی کریم بخش صاحب گرداور قانونگو ریاست بیکانیر ارقام فرماتے ہین ۔

رسالہ تصوف ایک لغایت آٹھ پہونچے الاحسان کا تا دم زیست احسانمند رہونگا واقعی جیسا جناب حافظ صوفی جماعت علی شاہ صاحب فرماتے تھے ویسا ہی دیکہا امید کہ چند احباب اور بہی الاحسان کے احسانمند ہونگے

کیا یہ بزرگان پنجاب کے قومی زندگی کا بہترین ثبوت نہین ہے ۔

ہم اس نمبر مین کمال مسرت شکرگذاری کے ساتھ مولوی محمد احسن صاحب بلگرامی المتخلص بوحشی کا ایک اثر انداز مضمون ہدیہ ناظرین کرتے ہین جسکا عنوان (محبت ہے) آپ حضرت حاجی امداد اللہ شاہ صاحب قبلہ و جناب مولوی محمد ادریس صاحب نگرامی کی تربیت یافتہ اور مرید ہین ۔

قواعد ضروری رسالہ ہٰذا

۱۔ یہ رسالہ ہر اسلامی مہینہ مین ایکبار قصبہ کرا ضلع الہ آباد سے شایع ہوا کریگا

۲۔ رسالہ کا حجم ۳۲ صفحہ سے کم نہوگا۔ خط و چھپوائی و کاغذ و تقطیع کیلئے یہ نمونہ کافی ہے

۳۔ قیمت ہر حالت مین عمر روپیہ سالانہ پیشگی لیجاویگی مابعد کا کوئی حساب نہوگا۔

۴۔ تمام خط و کتابت و ترسیل زر منی آرڈر وغیرہ بنام نہال احمد علوی حمیدی اڈیٹر و مالک رسالہ ہونا چاہئے۔

۵۔ امور دریافت طلب کیلئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہئے نہین تو جواب سے معذوری ہوگی اور بیرنگ خط وغیرہ واپس کر دیئے جاوینگے۔

۶۔ قابل و لائق مضامین نگار کی خدمات گرامی مین اور اخبارات اور رسالونکے معاوضہ مین یہ رسالہ مفت بھیجا جاویگا۔

۷۔ اس رسالہ مین ہمیشہ تصوف اور اخلاق اور اوسکے متعلقات پر مضامین مندرج ہونگے مثلاً تصوف کی تعریف اور اوسکے برکات و فوائد و ضرورت و نتائج اور تاریخ اور شریعت سے تعلق اور اکابر صوفیہ کے حالات اور انکے قیمتی ملفوظات و اسرار شریعت و مکارم اخلاق و معائب اخلاق وغیرہ وغیرہ۔

۸۔ یہ رسالہ جن بزرگون کی خدمت مین بلا قیمت بلا طلب بھیجا جائیگا اونکے نام رسالہ کا جاری رہنا اوسے قیمت و منظور یہ پر موقوف ہوگا۔

۹۔ جملہ مضامین و مراسلات صاف و واضح خط مین اور پتہ و نام کامل و واضح ہونا چاہئے تاکہ کوئی دقت و شکایت پیدا نہو۔

ملتمسہ

مالک و اڈیٹر الاحسان

بابت ماہ ربیع الاول [illegible]

رسالہ ماہوار مسمی بہ

الاحسان

تصوف اور اخلاق کے بیان میں

قصبہ کڑا ضلع الٰہ آباد سے باہتمام نہال احمد علوی حمیدی مالک و اڈیٹر رسالہ شایع ہوا

مطبع انوار احمدی واقع الٰہ آباد میں طبع ہوا

رسید زر بابت ماہ صفر ۲۲ ۱۳ھ

جناب سید مقبول شاہ صاحب ضلع سیالکوٹ عہ
جناب منشی غلام یٰسین صاحب پٹواری ٹھر چک
نمبر ۵۱۰۴ ضلع جھنگ .. عہ
جناب مولوی حافظ شاہ محمد نعیم عطا صاحب
سامی الکرمی سجادہ نشین خانقاہ سلون
شریف ضلع رائے بریلی .. عہ
جناب میر عبد العزیز صاحب امرتسر عہ
جناب میاں عبد الغفور صاحب ولد احمد بانک
صاحب سوداگر امرتسر .. .. عہ
جناب منشی زین الدین صاحب ضلعدار اوئل
ضلع کیہری .. .. .. عہ
جناب مولوی محمد حسین صاحب مدرس پسرور
ضلع سیالکوٹ عہ
جناب منشی دین محمد صاحب پٹواری تحصیل اجنالہ
ضلع امرتسر عہ
جناب شیخ پیر بخش صاحب سیالکوٹ عہ
جناب شیخ عبد الرحمن صاحب پلیڈر ضلع لاہور عہ

جناب منشی نصیر الدین احمد صاحب رئیس قصبہ نگینہ عہ
جناب منشی محمود علی صاحب دفتر صدر محاسب
سرکار عالی حیدرآباد دکن .. .. عہ
جناب منشی حمید الدین صاحب سب انسپکٹر
پولیس کیہری .. .. .. عہ
جناب شیخ محمد اسرائیل صاحب عرضی نویس
ریاست فرید کوٹ .. .. عہ
جناب منشی حیدر حسین صاحب امرتسر عہ
جناب مولوی محمد حسین صاحب بی۔ اے
کلرک آف دی کورٹ رہتک عہ
جناب مولوی مرزا نثار علی بیگ صاحب آگرہ عہ
جناب پیر غوث محمد صاحب تحصیل ریعہ ضلع
سیالکوٹ .. .. .. عہ
جناب منشی کریم بخش صاحب مدرس تحصیل پسرور
ضلع سیالکوٹ .. عہ
جناب بابو لعل الدین صاحب محکمہ ڈسٹرکٹ بورڈ
سیالکوٹ .. .. عہ

التماس و معذرت

خادم الاحسان کئی مہینے سے بعارضہ ضعف دماغ و اختلاج قلب علیل ہے اور یہ شکایت دفعتاً بہت ترقی پکڑ گئی ہے اطبا کی قطعی رائے ہے کہ لکھنے پڑھنے کا تمام مشغلہ بند کر دیا جاوے اور دماغ کو بالکل معطل کر دیا جاے اگرچہ یہ خادم اس طبی مشورہ پر عمل کرنیکے لئے پوری طور سے تیار نہیں ہے کیونکہ اس خدمت میں کوئی دوسرا اوسکا معاون نہیں لیکن جب بھی ایک بڑی حد تک معذور ہے اور کسی ایسے قابل پسند سلسلہ مضمون کو ناظرین الاحسان کے خدمات میں نہیں پیش کر سکتا جو اوسکی دماغی محنت کا جلد کامیاب نتیجہ کہا جا سکے اور مجھے امید ہے کہ معزز معاونین تقصیر خدمت کو معذوری کے وجہ سے معاف فرمائینگے اور دعا فرمینگے کہ یہ خادم جلد تر اس قابل ہو کر اپنے متعلقہ خدمات کو پوری طور سے انجام دے سکے۔ اس عرصہ میں اگر کوئی بے عنوانی کسی قسم کی رسالہ کے نسبت ظاہر ہو تو وہ بھی اسیکا نتیجہ ہوگی نہ کہ اختیاری اور ارادی۔ العذر عند کرام الناس مقبول

خاص شکریہ

ہادی مراحل طریقت واقف رموز شریعت جامع کمالات صوری و معنوی حضرت مولانا و مرشدنا حافظ مولوی شاہ محمد نعیم عطا صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ سلون شریف ضلع راے بریلی نے کمال مرحمت بزرگانہ اور توجہات کریمانہ سے الاحسان کی سرپرستی منظور فرمائی ہے چنانچہ حضرت کے مطبوعہ کرامت نامہ سے یہ امر تمام معاونین اور ناظرین الاحسان کو معلوم ہو چکا ہے اس موقعہ پر مکرر اطلاع دہی کی ضرورت اسوجہ سے پیدا ہوئی کہ خادم الاحسان کو آستانہ کریمی پر حضرت کی قدمبوسی بھی نصیب ہوئی اور حضرت نے اپنی زبان فیض ترجمان سے الاحسان کے نسبت جو کچھ ارشاد فرمایا وہ ہر طرح سے اس خادم کی طمانیت اور تقویت کیلئے کافی ہے اور یہ الاحسان کی کمال خوش قسمتی ہے کہ ایسے متبرک آستانہ پر اوسکا ذکر خیر ہوتا ہے۔ ہمارے حضور نے اپنے کلام فیض التیام سے بھی

الاحسان کو سرفرازی بخشنے کا ارادہ ظاہر فرمایا بلکہ وعدہ دیا اور کمال مرحمت مربیانہ سے اونکی ملی مدد کیلیے پچیس روپیہ سالانہ جو حضرت نے مقرر فرمائے ہین آمین سے دس روپیہ کی اول قسط بھی عطا فرمائی جزاک اللہ و بارک اللہ کی صدا از خود دل سے نکلی اور اعلیٰ حضرت کی صوری یا معنوی اعانت سے نہال امیدکمال سبزی کا جمال بافضال کریم کارساز نظرون کے سامنے آگیا۔ اگر ہندوستان کے مشایخ کرام جنکے خاص تعلق کا یہ رسالہ ہے۔ وہ جنکے گرامی ذاتون سے اسے ہر طرح کی امداد اور اعانت کی توقع ہے اسیطور پر تھوڑی توجہ بھی فرمائین تو الاحسان بہت جلد تمام دنیا مین سب سے زیادہ کامیاب اور کثیر الاشاعت رسالہ ہو جاے کیونکہ اونکے قدرتی سرپرستونکا دائرہ اقتدار اور دست قدرت بہت ہی وسیع اور نہایت ہی قوی ہے اور۔ برکریمان کارہا دشوار نیست۔

خریداران و معاونین الاحسان کے خدمت مین

اطلاع عام

آج خدا کے فضل و کرم سے الاحسان کا گیارہوان نمبر آپ کے خدمت مین پیش کیا جاتا ہے صرف ایک مہینہ سال ختم ہونیکو اور باقی ہے لہذا نہایت ادب سے التماس ہے کہ ربیع الثانی کے اندر ہی اندر قیمت سال آئیندہ حسب دستور بطور پیشگی عطا فرمائی جاوے درصورت زر پیشگی نہ آنے کے سال دوم کا پہلا نمبر حسب قاعدہ ویلو پے ایبل کرکے بھیجا جائیگا جسکی اطلاع ایک ماہ پہلے سے دیجاتی ہے۔

آپکا خادم نہال احمد علوی حمیدی مالک و اڈیٹر رسالہ الاحسان

کڑا ضلع الہ آباد

بلکہ عقل ہی کے قابو مین رہے مقصود ہے اور یہہ ممکن ہے اور خُلق
کے بدل جانے سے بھی یہہ ہی غرض ہے کیونکہ بعض اوقات آدمی پر
شہوت ایسا غلبہ کرتی ہے کہ اوسکے مقابلہ مین عقل سے کچھہ نہین
بن پڑتی لیکن ریاضت اور کوشش سے اسکا اعتدال کے حد
پر آجانا ممکن ہے اور یہہ بات امتحان اور تجربہ سے ایسی ظاہر
ہوجاتی ہے کہ پھر اس مین کوئی اور کسی طرح کا شک اور شبہہ نہین
باقی رہتا۔ اب مین مناسب سمجھتا ہون کہ خُلق حسن اور نیک خُلقی کے
فضائل اور فوائد۔ اور خُلق بد اور بدخلقی کے ذمائم اور نقصانات
عقلی اور شرعی طور پر نذر ناظرین کرون اور یہہ بتاؤن کہ انبیاء
اور حکما نے اسباب مین کہانتک تاکید کی ہے۔ صاحب
اخوان الصفا جنہون نے تمامتر فلسفہ سے اپنا قبضہ کرلیا تہا لکھتے ہین کہ جب
آدمی کے خلق اور خُلق مین کوئی قباحت اور شرارت اور ظلمت نہین
رہتی تو عالم ارواح اوسے قبول کرلیتا ہے اور اوسکے عکس سے نفس
مین ایک جوہر نورانی مثل آتش کے پیدا ہوجاتا ہے آپ نہین دیکھتے
کہ جب فولاد خوب صاف اور مصقول ہوتا ہے تو وہ کس طرح سے
آفتاب کا نور قبول کرتا ہے اور اوسکے عکس سے ایک جوہر آتشی
پیدا ہوتا ہے اور اگر اوسمین زنگار اور کدورت ہوتی ہے تو آفتاب
کے عکس کو وہ ہرگز قبول نہین کرتا اور اسمین کسی قسم کی نورانیت نہین
پیدا ہوتی اس اعتبار سے زنگار خوردہ آئینہ اور پتھر برابر ہے
ایسے ہی جس انسان مین بدخلقی اور رذائل نفسانی بھری ہوئی ہین وہ اور
حیوان برابر ہے کیونکہ حکیم مطلق خالق نے انسان کو دو چیزون سے مرکب

بنایا ہے تن اور جان تن اوسکا جسد ہے جو ارکان اور عناصر سے مرکب ہے
اور اوسکی بازگشت ارکان اور عناصر کیطرف ہوگی اور جان ایک روحانی
جوہر ہے جو واہب صورت کی قدرت سے تن کے ساتھہ پیوستہ ہے
لہذا اسکی بازگشت بھی واہب صورت کے جانب ہوتی ہے کیونکہ ہر چیز
اپنی اصل اور اپنی جنس کے جانب پہرتی اور آخرکار اوسی سے جا ملتی ہے
اور یہہ تن اور جان جو احوال اور صفات کے اعتبار سے ایک دوسرے
کے خلاف اور متضاد ہین افعال مین مشترک ہین لہذا آدمیون کو
اسواسطے کہ اوسکی جان دوسرے جگہہ کی ہے زیادہ تر اوسکی تیمار
آخرت کیواسطے درکار ہے اور تن کے لئے چونکہ موت ہے اسلئے تمام
تیمار اوسکی کیا ہے؟ خود آراستگی اور لذت طلبی - انسان مین بیشتر فضیلتین
متضاد ہین مثل موت اور زندگی - سونا اور جاگنا - علم اور جہل - یادداشت
اور غفلت - عقل اور حماقت - بیماری اور تندرستی پارسائی اور فاسقی -
بخل اور سخاوت - دلیری اور بزدلی - الم اور لذت - خوف اور امید - سچائی
اور جھوٹائی حق اور باطل - صواب اور خطا - نیک اور بد - اور یہہ سب بہ حیثیت
مجموعی تن اور جان دونون سے تعلق رکہتا ہے صرف جسم کے جانب اسے منسوب
کرنا جائز نہین ہے بلکہ جو خصلتین کہ حمیدہ ہین جان سے تعلق رکہتی ہین اور ذمیمہ
تن سے اور مین انسانکی یہہ تعریف سمجہتا ہون کہ وہ حی اور ناطق اور ثابت
ہے اور اوسمین حیات اور نطق نفس کے جانب سے ہے اور موت اور فساد
جسم کے جہت سے - نفس ایک نورانی اور سماوی جوہر ہے اور اوسکی زندگی
خود اپنی ہی ذات سے ہے کسی اور چیز سے نہین ہے اور تن جان کیوجہ سے
زندہ ہے - تن کیا چیز ہے؟ وہ ایک جسم طبعی ہے اور اوسکے واسطے مزاا اور

بو اور رنگ اور حرکت اور سکون سے ہے اور اوسکی بازگشت مرکز خاک کے جانب ہے اور اوسکے ہر ایک اخلاط ایک رکن مین ملجاتی ہین اور جان بالقوی عالم ہے اور تعلیم کے قبول کرنیکی استعداد رکھتی ہے اور تن بالکل جاہل ہے کیونکہ جو علم ہے جان کے وجہ سے ہے تن کے سبب سے نہین ہے لہذا اگر جان علوم مین مصروف رہے تو بہتر اور مفید تر ہے اب مین یہہ کہتا ہون کہ جس طرح سے آدمی دو مختلف جوہر جسم اور جان کا مجموعہ ہے ایسے ہی اوسکے کام بھی دو طرح کے ہین جسمانی اور نفسانی - روپیہ پیسہ چاندی سونا مال اور متاع اوسکے تن کا حصہ ہے اور علم اور معرفت حقایق روح اور جان کا - یہہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت حق نے دو عالم ایک دوسرے سے بالکل ممتاز پیدا کئے ہین اور ہر ایک عالم کے مناسب اوسی کے جنس سے اوسمین خلقت پیدا کی ہے جیسا کہ عالم ملکوت جو آسمانون اور عقلون اور نفوس سے مراد ہے اوسمین جواہر اور عقول اور روحین پیدا کین انہین سے اوسے معمور کیا عالم سفلی کو جو کہ اوس سے مرتبہ مین کم ہے معدنیات اور نباتات اور حیوانات سے آباد کیا اور جو کچھہ کہ عالم علوی مین نظم و نسق پیدا کیا اوسی عالم سفلی مین ظاہر کیا لیکن انسان ایک ایسا مجموعہ ہے جو جسمانیت اور روحانیت کے اعتبار سے دونون عالم مین شامل ہے اور دونون سے مناسبت تامہ رکھتا ہے کیونکہ اوسکا جسم عالم سفلی کے متعلق ہے اور روح عالم علوی کے اور یہہ بدلائل ثابت ہے کہ عالم علوی عالم سفلی سے شریف تر ہے اور فی الحقیقت مقصود بھی وہی ہے لہذا نفس اور روح کا حق جسم اور تن کے مقابلہ مین زیادہ ہوا - اور ممکن نہین ہے کہ ہم جسد جسمانی کے ساتھہ روحانی بہشت مین پہنچین بلکہ یہہ بہشت جب ہی نصیب ہوتی ہے کہ نفس جسد کے بندشون

سے آزاد ہوجائے اور زمین اور عالم سفلی کے کسی چیز پر وہ فریفتہ اور
عاشق نہو اور بُرے عقیدے نرکھتا ہو اور اخلاق بد مثل حسد اور بغض اور حرص
اور شہوت بیجا اور غضب ناجائز وغیرہ سے پاک ہو اگر یہہ بات اوسے
حاصل ہے تو چشم زدن مین مقامات اعلی مین پہونچ جائے گا اور اگر وہ ان
امور مین گرفتار اور آلودہ ہوگا تو ہرگز عالم ملکوت کا وہ مشتاق نہوگا اور
عالم قدس بہی اوسے قبول نکریگا اور وہ طرح طرح کے عذاب مین
گرفتار رہے گا اور یہہ ہی حالت اوسکی ابدالآباد رہے گی کیونکہ اوسکا
جوہر نفس حسد اور بخل اور شہوت اور غضب اور حرص وغیرہ کی
صورت قبول کرلیتا ہے اور وہ اپنے بدن سے مفارقت کیوقت
انہین صورتون کے وجہہ سے اندھا ہوجاتا ہے اور نفوس طیبہ
اور عالم قدس اوسے نظر نہین آتے اور وہ اونسے لذت اور راحت
نہین حاصل کرسکتا جیساکہ بیمار اپنی بیماری اور ضعف کے وجہہ سے
آفتاب اور شہد سے فایدہ اور لذت نہین اوٹھا سکتا جبکہ وہ آنکھہ کے درد اور
صفرے کے بیماری مین مبتلا ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ بیماری اون فاسد اور خراب
خلطون سے پیدا ہوتی ہین جو اسباب اندرونی اور خارجی سے اوسکے جسم مین
پیدا ہوگئی ہین ایسے ہی یہہ حالت اون بداخلاقیون اور بدتہذیبون مین پیدا
ہوتی ہے جو اوسکے نفس مین راسخ ہوچکی ہین - اس تمام بیان سے یہہ نہایت
واضح طور پر ثابت ہوگیا کہ ان حکما کے نزدیک بہی انسان کی سعادت اور نجات
اخلاق کے تہذیب پر موقوف ہے اور جبتک فضائل اخلاقی نہ حاصل ہون
نجات ہرگز نہین ہوسکتی -

اسکے بعد کہ مسئلہ کی سنہ غلطی سے بجائے ۱۳۰۰ کے ۱۳۰۰ لگادیا گیا جسکی اشاعت نمبر ۱ مین ہوچکی اوسکو خریداران الاحسان درست کرلین

ایسے لوگ بھی بیماری یا آزادی کے زمانہ مین محتاج اعانت ہوتے ہین اور یہہ ممکن نہین
ہے کہ اونہین کبھی بیماری ہی نہو بیماری اور صحت ہر انسان کے سلئے ہے ہان یہہ دوسری
ست ہے کہ وہ ایسے بیماری کی حالت مین جو اونہین ایک حد تک بیکار کردینے والی ہو
حیوانون کے مثل بے آب و دانہ یون ہی تڑپ تڑپ کر مرجائین تو یہہ زندگی کرنا نہین بلکہ
خودکشی کرنا ہے اور یہان بحث ہے اوس انسانی زندگی سے جو انسانیت کیلئے ضروری
ہے اسکے سوا ایسونکی نسل کب قائم رہسکتی ہے اور جب نسل ہی قائم نرہی تو ہر انسان کا
وجود دنیا مین کیونکر باقی رہے گا اور قیام نسل کے لئے کم از کم زن اور مرد اور فرزند تین
آدمیون کی ایک چھوٹی سی جماعت پیدا ہوجائیگی اور بالکل تنہائی کا خیال معدوم ہوجائیگا
لہذا ایسے لوگ بھی انسانی زندگی بسر کرنے مین محتاج شخص غیر ہین خواہ اوسے ایک یا
چند ہی آدمی کی احتیاج تھوڑے ہی زمانہ کے لئے کیون نہو اونکے سوا اور کوئی جماعت
انسانی ایسی نہین ہوسکتی جو مختلف طور سے مختلف وقتونمین دوسرون کے مدد
کی محتاج نہو - انسان کتنے ہی سادہ زندگی بسر کرے لیکن جب بھی ان تین چیزون سے
اوسے مفر نہین - غذا - لباس - مکان - اگرچہ کم سے کم مقدار غذا کی اتنی ہی ہو جتنی غذا
زندگی کے لئے ناگزیر ہے علی ہذا القیاس اتنا ہی لباس بھی جو سردی اور گرمی کے
زحمت سے بچاکر صحیح وسالم رکھ سکے اور ایسے ہی مختصر سا مختصر مکان بھی جو اوسکے اور
اوسکے اہل وعیال کی ہر حالت مین حفاظت کرے اب انہین تینون چیزون کے لئے جنہین
انسانی زندگی کا ارکان ثلاثہ کہتے ہین چند آدمیونکی ضرورت ہوگی اور یہہ کبھی ممکن نہین ہی
کہ ایک ہی شخص ان تینون چیزون کے تمام ضروری مواد اور وسائل کو مہیا کرلے
ایسا کرنا نہ صرف ممکن ہے بلکہ محال ہے اور دنیا مین کوئی ایک ایسا شخص نہین نکل سکتا
جو اپنی غذا اور لباس اور مکان کا خود ہی بغیر کسی ایک شخص کی مدد کے بھی انتظام
کرسکے - اور نجاری - لوہاری - کاشتکاری - طباخی - آب کشی - پارچہ بافی

نیا طلی معماری وغیرہ وغیرہ تمام خدمات کو خود ہی انجام دے کے بلکہ بآرام وآسائش زندگی جو اطمینان اور جمعیت خاطر کے ساتھ ہو تاکہ اور ایسے کمالات حقیقی کے حاصل کرنے کا بھی موقع مل سکے جو وجود انسانی کے غایت ہین اوسی صورت مین نصیب ہوسکتی ہے جبکہ روزمرہ کے ضروریات زندگی مین ہر قسم کی سہولت اور آسانی ہو اور ہر قسم کی سہولت اور آسانی کے لئے اس امر کی سخت حاجت ہے کہ ہر ایک ایسے ضروری خدمت کے انجام دینے والے جسکی احتیاج ارکان ثلاثہ مین ہے جدا جدا ہون مثلاً کوئی نجاری کرتا ہو تو کوئی لوہاری کوئی کاشتکاری کرتا ہو تو کوئی مزدوری علی ہذا القیاس ہر ہر کام اور پیشہ کے کرنیوالے الگ الگ ہون تاکہ وہ باطمینان اپنے اپنے پیشون اور کامون کو بھی انجام دین اور اونہین کوئی زحمت اور پریشانی بھی لاحق نہو کیونکہ وہ بھی انسان ہین اور اونپر بھی علاوہ اپنے اس پیشہ کے کاروبار کے انجام دینے کے انسانی غایت کا حاصل کرنا بھی واجب ہے انہین مختلف باکا پیشہ ورون کے اجتماع کا نام ہیئت وشہرت ہے اونہین کے اجتماع سے انسانی تمدن قائم ہوتا ہے اوسی لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے چونکہ آسانی کے ساتھ حاجات اور غایت کا حاصل ہونا اسی اجتماع پر موقوف ہے لہذا ہر انسان کی طبعی خواہش ہے کہ یہہ اجتماع ہر وقت قایم رہے تاکہ جو ضرورت جسوقت پیش آئے فوراً رفع ہو کیونکہ ضرورت جبتک رفع نہین ہوتی اوسے تردد اور انتشار خاطر رہتا ہے اور تردد وانتشار کو کوئی انسان بخوشی جائز نہین رکھتا۔ جب یہہ امر ثابت ہوگیا کہ انسان مدنی الطبع ہے اور اسیوجہ سے اوسکی دلی خواہش ہے کہ ایسا انسانی اجتماع ہر وقت قائم رہے تو اب یہہ بات بھی ضروری ثابت ہوئی کہ ایسے اجتماع کے قائم ہونے اور قائم رکھنے کی کوشش کیجائے اور اوسکے اسباب اور وسائل پر غور کیا جائے۔ یہہ تو ظاہر ہے کہ اس جماعت کا ہر ایک فرد دوسرے فرد کا کسی نہ کسی حیثیت سے محتاج ہوگا اور ایک شخص کی ضرورت دوسرے کے متعلق ہوگی لیکن اب سخت مشکل مرحلہ درپیش ہے

کہ اپنی ضرورت اور احتیاج کا خیال تو ہر شخص کو ہوتا ہے لیکن دوسرون کی ضرورتون اور
حاجتون کا ادراک اور احساس تک نہین ہوتا خیال رکھنا تو دوسری ہی بات ہے ایک طرف
تو ہر شخص کی یہہ خواہش کہ آسان سے آسان طریقہ سے جسقدر جلد ممکن ہو اوسکی ضرورت
اور احتیاج پوری ہو اور دوسرے طرف دوسرون کی ضرورتون اور حاجتون سے ایسی
بیخبری اور بے اعتنائی ایسی صورت مین اس تمدنی اجتماع کا قیام کسقدر اہم اور مشکل ہے
اور وہ کیونکر بغیر کسی ایسے ضابطۂ عملی کے قائم رہسکتا ہے جو اونمین مساوات کو قائم
رکھے اور ہر ایک خدمت کا مبادلہ معاوضہ مقرر کردے اور ہر امر کیلئے ایک حد معین
کردے کیونکہ انسان کے فطرت مین جبطرح سے یہہ امر داخل ہے کہ وہ عجلت کے ساتھہ
اپنی خواہشون کو پورا کرے ایسے ہی یہہ بھی داخل ہے کہ اوسے ہر امر مین فوقیت اور غلبہ
رہے اور جب تک اوسکی تمام ضرورتین اوسکے حسب خواہش پوری نہو جائین کوئی اور
شریک اور سہیم سد راہ نہو حالانکہ بکثرت اہل خدمت ایسے ہین جن سے بکثرت
اشخاص کی ضرورتین وابستہ رہتی ہین اور بعض اوقات ایک ہی وقت مین مختلف
لوگونکی مختلف خواہشات کا ہجوم ہوجایا کرتا ہے اور ہر ایک شخص دوسرے کو اپنے حصول
مقصد مین سد راہ پاکر جلب منفعت کے لئے رکاوٹ کا انسداد کرنا چاہتا ہے اور قوت
غضبی حرکت مین آجاتی ہے لہذا ایسی صورت مین طرح طرح کے جھگڑون اور فسادات
کا پیدا ہونا قرین قیاس ہے اسی خوفناک صورت حال نے حاکم اور حکومت اور قوانین
کی ضرورت پیدا کردی اور ملکداری یا سیاست مدن کا آغاز ہوا۔

پھر یہہ امر بھی مین عرض کرچکا ہون کہ انسان کی بعض ضرورتین ایسی ہین جنکا
انجام پانا گہرے دوستانہ اور محبتانہ تعلقات پر مبنی ہے تاکہ خالص دلسوزی اور ہمدردی
کے ساتھہ ایک دوسرے کے معاون اور مددگار رہون اور دردوکھہ مین کام آئین اور
توالد و تناسل کے ذریعہ سے نسل انسانی قائم رہے شیرخوار اور خردسال بچونکی کمال

شفقت اور اہتمام کے ساتھہ پرورش اور پرداخت اور تعلیم و تربیت کیجاے تاکہ وہ سن تمیز
کو پہونچکر اس انسانی اجتماع کے لئے ایک کارآمد فرد ثابت ہون۔ یہہ جماعت کم از کم
اول اول دو شخصون یعنی زن و مرد سے قایم ہوتی ہے پھر بتدریج اولاد کا اضافہ ہوتا ہی
لہذا اونکے ضروریات بشری کا اہتمام اور انصرام ہی فرض اور واجب ہے یا یون سمجہو
خانہ داری یا تدبیر منزل کی بنیاد ملکداری اور سیاست مدن ہی سی پہلے پڑتی ہے کیونکہ
مختلف گہرانون کے جمع ہونے سے شہرت پیدا ہوتی ہے ان دونون جماعتون کو زیر نظر
رکھکر اونکی ضروریات اور احتیاجات اور خواہشات پر غور کرنے سے اونکے حقوق کا سلسلہ
پیدا ہوتا ہے جنکے ادا ہونے پر اونکی صلاح اور فلاح اور بہبودی اور بقا موقوف
ہے۔ لیکن یہہ حقوق پوری طور پر جبہی ادا ہونگے کہ ہر شخص ایسی تعلیم کرے اور
اس ضرورت کا دل سے معترف ہو صرف معترف ہی نہو بلکہ عمل بھی کرے اور اپنے
ایسی خواہشات کو اپنے قابو مین رکھکر اپنے اور دوسرون کے نفع اور نقصان کو
ملحوظ خاطر رکھے جو ہر شخص مین فطری اور پیدایشی جذبات سے پیدا ہوتی ہین کیونکہ اگر
ہر شخص اپنی ان خواہشات کو آزادی دیدیگا تو شیرازہ جمعیت منتشر ہو جائیگا اور
صورت اجتماعیہ کا قایم رہنا از بس دشوار ہو جائیگا ہر شخص یہی چاہیگا کہ دنیا کی تمام
لذتین اور راحتین صرف میرے لئے ہون اور دنیا کی ہر چیز پر میرا ہی قبضہ اور اختیار رہو
ایک دوسرے کی رعایت اور مروت رخصت ہو جائیگی خود غرضی خود مطلبی سے کام
رہیگا جس سے حد درجہ کی وحشت اور حیوانیت پیدا ہو گی بلکہ بتدریج نسل انسانی
کا خاتمہ ہو جائیگا۔ انہین جذبات اور خواہشات کو اپنے قابو مین رکھنے کے لئے اور
اپنے اپنے محل پر بطور جائز استعمال کرنیکے لئے تہذیب اخلاق کی ضرورت پیدا ہوئے
اور اسی سے یہہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ ہر انسان کے لئے یہہ ہی پہلا مرحلہ ہے اور کسیکو
خودداری بھی کہہ سکتے ہین اور اسی کے تکملہ پر خانہ داری اور ملک داری کا تکملہ موقوف ہی

اور فرمایا کرتے کہ لوگ کہتے ہین یہ مسئلہ کشفی ہے مگر مین کہتا ہون کشفی بہی ہے نقلی بہی ہے عقلی بہی ہے اور یہ بہی فرماتے تہے کہ مجہکو جناب حافظ غلام مرتضی صاحب مجذوب پانی پتی رحمہ اللہ تعالےٰ نے بشارت دی تہی کہ توحید تمپر خوب منکشف ہو گی اور خود حضرت صاحب نے بہی بعض خدام کو یہ بشارت دی کہ ہمارے یہان آکر بقدر استعداد سب پر اسکا انکشاف ہوتا ہے مگر تمہاری برابر کسیکو نہین ہوا ف ایسے دقیق مسئلہ کو اس سہولت و مطابقت کے ساتہہ بیان کرنا کمال انکشاف اسرار و نیز فصاحت پر مبنی ہے اور جب حقیقت منکشف ہو جاتی ہے تو ایک تقریر کا مقید نہین رہتا بلکہ ہر طرح بیان پر قدرت ہوتی ہے اور اس سے حضرت صاحب کا تعدیہ فیض بہی ظاہر ہے کہ آپکے خدام پر بہی انکشاف ہوتا تہا۔

حکایت ایکبار ضیاء القلوب کا سبق ہو رہا تہا ایک شغل کے متعلق ایک ذی علم خادم نے اوسکے اثر کی علت اور لم دریافت کی حضرت نے چین بہ جبین ہوکر ارشاد فرمایا کہ یہ بحث و مباحثہ کی باتین نہین کرنیکے کام ہین کرکے دیکہو ایکبار ایک خادم نے اشغال کی ترتیب اور مدت پوچہی تہی کہ کون شغل کتنے روز تک کرے آپنے فرمایا کہ یہ سبق نہین ہین کہ پڑہتے چلے گئے آج ایک سبق پڑہا کل دوسرا سبق پڑہا جنمین ترتیب و مدت دونون معین ہین) اشغال کی مثال دوادون کی سی ہے جو پنساری کی دوکانمین بہری ہین ایک مریض کو سب دوائین آگے پیچہے نہین دیجاتی بلکہ اسلئے مختلف دوائین جمع ہوتی ہین کہ کوئی دوا کسیکے موافق ہو کوئی کسیکے اور اگر ایک موافق نہ آوے تو دوسری بدلی جاتی ہے یہی حال اشغال کا ہے کہ جس شغل سے مناسبت معلوم ہو جاوے وہی ایک شغل تمام عمر کے لئے کافی ہے اوسی سے نفع اور ترقی ہوتی جاتی ہے یہ نہین کہ آج ایک کیا کل دوسرا کیا۔ اور یہ بہی فرمایا کہ بعض مشایخ ایک لطیفہ کو مشغول ذکر کرتے ہین ملو ہین ہنوز رسوخ نہین ہوا کہ دوسرے مین مشغول کر دیتے ہین وہ پہلا اثر جاتا رہتا ہے

ہمارے یہان صرف لطیفہ قلب کو کافی سمجھتے ہین باقی سب لطایف اسکے تابع
ہین اور ایسے مضامین مین جو کوئی الجھتا فرماتے بحث مت کرو ف اس تمام حکایت
سے حضرت کا فن تصوف مین اعلیٰ درجہ کا محقق ہونا ظاہر ہے اور قلب کو ترجیح دینا
اور اوسکو متبوع قرار دینا مین مضمون حدیث کا ہے اذا صلحت صلح الجسد کلہ
کمال۔ حضرت صاحب نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ ہمارے پاس بیٹھکر ہمارے قلب
کیطرف خیال رکھا کرو اور یہہ مت سمجھنا کہ یہہ تو باتین کررہے ہین پھراس خیال سے کیا
فائدہ ف اس سے حضرت کا قوت فیض ظاہر ہے کہ باوجودیا توبین مشغول ہونیکے
آپ مطمئن تھے کہ مین فائدہ پہونچا سکتا ہون اب آگے طالب کی قسمت اور قابلیت
خواہ فایدہ ہو یا نہو خواہ زیادہ ہو یا کم ہو سے باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس
کمال۔ حافظ عبد القادر صاحب تہانوی جنکا اوپر بھی ذکر آچکا ہے بیان کرتے
تھے کہ زمانہ قیام تہانہ بہو نمین حضرت صاحب کے پاس شب کیوقت ایک جولاہا آیا
اور آکر عرض کیا کہ میری لڑکی پر اثر جن کا ہے آپ تشریف لیگئے اوس جن نے آپکو
سلام کیا اور یہہ عرض کیا کہ آپنے کیون تکلیف فرمائی۔ اس سے مجھکو تکلیف ہوئی
آیندہ تکلیف نہ فرمائے اپنے نام کا پرچہ بھیجدیا کیجئے۔ چنانچہ اسکے بعد جب کبھی ایسا قصہ
ہوتا آپ ایک پرچہ پر اپنا نام لکھکر بھیجدیتے تھے۔ اور اوسکو دیکھتے ہی اثر دفع ہوجاتا ف
بلا عزیمت و عمل کے اسطرح جن کا منقاد و مسخر ہوجانا اسکا سبب صرف یہہ ہی کہ سے ہر کہ
ترسید از حق و تقوی گزید ترسد ازوے جن و انس و ہر کہ دید
کمال۔ حضرت کا ایک رسالہ اردو زبان مین مسمی دردنامہ ہے اوسمین تمام تر
سوزش و عشق کے مضامین ہین اوسمین ایک شعر یہہ بھی ہے سے اگر ظاہر
کرون سوز جگر کو تو کرون شرمندہ دوزخ کے شرر کو۔ ایک فاضل صاحب ظاہر

نے اسپر شائستگی سے اعتراض کیا کہ یہ مضمون تو خلاف واقع ہے آپ نے جواب دیا کہ یہ مبالغہ شاعرانہ ہے اسکا مضایقہ نہین اسپر بھی وہ رد وکد کرتے رہے آپنے فرمایا کہ خیر مجھسے غلطی ہوئی وہ بولے اس کہنے سے کفایت نہین ہو سکتی کیونکہ یہ کتاب شایع ہو گئی۔ اور یہ غلطی متعدی ہو گئی آپنے فرمایا کہ مین نے شایع کرنیکو کب کہا تھا وہ اسپر بھی مصر ہی رہے کہ گو آپنے نہین کہا مگر ہو تو گئی اب اسکا کیا تدارک ہو آپنے فرمایا یہ تو کوئی مشکل بات نہین مین نے غلطی شایع کر دی تم اسکا رد شایع کر دو اور اسی حکایت کا تتمہ مین نے بعض بزرگون سے اتنا اور سنا ہے کہ حضرت اونکو حجرہ مین لیگئے وہ وہانسے چلاتے ہوے نکلے کہ ہان ٹہیک لکہا ہے واللہ اعلم۔ **ف** اس سے حضرت صاحب کی صلح مزاجی اور مباحثہ سے یکسوئی اور کسی کے اعتراض سے دلگیر نہونا اور نرمی سے دفع کر دینا ظاہر ہے یہی طریقہ بعینہ سلف صالحین کا تھا اس باب مین حضرت نے ایکبار اوس حجام کی مثال دی جس سے کسی نے درخواست کی تہی کہ میری داڑہی سے سفید بال نکالدے اوسنے تمام داڑہی کاٹ کر آگے رکہدی کہ مجھے کام ہے تم خود جدا کر لو اسیطرح جو بحث و جدال چاہے سب مضامین اوسکے حوالہ کر کے اپنے کام مین لگ جاؤ۔

کمال ایکبار ارشاد فرمایا کہ مجکو ہر شخص اپنے مشرب اور مذاق کے موافق جانتا ہے حالانکہ میرا مذاق اطلاق ہے میری مثال پانی کی سی ہے جسمین کوئی رنگ نہین مگر جس بوتل مین بھرا اوسکا ہمرنگ نظر آتا ہے **ف** اس سے حضرت کی علو نسبت معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اوسکو ادراک نکر سکتا تھا اور بوجہ جامعیت کے اپنے اپنے موافق سمجھتے تھے و نعم ما قیل ~ ہر کسے از ظن خود شد یار من ٭ وز درون من نجست اسرار من ٭٭ و نیز ~ در نیابد حال پختہ ہیچ خام ٭ پس سخن کوتاہ باید والسلام ٭٭ اور اطلاق سے مراد خصوصیات خاصہ سے خلو ہے نہ خلو مطلق۔

کمالؒ مسموع ہوا کہ ایکبار ارشاد فرماتے تہے کہ میری آمدنی میرے اختیار مین ہے جتنا جیسے بڑہا دیتا ہون آمدنی بڑہ جاتی ہے جسقدر خرچ گہٹا دیتا ہون آمدنی گہٹ جاتی ہے ف مجازاً و مزاحاً اسکو اختیار فرما دیا بہرحال اللہ تعالے کا معاملہ رحمتِ خاصہ آپکے ساتہ اس سے ظاہر ہے کہ آپکے قلب کو زیادت اور قلت دونون کی تشویش سے بچایا۔

کمالؒ جب کوئی شخص خدام و یا مشایخ سے آپکی انوار و برکات و محامد کو جو اونکو ذوقاً یا کشفاً یا تعدیہ فیض سے ظاہر ہوتے تہے بیان کرتا تو آپ فرماتے کہ دیکہو اللہ تعالیٰ کی ستاری ہے کہ اہل کشف کی نظر سے بہی میرے عیوب چہپا رکہے ہین امید ہے کہ روز قیامت مین بہی رسوا نہ فرماوینگے ف اس سے حضرت صاحب کا عجب سے دور ہونا اور اپنے کو پُر عیوب سمجہنا جو شعبہ ہے تواضع کا اور اللہ تعالے کے انعام کا ممنون ہونا اور رجا قوی رکہنا یہ سب ظاہر ہے۔

کمالؒ ارشاد فرماتے تہے کہ اگر کوئی شخص مکہ مین قیام کرنا چاہے تو آتے ہی ہجرت کی نیت نکرے کیونکہ بعضے امتحان مین قایم نہین رہتے اونکو اللہ تعالے سے وعدہ خلافی کرنا پڑتی ہے بلکہ اول عارضی طور پر چند روز رہکر دیکہے اگر جمعیت و اطمینان کا سامان ہوجاوے رہ پڑے ورنہ چلا جاوے ف کیسی اچہی تعلیم ہے جسکا منشا علم معاملات الٰہیہ و شفقت علی الخلق ہے۔

کمالؒ معتبر راوی سے سنا گیا کہ زمانہ قیام تہانہ بہون مین لوہاری کے ایک خانصاحب نے جنپر کسی نے ظلم کیا تہا آکر شکایت کی کہ اب تو اوسنے میری زمین بہی چہین لی آپنے فرمایا کہ صبر کر اللہ تعالے اسکا عوض آخرت مین دینگے اوسنے عرض کیا کہ بہت اچہا اب کچہ نکرونگا یہ سنکر حضرت حافظ محمد ضامن صاحب آپکے پیر بہائی اپنے حجرہ سے نکل آئے آپکو خطاب کرکے فرمایا کہ واہ حضرت خوب شوشہ

دیا سبکو اپنا جیسا بنانا چاہتے ہین یہہ تو خیال فرمائی کہ جب اسکے قلب مین قوۃ توکل کی
نہین اور کوئی سامان اطمینان کا ہی نہین اسوقت کے صبر اور دست برادری کا
نتیجہ ایک روز بھی ہوگا کہ معاش کے لئے معاد کو برباد کریگا او خانصاحب سے فرمایا
کہ ہرگز صبر مت کرنا جاکر تلاش کر دے مین دعا کرونگا۔ حضرت نے سنتے ہی قبول فرمایا
اور حجرہ مین تشریف لیگئے **ف** اس سے حضرت کی حق پرستی وانصاف پسندی
کالشمس فی نصف النہار واضح ہے۔

کمال ایکبار ارشاد فرمایا کہ اگر عبادت مین ریا بھی پیدا ہو تب بھی عبادت نہ چھوڑے
ریا ہمیشہ ریا نہین رہتی چندروز ریا رہتی ہے پھر وہ عبادت عادت ہو جاتی ہے پھر عبادت
ہو جاتی ہے پھر اوسمین اخلاص پیدا ہو جاتا ہے **ف** سالکین کیواسطے کیسی اچھی
تحقیق ہے بہت سے ذاکرین سالکین ایسے وساوس مین معطل رہجاتے ہین اور اسمین
ریا کی اجازت نہین بلکہ علی سبیل التنزل وسوسہ کا جواب ہے کیونکہ جب قصد نمایش
نہین تو ریا ہوئے نہین محض وسوسہ ہے جسپر مواخذہ نہین اور اگر فرض ہی کرلیا جاوے
کہ ریا ہے تو اوسکا یہہ علاج اور جواب ہے۔

کمال ایکبار بالکل خلوت کا وقت تھا مین چلا گیا۔ اور بطور عذر کے عرض کیا کہ
مین اسوقت مخل خلوت ہوا آپنے ارشاد فرمایا کہ خلوت از اغیار نہ از یار **ف** علاوہ
حسن اخلاق کے اسمین مسئلہ عزلت کو خوب فرما دیا کہ خلوت جو محبوب ہے تو غیر جنس کے
ضرر سے بچنے کی وجہ سے ہے نہ علی الاطلاق بہت لوگ اس غلطی مین پڑے ہین۔

کمال حضرت صاحب ایکبار فرمانے لگے کہ بعضے لوگ کہا کرتے ہین کہ کچھ اپنے
سینہ سے عنایت کیجئے سو اول تو اسطرح سے ملا نہین کرتا اور جو کسی وقت اتفاق بھی ہوگیا
تو ایسی چیز باقی نہین رہتی **ف** کیسی اچھی کام کی بات ہے بعضے بوالہوس اسی خیال
خام مین عمر گذار دیتے ہین اور مجاہدہ وریاضت کچھ نہین کرتے واقع مین یہہ بھی نفس

کی ایک شرارت ہے کہ محنت سے بہاگتا ہے۔
کمال ۹۱ ایکبار بہت لوگ حاضر تہے فرمانے لگے بعضے لوگ بزرگونکے پاس آکر بیٹہتے ہین اور دلمین کہتے ہین کہ اگر یہ بزرگ ہین تو ہمارے دلکی بات بتلا دین سو اول تو یہ کیا ضرور ہے کہ جو بزرگ ہو اوسکو دلکی بات معلوم ہی ہوجایا کرے دوسرے اگر احیاناً معلوم ہی ہو جاوے تو یہ کیا ضرور ہے کہ وہ تمکو بھی بتلادیوے ایسے خیالات محرومی کی علامت ہین بزرگونکے پاس دلکو سب خرافات سے خالی کرکے جانا چاہئے
س پیش اہل دل نگہدارید دل ٭ تا نباشید از گمانِ بد خجل ف علاوہ صاحب کشف واشراق ہونیکے اس سے یہ مسئلہ کیسا محقق ہوگیا کہ ولایت کے لئے کشف لازم نہین اور عدم اظہار دلیل عدم ظہور کی نہین اور ادب صحبت شیخ کی بھی اسمین تعلیم ہے۔
کمال ۹۲ ایکبار حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اخلاق فی نفسہ سب محمود ہین بُری جگہہ صرف کرنے سے مذموم ہو جاتے ہین کاملین اونکا ازالہ نہین کرتے بلکہ مصرف بدل دیتے ہین مثلاً بخل ہے پہلے مشروع مواقع مین صرف ہوتا تہا بروا تہا اب مواقع غیر مشروع مین صرف کرنے لگے یعنی معصیت مین خرچ کرنے سے بخل کیا محمود ہوگیا ف کیسی عمدہ تحقیق ہے کہ اللہ تعالے نے ان سب ملکات نفسانیہ مین فواید رکہے ہین ریاضت سے انکا ازالہ نکرے ورنہ ضرورت استعمال کے وقت ضرر ہوگا مثلاً اگر غضب بالکل نرہے تو منکرات کا ازالہ نکریگا وعلی ہذا۔
کمال ۹۳ حضرت نے ایکبار ارشاد فرمایا کہ جوانی مین خوف غالب چاہئے اور بڑہاپے مین رجا ف ان اخلاق مین کیسی تعدیل فرمائی ہے اور وجہ اوسکی ظاہر ہے کہ خوف سے مقصود سعی فی العمل ہے اور اوسکا وقت جوانی ہے اگر بڑہاپے مین اسکا غلبہ ہوا تو ثمرہ یاس وناامیدی ہوجاویگا جسمین ایمان کا اندیشہ ہے۔
کمال ۹۴ ایکبار حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جینا تو مکہ کا افضل ہے اور مرنا مدینہ کا

ف یہہ مسئلہ علماء محدثین مین بوجہ احادیث متنوعہ مختلف فیہ ہے اور مذاہب مختلف اگر حضرت کی یہہ تحقیق سنکر حدیثونکو دیکھنا شروع کرین تو سب حدیثین مطابق ہو جاتی ہین سبحان اللہ علم اسکا نام ہے۔

کمال ۹۵ جناب محمد عبد الرحمان خانصاحب مالک مطبع نظامی کی یہان حضرت صاحب نے ارشاد مرشد عربی باجرت چلپنے کے لئے بہیجی تہی مگر جناب خانصاحب نے حسب عادت ویسے ہی نذر کر دی حاضرین جناب خانصاحب کی سخاوت کی تعریف کرنے لگے کہ انکو اجرت کی کچھہ حرص نہوئے آپنے ہنسکر فرمایا کہ بہائی خانصاحب بڑے حریص ہین اجرت قلیل پر اکتفا نہین کیا آخرت مین اجرت کثیر لینگے ف اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت کی نظر مین آخرت ہر وقت نصب العین تہی کہ بلا تامل اجرت دنیا کے چہوڑنے کی صلہ کیطرف آپکا ذہن منتقل ہو گیا۔

کمال ۹۶ جو کام کہ اوسمین کسیقدر مشقت مالی بہی ہو کسی خادم کے متعلق فرماتے تو باوجود اسکے کہ وہ اوسمین اپنا مال صرف کرنیکو سعادت سمجہتا مگر پہر بہی حضرت صاحب اسکو گوارہ نہ فرماتے بلکہ اوسکی کافی امداد فرماتے چنانچہ اسکی بہت سی نظائر ہین اونمین سے اب بہی ایک کتاب جو چہپ رہی تہی اوسمین حضرت صاحب نے نقد ایک ہزار روپیہ اون صاحب کو عنایت فرمایا ف اس سے حضرت صاحب کی مراعات اور مواسات خدام کے ساتہہ ظاہر ہے۔

کمال ۹۷ حضرت صاحب اپنے مہمانون کا گو وہ خادم ہی کیون نہ ہون غایت اکرام اور دلجوئی فرماتے چنانچہ بارہا استقبال اور وداع کیوقت بیرون مکہ تشریف لیگئے۔ اور خادمون کو سوار ہونے پر مجبور فرماتے خود پیادہ چلتے اور دعوت بڑی فراغت سے کئی کئی بار کرتے ف ان امور کا مسنون ہونا ظاہر ہے اور سنت کا عادۃ بجالانا کمال عظیم ہے۔

کمال ۹۸ ایکبار حضرت صاحب کے دولت خانہ مین راقم کہانا کہار ہا تہا حضرت صاحب فرمانے لگے کہ مجہکو فلان بزرگ نے چند وصیتین فرمائی تہین اونمین سے ایک یہہ بہی ہے کہ کبہی کسیکی دعوت مت کرنا پہر ارشاد فرمایا کہ تم مت خیال کرنا کہ میری دعوت کیون کی دعوت اوسکو کہتے ہین جسمین مغایرت اور تکلف ہوا اوسمین طرح طرح کی تکالیف جانبین کو ہوتی ہین ف حقیقت مین کیسی حکمت اور تجربہ کی بات ہے اس سے حضرت کا حکیم فی المعاملات ہونا بہی ظاہر ہے۔

کمال ۹۹ ایکبار حضرت صاحب کی خدمتمین ایک شخص نے دوسرے شخص کی کسی عمل کی کوئی شکایت کرکے اوسپر طعن شرک کا کیا آپنے ترش ہوکر فرمایا میان کسی پر کیا طعن کرتے ہو جسروز حقیقت منکشف ہوگی دوسرونکا شرک و کفر سب بہول جاؤ گے اپنے کو کافر مشرک سے بدتر دیکہوگے ف اسمین پوری تعلیم ہے کف لسان اور اپنے عیوب کو دیکہنے کی اور تحقیق ہے کہ انکشاف حقیقت کے وقت تمام مخلوق سے اذل و ارذل اپنے کو سمجہنے لگتا ہے۔

کمال ۱۰۰ ایکبار اس احقر نے غلبۂ پریشانی مین ایک اور درویش کیطرف رجوع کیا جس سے دوسرے طور پر یہہ پریشانی اور زیادہ ہوگئی اور مین نے حضرت صاحب کو اسکی اطلاع دی اور اون درویش سے پوچہنے پاچہنے کی اجازت چاہی حضرت صاحب نے ایک معتمد بزرگ کی معرفت ان لفظون سے یہہ ارشاد کہلا بہیجا کہ جب تک تمہارا یہہ خادم زندہ ہے کسی طرف کیون متوجہ ہوتے ہو اس ارشاد کے سنتے ہی سب پریشانی دفع ہوگئی اور اون درویش سے دل سرد ہوگیا ف علاوہ قوت تصرف کے اس سے حضرت صاحب کی غایت شفقت اور خدام کی حماقت سے عفو و درگذر فرمانا ثابت ہے اور اس عنوان خاص سے جو کچہہ انکسار مترشح ہے ظاہر ہے ورنہ دوسرا پیر تو خفا ہوکر ساری عمر نام بہی نہ لیتا ؎ بندہ پیر خراباتم کہ لطفش دایم است ✦ زانکہ لطف شیخ و زاہد گاہ ہست و گاہ نیست۔

حشر و نشر و عذاب قبر و سوال منکر نکیر و
میزان و صراط و آنچہ در عقاید اہل سنت
والجماعت مسطور است دیگر علم و عمل
است و آن دو نوع است یکے بدل
تعلق دارد و یکے بجوارح تعلق دارد و آن
کہ بجوارح تعلق دارد دو قسم است علم امر
یعنی کردنی و علم نہی یعنی ناکردنی اما علم
امر آنست کہ احکام طہارت و نماز بیاموزد
آنمقدار کہ فریضہ است. ہر علمی کہ متعلق
بہ سنت است علم آن ہم سنت وقت
وجوب فعل آموختن احکام واجب است
و اگر قبل از وجوب استعداد کند شاید و علم
روزہ آموختن واجب است آنقدر بداند
کہ نیت واجب است و از طلوع صبح
تا غروب آفتاب اکل و شرب و مجامعت
حرام است و چون مالک نصاب شود
نزدیک حولان حول علم زکوٰۃ آموختن

وہ فرماتین اوسے تسلیم کرے اور اسپر یقین رکھے
کہ اللہ کا دیکھنا اور رویت حق ہے اور قران قدیم
ہے وہ پیدا نہین ہوا اور نیکی و بدی بقضاے
الہی ہے اور کسی مخلوق کا کوئی حق خدا پر نہین ہی بلکہ
خود خدا کا حق سب پر ہے اور جو چیزین آخرت کے
متعلق ہین اونکی تصدیق کرے مثل حشر اور نشر
عذاب قبر۔ سوال منکر نکیر۔ اور میزان اور صراط
اور جو کچھہ اہل سنت والجماعت کے عقائد مین
لکھا گیا ہے۔ دوسرے علم اور عمل ہے اور اونکی
دو قسمین ہین ایک دل کے متعلق ہے اور ایک
جوارح یعنی اعضا کے جنکا تعلق جوارح
یعنی اعضاء ظاہری کے ساتھہ ہی اونکی بھی
دو قسمین ہین ایک علم امر یعنی اون چیزون کے
کرنیکا علم جنکے کرنیکا حکم دیا گیا ہے اور ایک علم
نہی یعنی اون چیزون کا علم جنکی ممانعت کیگئی ہے
علم امر یہہ ہے کہ طہارت اور نماز کے احکام اسقدر
سیکھے جتنا سیکھنا فرض ہے کیونکہ جو علم کہ سنت
کے متعلق ہے اوسکا سیکھنا بھی سنت ہے
اور جسوقت کسی فعل کا کرنا یا نکرنا واجب ہو
اوسیوقت اوسکے متعلق احکام معلوم کر لینے
بھی واجب ہین اور اگر واجب ہونیکے قبل تیاری

واجب گردد بقدر حاجت و وقت
حج در جملہ عمر است بدانکہ صلواۃ و صوم
عام است دران احرار و عبید و اغنیا
و فقرا برابر است اما زکواۃ بر احرار و
اغنیا است بر فقرا و عبید نیست و پیش
از واجب شدن عمل علم آموختن واجب
نیست چنانکہ ادا کردن فعل پیش از واجب
شدن اما علم نہی آنست بداند کہ دیبا
پوشیدن و خمر خوردن در خانہ مغصوبہ
ساکن شدن حرام است اما آنچہ بدل
تعلق دارد آنست کہ بداند کبر و بخل و حقد
و حسد و ریا و نفاق و غرور و سخط و امل
و عجب و امثال آن از مہلکات است
احتراز ازان واجب و دیگر بداند کہ صبر و
شکر و صدق و اخلاص و توبہ و توکل
و تفویض و رضا و امثال آن از مستحبات
است و سبب حصول درجات

بقدر حاجت اور وقت کے اچھا ہے ایسے ہی حج کے
علم کا سیکھنا بھی واجب ہے اسقدر جاننے کہ جب
واجب ہے اور صبح طلوع ہونے سے آفتاب
غروب ہونے تک کہانا پینا بی بی سے ہم صحبت
ہونا حرام ہے اور جب مالک نصاب ہو تو سال
پورے ہونیکے قریب زکواۃ کا علم بقدر حاجت
حاصل کرنا واجب ہے ایسے ہی حج کے وقت
جو کہ تمام عمر مین ایک مرتبہ مالدار و نپر فرض ہے
اوسکے احکام کا معلوم کرنا۔ جاننا چاہیے کہ نماز
اور روزہ عام ہے اور اسمین
آزاد اور غلام امیر و فقیر سب برابر ہین لیکن زکواۃ
آزادون اور امیرون پر ہے فقیرون اور غلامون پر
نہین ہے واجب ہونے سے پہلے علم سیکھنا
واجب نہین ہے جیسا کہ کسی فعل کا واجب
ہونے سے پہلے کرنا۔ اور علم نہی یہہ ہے کہ جانے
کہ ریشمی لباس مردون کو پہننا اور شراب پینا اور غصب
مکان مین رہنا حرام ہے (بطور مثال کے یہہ
چند باتین حضرت مولانا نے بیان فرمائین تاکہ
معلوم ہو جائے کہ علم نہی کسے کہتے ہین نہ یہہ کہ
منہیات کا بیان کیا گیا ہو جو اس سے بہت زیادہ
ہین ۱۲ طوسے) لیکن دل سے جو تعلق رکھتا ہے

تعلیم این ہمہ واجب است کہ این ہمہ
فرض عین است وانمعنی ہرگز بمقتدای
کامل و بے پیشوا، واصل حاصل نگردد بیت

مرد بے پیر سیم قلب بود
سکہ قلب نقد مردان نیست

کے ستانند درین بازار
ہنرے را کہ مہر سلطان نیست

کہ این علوم کم از حرفتے نیست کہ
گفتہ اند التصوف حرفۃ وحانوتہا الخلوۃ و
آلتہا الجوع وراس مالہا الصدق یعنی
تصوف حرفت است ودوکان آن
خلوتخانہ است وآلت آن گرسنگی
است وسرمایہ آن راستی است
وآن گفتہ اند لیس الاعتبار بالخرقۃ یعنی
خرقہ را اعتبار نیست اعتبار حرفت
را است واین حرفت چیست ترکیہ

وہ یہہ ہے کہ اس امر کو سمجھ لین کہ کبر اور حقد اور
حسد اور ریا اور نفاق اور غرور اور سخط اور
طول امل اور عجب اور یہی اسکے مثل (جو تمام قباین
اخلاقی مین مندرج ہین اور دل کے ہلاک کرنیوالی
چیزو نمین سے ہین اور ان سے بچنا واجب ہے
اور دوسرے اسے بھی خوب سمجھ لے کہ صبر اور شکر
اور صدق اور اخلاص اور توبہ اور توکل اور تفویض
(یعنی معاملات کو خدا کے سپرد کرنا) اور رضا (یعنی اوسکی
مرضی پر ہر حالت مین راضی رہنا) اور ایسی ہی باتیں
مستحبات مین سے ہین اور درجات کے حاصل ہونیکا
سبب ہین۔ ان سب باتونکا علم واجب ہے کیونکہ
یہہ سب فرض عین ہین اور یہہ بدون مقتدای کامل
اور پیشوائے واصل کے حاصل نہین ہو سکتا بیت
مرد بے پیر سیم قلب بود سکہ قلب نقد مردان نیست
کے ستانند درین بازار ہنرے را کہ مہر سلطان نیست
کیونکہ یہہ علم کسی حرفت اور پیشہ سے کم نہین ہے جیسا کہ
کہا ہے[1] التصوف حرفۃ وحانوتہا الخلوۃ وآلتہا الجوع
وراس مالہا الصدق یعنی تصوف حرفت ہے اور
خلوتخانہ اوسکی دوکان اور اوسکا آلہ بھوک اور اوسکا

[1] ایک نسخہ مین یہہ عبارت ہے جو طبقات مین بھی ہے۔ العبادۃ حرفۃ وحانوتہا الخلوۃ وراس مالہا التقوی وربحہا الجنۃ۔

جوارح از گناہ و تصفیۂ دل از اخلاق ذمیمہ
و تخلیۂ سر از محبت غیر خدائے تعالےٰ
و ہیچ حرفتی و صنعتی بے استاد ممکن نیست
ہمچنین ایں معنی بے پیر کامل ممکن نیست

بیت

پیر صادق نہ پیر عمر دراز
پیر عاشق نہ پیر ورد و نماز
پیر کامل نہ پیر موئے سفید
پیر واصل نہ پیر بیم و امید
ہمچو سید علاء ملت و دین
بادشاہ ممالک تمکین
عالم بے خلاف بالاجماع
نے بدستار جبہ و دراع
در گریبان سر بسر ماندہ
آستین از دو کون فشاندہ

[illegible] ماننے [illegible]

لیس الاعتبار بالخرقۃ انما الاعتبار بالحرقۃ یعنی خرقہ اور لباس کا اعتبار نہیں ہے حرفت کا اعتبار ہے اور یہ حرفت کیا چیز ہے جوارح اور اعضا کا گناہوں سے پاک کرنا اور دل کا صاف کرنا بُری عادات اور اخلاق سے اور سِر کا سوا خدائے تعالےٰ کے محبت سے خالی کرنا اور کوئی حرفت اور کوئی صنعت بغیر استاد کے نہیں حاصل ہوسکتی ایسے ہی یہ امر بھی بغیر پیر کامل کے ممکن نہیں ہے۔ للکاتب۔ بیت

پیر صادق نہ پیر عمر دراز
پیر عاشق نہ پیر ورد و نماز
پیر کامل نہ پیر موئے سفید
پیر واصل نہ پیر بیم و امید
ہمچو سید علاء ملت و دین
بادشاہ ممالک تمکین
عالم بے خلاف بالاجماع
نے بدستار جبہ و دراع
در گریبان سر بسر ماندہ
آستین از دو کون فشاندہ

۵۱ یعنی حضرت مخدوم سید علاء الدین صاحب قدس سرہ العزیز جو حضرت مولانا خواجگی رحمہ اللہ کے پیر تھے اور آپ جیؤر (ج ی ؤ ر) میں تھے اس مقام کی تحقیق اپنے مقام پر آئیگی۔

کہ مے از دست قدسیان خورد
سفرش و در نشستہ در خانہ
خلو با حق ز خلق بیگانہ
ہمہ تن گشتہ خاک آن درگاہ
لا شدہ در ولا۔ الا اللہ
خواجگی را بہ پیست در رہ دوست
سرمۂ چشم خاک درگہ اوست
بکدام زبان شکر این نعمت توان گذارد
کہ متابعت این چنین شاہ این گدا را
میسر گشت و متابعت این چنین مخدوم
این خادم را روزے شدہ
تشریف دادہ رفت وندانم ز بیخودی
کان دوست بود در نظرم یا خیال دوست
ہوشم نماند عقل برفت و سخن بہ بست
مقبل کسے کہ محو شود در جمال دوست
فصل دوم در بیان آنکہ حضرت رسالت پناہ

عشق او را بمجلسے بردہ
کہ مے از دست قدسیان خورد
سفرش و در نشستہ در خانہ
خلو با حق ز خلق بیگانہ
ہمہ تن گشتہ خاک آن درگاہ
لا شدہ در ولا۔ الا اللہ
خواجگی را بہ پیست در رہ دوست
سرمۂ چشم خاک درگہ اوست
کس زبان سے اس نعمت کا شکر ادا کیا جا سکتا
ہے کہ متابعت ایسے شاہ کی اس گدا کو میسر ہوئے اور
ایسے مخدوم کی خدمت اس خادم کو روزی ہوئے
تشریف دادہ رفت وندانم ز بیخودی
کان دوست بود در نظرم یا خیال دوست
ہوشم نماند عقل برفت و سخن بہ بست
مقبل کسے کہ محو شود در جمال دوست
فصل دوم آگاہ ہو کہ جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان احب العباد
الی اللہ الذی یحبون اللہ الی عبادہ ویحبون عباد اللہ
الی اللہ۔ یہ حدیث عوارف میں ہے جسکی تدوین
علم معرفت سے ہوئی ہے یعنی بندگان الہی میں
سب سے زیادہ اللہ کا پیارا وہ شخص ہے

صلے اللہ علیہ وسلم میفرمایدان احب العباد
الی اللہ الذی یحبون اللہ الی عبادہ
ویحبون عباد اللہ الی اللہ۔ این حدیث
در عوارف است کہ تصنیف آن از
معارف است یعنی محبوب ترین بندگان
نزدیک حق سبحانہ تعالی کسے است
کہ خدا را محبوب بندگان گرداند و بندگان
را محبوب خدائے۔ کار مشایخ ہمین است
کہ مریدان را در اعمال و اخلاق متابعت
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
میفرمائید و متابعت حضرت رسالت
موجب محبت باری تعالی است قال اللہ
تعالی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ یعنی بگو اے محمد ایشان را اگر شما خدا
را دوست میدارید پس متابعت من کنید
تا خدائے تعالی شما را دوست دارد ہر کہ
بدیشان می پیوندد اورا توبہ و تقوی و احسان

یہ خدا کو بندون کا محبوب بنائے اور بندون کو
خدا کا محبوب۔ اور مشایخ کا یہ ہی کام ہے
کہ مریدونکو اعمال اور اخلاق مین حضرت رسالت
پناہ علیہ الصلواۃ والسلام کے متابعت کی تعلیم
دیتے ہین اور حضور کی متابعت اللہ تعالے
جل جلالہ کے محبت کا موجب ہوتی ہے چنانچہ
اللہ تعالے فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی یحببکم اللہ۔ یعنی کہدو اے محمد صلے اللہ علیہ
وسلم اگر تم لوگ خدا کو دوست رکہتے ہو تو میری
متابعت کرو تاکہ خدائے تعالے تمہین دوست
رکہے لہذا جو شخص کہ ان مشایخ کی خدمت مین
حاضر ہوتا ہے اوسے وہ توبہ۔ اور پرہیزگاری
اور احسان کی تعلیم کرتے ہین اور اوسکے بجالانیکا
حکم دیتے ہین اور یہی کسب محبت کے اسباب
ہین کما قال اللہ عز وجل ان اللہ یحب التوابین
(اللہ دوست رکہتا ہے توبہ کرنیوالونکو) ان اللہ
یحب المتقین (اللہ دوست رکہتا ہے پرہیزگارونکو)
ان اللہ یحب المحسنین (اللہ دوست رکہتا ہے
محسنین کو)۔

آنکہ دلش سوئے ارادت کشد
خاتم کارش بسعادت کشد

دعوت میکند این ہمہ اسباب محبت است
ان اللہ یحب التوابین وان اللہ یحب المتقین
وان اللہ یحب المحسنین۔ بیت
آنکہ دلش سوئے ارادت کشد
خاتم کارش بسعادت کشد
دیگر آن کہ مریدان را از اخلاق ذمیمہ وفعال
بہیمیہ تصفیہ میدہند چنانکہ آئینہ دل مصفا میشود
انوار عظمت الٰہی در دل ظہور می پذیرد
سعدی حجاب نیست تو آئینہ صاف دار
زنگار خوردہ کے بنماید جمال دوست
از دنیا منقطع میشوند مستغرق محبت باری تعالیٰ
میگردند دیگر ہرگاہ کہ آئینہ دل روشن میشود
قبح دنیا وحسن آخرت معاینہ میکند دل بر دنیا
سرد میشود وتوجہ باخرت میسر میگردد ونفس را
از ہواہا باز میدارد وشیخ او را بتدریج باز می آرد
واو ساعت بساعت بزبان حال وگاہی
بزبان مقال باشیخ میگوید۔ بیت

دوسرے یہ کہ مریدونکو بری عادتون اور برے
کامون سے پاک کرتے ہین یہانتک کہ دلکا
آئینہ صاف ہوجاتا ہے اور الٰہی عظمت کے
انوار دلمین ظہور پذیر ہوتے ہین۔
سعدی حجاب نیست تو آئینہ صاف دار
زنگار خوردہ کے بنماید جمال دوست
اور وہ دنیا سے بالکل علیحدہ ہوجاتے ہین اور
باریتعالے کے محبت مین مستغرق ہوجاتے ہین۔
دوسرے جبکہ دل کا آئینہ روشن ہوجاتا ہے اور
دنیا کی برائی اور عاقبت کی خوبی معاینہ مین آجاتی
ہے تو دل دنیا کے جانب سے بالکل سرد پڑجاتا ہی
اور آخرت کے جانب توجہ میسر ہوتی ہے اور وہ اپنی
نفس کو بری خواہشون سے باز رکھتا ہے اور شیخ
اوسکو بتدریج پھیر لاتا ہے اور وہ ساعت بساعت
کبھی زبان حال سے اور کبھی زبان مقال سے
اپنے شیخ سے کہتا ہے۔
شاہ من گر تو مرا کس نکنی من چہ کسم
سنگ بے تربیت لعل شدن نتواند
اور شیخ اوس سے ہر لحظہ اور ہر
لمحہ کبھی عبارت مین اور کبھی اشارہ
سے کہتا ہے۔

شادمن گر تو مرا کس نکنی من چه کنم
سنگ بے تربیت لعل شدن نتواند

وشیخ با او ہر لحظہ وہر لمحہ وقتے بعبارت وگاہی باشارت میگوید۔ رباعی

ہر کہ با نفس خویش نبود یار
اوست از علم فقر برخوردار
نیک خواہان دہند پند ولیک
نیکبختان بوند پرہیزگار

وارشاد شیخ کامل درباب مرید قابل از بسیارے عبادات برائے تصفیہ وتعلق دل بحق نافع تر است وتاثیر آن مجرب۔ کمال شیوخ باسوخ آنست کہ در اجتہاد ومجاہدہ ثابت باشند۔ بیت

مرد از صاعقۂ صور نجنبد از جا
طفل باشد کہ بہ بانگ جرسی برخیزد

وقابلیت اہل ارادت باسعادت آنکہ در اعتقاد ومعاہدہ راسخ باشند۔ بیت

مردان کنند قول از آن قول نگذرند
خوش وقت آنکسان کہ بگویند لبسر برند

رباعی

ہر کہ با نفس خویش نبود یار
اوست از علم فقر برخوردار
نیک خواہان دہند پند ولیک
نیکبختان بوند پرہیزگار

شیخ کامل کا ارشاد مرید قابل کے باب مین بہ نسبت کثرت عبادات سے تصفیہ قلب اور خدا کے ساتھ دل کا تعلق پیدا کرنے کے لیے بہت مفید ہے اور اوسکی تاثیر مجرب ہے۔ شیوخ باسوخ کا کمال یہہ ہے کہ اجتہاد اور مجاہدہ مین ثابت رہین۔

بیت

مرد از صاعقۂ صور نجنبد از جا
طفل باشد کہ بہ بانگ جرسی برخیزد

اور اہل ارادت باسعادت کی قابلیت یہہ ہے کہ اعتقاد اور معاہدہ مین پختہ اور قایم رہے۔

بیت

مردان کنند قول از آن قول نگذرند
خوش وقت آنکسان کہ بگویند لبسر برند

[illegible] رضا و تسلیم [illegible]
[illegible]

[illegible] حضرت [illegible] لا یدہ کی تندیکھیہ دلاتی ہے ؎ ویدہ می نمائی و پرہیز میکنی +
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی ٭ پردہ غیب سے منصہ عالم پر قدم رکھناہی سا۔ ی مصیبتون کا پیش خیمہ تھا نہ
کہ معشوق حقیقی کا طلب کرنا۔ سچ یون ہے کہ جو چھپا ہوا شرارہ محبت قدرت کی طرف سے کانون سینہ مین امانت
رکھا گیا ہے۔ اوسی دبی ہوئی چنگاری کا ابھرنا وجود ظاہر و باطن مین آگ لگاتا ہے شرع ظاہر مین جو
تکلیف دیگئی ہے اوسکو درجہ بدرجہ ترقی دیکر فمن کان یرجو لقاء ربہ تک پہونچانا ایسے تند ہوا ہے کہ
جسطرح بیہ سوز نہاں دبائے نہین دبتا اور وصول الی المطلوب کے جوش مین طالب بیچارہ اس بحر پیدا
کنار مین کود ہی پڑتا ہے ؎ درین دریائے بے پایان درین طوفان موج افزا ٭ دل افگندیم و
بسم اللہ مجریہا و مرسہا۔

آہ ا بپھر دیکھو اس غریب پر کیا گذرتی ہے وہ اپنے آپ سے گزر جاتا ہے۔ ہوشیاری و دانشمندی
کا خلعت چھین کر جنون و دیوانگی کا پیراہن پہنا دیا جاتا ہے۔ اپنے بیگانے ہو جاتے ہین۔ دوست دشمن
بنجاتے ہین۔ عزیز نظرونمین خار معلوم ہوتے ہین۔ اہل و عیال آنکھونمین کھٹکتے ہین۔ لباس آفت
جان ہوتا ہے۔ جامہ عریانی مین زمانہ کٹتا ہے نغمہ و سرود دل کو وبال ہوتا ہے۔ عیش و راحت کے
نام سے رنج و ملال ہوتا ہے۔ کبھی مسجد مین ٹوٹے بورئے پر سر جھکائے بیٹھے ہین۔ اور کبھی صفا و مروہ
کی پہاڑی چٹا تو پھر دوڑ رہے ہین۔ نان و حلوا زہر معلوم ہوتا ہے۔ راتکو نیند بھر سونا قہر ہوتا ہے۔
نہ بچھونا ہے نہ اوڑھنا ہے۔ ہاتھون پر سر رکھکر دن رات روتا ہے۔ سر کے بال اور ناخن بڑھے ہین آنسوؤن
کے جوش سے ندی نالے بہ رہے ہین۔ غم ہی کا کھانا ہے اور اوسی کا پینا۔ وہی اوڑھنا ہے اور وہی
بچھونا۔ جوش وحشت مین اگر کسی سمت نکل گئے۔ تو طعن و تشنیع کے تیرون سے کلیجے مین ناسور
پڑ گئے۔ ہر شخص من مانی باتین بتاتا ہے۔ جو جی مین آتا ہے بے تکلف کہہ سناتا ہے۔ دشت نوردی
و بادیہ پیمائی سے جو آبلے پیر مین پڑتا ہے۔ خار مغیلان مین چھد جانے سے پھوٹ پھوٹ کر روتا ہے
ہاتھ کو چاک دامان کا شغل ہے تو ناخن کو سینہ کاوی کی فکر ہے۔ کہین پتھرون کی مار ہوتی ہے تو کہین
گالیون کی بوچھار ہوتی ہے۔ عاشق ناکام بہت گھبراتا ہے تو نہایت ادب سے اسقدر زبان پر
لاتا ہے ؎ بجائے سنگ طفلان پارہ ہائے شیشہ باید زد ٭ چو مظہر میرزا دیوانہ نازک طبیعت را +
سبحان اللہ ! عجیب شان بے نیازی ہے اور نرالی کارسازی ہے کہ ایکطرف آفتون پر آفتین توڑی

جاتی ہین اور دوسرے جانب سر تسلیم خم کرکے ہل من مزید کا نعرہ بلند کیا جاتا ہے (وحشی) دستے جا نحل کرنا جبرا + جہلک کے مینے بوسۂ خنجر لیا اسپر یہہ لطف مزید ہے کہ چون کرنیکی اجازت نہین اگرچہ عشاق مین خود اسکی عادت نہین - خدا نخواستہ حرف شکایت زبان سے نکل جائے تو کشتی امید کو ساحل مراد کی صورت تک نہ نظر آئے - حق یہہ ہے کہ جو مرد مردانہ صاحب عزم و فرزانہ ہوتے ہین سر تسلیم خم کرکے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کو شعار بناتے ہین ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کو گرہ باندہتے ہین - ظاہرداری صورت پرستی سے بھاگتے ہین - سفینۂ آرزو کو الذین جاھدو فینا لنھدینھم سبلنا پر تکیہ کرکے دریائے محبت مین بہاتے ہین اور ناخدائے حقیقی کی مدد سے کنارہ وصول تک سالم جاتے ہین منصور و سرمد کیطرح کتنون نے سر کٹوائے پھانسی چڑہے رسوا ہوے لیکن ہون تک لب پر نہ لائے عشق و عاشق مین نام ہوا بخیر انجام ہوا -

اب کوئی پوچھے کہ یہہ سب کس کا کیا دہرا تہا تو سوائے اسکے کہ ہمین دل پہلو سے تڑپ کر بول اوٹھے کہ یہہ سارے کرشمے صرف ایک محبت ہی کے ہین اور کیا جواب ہے کیونکہ بیہہ عزم و استقلال بے محبت و عشق محال ہے - ہر چند اطبا نے محبت کے مدارج مقرر کرکے دوستی و محبت و عشق لکہتے لکہتے جنون تک زینہ پہونچایا ہے لیکن حقیقت یہہ ہے کہ اس امر مین دیدۂ ظاہر مین محجوب ہے - سراپردۂ عشق و محبت کا اسرار اوسکی ہمت سے کوسون دور ہے ؎ راز درون پردہ ز رندان مست پرس + کاین حال نیست صوفی عالیمقام را - یہہ جذب و محبت ہی کا اثر ہے کہ نہ عزت کا پاس ہے نہ جان کا خطرہ ہے ؎ عاشق بدنام کو پروائے ننگ و نام کیا + جو کہ خود ناکام ہو اوسکو کسی سے کام کیا - ایک کیا اگر سو مرتبہ جان تازہ ہاتہہ آئے - عاشق بدنام عشق و محبت کی راہ مین خوشی سے کٹوائے - میخانۂ عرفان کی شراب ایسی نہین ہے کہ ہر خام کار کے جام مین سما سکے اور اوسکا نشہ وہ نشہ نہین ہے کہ کسی عادت ترشی سے جا سکے اسکے لئے ظرف عالی کی ضرورت ہے الحق کہ یہی آغاز و انجام محبت ہے -

(مرزا مظہر رح)

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

ضمیمہ الاحسان التماس ضروری

الاحسان کے دس پرچے اسوقت تک چھپکر نذر ناظرین ہوچکے ہین اور خدا کے فضل و تائید سے ارباب ذوق وشوق اور اصحاب علم وکمال نے پسند بھی فرمایا ہے لیکن باوجود اسامر کے کہ اہل آرا تو یعلم اسے قوم اور ملک کے لئے مقدم اور ضروری سمجھتے ہین ابتک عدم مناسب سے اوسکی اشاعت کی تعداد بہت کم ہے جسکی وجہ اسکے سوا کچھ نہین ہوسکتی کہ امرا مدہوش وغافل غربا معذور ومفلس متوسطین کا اخلاقی اور علمی مذاق فاسد اور جو چند دردمندان قوم ایسے خالص اسلامی اور قومی خدمات مین حصہ لینا چاہتے ہین اونکی حالت یک انار صد بیمار کی ہے اور وہ زبان حال سے یہہ کہہ رہے ہین کہ ؎ خداوندان نعمت را کرم نیست ✢ کریمان رابدست اندر درم نیست۔ لیکن اس عاجز کو سب سے زیادہ تعجب اون بزرگان دین کے سکوت اور خاموشی پر ہے جو ترقیات روحانی اور کمالات اسلامی کے قدر وقیمت سے واقف ہین اور یہہ بھی جانتے ہین کہ زمانہ کا اثر اسوقت متفقہ کوشش کے ساتھہ ان ترقیات اور کمالات کا درپے استیصال ہے ایسی صورت مین الاحسان جیسے اخلاقی اور تصوفی پرچہ کی کسقدر ضرورت ہے باوجود اس علم اور دانش کے جیسی اعانت علمی اور مالی ہونی چاہیے ابتک نہین کی گئی علی الخصوص ایسے مشایخ عظام اور وابستگان صوفیائے کرام کی عدم توجہی جنکے خاص مذاق کا یہہ رسالہ ہے گو وہ کچھ ہی نہو لیکن ایحضرات تصوف اور صوفیائے کرام کا نام لیوا تو ہے بس ان دردمند محبان الہی کے لئے تو اتنا ہی کافی ہے۔ الاحسان نہایت آرزومندی کے ساتھہ ان بزرگون کے توجہات کا منتظر ہے اور باربار یہہ ہی کہتا ہے کہ ؎ آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ✢ آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند ✢ قطعی امید تھی کہ اعلی حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی سید جماعت علی شاہ صاحب مجددی نقشبندی سجادہ نشین خانقاہ علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ کی تحریر اور عملی نظیر اس بابرکت زمرہ مین ایک نمایان جوش ہمدردی پیدا کر دیگی لیکن ابھی تک اسکے کوئی نمایان آثار پیدا نہین ہوئے گو مجھے اس بات مین مایوسی نہین ہے بلکہ یقین کامل ہے کہ کسی نہ کسی روز یہہ ہی خاموشی جوش ہمدردی سے بدل جائیگی لیکن کہین تا توہین میری من بجذا میر سم کا قصہ نہ پیش آے۔ حضرت شاہ صاحب ممدوح الذکر نے جس خلوص اور دردمندی کے ساتھہ الاحسان کی سرپرستی فرمائی اوسکا شکریہ یہ عاجز بمقدار تو کیا ادا کرسکے گا اور غالباً ہمارے مخدوم اس سے مستغنی بھی ہین لیکن ۱۲ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

یہ حضرت کی اوتی توجہ کا نتیجہ ہے کہ اسوقت تک ۵۴ اشخاص الاحسان کے خریداروں اور معاونین
کے زمرہ مین داخل ہو چکے ہین اور یہ تعداد روز بروز ترقی کر تی جاتی ہے - اور انشاء اللہ الکریم
ابھی بہت ترقی کریگی کیونکہ حضرت کی ہمت الاحسان کی اعانت مین جب تک مصروف ہے اسکا
دائرہ محدود نہین ہوسکتا خدا کی عنایت سے حضرت نے جو معاونین دیئے ہین وہ بھی زندہ دل
اور پر جوش ہین اور اپنے دلون کے اندر سچا درد رکھتے ہین - سرزمین پنجاب اپنے فرزندون پر
جسقدر فخر کرے زیبا ہے خدا کے فضل سے ہر ایک اسلامی خدمت کے لئے بزرگان اسلام
اس فوری مستعدی سے کمربستہ ہو جاتے ہین اور ہر مذہبی اخلاقی - قومی خدمات کا ایسے جوش
سے خیر مقدم کرتے ہین کہ بے اختیار زبان سے یہ ہی نکل جاتا ہے کہ این کار از تو آید و مردان
چنین کنند - ندوۃ العلما - انجمن نعمانیہ - انجمن حمایت اسلام - علیگڈہ کالج و کانفرنس سبھون
کے کارکنون اور بانیون نے انکی زندہ دلی کو تسلیم کیا ہے بیشک حیرت ہوتی اگر آج خادم
الاحسان کا ذاتی تجربہ اخلاقی اور روحانی کمالات کے باب مین اسکے خلاف فیصلہ کرتا لیکن نہین
سالیکہ تلوست از بہارش پیداست ایک محترم بزرگ کا خفیف اشارہ پاکر فوری توجہ کے
ساتھ الاحسان کے جانب وہ متوجہ ہوگئے ہین اور بہت قلیل عرصہ مین ایک کافی جماعت
بزرگان پنجاب کی معاونین الاحسان مین داخل ہو چکی ہے جو روز بروز ترقی کر رہی ہے - اگر
ہمارے اور محترم مشائخ بھی ایسے ہی صرف ہمت اور توجہ سے سرپرستی فرمائین تو دیکھتے ہی
دیکھتے دنیا کے نظرون کے سامنے الاحسان کے اشاعت اسقدر بڑھجائے کہ غالباً کسی
رسالہ یا اخبار کی اسقدر اشاعت نہو کیونکہ اللہ کی عنایت سے الاحسان کے ان سرپرستون
کا دائرہ بہت وسیع ہے اور انمین سے ہر ایک اسقدر اثر رکھتا ہے کسی دوسرے طبقہ
والون کو خواب مین بھی یہ اثر نصیب نہین ہوا - جس رسالے کی کثیر التعداد قدرتی سرپرستون
کا حلقۂ اثر اور دائرہ اقتدار اسقدر وسیع ہو اوسکی اشاعت کے دائرہ کا تنگ اور محدود رہنا
کچھ کم تعجب خیز نہین ہوسکتا لیکن یہ ہی تعجب ایکروز مبدل بہ مسرت ہوکے رہیگا اور دنیا
دیکھ لیگی کہ اسلامی تصوف کیسی زبردست قوت ہے اور اس دور آخر مین بھی وہ کسقدر
مقتدر ہے - اور اون لوگون کے منہ مین تو مٹی خاک پڑ جائیگی جو کہہ رہے ہین کہ اب جلما اور
صوفیہ کے اثر اور حکومت کا زمانہ بہر کیف کوچ کر گیا -

حضرات ناظرین آپ اس تحریر کو اضطرار قلبی پر مبنی نہ سمجھین جو کام خدا کے بھروسہ پر

کیا جاتا ہو پہر او سمین اضطرار اور بے صبری سے کام لینا انسانی کمزوری کی علامت ہے لہذا اس خادم کے معروضات اضطرارانہ نہین بلکہ اس خواہش پر مبنی ہین کہ بعض مجبوریونکی وجہ سے وہ پوری طور پر خدمت نہین کر سکتا مجم چہوٹا مضامین بہت اور سب مفید او ضروری ایسی حالت مین اگر مجم بڑہایا جائے اور کم سے کم ڈہائی یا تین جزکر دیا جاے تو یہ دو ہی صورت مین ممکن ہے یا تو الاحسان کی قیمت بہی دو روپیہ سے بڑہاکر ڈہائی تین روپیہ کردیجاے یا اوسکی اشاعت اسقدر زیادہ ہو کہ وہ اس کمی کو پورا کر دے۔ مثلاً خادم الاحسان اس امر سے خوب واقف ہے کہ آج کل اکثر متوسطین علم و دولت کا مذاق ناول خوانی کا ہے اور اسکا نہایت خراب اثر اخلاقی زندگی پر پڑیگا ہے اور اسکی مذاق تو بالکل ہی نیست و نابود ہوتا جاتا ہے ایسی حالت مین اگر کوئی احسن القصص جو اخلاقی زندگی کا رہبر ہو اور کمالات اسلامی کا ذوق پیدا کرتا ہو خیالات مین علمی مسائل کی روشنی بخش ہو الاحسان کے ساتہ شایع کیا جائے تو کثیر التعداد اشخاص کے لئے نفع بخش ثابت ہوگا اور ان سب امور کے لحاظ سے حضرت خواجہ محمد ناصر صاحب علیہ الرحمۃ کی کتاب نالۂ عندلیب بہت ہی موزون اور مناسب ہے لیکن اتنی بڑی کتاب جو کئی ہزار صفحات پر ہو جبتک جز جز ڈیڑہ ڈیڑہ جز بہی شایع نہو سالہا سال مین بہی نہین ختم ہو سکتی گو اس عاجز نے بہت غور کے بعد یہ رائے قایم کی ہے کہ اوسکے چند حصے کر دئے جائین اور ہر حصہ ایک سال مین پورا کر دیا جایا کرے لیکن یہ بہی ناممکن ہے۔ جب تک تین جز سے بڑا رسالہ نہو اور تین جز کے رسالہ کی قیمت بحیثیت موجودہ کم از کم تین روپیہ سالانہ ہوگی۔ ہان اگر ۱۰۰۰ سو خریدار بہی ہو جائین تو قیمت بہی بڑہانے کی ضرورت نہو اور کام بہی چل نکلے۔ معزز معاونین و ناظرین الاحسان اس باب مین مفید مشورہ سے مدد فرمائین تاکہ خادم الاحسان اوسپر غور و فکر کے بعد کاربند ہو۔

ملتمسہ نہال احمد علوی حمیدی خادم الاحسان

قواعد ضروری رسالہ ہذا

۱۔ یہ رسالہ ہر اسلامی مہینہ مین ایکبار قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے شایع ہوا کریگا۔

۲۔ رسالہ کا حجم ۲۴ صفحہ سے کم نہوگا۔ خط و چھپائی و کاغذ و تقطیع کیلئے یہ نمونہ کافی ہے

۳۔ قیمت ہر حالت مین ۱۲ روپیہ سالانہ پیشگی لیجائیگی مابعد کا کوئی حساب نہوگا۔

۴۔ تمام خط و کتابت و ترسیل و منی آرڈر وغیرہ بنام نہال احمد علوی حمیدی اڈیٹر و مالک رسالہ ہونا چاہیئے۔

۵۔ امور دریافت طلب کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے نہین تو جواب سے معذوری ہوگی اور بیرنگ خط وغیرہ واپس کردیئے جائینگے

۶۔ قابل و لائق مضامین نگار کی خدمات گرامی مین اور اخبارات اور رسالون کے معاوضہ مین یہ رسالہ مفت بھیجا جاویگا

۷۔ اس رسالہ مین ہمیشہ تصوف اور اخلاق اور اوسکے متعلقات پر مضامین مندرج ہونگے مثلاً تصوف کی تعریف اور اوسکے برکات و فوائد و ضروریات و نتائج اور تاریخ اور شریعت سے تعلق و اکابر صوفیہ کے حالات اور انکے قیمتی ملفوظات اور اسرار شریعت و مکارم اخلاق و معائب اخلاقی وغیرہ وغیرہ۔

۸۔ یہ رسالہ جن بزرگون کی خدمت مین بلا قیمت و بلا طلب بھیجا جائیگا اونکے نام رسالہ کا جاری رہنا ادائے قیمت و منظوری پر موقوف ہوگا۔

۹۔ جملہ مضامین و مراسلات صاف و واضح خط مین اور پتہ و نام کامل درج و واضح ہونا چاہیئے تاکہ کوئی دقت و شکایت پیدا نہو۔

ملتمس

مالک و اڈیٹر الاحسان

جلد اول — ماہ ربیع الثانی — نمبر دوازدہم

رسالہ ماہوار مسمی بہ

الاحسان

تصوف اور اخلاق کے بیان میں

قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے باہتمام نہال احمد علوی حمیدی مالک و اڈیٹر رسالہ شایع ہوا

مطبع انوار احمدی واقع الہ آباد میں طبع ہوا

رسید زر بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ

جناب میاں غلام مصطفےٰ صاحب مہری
نگر کشمیر .. .. عا

جناب نجیب الرحیم خانصاحب خیرخواہ سرکار
ضلع کیمری .. .. عا

جناب چودہری غلام نبی صاحب ولد
چودہری عبداللہ خانصاحب ذیلدار سیالکوٹ عا

جناب خلیفہ تاج الدین صاحب شہر فضو پنجاب عا

جناب احمد حسین صاحب ناظر کلکٹری
اورئی ضلع جالون .. عا

جناب مرزا الہداد خانصاحب نائب تحصیلدار
کشمیر .. .. عا

جناب منشی عبدالحمید صاحب کلرک دفتر
رالی برادرس فیروزپور .. .. عا

عالیجناب حضرت مولانا مولوی ابو حفیظ محمد
عبدالغنی صاحب سیالکوٹ .. .. عا

جناب حکیم خان محمد صاحب سیالکوٹ عا

جناب ملک کمال الدین صاحب رئیس
ضلع جہنگ .. .. عا

کمال ۱۱ آمد خط مکہ معظمہ سے جو حضرت صاحب کے مرض وفات مین آیا تہا معلوم ہوا تہا کہ حضرت اوس حالت مین مستغرق رہتے تہے اور افاقہ مین کبہی اشعار عشقیہ پڑہتے سامعین کو بہت سوز وگداز ہوتا ایک شعر بہی لکہا تہا اوس خط کی نقل ضایع ہو گئی ایک مصرع قریب قریب یہہ تہا ع یہہ منزل عشق کی ہے اسمین آسے جسکا جی چاہے **ف** حضرت صاحب پر توحید اور عشق کا نہایت غلبہ تہا معلوم ہوتا ہے کہ اوس حالت استغراق مین اور زیادہ انکشاف ہوگیا تہا توحید وعشق کے کمال ہونے مین کیا شبہ ہے۔

کمال ۱۲ بروایت معتبر معلوم ہوا کہ حضرت صاحب نے مرض وفات مین لوکی محمد اسمعیل صاحب بن ملا نواب صاحب کو جو بجاے خود ایک شیخ ہین اور حضرت سے اونکو بہت انس تہا یہہ وصیت فرمائی کہ مین چاہتا ہون میرے جنازہ کے ساتھہ ذکر جہر ہو اونہون نے کہا کہ مناسب نہین آپنے حسب عادت فرمایا اچہا جیسی مرضی ہو غرض جب جنازہ لے چلے ایک عرب بولا اذکروا اللہ سب ہمراہیون نے ذکر جہر شروع کردیا **ف** اس سے علاوہ ایک کرامت کے حضرت صاحب کا غایت حب ذکر اللہ دوام ثابت ہے اور اشارہ اسطرف بہی ہے کہ میت اسکو ادراک کرکے متلذذ ہو سکتا ہے۔

کمال ۱۳ اور سردست اسی پر حکایات تمام ہوتی ہین حضرت صاحب کا فیض صحبت ایسا تہا کہ اگر کسی مین کچھ بہی صلاحیت ہوتی وہ محروم نرہتا چنانچہ اوسی فیض یہہ دیکہا جاتا ہے کہ آپکے اکثر خدام مین صفت زہد بحمد اللہ موجود ہے اور عجب العجایب یہہ ہے کہ اکثر بزرگونکا نفع دیکہا ہے کہ اپنی بی بی کو کم ہوتا ہے آپکی بی بی صاحبہ بی خیر النساء جو اسوقت بہت سن رسیدہ مکہ معظمہ مین تشریف رکہتی ہین ابتدا مین ہی حضرت کی منظوبہ تہین مگر حضرت کے انکار سے انکا نکاح دوسری جگہ ہو گیا تہا پہر بیوہ ہو گئین

اور حضرت سے عقد ہوگیا واقع مین اسم با مسمی ہین سخاوت و علم و کرم و ... و علم و فہم کو مثنوی مین بہی مہارت رکہتی ہین اور دوسری صفات حمیدہ سے موصوف ہین بلکہ یون معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مین اور انمین صرف مرد و عورت ہونیکا فرق ہے ورنہ اکثر صفات مین مشارکت ہے حضرت صاحب کے وفات کے بعد اسباب کی تقسیم کے لئے آپکا ترکہ جو بہت مختصر تہا نیلام ہوگیا ایک مخلص سیٹھ نے اس نیت سے خرید لیا کہ پہر بی بی صاحبہ کو نذر کردونگا مگر آپنے بجز چند ملبوسات حضرت صاحب کے اور کچھ نہین قبول کیا اور وہ ملبوسات بہی حضرت کے خدام کو تبرکا تقسیم کردیے چنانچہ اس ناکارہ کو بہی بعض ملبوسات عطا ہوئے ہین باوجود اصرار خدام کے محض توکل پر مکہ کا قیام اختیار فرمایا اللہ تعالے جزاے خیر دے بعض امرار مخلص نے کچھ ماہوار مقرر کردیا ہے غرض اونکی حالت ایک مصداق ہے تفسیر الطیبات للطیبین کی اللہ تعالے اونکی برکت سے اور خلفاء کے واسطہ سے حضرت کے انوار و برکات کو دایم و قایم رکہین آمین آمین

خاتمہ در غزل موعود مقدمہ از نالہ عندلیب در طلب وسایل وصل الحبیب

دلا تا چند باشی تیرہ منشین صفائی طلب کن	ازین خاکدان کیمیائی طلب کن
چو بر کشتی آرزو می نشینی	ز دریا دلان نا خدائی طلب کن
ز خود رہ بجائے نبر وند مردان	درین تیرگی رہنمائی طلب کن
رہ دل گرانی تن بر نتابد	سبکتر ازین بال پائی طلب کن
نہ عمر است باین نفس زندگانی	ازین جان فزاتر ہوائی طلب کن
نہ جولانگہ تست صحرائے گیتی	ازین دلکشاتر فضائی طلب کن
سرت را ازین گرد بالش نزیبد	فراز فلک متکائی طلب کن

…ست دو آئینه وهر دو تیره ز خاکستر دل جلاے طلب کن

زمین پاے لغزست از خون مردان ز پیران این ره عصاے طلب کن

فرو رو بهر زنده ما همچو سوزن شهنشاه مشرب گداے طلب کن

صبوحی مکن با غنک می حریفان ز دریا کشان آشناے طلب کن

بساط جهان نیست از مرد خالی ازین کهنه ده کدخداے طلب کن

چو طاؤس تا کے بدیبا بر قصی چو شیران لباس از عباے طلب کن

بکوری دل چیست کحل الجواهر بصیرت فزا توتیاے طلب کن

مبادا دو دو دام از ره پرندت ز پیر ملایک وطاے طلب کن

ز مینے مست سر منزل فقر عالی درین بوم ظل هماے طلب کن

چو دزدانه فقر در بر کشیدی ز تار توکل رداے طلب کن

چه کاهی بدیوار غم چند ماندن سیکے جذبه کهرباے طلب کن

شکستن اگر بایدت دانهٔ دل سیکے گردش آسیاے طلب کن

نظر بکسل از نقش اشباح وهمی بهنگامه خلوت سراے طلب کن

بشو تختهٔ بحث وانکار عقلی منزه ز چون وچراے طلب کن

بنطع بدن طاعت حق نزیبد ز برگ فنا بوریاے طلب کن

گرت آستین پر گل ولاله باید برو آستان رضاے طلب کن

براه طمع چند ازین خاک بیزی ز اکسیر همت غناے طلب کن

بجسم سفالین مریز آبرو را ز چشم زجاجی اناے طلب کن

نمک نیست در نعمت خوان دنیا ز شورابه چشم اباے طلب کن

مهر دست بر آخور خر نشاندان ز خوان مسیحا غذاے طلب کن

ازان بزم کش نیم سوزست دلها حریفانه ترل بلاے طلب کن

درین مزرع آب و گل دانهٔ سبز — بیفشان و ابر وفائے طلب کن

چو خود را تو خود ریختی خون هم از خود — قصاصی بگو خون بهائے طلب کن

عدالت تن آسودگی بر نتابد — خروشے برون ده فنائے طلب کن

خداع زمان را فسونے فرودم — صداع جهان را طلائے طلب کن

چو مردان بخون خود از در نه غلطی — برواز عروسان حنائے طلب کن

در آن باغ واری هوائے شگفتن — درین باغ نشو و نمائے طلب کن

گل از خار جویند گنج از خرابه — تو برگ از دلِ بینوائے طلب کن

بود و طلب گر چو من درد مندی — هم از درد مندان دوائے طلب کن

گرت دستگاه مصافت ست با خود — ز سلطان همت لوائے طلب کن

چو او بار چند انحطاط و هوانت ٭٭ — چو اقبال عز و علائے طلب کن

ز حیلولت ارض ماهت گرفته — ازین انخساف انجلائے طلب کن

هزاران قدم از عدم پیشتر نه — وزانجا نشانِ فنائے طلب کن

سرخ لمعهائے ید الله نداری — پئے سیلئے غم قفائے طلب کن

کلید در چارهٔ چون گم شد آنتو — برو پیا به خود رجائے طلب کن

ز هر خاره گوهر نیارند بیرون — بجز کعبه حاجت روائے طلب کن

زبان لایق اقتدا نیست ره را — چو پیر خرد مقتدائے طلب کن

وگر هیبت بیشتر راه گیرد — بجز عقل مشکلکشائے طلب کن

درین تیه تنها خرد گم کند ره — ز شمع شریعت ضیائے طلب کن

همه پس رو اهل یونان چه باشی — ز ملک عرب پیشوائے طلب کن

بسیدے ز خمخانهٔ شوق طالب — ز اهل صفا مرحبائے طلب کن

مگر گفته ات جائے گیرد بدلها — ز ارباب معنی دعائے طلب کن

تمت الرسالۃ علی ید المسکین اشرف علی ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ فی تھانہ بھون

ضمیمہ کمالات امدادیہ

بعد ختم رسالہ کے بعض احباب نے فرمایش کی کہ اگر اور کوئی روایت کمالات کی بے تکلف یاد آجاوے تو وہ بھی قلمبند کر دیجاوے چنانچہ کمالات ذیل اور یاد آئی۔

کمال۱ ۔ حضرت صاحب کسی پر عنایت فرماکر اپنے مسند پر بٹھلانا چاہتی تو یہ عذر کیا جاتا کہ ع بجاے بزرگان نباید نشست ۔ حضرت صاحب ارشاد فرماتے کہ اسکے یہ معنی نہین بلکہ مراد یہ ہے کہ اونکی مساوات کا مدعی نہوف عارفین کے کلام کی حقایق کا پہچاننا دلیل ہے عارف و محقق ہونیکی۔

کمال۲ حضرت صاحب ایک درویش کی نسبت کچھہ کلمات ثنائیہ ارشاد فرمانے لگے اونہون نے فرمایا من ہیچ نیم حضرت صاحب ہنسکر فرمانے لگے کہ جب عارف اپنی تعریف کرتا ہے تو کہتا ہے مین کچھہ نہین جو حاصل ہے مقام فنا کا **ف** عارفین کے مزاج مین بھی مسائل ہوتے ہین حضرت نے یہ مسئلہ ظاہر فرمادیا کہ اپنے کو ناچیز و بے کمال سمجھنا مین کمال ہے۔

کمال۳ ایکبار مجلس مین چند خدام حاضر تھے اور کسی کتاب تصوف کا سبق ہوچکنے کے بعد دعا کی گئی۔ بعد دعا کے حضرت صاحب نے بشارت دی کہ اسوقت جسقدر آدمی اس مجلس مین موجود ہین سبکو ذرۂ محبت حق تعالے کا نصیب ہوگا۔ **ف** طالبین کو بشارت دینا منجملہ کمالات مشیخت و شان تربیت ہے اس سے علاوہ نفع مآل کے فی الحال بہت ترقی ہوتی ہے۔

کمال۴ ایکبار آیہ یبدل اللہ سیاتہم حسنات کے تاویل مین ارشاد فرمایا کہ سیات سے یہی اعمال و عبادات ہین کہ بوجہ ضیاع حقوق و آداب مثل سیات ہین حق تعالے

اپنے فضل سے انکو حسنات مین شمار فرمادینگے ف اس سے علاوہ ہوتیت علم کے کثرت خشیت ثابت ہے جسکی فضیلت مین آیہ ویوتون ما اتوا وقلوبہم وجلۃ وارد ہی۔

کمال ۶ حکیم احمد حسن صاحب بوڑہانویکا بیان ہے کہ حضرت مولانا محمد مظفر حسین صاحب کاندہلوی تاج الاتقیا مکہ معظمہ مین بیمار ہوگئے تو حضرت صاحب رح سے فرمایا کہ مین متمنی ہون موت مدینہ کا اور اب میری حالت یاس کی ہوگئی آپ نے ذرا تأمل کرکے فرمایا کہ آپ یہان انتقال نہ فرماوینگے مولانا کو بالکل اطمینان ہوگیا چنانچہ مدینہ طیبہ تشریف لیگئے اور وہان وفات فرمائی ف۔ اس سے علاوہ کرامت حسیہ کے حضرت کی مقبولیت ایسے اکابر کی نظر مین ثابت ہوتی ہے جو دلیل ہے ولایت کی

کمال ۷۔ جناب قاری محمد علی خانصاحب جلال آبادی سلمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت مولانا ممدوح فرماتے تہے کہ حضرت صاحب کی شانین مثل متقدمین و سلف صالحین کے ہے آجکل ایسے لوگ پیدا نہین ہوتے ف مثل ف سابق۔

کمال ۸ ایکبار بدویون کی سختی کا ذکر آیا فرمانے لگے کہ حکام مجازی سے ملنے کے لئے اونکی خانساماں اور اردلی کی کیسی خوشامد کرتے ہین یہہ لوگ تو دربار الٰہی اور دربار رسول مین پہونچانیوالے ہین اگر انکی مداراۃ ومراعاۃ کیجاوے تو کیا بعید ہے ف اس سے کمال محبت اللہ و رسول کی مترشح ہے چنانچہ ظاہر ہی۔

کمال ۹ ایکبار ارشاد فرمایا کہ حق تعالے کی حکمت اور صنعت جسقدر اشیاے جمیلہ کے پیدا کرنے مین ظاہر ہین اوسیقدر بلکہ اوس سے بہی زاید اشیاء قبیحہ کے پیدا کرنے مین ہین کیونکہ خوشنویس کا بڑا کمال ہے کہ جاہے تو بصورت حرف لکہے خواہ بدصورت بلکہ بدصورت حرف کا بنانا زیادہ کمال کی دلیل ہے کہ اوسپر قدرت خلاف ظاہر ہے ف سبحان اللہ کیسی معرفت کی بات ہے۔

کمال ۱۰۔ ایکبار حضرت صاحب نے پانی پیا اور فرمایا کہ میان جیسی پانی نعمت ہے

پیاس بھی نعمت ہے کیونکہ اگر پیاس نہو تو پانی سے لذت حاصل نہیں ہو سکتی ف سبحان اللہ کیسی معرفت و محبت کا مضمون ہے اسلئے عارفین آلام سے بھی متلذذ ہوتے ہین۔

کمال[۱] جناب مولوی محمد منیر صاحب نانوتوی فرماتے تھے کہ مین نے حضرت صاحب سے بیعت کے لئے عرض کیا آپنے فرمایا بتلاؤ کہ ایک زمین ہے اوسمین جھاڑ جھنکاڑ کھڑے ہین اوسمین ایک شخص تخم پاشی کرنا چاہتا ہے اوسکے لئے کون طریق بہتر ہے آیا پہلے جھاڑ وغیرہ صاف کرکے تخم پاشی کرے یا تخم پاشی کرکے جھاڑونکو صاف کرتا رہے مین نے عرض کیا کہ میرے نزدیک تو یہی بہتر ہے کہ پہلے تخم پاشی کردیوے کیونکہ اگر جھاڑ نکالنا شروع کیے اور تخم پاشی کے قبل موت آگئی تو مقصود اصلی کچھ حاصل نہوا اگر تخم پاشی پہلے کردے تو گو کھیتی زور کی نہوگی مگر محروم تو نرہیگا آپ نے فرمایا تو بس جاؤ تم نقشبندی طریق مین بیعت کرو تمکو اوس سے مناسبت ہے ف استعداد طالب کا امتحان ایسے سہل طریق سے اور اوسکی شناخت یہہ بڑی شیخ کامل و محقق کا کام ہے حضرت صاحب نے اسمین کمال ہی کردیا اور جو شخص دونون خاندانون کے طرز تربیت کو جانتا ہوگا وہ سمجھہ سکتا ہے کہ یہہ مثال نہایت ہی منطبق ہے رہا شبہ ضرر اونکا بعض اوقات مین چونکہ نیۃ المومنین خیر من عملہ ثابت ہے اسلئے حرمان کا احتمال نہین والعاقل تکفیہ الاشارہ ۵ ذیحجہ ۱۳۲۱ھ

کمالات سابقہ[۱۰۲] کمالات حال[۱] کل میزان[۱۰۳]

تبصرہ۔ بندہ نے مثنوی دفتر اول کی شرح مسمّی بہ کلید مثنوی لکھی ہے اوسمین جابجا حضرت صاحب کے ملفوظات کہ ہر ملفوظ بجاے خود ایک معنوی کمال کی دلیل ہے مندرج ہین اگر زیادت کا شوق ہو اوسکا مطالعہ فرمایا جاوے۔

اشرف علی عفی عنہ

اعلان

شائقان علوم حدیث کو واضح ہو کہ کتاب القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع مولفہ حافظ سخاوی رحمہ اللہ صلوٰۃ وسلام کے باب میں جامع و نافع کتاب ہے۔ علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ اپنی کتاب الدر المنضود فی الصلوٰۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود مین تحریر فرماتے ہین۔ انہ احسنہا جمعًا وحکمًا وضبطًا واعتناءً بالتحدید والاولیاء بالاحاطۃ لما فیہ من التحقیق والتنقیح اہل علم اسکے مشتاق اور اسکے نسخے نادر الوجود تھے۔ بعض نسخے طبع صرف ہوتے ملے۔ وہ سب غلطیوں سے خالی نہ تھے مگر مجموع نسخوں سے ایک نسخہ کا صحیح ہونا ممکن تھا اسلئے اسکی اشاعت و طبع کا قصد کیا۔ حضرت والد صاحب قبلہ جناب مولوی محمد محی الدین صاحب اسسٹنٹ پروفیسر میور سنٹرل کالج الہ آباد نے بکمال جانفشانی و عرق ریزی اسکی صحت فرمائی۔ تقطیع متوسط ۲۲×۲۹ کاغذ سفید چکنا دبیز وزنی ۳۰ پونڈ نہایت آب و تاب سے چھپکر طیار ہو گئی قیمت فی جلد عہ محصول ذمہ خریدار ہے کتاب الاسماء والصفات للامام البیہقی رحمہ اللہ بھی موجود ہے۔ قیمت علاوہ محصول للعہ

اعلان دیگر

عاشقان احادیث نبوی و خواستگاران احیاء سنت مصطفوی پر واضح ہو کہ کتاب الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر مولفہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ مین مختصر احادیث دس ہزار سے زائد ہین۔ گویا جملہ سنن و معاجم کا لب لباب ہے اور کوئی حدیث اوسمین ایسی نہین ہے کہ باتفاق محدثین موضوع ہو بلکہ علم احادیث کے نفیس جواہرات سے بھی مملو ہین کہ کسی اور کتاب مین نہین ہین اسوجہ سے یہ کتاب اس قسم کے جملہ کتب پر فائق ہے۔ جیسا کہ خود مولف نے دیباچہ مین لکھا ہے۔ لہذا جناب مولوی محمد محی الدین الجعفری الزینبی الالہ آبادی اسسٹنٹ پروفیسر نے اسکا ترجمہ اردو میں کیا ہے تا کہ اسکا فائدہ عام ہو جاوے اور اسکا نام الدر النیر ترجمۃ الجامع الصغیر رکہا ہے اسمین پہلے حدیث لکہی گئی ہے پھر ترجمہ مطلب خیز لکہا گیا ہے اور کہین کہین مطلب کے ذہن نشین ہونیکے لئے فوائد بھی اضافہ کئے گئے ہین جن مسائل مین ائمہ کا اختلاف ہے وہان اختلاف ظاہر کر دیا گیا ہے۔ کسی کی ہجو نہ وہان ذکر کئے گئے۔ توجیہ وغیرہ کی تا کہ کتاب ضخیم نہو جائے یہ کتاب ۲۰×۲۶ کی تقطیع عمدہ و چکنے و دبیز کاغذ پر چھاپی گئی ہے اسکی جلد اول ۲۲۴ صفحہ مین طیار ہو کر بہ پیش ناظرین ہے قیمت عـہ محصول ذمہ خریدار جلد ثانی بھی انشاء اللہ تعالیٰ جلد چھاپی جائیگی۔

المشتہر

حافظ جلال الدین احمد ۔ مطبع انوار احمدی الہ آباد

اور حضرت ابوالجناب نجم الدین کبری شیخ الشیوخ فردوسیہ مذہب حنفیہ کی بہت بڑی فقیہ و محدث گذرے ہین کتاب مسند خوارزمی مین شیوخ حدیث مین آپکا نام بھی درج ہے اور آپکی تصنیفات بھی بہت ہین اور تمام خلفا اکابر فقہا و محدثین سے تھے نفحات الانس مین ان بزرگون کا تذکرہ علمی دیکھنا چاہئے اور شیخ سیف الدین باخرزی اور شیخ بدرالدین سمرقندی رحمہ اللہ تعالے بھی کبار علما و صاحب درس و واعظ تھے جیساکہ مناقب الاصفیاء وغیرہ مین ہے اور آداب المریدین و عوارف و رسالہ مکیہ و مرصاد العباد و تبصرہ یہ سب کتابین انہین پیران فردوسیہ کے مولفات ہین اور ہر خانوادہ مین داخل درس حلقہ سلوک و فتاوی تصوف قرار دئے گئے مگر افسوس اس زمانہ مین بوجہ ان جہال مشایخ کے لوگ ان کتابون کے نام سے بھی واقف نہین

اور حضرت شیخ الشیوخ کے خلیفہ اعظم حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی اور اونکے خلیفہ حضرت صدرالدین زکریا اور اونکے خلیفہ حضرت رکن الدین زکریا رضی اللہ تعالے عنہم یہ سب حضرات علم ظاہر مین بھی اپنے زمانہ کے مجتہدین مین سے تھے اور درس و تدریس اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر و وعظ و نصیحت کا سلسلہ برابر انکے یہان جاری رہا اور حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت سید جلال الدین بخاری سہروردی قدس سرہ تو علم ظاہر مین بھی مجتہد مطلق تھے اور علوم و فنون کا درس آپکے یہان جاری رہتا تھا جاہل مشایخون کو آپ نہایت برا سمجھتے تھے اور آپکے ملفوظ کا نام جامع العلوم ہے اوسکے جلد اول صفحہ ۸۴ مین ہے روز شنبہ مذکور ۱۹ ماہ جمادی الاولی ۷۸۲ھ بعد ادائے ظہر یہ فقیر خدمت مین اُن حضرت کے حاضر تھا فرمایا کہ شہر گاذرون و مکہ و مدینہ مبارکہ ہین اور دوسری جگہون مین بھی چار مدرسہ چار مذاہب کے بنا کرتے ہین اور کسیکو اوراد (وظیفہ) نہین دیتے ہین اور نہ بتاتے ہین جب تک اوسکو علم نہین ہوتا ہے اور اگر جاہل ہے تو آنیو اسلے سے پوچھتے ہین

اہل حق و اہل باطن کا بیان

کہ تو کون مذہب رکھتا ہے وہ جو ان چار مذہبون سے جس مذہب کا کتاب ہے اوسکو اوسی مذہب کے مدرسہ مین بہیجدیتے ہین اور کہتے ہین کہ علم پڑہ جب وہ فقیہ ہوگیا تو اوسکو اوراد (وظائف) یاد کرنیکو کہتے ہین اسلئے کہ اوراد (وظیفہ) بمنزلہ عمل کے ہے جب تک علم نہو عمل کو کیا جانے اختلاف و اجماع و اتفاق کو کیونکر پہچانیگا۔ بعد اوسکے فرمایا اوسی کتاب مین ہے کہ لا تکن من جہال الصوفیۃ فانہم لصوص الدین وقطاع الطریق علی المسلمین۔ یعنی تو جاہل صوفیون مین سے نہو وہ لوگ تو دین کے چور اور مسلمانون کی راہ زن ہین۔

اور صفحہ ۳۲ جلد اول مین ہے کہ مخدوم نے فرمایا کہ جاہل ہرگز شیخ نہین ہوتا ہے اور قسم کہائی تا کہ تم یقین کرو بعد اوسکے فرمایا کہ شیخ الشیوخ شہاب الدین رضی اللہ عنہ نے اپنے مریدونکو وصیت فرمائی ہے کہ لا تکونوا من جہال الصوفیۃ فانہم لصوص الدین وقطاع الطریق علی المسلمین۔ اور جلد ثانی کی صفحہ ۲ مین ہے کہ مخدوم کے حضور مین گفتگو شیخت (پیری و سجادگی) کی تہی آپ نے فرمایا۔ الشیخ الذی یکون عالما بالعلوم الثلاثۃ شریعۃ وطریقۃ وحقیقۃ وکان عالما بکتاب اللہ وسنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومتبعہا۔ یعنی پیر و مرشد وہی ہوسکتا ہے جو علوم ثلثہ کا عالم ہو علم شریعت و علم طریقت و علم حقیقت اور عالم کتاب اللہ ہو یعنی تفسیر اور احادیث رسول اللہ صلعم کا عالم ہو یعنی محدث ہو اور قرآن و حدیث کی اتباع کرتا ہو۔ اور اوسی ملفوظ کی صفحہ ۲۶ مین ہے کہ یہہ فقیر حجرہ خلوت سے خدمت مین حاضر تہا جلال دیوانہ آیا بیٹہکر کہنے کے کہنے لگا کہ گرد مادر و خواہر برآمدن حلال است۔ فرمایا

نوٹ۔ صفحہ ۲۴ جلد اول۔ اولیاء اللہ و ولایت کے ذکر مین مخدوم نے فرمایا خاص اس شخص کو ولایت دیتے ہین جو کہ عالم ہوتا ہے بلکہ تینون علمونکا عالم ہوتا ہے شریعت و طریقت و حقیقت اور صفحہ ۲۵ مین ہے فرمایا کہ پیوند (بیعت) ایسی شخص سے کرین کہ علمائے زمانہ اوسکے مرید و معتقد ہون۔

اسکو باہر کرو جب وہ نکال دیا گیا تو چہرہ مبارک کو ہماری طرف کیا اور فرمایا کہ جہاں کہیں جاہل بے علم مشغول ہو جاتا ہے تو اوسکا یہی حال ہوتا ہے اوس اطراف مین مشایخ کبار جاہلون کو مشغول نہین کرتے ہین اور حجرہ نہین نہین فرماتے ہین کیونکہ وہ خراب ہو جائیگا۔ جسوقت کوئی طالب آتا ہے اور تعلق پیوند کرتا ہے تو حجرہ معین کرتا ہے اور اوسے مشغول فرماتے ہین اور اوراد دیتے ہین۔ اور اگر عامی ہے یعنی جاہل تو ہر خانقاہ مین چاروں مذہب کے چار مدرسہ ہین جو مذہب وہ رکھتا ہے اوسیکا علم سیکھے۔ بعد اوسکے حجرہ دیتے ہین اور اوراد مین مشغول کرتے ہین۔ اور اسی ملفوظ کے صفحہ ۲۱۶ جلد اول مین ہے۔ فرمایا مومن کو واجب ہے پہلے علم طلب کرے بعد اسکے عمل مین مشغول ہو راہ پر خطر ہے اسلیے کہ اگر عالم نہو تو عمل کس چیز سے کرے اور بچا نیگا تو غلط کریگا مناسب اسکی حکایت بیان فرمائی کہ اُن دنون مین کہ دعا گو مکہ معظمہ سے اُچہ مین آیا تو لوگون نے کہا کہ ایک شخص باہر یعنی شہر کے باہر ایک غار مین مشغول ہوا ہے مین اوسکے پاس گیا اسنے کہا سید میرے پاس جبرئیل آتے ہین اور کہتے ہین تو تو مقرب ہو گیا ہے تجسے نماز موقوف کر دی تجے حاجت نہین ہے اور بہشت کا کھانا لاتے ہین دعا گو (مخدوم) نے اس سے کہا کہ اے نادان وہ تو شیطان ہے اور یہہ کھانا جو وہ لاتا ہی نجاست ہی وہ پیغمبر جو کہ سارے پیغمبرون سے مقرب تر ہین انسے نماز تو موقوف ہی نہین ہوئی اے جاہل تجھسے کیونکر موقوف کر دینگے۔ مین نے اسکو وصیت کی کہ جسوقت وہ تیرے پاس آئے تو تو کلمہ تمجید کہنا یعنی لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اسنے اسبات کو قبول کیا جسوقت وہ آیا اسنے میری وصیت کو یاد رکھا لاحول کہا شیطان اسکے پاس سے غائب ہو گیا اور وہ کھانا نجاست بنگیا اسکے سارے کپڑے پلید ہو گئے دوسرے دن مین اوسکے پاس گیا اسنے قصہ کہا دعا گو (مخدوم) نے اسکے ہاتھ پر توبہ کیا پھر نماز توبہ کی تلقین کی اور

اوس غار سے اوسکو باہر لایا تہے کہا تو شہر مین رہو اور علم سیکہہ اور مجلس علم جیسے وعظ و درس مین جا اور جو نماز تو نے فوت کی ہے اوسکی قضا کر چند ماہ نہ گذرے تہے کہ اسنے قضا کر لی اور عورت کے اور کسب حیاکت مین مشغول ہوا عثمان نام تہا بیچارہ ہندستانی تہا اب باین حالت مرا ہے الحمد للہ کہ با توبہ گیا۔ یاران ہمدرگ نے کہا کہ یہہ برکت مخدوم کی تہی کہ بر سر وقت اسکے پہونچ گئی وہ نیکبخت تہا۔ بعد اسکے فرمایا کہ پیغمبران صلوات اللہ علیہم سے تکالیف موقوف نہین ہوئے کیونکہ جتنے مقرب ہوتے ہین اتنا ہی طاعت کا شوق زیادہ ہوتا جاتا ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ارحنا یا بلال بالاقامہ یعنی اے بلال تو مجکو راحت پہونچا اقامت نماز سے۔ انتہی۔ اور اسی ملفوظ مین ہے کہ حضرت مخدوم نے فرمایا شیخ اوسکو ہونا چاہئے کہ علم شریعت و طریقت و حقیقت کا محقق ہو اور بعض علمار زمانہ کو اسکے ساتہہ تعلق و اعتقاد ہو۔

حضرت مخدوم ملک شیخ شرف الدین بہاری قدس سرہ

آپ بہت بڑے عالم متبحر تہے بقول شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح کے علم ظاہر و باطن کی جمعیت کا اس تبحر کے ساتہہ آپ ہی پر ہندوستان مین خاتمہ ہوا اور آپکے بعد اتنا رفیع المرتبہ عالم متبحر شیخ سننے مین نہین آیا حضرت مخدوم کے صدہا مکاتیب اور بیسون ملفوظ موجود ہین اس سے آپکے علم کا اندازہ معلوم ہوسکتا ہے آپکے مجالس و محافل مین ہمیشہ وعظ و نصیحت و تحقیقات مسائل فقہیہ کے ہوا کرتی تہی آپکے مولفات سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ علم فقہ مین فتاوی قاضی خان اور تفسیرون مین تفسیر زاہدی اور علم کلام مین تمہیدات ابو شکور سالمی اور تصوف مین احیار العلوم و عوارف و آداب المریدین گویا لفظاً بلفظاً آپکو یاد تہی باوجود عزلت اور گوشہ نشینی و ترک تعلقات کتب بینی کا مشغلہ کبہی ترک نہ ہوا

اور کمالات ولایت خاصہ کے حاصل ہونیکے لیے جو سلک و مشرب اختیار کیا جاتا ہے اوسے
عرفیت کہتے ہین اور وہی طریق عشق ہے ع سوسیا آداب دانان دیگراند۔ سوختہ جان
و روانان دیگراند۔ طریق اول بہت ہی محفوظ اور اسلم ہے اور کوئی کسی قسم کا خطرہ اوسمین
نہین ہے لیکن دور و دراز۔

اور طریق عشق بہت خطرناک لیکن بہت قریب اور نزدیک ہے ع منکرہ قلندر
سزوار بمن نماے۔ کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی تفصیلہ اسمین یہہ ہو کہ جیسی قابلیت ہو اوسکے
کی تجویز پیر پختہ کار اور شیخ کامل و مکمل کرسکتا ہے۔ لیکن یہہ تو ضروری ہے کہ جب تک
ایسا پیر کامل دستیاب ہو طریق اول پر عزم بالجزم اور نہایت استقلال کے ساتھہ رہ
نوردی شروع کردیجاے کیونکہ پیر کامل کے دستیاب ہوجانے پر یہہ راہ جسقدر بہی طے
ہوئی ہوگی معاون ثابت ہوگی اور سالکین طریق عشق کو ہر حالت مین جادہ شریعت پر
قائم رکہے گی خواہ جان جاے یا رہے اسباب مین حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب
رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مین فرماتے ہین۔ کہ وہ راہ جو وجہ خاص کے ساتھہ متوجہ ہوکے
اور ذکر کے قوت سے نفسانی علاقون کو جدا کردینے اور مشاہدہ مین مستغرق رہنے سے
طے ہوتی ہے قریب تر ہے بہ نسبت اوس راہ کے جو عبادات کے ذریعے اور انفسی
اور آفاقی آیات پراگندہ مین فکر کرنے سے طے ہوتی ہے اور اتباع شریعت کی راہ
بہت مامون اور محفوظ ہے بہ نسبت محض توجہ بوجہ خاص کے۔ ظاہر ہے کہ قسم اول
طریق عشق ہے اور دوم طریق محبت عقلی۔ لہذا اگر دونون طریق جمع ہون تو جو راہ ایسے
حالت مین طے کیجائیگی وہ فی الجملہ اقرب بہی ہوگی اور محفوظ بہی اور یہی سب سے بہتر
ہے۔ اب باقی رہا یہہ امر کہ آیا نفس عشق محمود ہے یا مذموم اسکے نسبت یہہ عاجز بہت
کچہہ عرض کرچکا ہے اور یہہ ایک مسئلہ ہے جو قدیم زمانہ سے مختلف فیہ ہے چنانچہ خود اہل
[illegible] کا بہی اتفاق نہین ہے جو عرض یا حدیث سکے دعویدار ہین دیکھئے [illegible]

صدیق حسن خانصاحب بالقابہم اسباب مین مظہر القدس مین ارقام فرماتے ہین کہ عشق کی ماہیت اور اوسکے اچھے یا برے ہونیکی نسبت حکما کی مختلف رائین ہین کسینے اوسے رذیل قرار دیا اور اوسکی برائیان بیان کین اور کسینے اوسے فضائل نفسانی مین شمار کیا اور اوسکی تعریفین لکھین اور بعضون کو اوسکی ماہیت اور اسباب معنوی اور اوسکی غایت پر وقوف ہی نہوا بعضون نے گمان کیا کہ یہہ نفسانی مرض ہے اور بعضون نے کہا کہ یہہ جنون الہی ہے۔ لیکن بنظر دقیق غور کرنے اور اوسکی اسباب کلیہ اور مبادی عالیہ اور غایات حکیمانہ پر نظر ڈالنے سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عشق (یعنی جمیل صورتون کے حسن سے نہایت لذت حاصل کرنا اور ایسے اشخاص یا اشیا کے ساتھہ حد سے زیادہ محبت کرنا جنکے عادات لطیف اور اعضا مین تناسب اور ترکیب مین خوشنمائی ہو) چونکہ طبعی امور کے مثل اکثر انسانی طبقات کے نفوس مین موجود ہے اور اسکے لئے اونہین کسی تکلف اور بناوٹ سے کام لینے کی حاجت نہین پڑتی لہذا بالضرور یہہ اوضاع الٰہیہ مین سے ہے اور قدرتی ہے اور اوسکے ساتھہ حکمتین اور مصلحتین متعلق ہین ایسے صورت مین اسکا مستحسن اور محمود ہونا بھی لابدی ہے۔ علی الخصوص اسوجہ سے کہ اسکا ظہور مبادی فاضلہ سے شریف غائیتون کے حاصل کرنیکے لئے ہوا ہے۔ اب مبادی پر نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ اکثر ایسی جماعتین جو علوم لطیفہ اور طرح طرح کے صنعتون اور آداب اور ریاضت سے بہرہ یاب ہوئے ہین اور جو مختلف زمانون مین ذیعلم اور مہذب اور شایستہ اور ذکی الحس اور لطیف الطبع مانے گئے ہین مثلاً اہل فارس اور اہل العراق اور اہل شام اور اہل روم علی ہذا القیاس اور ایسی ہی قومین جنمین علوم دقیقہ اور صنایع لطیفہ اور آداب حسنہ کا رواج تہا اس عشق لطیف سے جسکا منشا شمائل محبوب کا استحسان ہے خالی نہین ہین۔ اور کسی ایسے شخص کو جو کہ قلب لطیف اور طبیعت رقیق اور دل نرم اور ذہن صاف اور نفس رحیم رکہتا ہے مین نے اس محبت سے فارغ اور خالی نہین پایا خواہ وہ اونکے مختلف اوقات

عمر میں سے کسی وقت ظاہر ہو ہان اپنے تمام تجربے دو ن اور زندہ نفسون اور تندرست طبیعتون کو کرد ون اور بہ و دن اور ترکون مین اس قسم کی محبت سے خالی پاتا ہون ع - تو خود چہ آدمی گز عشق بیخبر ے ۔ انہین سے اکثرون نے صرف اسی پر اپنی ہمت کو قاصر کرکے ہاہے کہ مردون کو عورتون سے اور عورتون کو مردون سے محبت ہو وہ بھی نکاح اور اولاد اور لذت حیوانی کے حاصل کرنیکی غرض سے جیسا کہ تمام حیوانات کے طبائع مین یہ خواہش فرکمز ہے اور یہہ سب ازدواج کے لئے اور خواہش پوری کرنیکی غرض سے محبت رکہتی ہاین اور اونکی غرض اس طلب اور محبت سے یہی ہے کہ نسل باقی رہے اور صورت نوعی اور جنسی ہیولا مین محفوظ رہے۔

لیکن اس عشق کی غایت جو لطیف الطبع انسانونمین موجود ہے یہہ ہی کہ غلامون کو مودب اور خوش سلیقہ بنائے بچون کی ترتیب کرے عورتون کو تہذیب سکہائے اور اونہین علوم جزیہ اور صنائع دقیقہ اور آداب حمیدہ اور اشعار لطیفہ اور نغمات طیبہ کی تعلیم دی اور قصص اور اخبارات اور حکایات غریبہ اور احادیث مرویہ وغیرہ جو کہ انسانکی کمالات نفسانی مین داخل ہین سکہائے کیونکہ بچے اور لونڈیان اپنے مان باپ کے تعلیم اور ترتیب سے مستغنی ہونیکے بعد بہی اساتذہ اور معلمین کے تعلیم اور تربیت اور اونکے حسن توجہ اور التفات اور نظر شفقت اور مہربانیون کی محتاج ہین ۔ لہذا اسی وجہ سے الطاف ربانی اور عنایت رحمانی نے خوشرو اور ملیح عورتون اور بچون کے جانب رغبت کرنے اور محبت رکہنے کی قوت کامل العقل انسانون کے نفوس مین پیدا کی تاکہ اونکی یہہ رغبت اور محبت اونہین نفوس ناقصہ کے تادیب اور تہذیب اور تکمیل کے لئے دلی خواہش سے آمادہ کرے اور اس سے بہرہ یاب ہو کر یہہ ناقص النفس اپنی اون غایات تک پہونچ سکین جو انکے نفوس کے ایجاد مین اونکے خالق کا مقصود اور مراد ہے ۔ نہین تو حق تعالے لئے اکثر علما اور عرفا مین یہہ رغبت اور محبت بے سود

اور بے فائدہ نہین پیدا کی لہذا اس سے انکار نہین ہوسکتا کہ یہ عشق نفسانی ناسے ہے
لطیف النفس اور رقیق القلب نفوس مین جو کہ قساوت سے پاک ہین حکیمانہ فائدون اور
غایات صحیحہ کے حاصل کرنیکے لئے رکہا گیا ہے اور اون غایات کا مترتب ہونا جنکا ابہی ذکر ہوچکا
ہے ہم برابر مشاہدہ کرتے ہین پس لامحالا اس عشق کا وجود انسانون مین داخل فضائل و محسنات
ہے نہ کہ داخل رذائل و قبحات۔ یعنی انسانی بزرگیون اور اوصاف حمیدہ مین اسکا شمار ہونا
چاہیے نہ کہ اون اخلاق اور عادات اور صفات مین جو برے اور کمینے اور قابل نفرت ہین
ان ہذا العشق یترک النفس فارغتہ عن جمیع الہموم الدنیویۃ الاہما واحدا۔ کیا مطلب ہو یعنی
اس عشق کے خاصہ مین سے ہے کہ وہ نفس کو تمام اطراف اور خیالات دنیاوی سے بالکل
ہی فارغ کرکے ایسا یکسو کر دیتا ہے کہ صرف ایک ہی جانب اوسکا خیال رہتا ہے اور وہی
اوسکا قبلہ ہمت بنجاتا ہے۔ اور وہ قبلہ ہمت کون ہوتا ہے؟ جمال انسانی کے دیکھنے کا
اشتیاق اور جمال انسانی مین بہت سی نشانیان اور بکثرت آثار جمال و جلال الٰہی کے ہین
جیسا کہ یہہ آیہ کریمہ اونکے طرف اشارہ کر رہی ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم اور پہر
فرماتا ہے۔ ثم انشاءناہ خلقاً آخر فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ خواہ اس آفرینش سے مراد
صورت ظاہرہ کاملہ ہو یا نفس ناطقہ۔ کیونکہ ظاہر فی الحقیقت باطن کا عنوان ہے اور صورت
حقیقت کی مثال ہے لہذا بدن اور بدن مین جو کچہ ہے نفس اور اوسکے صفتون کے مطابق
ہے اور مجاز حقیقت کا پل ہے لہذا یہہ عشق نفسانی اگر وہ شہوت حیوانی کے فرط جوش
سے نہ پیدا ہوا ہو بلکہ معشوق کی خوشروئی اور اعتدال مزاجی اور تناسب اعضا اور حسن
اخلاق اور حرکات اور افعال دلربا اسکا سبب ہوا ایک انسان کے لئے فضائل
انسانی مین داخل ہے۔ وہو یرق القلب ویذکی الذہن وینبہ النفس علی ادراک
الامور الشریفتہ یعنی اوسکے وجہہ سے قلب مین نرمی اور رقت آتی ہے اور ذہن کی
صفائی اور تزکیہ ہوجاتا ہے اور نفس شریف اور لطیف معانیون کے ادراک کے لئے

علاوہ ہوجاتا ہے۔ لہذا پاکیزہ عشق نفس میں لطافت پیدا کرنے اور قلب کے روشن کرنیکا بہت بڑا سبب ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان اللہ جمیل ویحب الجمال یعنی اللہ جمیل ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے وتواعجبک حسنہن اور تفصیل اسکی اسطرح پر ہے کہ عشق دو طرح پر ہوتا ہے حقیقی اور مجازی۔ حقیقی محبت خداوند جمیل اور اوسکے صفتون اور افعال کے ساتھہ مخصوص اور سکے افعال ہونیکے جہت سے ہوتی ہے۔ والذین آمنوا اشد حبا للہ اور مجازی کی بھی دو قسمین ہین نفسانی اور حیوانی۔ عشق نفسانی کا مبدا اور سرچشمہ وہ مشابہت اور مناسبت باہمی ہے جو عاشق اور معشوق کے جوہر نفس مین ہوتی ہے (جسے مناسبت روحانی کہتے ہین) اور ایسی حالت مین فریفتگی کا سبب اکثر طور پر معشوق کے شمائل ہوتے ہین کیونکہ یہہ شمائل بھی آثار ہین جو اوسکے نفس سے صادر ہوتی ہین۔ اور عشق حیوانی اوسے کہتے ہین جسکا مبدا شہوت بدنی اور لذت بہیمی کی خواہش ہو لہذا بیشتر فریفتگی اس صورت مین معشوق کی ظاہری رنگ و روپ اور شکل و صورت پر ہوتی ہے اور یہہ امور بدنیہ ہین۔ لہذا عشق نفسانی عاشق کے لطافت نفس اور پاکیزہ صفتون کے اقتضا سے پیدا ہوتا ہے اور عشق حیوانی نفس امارہ کے اقتضا سے ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ یہہ عشق فسق و فجور اور حرص و ہوا کا سبب ہوجاتا ہے اور اسمین قوت حیوانیہ کی جو حال قوت ناطقہ سے خدمت لوٹا ہوتی ہے اور برخلاف اسکے نفسانی عشق عاشق کے نفس کو صاحب وجد و حال اور حزن و ملال اور رقیق القلب اور کثیر البکا اور اوسکے فکر کو صاف و پاک اور عقل کو منور کردیتا ہے۔ کانھا تطلب شیأ باطنا مخفیا عن الحواس

فتقطع عن الشواغل الدنیویہ و تعرض عما سوے معشوقہا جاعلۃ جمیع الھموم ھما واحدا۔ کیا مطلب ہے۔ یعنی وہ ایک ایسی شے کا طالب ہوتا ہے جو باطن ہے اور حواس ظاہری سے پوشیدہ ہے اور یہہ عشق دنیا کے تمام شغلون سے عاشق کو جدا کردیتا ہے اور عاشق سوائے اپنی معشوق کے اور سب کے جانب سے منہ موڑ لیتا ہے اور تمام خیالات

اور جہات کو ایک ہی خیال اور جہت مین فنا کر دیتا ہے لہذا ایسے شخص کے لئے بہت ہی
سہل اور آسان ہے کہ معشوق حقیقی کے جانب مائل ہو جائے کیونکہ ایسی صورت مین شئے
واحد کی رغبت واحد ہی شئے سے بدلیگی برخلاف اسکے دوسرون کو کثیر چیزون کے
جانب سے منہ موڑنی اور انقطاع کرنیکی حاجت ہوگی جسکی دشواری ظاہر ہے - لیکن اس
مقام پر جس بات کا سمجھہ لینا واجب ہے وہ یہہ ہے کہ یہہ عشق اگرچہ فضائل انسانی مین
شمار کیا جاتا ہے لیکن اون فضائل مین سے ہے جنکی فضیلت توسط اور اعتدال پر مبنی ہے
یعنی جذبات نفس الہی اور نفس حیوانی کے درمیان توسط اور میانہ روی اختیار کیجائے
لہذا عام طور پر ہر وقت اور ہر حال مین ہر ایک آدمی کے لئے اس صفت کا محمود اور
شریف ہونا ضروری نہین ہے بلکہ اس محبت کا استعمال سلوک عرفانی کے مرتبہ وسط
مین رقت نفس کیلئے اور اسلئے زیبا ہے تاکہ غفلت و نوم اور خواہش طبعی سے محفوظ
رہے اور شہوات حیوانیہ کے مہلک دریا سے نکل جاسے اور ایسی حالت مین کہ نفس علوم
الہیہ سے کمال حاصل کر چکا ہو - اور عقل کلی علوم پر بالفعل محیط ہوگئی ہو اور عالم قدس
جمال کا اتصال بالملکہ حاصل ہو (یعنی حضوری دائمی سے بہرہ یاب ہو) اس عشق کا
مشغلہ زیبا نہین ہے جو صور مستحسنہ لحمیہ (یعنی ایسی صورتین جنکی خوبی اور اچھائی گوشت
پوست سے پیدا ہوتی ہے) اور شمائل لطیفہ بشریہ سے متعلق ہو - لان مقامہا اصار فع
من ہذا المقام واذا وقع العبور من القنطرۃ الی عالم الحقیقۃ فالرجوع الی ما وقع العبور منہ تارۃ
اخری یکون قبیحا معدود امن الرذائل - (یعنی یہہ مقام اور تمام مقامات سے بلند تر ہے
اور جب مقام مجاز سے عبور کر کے عالم حقیقت مین داخل ہو تو پھر ایسے مقام پر رجوع کرنا
اور پھر لوٹ آنا جس سے عبور ہو چکا ہے قبیح ہوتا ہے اور ایسے رجوع کا شمار رذائل
مین ہے) اور کچھ تعجب نہین ہے کہ اوائل کا اختلاف عشق کے مدح اور ذم مین
اسی سبب پر مبنی ہو جو کہ مین نے ذکر کیا یا اس وجہہ سے ہو کہ جو نفسانی عشق ہی کے ...

وہ بھی مشابہ ہے اوس عشق سے جو شہوت بہیمہ اور خواہشات حیوانیہ سے پیدا ہوتا
لیکن اسمین کوئی شبہہ نہین کہ عشق نفس کے صفتون مین سے نہ کہ اخراج اور مادہ
سے اور اوسی عشق کی نسبت ریاض المرتاض مین بھی نواب صاحب مرحوم ارقام فرماتے
ہین کہ مجنون عامری کو خواب مین دیکھا اور اوس سے پوچھا کہ فعل اللہ بک خداوند رحیم نے
تمہارے ساتھ کیا کیا جواب دیا کہ غفر لی وجعلنی حجۃ علی المحبین مجھے بخش دیا اور اہل محبت
پر مجھے حجت کر دیا (تاکہ وہ مجھے دیکھین اور ہمت و استقلال سے کام لین) اس دفعہ
کے لکھنے کے بعد نواب صاحب فرماتے ہین کہ یہہ خواب اس امر پر دلالت کرتا ہے
کہ مجنون کی محبت لیلیٰ کے ساتھ مجازی تھی اور درحقیقت اوسکا محبوب حقیقی حق سبحانہ
تعالےٰ تھا۔ مجنون کے قصہ مین لکھا ہے کہ اوسکا باپ مکہ مکرمہ کو لیگیا اور میزاب رحمت کے
پاس خانہ کعبہ کے نیچے کہڑا کر کے کہا اے مجنون دعا کر کہ اللہ جلیل جل جلالہ لیلےٰ کی محبت تیرے
دل سے دور کرے مجنون نے برجستہ یہہ دعا یہ شعر پڑہا ؎

یارب لا تسلبنی حبہا ابداً ٭ ویرحم اللہ عبداً قال آمینا

یعنی اے میرے پروردگار لیلےٰ کی محبت ابدالاباد تک میرے دل سے نہ نکالنا اور نیز
اوس بندہ پر رحم کرنا جو میری اس دعا پر آمین کہے۔ کیا اچہا کہا ہے جسنے کہا ؎ دلیل عشق
حقیقی است عشقہائے مجاز ٭ بافتاب رسد شبنم از نظارۂ گل۔ اس تمام عبارت پر غور کرنے
سے یہہ نتیجہ صاف طور پر نکل آتا ہے کہ عاملین بالحدیث اور ارباب ظواہر مین بھی جن علمانے
انصاف اور تحقیق اور وسعت علمی سے کام لیا ہے وہ عشق کی فضیلت اور ممدوح ہونیکے
قائل ہوسے ہین دیکہئے نواب صاحب مرحوم تو کہلے ہوئے الفاظ مین عشق مجازی کی بہی
مدح سرائی کرتے اوسے سبب فضیلت انسانی قرار دیتے ہین بشرطیکہ یہہ عشق عفیف یعنی
شہوات حیوانیہ کے میل وکدورت سے پاک ہو اور ایسے عشق کو منجر بعشق حقیقی قرار دیتے
ہین۔ یہہ ظاہر ہے کہ جب عشق مجازی بالواسطہ خصایل اور کمالات انسانیمین کسی حدتک

شمار ہوسکتا ہے تو پھر عشق حقیقی کو کیا پوچھنا ہے اور اوسکے نسبت کیا کلام کرنا ہے۔ ہمارے بعض الفاظ پرست بھائیون کو عشق کا لفظ اسوجہ سے بری کہتا ہے کہ لفظ عشق کتاب اور سنت مین فضائل انسانی کے بیان مین کہین نہین آیا لیکن یہہ اسے حد درجے کی لفظ پرستی اور معنی اور حقیقت سے بیخبری اور بیگانگی ثابت کرتی ہے کیونکہ محققین کا اسپر اجماع ہے کہ اصطلاح پر اعتراض ناجائز ہے ہر قوم اور ہر زمانہ کے لئے ایک اصطلاح ہے صرف دیکہنا یہہ چاہیئے کہ عشق کا لفظ جن معنیون مین کتب صوفیہ مین استعمال کیا گیا ہے آیا اون معنی کے نہج سے کتاب اور سنت سے ثابت ہوتا ہے یا نہین اور جو آثار اور علامات عشق کے ہین یا اوس سے جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے یا جو اوسکی غایت ہے وہ کتاب اللہ اور کتاب الرسول مین بیان ہوئے ہین یا نہین اور اوسکا شمار آیا فضائل اور کمالات کے ضمن مین ہے یا رذائل اور نقایص کے شمار مین انبیا علیہم السلام اور اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیفیت اور حالت عشق کبہی طاری ہوئی یا نہین اگر اسباب مین انصاف سے کام لیکر کتاب اللہ اور کتاب الرسول اور آثارات واخبارات انبیا و صحابہ پر نظر ڈالی جائے تو بیشمار ثبوت ملیگا جس سے کیفیت عشق کی کما حقہا تائید ہوگی چونکہ اس موقع پر اس بحث کو بالتفصیل لکہنا بڑی طوالت پیدا کر دیگا لہذا اسے ایک مستقل رسالہ کے لئے اوٹہا رکہتا ہون جو بتوفیق و تائید الہی انشاء اللہ نذر ناظرین کیا جائیگا۔ قراین یقینیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ دور اول مین عشق کو بھی محبت ہی کے لفظ سے تعبیر کیا کرتے تھے دیکھئے اسی مجنون عامری کے قصہ مین مجنون عامری نے یہہ کہا کہ فانی حجتہ علی المحبین۔ دوسرے مقام پر کہا لاتسلبنی جہاں کیا یہہ محب بمعنی عاشق اور حب بمعنی عشق نہین ہے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ مجنون سرگروہ عشاق نہین ہے لہذا اسطرح سے یہان لفظ محب اور حب عاشق اور عشق کی نفی نہین کرتا بلکہ اوسے ثابت کرتا ہے اسیطرح سے کتاب اللہ اور کتاب الرسول وغیرہ مین بھی لفظ حب بلکہ اشد حب اسکے ثابت کرنیکے لئے بالکل کافی ہے صرف موقع اور محل

قرائن اور آثار اور علامات ہوتا چاہیے جب ان امور کا لحاظ رکھکر عشق کی تلاش ان کتب مقدسہ
اور نوادر شعر کہ میں کیجائیگی تو پھر کسی طرح کا شبہہ باقی نرہیگا کہ عشق حقیقی مایہ سعادت عظمی
اور نعمت اور دولت کبری ہے اور یہی ہمارے حضرات صوفیائے کرام رضوان اللہ
علیہم اجمعین کا مذہب ہے۔ محبت اور عشق کے نسبت یہاں پر بھی مختصراً او مجملا
کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

محبت و عشق ۔قران پاک میں اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے والذین آمنوا اشد حبا للہ
یعنی اہل ایمان صد درجہ کی محبت خدا ہی سے رکھتے ہیں اور حضور رسول کریم علیہ الصلواۃ
والتسلیم ارشاد فرماتے ہیں حبک الشئی یعمی ویصم (یعنی کسی چیز کی محبت محب کو اندھا اور بہرا
کردیتی ہے) اب محض محبت کا اسقدر گہرا اثر پڑتا ہے تو محبت اشد کا کسقدر گہرا اثر
پڑیگا کیا وہ بالکل از خود رفتہ اور دیوانہ نکر دیگی؟ بیشک کردیگی اور ضرور کردیگی اور یہی عشق
کی حالت ہے لہذا اشد حب اور عشق میں کوئی فرق نرہا اور عشق کا محمود ہونا کتاب و سنت
سے ثابت ہوگیا اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ عشق الٰہی مومن کامل کیلئے ضروری ہے یا یوں کہئے کہ ایمان کامل کا
اسی پر مبنی ہے دیکھئے حضور خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اللھم اجعل حبک احب الی من نفسی
ومالی واہلی ومن الماء البارد۔ یعنی اے اللہ اپنی محبت کو میرے نزدیک میری جان اور
مال اور اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ پیارا کردے ٹھنڈے پانی سے زیادہ پیاری
ہونے کا مطلب یہہ ہے کہ محبت میرے دل کے لئے بدرجہ غایت فرحت بخش اور تسکین دہ
ہوسکے کیا یہ عشق کی شان نہیں ہے کہ خود محبت اسقدر پیاری ہوجائے کہ اوسپر
سے جان و مال اور اہل و اولاد قربان کردئے جائیں اور تمام آلام محبت عین لذات
بنجائیں۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ العشق الفتہ ربانیۃ
والہام شوقی اوجبہا اللہ علی کل ذی روح تحصیل بہ اللذۃ العظمی التی لا یقدر علی قدرہا

الاتبلک الالفتہ وہی موجودۃ فی النفس مراتبہا مقدرۃ عند اربابہا فما احد الاعاشق لامر سیلک

فطلی قدر طبقتہ من الخلق ولذالک کان اشرف المذاہب فی الدنیا مراتب الذین زہدوا فیہا
مع کونہا معاینتہ ومائل الی الآخرۃ مع کونہا مبہم عنہا بصورۃ لفظ۔ یعنی عشق ایک الفت
رحمانی اور الہام شوقی ہے اور اللہ نے ہر ذی روح پر اوسے واجب کیا ہے تا کہ عشق کیوجہ
سے اونہین وہ لذت حاصل ہو جو بجز الفت کے کسی اور طرحسے وہ حاصل نہین کرسکتے اور یہہ
الفت نفس مین موجود ہے اور اسکے مراتب صاحبانِ الفت کے نزدیک مقرر ہین
لہذا کوئی ایسا شخص نہین ہے جو کسی نہ کسی ایسی چیز پر عاشق نہو جسپر وہ اپنی طبقہ سے کے
خلق مین سے راہ پاتا ہے اور اسیوجہ سے اون لوگون کے مذہب کا مرتبہ دنیا مین سب
سے زیادہ بزرگ ہے جنہون نے دنیا کو جو سامنے موجود ہے چھوڑ دیا ہے اور آخرت
کے طرف مائل ہو گئے ہین جسکا صرف ذکر ہی ذکر سنا ہے ؎

اے عشق ترا روح مقدس منزل ٭ سودائے ترا عقل مجرد محمل
سیاح جہانِ معرفت یعنی دل ٭ از دستِ تست دست بسر پائے بگل

بو علی سینا کا ایک رسالہ خاص عشق کے بیان مین ہے اوسمین لکھا ہے کہ عشق
مجردات اور فلکیات اور عنصریات اور معدنیات اور نباتات اور حیوانات سب مین پھیلا
ہوا ہے یہانتک کہ علمائے ریاضی نے لکھا ہے کہ اعداد متحابہ ہین یعنی اعداد مین یہہ خاصیت ہے
کہ ایک دوسرے سے محبت رکھتا ہے اور اصحاب عدد کہتے ہین کہ اس خاصیت کو محبت مین ایک
عجیب تاثیر ہے اور یہہ تاثیر مجرب ہے۔ افسوس ہے اون لوگونپر جو انسان کو جمادات اور اعداد
سے بھی کمتر سمجھتے ہین اور یہہ قرار دیتے ہین کہ نفس انسانی مین جذبات عشقی فطری طور پر نہین
ہین بلکہ عارضی طور پر پیدا ہو جاتی ہین۔ حضرت یحیٰی بن معاذ نے حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ
کو ایک مرتبہ لکھا کہ سکرت من کثرۃ ما شربت من کاس محبتہ یعنی مینے اس کثرت سے بادۂ محبت
الٰہی کے جام نوش کیے ہین کہ بیہوش ہو رہا ہون۔ حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ نے جواب

مین لگھا غیرک شرب بحور السماوات والارض ومارو ی بعد و لسانہ خارج ویقول ہل من مزید۔
یعنی تمہارا غیر (اپنی طرف اشارہ ہے) آسمان اور زمین کے دریا کو پی گیا اور پھر بھی سیر نہین
ہوا وسکی زبان پیاس کے شدت سے باہر نکل آئی ہے اور کہتا ہے کہ کچھ اور بھی ہے۔ اور
یہ شعر لکھے ہ عجبت لمن یقول ذکرت الفی + وہل انسی فاذکر ما نسیت + تعجب ہے مجھے اوس
شخص سے جو یہ کہتے ہین کہ مین نے دوست کو یاد کیا کیا مین اوسے بہولا ہوا ہون یاد تو اوسکو
کو کرنا چاہیے جسے بہولا ہون ہ اموت اذا ذکرتک ثم احیا۔ ولولا حسن ظنی ما حییت۔
مین مر جاتا ہون جسوقت تجھے یاد کرتا ہون پہر زندہ ہوتا ہون۔ اور اگر میرا گمان نیک نہوتا
تو کبھی زندہ نہوتا۔
فاحیا بالظنی واموت شوقا + فکم احیا علیک وکم اموت۔ مین تیری آرزو مین زندہ ہوتا ہون
اور اپنے شوق کیوجہ سے مرتا ہون پس مین کبھی تجھپر مرتا ہون اور کبھی جیتا ہون۔ ہ
شربت الحب کاسا بعد کاس۔ فما نفد الشراب ولا رویت۔ شراب محبت کے جام پر جام
مینے پئے۔ مگر نہ شراب ختم ہوئی اور نہ مین سیراب ہوا۔ بعض اکابر نے فرمایا کہ محبت ایک ایسی
بیہوشی ہے کہ بغیر دیدار محبوب کے ہوش ہی نہین آتا اور جو مستی محبوب کے دیدار کے وقت
حاصل ہوتی ہے وہ بیان سے باہر ہے ہ مست مئی بیدار گردو نیم شب۔ مست ساقی
روز محشر بامداد۔ حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ کے پاس لوگون نے محبت کا چرچا کیا آپنے
فرمایا۔ کفوا عن ہذہ المسئلۃ لا یسمعہا النفوس فتدعیہا۔ یعنی اس مسئلہ کو چھوڑ دو تا کہ لوگ سنکر دعوی
نکرنے لگین پہر یہ اشعار پڑہے ہ الخوف اولی للمسی۔ اذا تالہ الحزن۔ خوف وملال
گنا ہگار کے لیے بہتر ہے جبکہ وہ پریشان ہو۔ والحب یجمل بالتقی۔ وبالنقی من الدرن۔ اور
محبت پرہیز گاری اور پاکیزگی کے ساتھ اچھی ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام احوال عالیہ
کا مبنی کار محبت پر ہے جسطرح ساری مقامات شریفہ کی بنیاد توبہ پر ہے اور چونکہ محبت خالص
موہبت یعنی بخشش ہے اسلئے اون تمام احوال کو بھی جو اوسپر مبنی ہین موہبت کہتے

ہین اور محبت کی بہت بڑی علامت یہہ ہے کہ محب کے دلمین سوا محبوب کے اورکسی چیز کی
محبت نہو خواہ وہ دنیا کی محبت ہو یا آخرت کی کیونکہ ایک دلمین دو محبتین جمع نہین ہوسکتین ہے

در خلوت دوست جان نگنجد — شادی و غم جہان نگنجد
چشمت کشد ولبت دہد جان — مرگ آید و در میان نگنجد
اے خواجہ تو مرد خود فروشی — رخت تو درین جہان نگنجد
ما را چہ مجال در حریمت — سر نیز بر آستان نگنجد
یا دوست گزین کمال یا جان — یک خانہ دو میہمان نگنجد

دیگر

من گر عشق می ورزی چنین برجان چہ می لرزی — بیک دل در نگنجد غم جان و غم جانان

دیگر

خواجگی را باغ رضوان و فرح اسب لے روئے دوست — عاشقان باغ او را با چنین سودا چہ کار

دیگر

این شربت عاشقیست خسرو — بے خون و جگر چشید نتوان

رباعی

عاشقان را شادمانی و غم اوست — مزد کار و اجرت خدمت ہم اوست
غیر معشوق ار تماشائی بود — عشق نبود ہرزہ سرائے بود

عشق کی مدح وثنا مین حضرات صوفیائے کرام کی کتابین بہری ہوئی ہین دیکھئے حضرت
مولانا روم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہین۔

مثنوی

شاد باش اے عشق خوش سود اے ما — اے طبیب جملہ علتہاے ما
اے دوای نخوت و ناموس ما — اے تو افلاطون و جالینوس ما

حضرت مولانا شمس تبریز رحمۃ اللہ کا ارشاد ہے کہ ؎

تپ شہوت برآورد ے وماز ما زتاب خود اگر از تابش عشق نبودے تاب تب مارا

حضرت خواجہ فرید الدین عطار کس مزے سے فرمارہے ہیں کہ ؎

کفر کافر را و دین دیندار را ذرۂ از درد دل عطار را

حضرت مولانا عبد الرحمان جامی کا قول ہے کہ ؎

عشق از نہ کمال نسل آدم بودے آوازۂ عشق در جہان کم بودے
در شہوت نفس عشق بودے خروگاؤ سرو فتر عاشقان عالم بودے

دیگر

بوالعجب سورہ ایست سورۂ عشق چار مصحف در و یک آیت نیست
عشق را بوحنیفہ درس نگفت شافعی را در و روایت نیست

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ ؎

تا براہل طلب خدائے مجید متجلی نشد باسم مرید
بارادت کسے نشد معروف بہ محبت کسے نشد موصوف

عشق کا درد نہایت گریہ وزاری اور ہزاروں ہزار تمنا سے طلب کیا جاتا ہے دیکھئے جامی صاحب کیسے نیازمندی سے عرض کر رہے ہیں کہ ؎

با ہمہ میرسد نعمت قسمت بندہ ہم بدہ خاص بدیگران مکن رحمت عام خویش را
شد بغلامی درت صرف جوانیم ہمہ بہر خدا تفقدے پیر غلام خویش را

حضرت خواجہ محمد پارسا فرماتے ہیں کہ متابعت حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علی وجہ الکمال در آنست کہ دل متابع را بغیر حق بہیچ چیز تعلق نباشد و انقطاع از علائق و عوائق بالکلیہ بے محبت حاصل نمی شود اگرچہ محبت از موہبت است لیکن ظہور این موہبت بتدریج بحصول شرائط است و سرمایۂ این خالی کردن دل است

از ہر چہ جز اوست تا غایتے کہ دل او از مجموع لذات منقطع شود و ہمگی دل او مشغول او گردد چنانکہ اگر خواہد کہ دل را بتکلف بچیزے دیگر بجہت تعلق دہد نتواند ہر آن صاحب دولتے را کہ در دنیا دل او را این چنین تعلق بحق حاصل شود چون روح او از بدن جدا شود او را اتصالے دست دہد بے ہیچ مانع چرا کہ دل در حال حیات اگرچہ او را وصول حاصل میشود لیکن بمقتضائے بشریت گاہ گاہ حجاب رقیق مر دل را حاصل میشود بعد از انقطاع روح از بدن حجابے کہ بواسطۂ بشریت می بود نماند۔ پس اتصال بے مانع بعد از انقطاع روح از بدن دست دہد۔

اسی وجہ سے عاشقان الٰہی شوق وصال میں ایسے مسرت سے جان دیتے ہیں کہ اوسے ہم شادی مرگ کہیں تو جائز ہے واقعی ایسی بامسرت اطمینان بخش موت ایسے زندگی دائمی کہنا چاہئے اصرف انہیں حضرات کے حصہ میں ہے اللہ اللہ انہیں کا تو قول ہے کہ ؎

حجابِ عارضِ جان می شود غبارِ تنم | خوشا زمان کہ ازین رو پردہ بر فگنم

رباعی

خوش آن زمان کہ ازین منزلِ ویران بروم | راحت جان طلبم و از پئے جانان بروم
بہوائے رخِ او ذرہ صفت رقص کنان | تا لبِ چشمۂ خورشید درخشان بروم

حضرت خواجہ صاحب کے بیان سے پورے طور پر یہ امر ظاہر ہے کہ اس مرتبۂ عظیم کے حاصل کرنے کے لئے ایک ایسے شدید محبت کا ہونا ضروری ہے جو سالک کے تمام وجود پر اپنا قبضہ کرلے اور اسی درجہ کے محبت کو اصطلاح صوفیہ میں عشق سے تعبیر کرتے ہیں لہذا عشق ہی پر سلوک کا مدار ٹھہرا۔ ہو المقصود۔

اور حضرت سلطان ابو سعید ابو الخیر فرماتے ہیں کہ ؎

جسمم ہمہ اشک گشت و چشمم بگریست | در عشق تو بے جسم ہمی باید زیست

تا من اشده نماند این عشق از چیست	چون من همه معشوق شدم عاشق کیست

حضرات یہ کمال عشق ہے کہ ؎

معشوق و عشق و عاشق ہر سہ یکی است اینجا	چون وصل درنگنجد ہجران چہ کار دارد

اس مقام مین پہونچکر۔ انا مجنون کی آتی ہے صدا لیلےٰ کے محل ست۔ اور ایسی محویت طاری ہوتی ہے کہ انا وانت اور ما وشما اور یہہ اور وہ کی خبر ہی نہین رہجاتی۔ او بیخبر یا ہو دیا من ہو دکر چیزے نمیدانم کا ترانہ زبان خاموشی سے عالم حیرت مین بلند ہوتا ہے رباعی از جامی ؎

خوش آنکہ دولت ز ذکر یہ نور شود	در پرتو او نفس تو مقصور شود
اندیشۂ کثرت ز میان دور شود	ذاکر ہمہ ذکر و ذکر مذکور شود

اس مقام کو بعض صوفیائے کرام اپنی اصطلاح مین مقام کفر بھی کہتے ہین کیونکہ کفر کے لغوی معنی ستر اور پوشیدگی کے ہین اور اس سے زیادہ پوشیدگی اور کیا ہوگی کہ معشوق حقیقی کا جمال و کمال ذات عاشق کو اسطرح سے چھپائے کہ کسیکی خبر ہی نرہجائے چنانچہ مغربی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ ؎

از سواد الوجہ فی الدارین گرداری خبر	چشم بکشا و جمال فقر و کفر ما نگر
کفر باطل حق مطلق را بخود پوشیدن است	کفر حق خود را بحق پوشیدن است اے بے ہنر

یعنی حق مطلق کو مقیدات مین چھپا دینا اور بھولا دینا کفر باطل ہے اور مقیدات کو حق مطلق مین چھپا دینا کہ سوا اوسکے جمال کے کسیکا جمال ہی نظر نہ آئے اور بمضمون دل مبین جز دوست ہرچہ بینی بدانکہ مظہر اوست کی تعمیل ہو جائے۔ کفر حق ہے اور اسی کفر پر ہزارون دین و ایمان قربان کئے جاتے ہین۔

مغربی

تا تو در بند خودی حق را بخود پوشیدہ	با چنین کفرے ز کفر ما عجب یابی اثر

چون بحق پوشیدہ گردی آنگہ کافر میشوی چون شوی کافر زایمان آن زمان بالی خبر

یہان ایمان سے ایمان حقیقی مراد ہے جسکا یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ بس خدا ہی خدا رہجاتا ہے

جامی

باعشق توام ہوا نماند است وہوس با آتش سوزندہ چہ سان ماند خس
خواہد ز تو مقصود دل خود ہمہ کس جامی ز تو ترا ہمی خواہد و بس +

بلا نوشی محبت کیشون کی عبادت ہے اور جس استقلال اور مسرت کے ساتھہ یہہ حضرات تمام اون مصائب کو جو راہ مولی مین پیش آئین برداشت کرتے ہین وہ ہماری قدرت سے باہر ہے طرفہ تر ماجرا یہہ ہے کہ مصائب مین بھی اونہین لذت آتی ہے اور یہہ کہتے ہین کہ ؎

از نگاہِ ناز ما را گشتۂ لب کرم کردی الہی زندہ باد

اور کوئی کہتا ہے کہ ؎

بزن بر دل ز نوک غمزۂ تیرم کہ پیش چشم بیمارت بمیرم

وجہہ اسکی یہہ ہے کہ اس بلاکشی اور محنت کشی مین جو زخمہائے کاری دل عشاق پر پہونچتے ہین اوسکے لئے محبوب اور معشوق کی عیادت مرہم کافوری کا کام کرتی ہے اور اونہین عجیب مزہ آتا ہے مصرع - دردے چہ خوش بود کہ جنبش کند دوا - اسی وجہہ سے تو وہ زخم کا اچھا ہونا گوارا نہین کرتے دیکھئے مرزا مظہر جان جانان فرماتے ہین کہ ؎

زخم دل مظہر مبادا بہ شود ہشیار باش کین جراحت یادگار ناوک مژگان اوست
زخم دل تازہ رہے یارب ہمیں آٹھون پہر یادگارِ ناوکِ مژگان کبھی اچھا نہو

الغرض یہہ عشق ہی کا طفیل ہے کہ ایسی دشوار گذار گھاٹی منزل سالکین الی اللہ بہت آسان ہوجاتی ہے اور وہ تیزی کے ساتھہ سرگرم رفتار رہتے ہین اور بزبان حال یہہ کہتے ہین کہ ؎

دست از طلب ندارم تا کارمن بر آید　　یا تن رسد بجانان یا جان ز تن بر آید

اور وہ کسی ناکامی کے پیش آجانے سے گھبراتے نہین اور سخت مایوسی کی حالت مین بھی اسپر عمل کرتے ہین کہ ؎

گر نشاید بدوست رہ بردن　　شرط یاریست در طلب مردن

غرض یہہ کہ انکی یہہ حالت ہوتی ہے کہ ؎

مجنبے است کہ آزانی دہد آرام　　وگرنہ کیست کہ آسایشے نمی خواہد

اور وہ سالہا سال یہہ کہتے ہوئے مصروف مجاہدہ رہتے ہین کہ ؎

از پی یک نظارہ بر در او　　سالہا انتظار باید کرد
تا دہی بوسہ بر کف پایت　　خویشتن را غبار باید کرد

اور یہہ وہ حالت ہے جو کسی دوسرے صورت مین نہین نصیب ہوتی اور جبتک ایسی ہمت اور ایسا سچا شوق نہو کمالات سرمدی کا ملنا بھی محال ہے اب مین اس مختصر بحث کو یہین سے ختم کرتا ہون کیونکہ حسن این قصہ عشق است و در دفتر نگنجد اور ان غزلون جنمین مین سے ایک حضرت عشق کیجانب سے اور دوسری حضرت معشوق کیجانب سے بعنوان نغمہ تیسری عاشق کے جانب سے بالفعل یہہ حصہ احسان و تصوف کی حصہ اول کو تمام کرتا ہون اور انشاء اللہ اسکا دوسرا حصہ دوسری جلد کے ساتھہ آغاز ہوگا اور اگر تائید الہی رفیق حال رہے تو تا بہ امکان نہایت محنت سے وہ حصہ ناظرین کے خدمت مین پیش کیا جائیگا۔

نغمہ عشق

عشقم کہ در دو کون مکانم پدید نیست　　عنقائے مغربم کہ نشانم پدید نیست
ز ابرو و غمزہ ہر دو جہان صید کردہ ام　　منگر بدین کہ تیر کمانم پدید نیست
چون آفتاب در رخ ہر ذرہ ظاہرم　　از غایت ظہور عیانم پدید نیست
گویم بہر زبان و بہر گوش بشنوم　　این طرفہ ترکہ گوش و زبانم پدید نیست

جذب معشوق

عاشق بیا عاشق بیا در رو تو گستر کنم — یا بر تو گردم بعد ازین حال ترا بستر کنم
عاشق بیا عاشق بیا دلرا بما تسلیم کن — تا دلبری آموزمت ہمچون خودت دلبر کنم
عاشق بیا عاشق بیا فرمان من شنو تا ترا — جانے دہم از جان خود عمر ترا خوشتر کنم
عاشق بیا عاشق بیا در پیش این درگاہ شو — تا من بیک بخشش ترا سلطان ہر کشور کنم

نالۂ عاشق

در عشق تو اے صنم چنانم — کز ہستئ خویش در گمانم
ہر چند کہ زار و ناتوانم — گر دست دہد ہزار جانم
در پائے مبارکت فشانم

گر سر ببری بہ تیغ تیزم — از کوئے وفات بر نخیزم
ور زانکہ کنند ریزہ ریزم — من عشرۂ مہر تو نریزم
الا کہ بریزد استخوانم

آنانکہ نشان عہدہ جویند — جز راہ مزار من نپویند
خاک من زار چون ببویند — گر نام تو بر سرم بگویند
فریاد برآید از روانم

گشتم صنما در آرزویت — آشفتہ و تیرہ دل چو مویت
ہر چند ہمی رسم بکویت — شب نیست کہ از فراق رویت
زاری بفلک ہمی رسانم

الحمد للہ کہ بعونہ تعالےٰ احسان تصوف کا حصہ اول بخیر و خوبی اتمام کو پہونچا۔

کسا نہال احمد علوی حمیدی مدیر الاحسان

خاتمہ

شکر و سپاس و منت و عزت خدایرا - داور بندہ پرور و خلاق نفس

الحمد للہ علی احسانہ کہ الاحسان کا پہلا سال بخیر و خوبی انجام کو پہونچا آیندہ مہینہ سے دوسرے سال اور دوسرے جلد کا آغاز ہوگا اس موقع پر مربیان اور معینان الاحسان کا شکریہ ادا کرنا حقیقت مین ناشکرون کے زمرہ مین اپنے کو شامل کرنا ہے اور سچ یہ ہے کہ سب مربیون کی مربی اور سب سرپرستون کی سرپرست عنایت سرمدی او تایید الہی ہے جسکے بغیر کوئی کام حسن انجام کو نہین پہونچ سکتا اور اوس رب الارباب منعم اور محسن حقیقی کا شکریہ ادا کرنا کسیکے امکان مین نہین از دست و زبان کہ بر آید - کز عہدۂ شکرش بدر آید لہذا ایسے حالت مین بندہ ہمان بہ کز تقصیر خویش - عذر بدرگاہ خدا آورد - کے اصول پر عمل کرنیکے سوا اور کوئی چارہ کار نہین یہہ بھی محض اوسیکا فضل و احسان ہے کہ اوسنے ایسے باکمال اور برگزیدہ بزرگون کو الاحسان کے مربیائی اور سرپرستی کیلیے اپنی ربوبیت کاملہ کا واسطہ بنایا جنکی ادنی توجہ اور صرف ہمت بعونہ تعالے اوسکے عزت اور توقیر کیلیے بہت کافی ہے کیا ہندوستان کے کسی پرچہ کو آجتک یہہ شرف حاصل ہوا تھا کہ ایسے ممتاز ترین علماے ربانی کے کلام فیض التیام اور شرف مربیائی سے بہرہ اندوز فیضیاب ہوا ؟ ہرگز نہین - پھر کیا یہہ اس عاجز بیمقدار کے امکان کی بات تھی وہ ایسے عالی پایگاہ مقدسین کو کسی جانب متوجہ کر سکے ؟ ہرگز نہین - چہ نسبت خاک را با عالم پاک - پھر یہہ محض خدا ہی کا فضل عظیم نہین تو کیا ہے وہ رسالہ جو مجھ ایسے سعید معصیت شعار فاسق و فاجر منافق صفت بندہ گناہگار کے ہاتھون سے نکلتا ہو اوس سے نغمہ قدوسی کے دلکش صدائین بلند ہو کر کمالات امدادیہ کے جانب ایک عجیب و غریب جذب و کشش سے کھینچ لا کر آستانہ محمدی پر پہونچا کر علم ظاہر و باطن سے آراستہ پیراستہ کر دین تاکہ مرید مراد بنجائے اور بندگی شرف خواجگی پائے مورچہ مسکین سلیمانی کا دم بھرے اور حضرت مولے علی کے جماعت مین داخل ہو کر اشرف الخلائق کہلائے - واللہ ثم باللہ ہذا عطاء من لغمار النعیم و احسان من احسان الکریم -

اب بالاتصال و بالاجمال جملہ مربیان و سرپرستان و معینان رسالہ الاحسان کے قلمی اور مالی اور ہر ایک قسم کے اعانتون کا شکریہ سچے دل سے ادا کرتا ہوں اور انہین اونکے مبارک کوششون کے کامیابی پر تہ دل سے

مبارکباد دیتا ہون تاکہ اونکا رسالہ مقبول ہو خاص و عام ثابت ہو البتہ یہی قلت اشاعت وہ محض غفلت اور بے اعتنائی کی وجہ سے ہے جسکے نسبت یہی امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ سال مین یہ شکایت بھی ایک بڑی حد تک رفع ہو جائیگی اگر الاحسان کی قدرشناس معاونین نے اپنی کوششون کو برابر جاری رکھا تو یہ کوئی بڑی بات نہین کہ نسبت سال حال کے سال آئندہ مین اسکے اشاعت دوچند اور سہ چند ہو جائے۔

خریداران الاحسان کے خدمات مین نہایت ادب سے التماس کرچکا ہون اور پھر مکرر یاد دہانی کرتا ہون کہ پیشگی قیمت سالانہ اسی مہینہ کے اندر مرحمت ہونی چاہئے اور درصورت نہ ادا ہونیکی جلد ۲ کا نمبر اول یعنی جمادی الاولی کا رسالہ بصیغہ ویلیو پی بل حسب قاعدہ ارسال خدمت ہوگا جسکے قبول کرنے مین کوئی تامل اور تردد نفرمایا جاوے اور چونکہ دوسرے سال کا آغاز ہے لہذا اسکی کوشش بھی ایسے وقت مین بالکل مناسب ہوگی کہ جہانتک ممکن ہو خریدارونکے تعداد مین معقول اضافہ ہو ناظرین الاحسان پر پوشیدہ نہین کہ سال اول مین تصوف و احسان۔ اخلاق اسلامی نغمہ قدوسی۔ مراد مرید۔ کمالات امدادیہ علم ظاہر و باطن کے سلسلے کسقدر مفید ثابت ہوئے کمالات امدادیہ اسی سال اختتام کو پہونچ گئی اور ناظرین الاحسان کے ہاتھون مین ایک قیمتی کتاب آگئی آئندہ سال سے انشاء اللہ اسکی جگہ پر ایک نہایت مفید کتاب طریقۂ مولف کمالات امدادیہ کی ناظرین کے خدمت مین پیش کیجائیگی مراد مرید ابھی بہت باقی ہے۔ نغمہ قدوسی جیسے عالی پایگاہ کتاب جسکا سلسلہ اعلیٰ حضرت مولانا مولوی حافظ حکیم شاہ محمد حسین صاحب صابری چشتی محب اللٰہی الہ آبادی مدظلہ تعالیٰ کے حرمین شریفین تشریف لیجانیکی وجہ سے بند ہو گیا تھا اب پھر جاری ہوگا کیونکہ ہمارے حضرت زیارت حرمین شریفین سے بہرہ یاب ہو کر واپس آگئے لہذا ناظرین الاحسان مطمئن رہین انشاء اللہ العزیز نغمہ قدوسی کے فیض و برکت سے وہ بہت جلد بہرہ یاب ہونگے اور مدت کے بیتاب کو انتظار کے بعد حضرت مولانا کا ابر کرم پھر وہ اور خشک امیدون کو پھر سرسبز اور تروتازہ کردیگا کیونکہ یہ رسالہ درحقیقت حضور ہی کے حکم و اجازت سے جاری کیا گیا ہے نہین تو مجھ مین اتنی ہمت اور جرأت کہان سے آئی کہ ایسے عظیم الشان عظیم المرتبت کام کا بار اوٹھاتا اور مسکین ہوسے داشت کہ درکعبہ رسد دست برپائے کبوتر زدہ ناگاہ رسید

پھر کیسے ممکن ہے کہ الاحسان حضرت اقدس کے کلام فیض التیام سے محروم رہے۔ ناظرین الاحسان یقین جانین کہ اگر خادم الاحسان کو کبھی اسکا خطرہ بھی ہو گیا تو الاحسان کا پیمانۂ عمر لبریز ہو جائیگا مگر انشاء اللہ ایسا کبھی نہو گا۔

آپ بھی دعا کرین اور مین بھی دعا کرتا ہون کہ خداوند قادر مطلق الاحسان کو مقدسین با برکت کے طفیل حیات جاودانی

فقط [illegible] المعظم سنہ [illegible] شوال [illegible] محمد [illegible] خادم الاحسان -

قواعد ضروری رسالہ ہذا

۱۔ یہ رسالہ ہر اسلامی مہینہ مین ایکبار قصبہ کڑا ضلع الہ آباد سے شایع ہوا کریگا

۲۔ رسالکا حجم ۳۲ صفحہ سے کم نہوگا خط دچھپوائی وکاغذ وتقطیع کیلئے یہ نمونہ کافی ہے

۳۔ قیمت ہر حالت مین عہ دو روپیہ سالانہ پیشگی لیجائیگی مابعد کا کوئی حساب نہوگا

۴۔ تمام خط وکتابت وترسیل منی آرڈر وغیرہ بنام نہال احمد علوی حمیدی اڈیٹر ومالک رسالہ ہونا چاہیئے۔

۵۔ امور دریافت طلب کے لئے ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہیئے نہین تو جواب سے معذوری ہوگی اور بیرنگ خط وغیرہ واپس کردیئے جاینگے۔

۶۔ قابل ولائق مضامین نگار کی خدمات گرامی مین اور اخبارات اور رسالون کے معاوضہ مین یہ رسالہ مفت بھیجا جاویگا۔

۷۔ اس رسالہ مین ہمیشہ تصوف اور اخلاق اور اوسکے متعلقات پر مضامین مندرج ہونگے مثلاً تصوف کی تعریف اور اوسکے برکات وفوائد وضروریات ونتایج اور تاریخ اور شریعت سے تعلق واکابر صوفیہ کے حالات اور انکے قیمتی ملفوظات اور اسرار شریعت ومکارم اخلاق ومعائب اخلاقی وغیرہ وغیرہ۔

۸۔ یہ رسالہ جن بزرگون کی خدمت مین بلاقیمت وبلا طلب بھیجا جائیگا اونکے نام رسالہ کا جاری رہنا ادائے قیمت ومنظوری پر موقوف ہوگا۔

۹۔ جملہ مضامین ومراسلات صاف وواضح خط مین اور پتہ ونام کامل اور واضح ہونا چاہئیے تاکہ کوئی دقت وشکایت پیدا نہو

ملتمس

مالک واڈیٹر الاحسان